بسم اللہ الرحمن الرحیم

موضوع: سید اشرف جہانگیر سمنانی کی علمی، دینی اور روحانی خدمات کا تحقیقی جائزہ

زیرنگرانی: ڈاکٹر جلال الدین نوری صاحب
امیدوار: سید محمد اشرف جیلانی
شعبہ کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی
اکتوبر 2003

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Certificate

Certified that Syed Muhammad Ashraf Jilani has carried out research on the topic

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی علمی، ادبی، دینی اور روحانی خدمات کا تحقیقی جائزہ

under my supervision. His work is original and distinct. His desertation is worthy of presentation before the University of Karachi for award of Ph.d degree in Islamic learning.

Prof. Dr. Jalaluddin Ahmed Noori
Chairman Department of Islamic Learning
University of Karachi.

CHAIRMAN
Deptt. of Islamic Lear
University of Kara
Karachi.

فہرست

صفحہ نمبر

۱۔ مقدمہ ۱

۲۔ شجرہ نسب سید اشرف جہانگیر سمنانی ۹

باب اوّل

۳۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد کے سیاسی، مذہبی اور معاشرتی ماحول کا جائزہ۔

۴۔ فصل اوّل: آپ کا تاریخی، سیاسی اور خاندانی پس منظر، ولادت، وقت کے جید علماء سے تحصیل علم اور شہر سمنان کی تاریخی حیثیت۔ ۱۱

۵۔ سلطنت نوربخشیہ ۱۱

۶۔ ایک شبہ کا ازالہ ۱۵

۷۔ والد محترم ۱۷

۸۔ والدہ محترمہ ۲۰

۹۔ تحقیق سن ولادت ووفات ۲۴

۱۰۔ تحصیل علم ۳۴

۱۱۔ سمنان کا نقشہ ۳۸

۱۲۔ سمنان کا محل وقوع ۳۹

۱۳۔ شہر سمنان کی تاریخی حیثیت ۴۱

۱۴۔ فصل دوم: سید اشرف جہانگیر سمنانی بحیثیت ایک حکمراں و سپہ سالار اور آپ کے عہد کا مذہبی سیاسی اور معاشرتی ماحول۔ ۴۳

۱۵۔ بحیثیت ایک عادل حکمراں ۴۳

۱۶۔ بحیثیت سپہ سالار ۴۶

۱۷۔ آپ کے عہد کا مذہبی ماحول ۴۸
۱۸۔ آپ کے عہد کا سیاسی ماحول ۴۹
۱۹۔ آپ کے عہد کا معاشرتی ماحول ۵۰

"باب دوم"

ترک سلطنت اور تبلیغی خدمات

۲۰۔ **فصل اوّل**: ترک سلطنت، آغاز سیاحت، جلیل القدر مشائخ سے ملاقات اور کسب فیض ۵۳
۲۱۔ ترک سلطنت کے وقت عمر ۵۶
۲۲۔ آغاز سیاحت ۵۸
۲۳۔ ہندوستان میں ورود ۶۱
۲۴۔ ایک شبہ کا ازالہ ۶۴
۲۵۔ بنگال میں آمد ۶۸
۲۶۔ حضرت شیخ علاؤالدین گنج نبات ۶۸
۲۷۔ پیرومرشد کی خدمت ۷۰
۲۸۔ روحانی تربیت ۷۴
۲۹۔ شجرہ طریقت سید اشرف جہانگیر سمنانی ۷۶
۳۰۔ مرشد کا احترام ۷۸
۳۱۔ مرشد کی کرم نوازی ۷۹
۳۲۔ ایک شبہ کا ازالہ ۷۹
۳۳۔ لقب جہانگیر ۸۰
۳۴۔ فصل دوم: تبلیغ و اصلاح اور احیاء شریعت ۸۳
۳۵۔ طریقہ تبلیغ ۸۵

۳۶۔ جونپور آمد ۸۶

۳۷۔ اعظم گڑھ کا سفر اور علماء سے علمی مباحثہ ۸۹

۳۸۔ لعنت فسقی ۹۱

۳۹۔ کچھوچھہ شریف آمد ۹۲

۴۰۔ احیاء شریعت ۹۵

"باب سوم"

علمی خدمات اور معاصرین

۴۱۔ **فصل اوّل:** ہم عصر علماء وصوفیاء سے تعلق اور ان کے حالات وواقعات

۴۲۔ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہ ۱۰۱

۴۳۔ علاؤ الدولہ سمنانی اور نظریہ وحدت الوجود ۱۰۴

۴۴۔ وصال مبارک ۱۰۵

۴۵۔ حضرت شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی قدس سرہ ۱۰۶

۴۶۔ حضرت خواجہ سید محمد گیسودراز قدس سرہ ۱۰۸

۴۷۔ حضرت امام عبداللہ یافعی قدس سرہ ۱۱۴

۴۸۔ کتب ، وصال مبارک ۱۱۷

۴۹۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۸

۵۰۔ حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۳

۵۱۔ ولادت باسعادت ۱۲۴

۵۲۔ تعلیم وتربیت ۱۲۵

۵۳۔ وصال مبارک ۱۳۲

۵۴۔ حضرت خلیل اتا رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲

۵۵۔ وصال مبارک ۱۳۵
۵۶۔ حضرت میر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ ۱۳۵
۵۷۔ کشمیر میں تبلیغ اسلام ۱۳۷
۵۸۔ تصانیف: وصال مبارک ۱۳۸
۵۹۔ حضرت نعمت اللہ ولی قدس سرہ ۱۳۹
۶۰۔ کتب: وصال مبارک ۱۴۱
۶۱۔ حضرت میر صدر جہاں رحمتہ اللہ علیہ ۱۴۱
۶۲۔ بیعت کا واقعہ ۱۴۲
۶۳۔ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ ۱۴۳
۶۴۔ وصال مبارک ۱۴۶
۶۵۔ حضرت شیخ قوام الدین چشتی قدس سرہ ۱۴۶
۶۶۔ حضرت خواجہ احمد قطب الدین چشتی قدس سرہ ۱۴۸
۶۷۔ حضرت شیخ بدیع الدین مدار قدس سرہ ۱۴۹
۶۸۔ وصال مبارک ۱۵۱
۶۹۔ حضرت سید جمال الدین خورد سکندر پوری قدس سرہ ۱۵۲
۷۰۔ حضرت شیخ قثیم قدس سرہ ۱۵۴
۷۱۔ حضرت خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ ۱۵۶
۷۲۔ وصال مبارک ۱۵۷
۷۳۔ حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی قدس سرہ ۱۵۸
۷۴۔ وصال مبارک ۱۶۰
۷۵۔ حضرت شیخ اسماعیل سمنانی قدس سرہ ۱۶۰
۷۶۔ حضرت نورالدین ابن اسدالدین قدس سرہ ۱۶۱

۷۷۔ حضرت سید جعفر بہرائچی قدس سرہ ۱۶۱

۷۸۔ حضرت شیخ صالح سمرقندی قدس سرہ ۱۶۲

۷۹۔ حضرت میر سید یداللہ قدس سرہ ۱۶۳

۸۰۔ حضرت شیخ نورالحق پنڈوی قدس سرہ ۱۶۴

۸۱۔ حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ ۱۶۵

۸۲۔ حضرت شیخ ابوالرضا بابا رتن ؓ ۱۶۷

۸۳۔ حضرت علامہ نجم الدین قدس سرہ ابن صاحب ہدایہ ۱۶۸

۸۴۔ حضرت شیخ صفی الدین ردولوی قدس سرہ ۱۶۹

۸۵۔ حضرت برہان الدین محمد بن التقی قدس سرہ ۱۷۲

۸۶۔ فصل دوم: تصانیف علمی وادبی خدمات ۱۷۳

۸۷۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ترجمہ قرآن کی سورہ فاتحہ کا عکس ۱۷۵

۸۸۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ترجمہ قرآن کے سب ٹائٹل کا عکس ۱۷۶

۸۹۔ قرآن کریم کا ترجمہ ۱۷۷

۹۰۔ لطائف اشرفی ۱۷۹

۹۱۔ لطائف اشرفی کے قدیمی نسخہ کا عکس ۱۸۰

۹۲۔ لطائف اشرفی کے قدیمی فارسی نسخہ کے پہلے صفحہ عکس ۱۸۱

۹۳۔ لطائف اشرفی اہل علم کی نظر میں ۱۸۲

۹۴۔ لطائف اشرفی کے تراجم ۱۸۴

۹۵۔ مکتوبات اشرفی ۱۸۹

۹۶۔ مکتوبات اشرفی کے تراجم ۱۹۳

۹۷۔ تحقیقات عشق ۱۹۶

۹۸۔ فتاویٰ اشرفیہ ۱۹۷

۹۹۔ بشارت المریدین ۱۹۷
۱۰۰۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے رسالہ قبریہ کے ٹائٹل کا عکس ۱۹۸
۱۰۱۔ شرح ہدایہ ۲۰۱
۱۰۲۔ نحو اشرفیہ ۲۰۱
۱۰۳۔ شرح عوارف ۲۰۲
۱۰۴۔ شرح فصوص الحکم ۲۰۲
۱۰۵۔ اخلاق و تصوف ۲۰۲
۱۰۶۔ اشرف الانساب ۲۰۵
۱۰۷۔ قواعد العقائد ۲۰۵
۱۰۸۔ حجۃ الذاکرین ۲۰۵
۱۰۹۔ رسالہ در مناقب خلفائے راشدین ۲۰۵
۱۱۰۔ دیوان اشرف ۲۰۶

”باب چہارم“

اخلاف کی دینی و تبلیغی خدمات

۱۱۱۔ شجرہ نسب سید عبدالرزاق نور العین ۲۰۸
۱۱۲۔ فصل اوّل : سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد اور خلفاء کی تبلیغی خدمات ۲۱۰
۱۱۳۔ سید عبدالرزاق نور العین ۲۱۰
۱۱۴۔ تعلیم و تربیت ۲۱۲
۱۱۵۔ نور العین کا لقب ۲۱۴
۱۱۶۔ شیخ الاسلام کا لقب ۲۱۴
۱۱۷۔ نور العین سے محبت ۲۱۵

۱۱۸۔ فنافی الشیخ ۲۱۷

۱۱۹۔ نورالعین کی شادی اور اولاد ۲۱۸

۱۲۰۔ وصال ۲۲۰

۱۲۱۔ سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی ۲۲۳

۱۲۲۔ سیاحت اور تبلیغ دین ۲۲۳

۱۲۳۔ جامعہ اشرفیہ کا قیام ۲۲۴

۱۲۴۔ خانقاہ حسینیہ سرکار کلاں کی تعمیر ۲۲۶

۱۲۵۔ صاحبزادگان ۲۲۶

۱۲۶۔ سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی ۲۲۸

۱۲۷۔ خلفاء ۲۲۸

۱۲۸۔ وصال ۲۲۹

۱۲۹۔ سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی ۲۲۹

۱۳۰۔ خطابت ۲۳۰

۱۳۱۔ علمی وادبی خدمات ۲۳۰

۱۳۲۔ ادبی ذوق ۲۳۲

۱۳۳۔ جانشین ۲۳۲

۱۳۴۔ علامہ سید محمد اشرفی الجیلانی محدث کچھوچھوی ۲۳۲

۱۳۵۔ درس وتدریس ۲۳۳

۱۳۶۔ تحریک پاکستان میں کردار ۲۳۴

۱۳۷۔ خطابت ۲۳۴

۱۳۸۔ تصنیف وتالیف ۲۳۵

۱۳۹۔ صاحبزادگان ۲۳۷

۱۴۰۔ ابومخدوم سید محمد طاہر اشرفی الجیلانی ۲۳۵
۱۴۱۔ ریاضت ومجاہدہ ۲۳۸
۱۴۲۔ اشرفی میاں سے شرف بیعت ۲۳۸
۱۴۳۔ سیاحت اور تبلیغ دین ۲۳۹
۱۴۴۔ معمولات پر استقامت ۲۴۰
۱۴۵۔ تحریک پاکستان میں کردار ۲۴۰
۱۴۶۔ صاحبزادگان ۲۴۱
۱۴۷۔ ابومحمد سید احمد اشرف جیلانی ۲۴۱
۱۴۸۔ دینی وروحانی اور تبلیغی خدمات ۲۴۲
۱۴۹۔ ماہنامہ الاشرف کا اجراء ۲۴۳
۱۵۰۔ سمنانی فاؤنڈیشن اسکول کا قیام ۲۴۳
۱۵۱۔ روحانی تربیت کے پروگرام ۲۴۳
۱۵۲۔ خلفاء ۲۴۵
۱۵۳۔ تصنیف وتالیف ۲۴۶
۱۵۴۔ مولانا سید نعیم اشرف اشرفی الجیلانی ۲۴۷
۱۵۵۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلفاء ۲۴۸
۱۵۶۔ شیخ نظام الدین یمنی ۲۴۸
۱۵۷۔ شیخ کبیر ۲۴۹
۱۵۸۔ شیخ محمد عرف دریتیم ۲۵۰
۱۵۹۔ شیخ صفی الدین ردولوی ۲۵۱
۱۶۰۔ شیخ شمس الدین بن نظام الدین صدیقی اودھی ۲۵۳
۱۶۱۔ شیخ خیرالدین سدھوری ۲۵۵

۱۶۲۔ شیخ معروف ۲۵۶
۱۶۳۔ شیخ سلیمان محدث ۲۵۶
۱۶۴۔ شیخ رکن الدین وقیام الدین شاہباز ۲۵۷
۱۶۵۔ قاضی حجت ۲۵۷
۱۶۶۔ شیخ ابوالمکارم ہروی ۲۵۸
۱۶۷۔ شیخ اصیل الدین جرہ باز ۲۵۹
۱۶۸۔ شیخ سماء الدین ردولوی ۲۵۹
۱۶۹۔ قاضی محمد سدھوری ۲۶۰
۱۷۰۔ سید عثمان ۲۶۲
۱۷۱۔ شیخ ابوالمظفر محمد لکھنوی ۲۶۲
۱۷۲۔ شیخ عارف مکرانی ۲۶۲
۱۷۳۔ شیخ جمیل الدین ۲۶۳
۱۷۴۔ مولانا غلام الدین جائسی ۲۶۳
۱۷۵۔ سید عبدالوہاب ۲۶۵
۱۷۶۔ جمشید بیگ ۲۶۶
۱۷۷۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی ۲۶۷
۱۷۸۔ شیخ کمال جائسی ۲۷۰
۱۷۹۔ شیخ حاجی فخرالدین ۲۷۰
۱۸۰۔ شیخ داؤد ۲۷۱
۱۸۱۔ قاضی رکن الدین ۲۷۱
۱۸۲۔ شیخ نورالدین ۲۷۱
۱۸۳۔ شیخ الاسلام گجراتی ۲۷۲

۱۸۴۔ شیخ مبارک ۲۷۳
۱۸۵۔ شیخ حسین ۲۷۳
۱۸۶۔ شیخ محمود کنتوری ۲۷۴
۱۸۷۔ شیخ عبداللہ صدیقی بنارسی ۲۷۵
۱۸۸۔ شیخ صفی الدین مسند عالی صیف خان ۲۷۵
۱۸۹۔ **فصل دوم: سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ملفوظات وتعلیمات** ۲۷۷
۱۹۰۔ اختیار کیا ہے ۲۷۹
۱۹۱۔ حیرت کی تعریف اور اس کی اقسام ۲۸۱
۱۹۲۔ علم کیا ہے ۲۸۲
۱۹۳۔ علم فقہ کا جاننا ضروری ۲۸۴
۱۹۴۔ ظاہر و باطن کو سنوارنا ۲۸۴
۱۹۵۔ صالحین کا ذکر ۲۸۵
۱۹۶۔ صحبت اولیاء ۲۸۵
۱۹۷۔ اولیائے کرام کے کلمات ۲۸۷
۱۹۸۔ مشاہدہ کی دولت ۲۸۸
۱۹۹۔ علم توحید ۲۸۹
۲۰۰۔ ولایت کیا ہے ۲۹۰
۲۰۱۔ ولایت عامہ ۲۹۰
۲۰۲۔ ولایت خاصہ ۲۹۱
۲۰۳۔ ولی کی شرائط ۲۹۱
۲۰۴۔ اولیاء اللہ کی رضا پر راضی ہیں ۲۹۲
۲۰۵۔ ضرورت شیخ ۲۹۲

۲۰۶۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ۲۹۳
۲۰۷۔ صوفی کی تعریف ۲۹۶
۲۰۸۔ صوفیاء کی مختلف قسمیں ۲۹۶
۲۰۹۔ متصوف ۲۹۷
۲۱۰۔ ملامتی اور صوفی کے درمیان فرق ۲۹۹
۲۱۱۔ طالبین آخرت کے چار گروہ ۳۰۰
۲۱۲۔ فقرا کی تعریف ۳۰۰
۲۱۳۔ فقیر کی تین علامتیں ۳۰۱
۲۱۴۔ فقر غنا سے افضل ہے ۳۰۳
۲۱۵۔ ادب ہی تصوف ہے ۳۰۴
۲۱۶۔ صوفی کی وجہ تسمیہ ۳۰۵

’’باب پنجم‘‘

خلاصہ اور نتائج

خلاصہ اور نتائج ۳۰۸

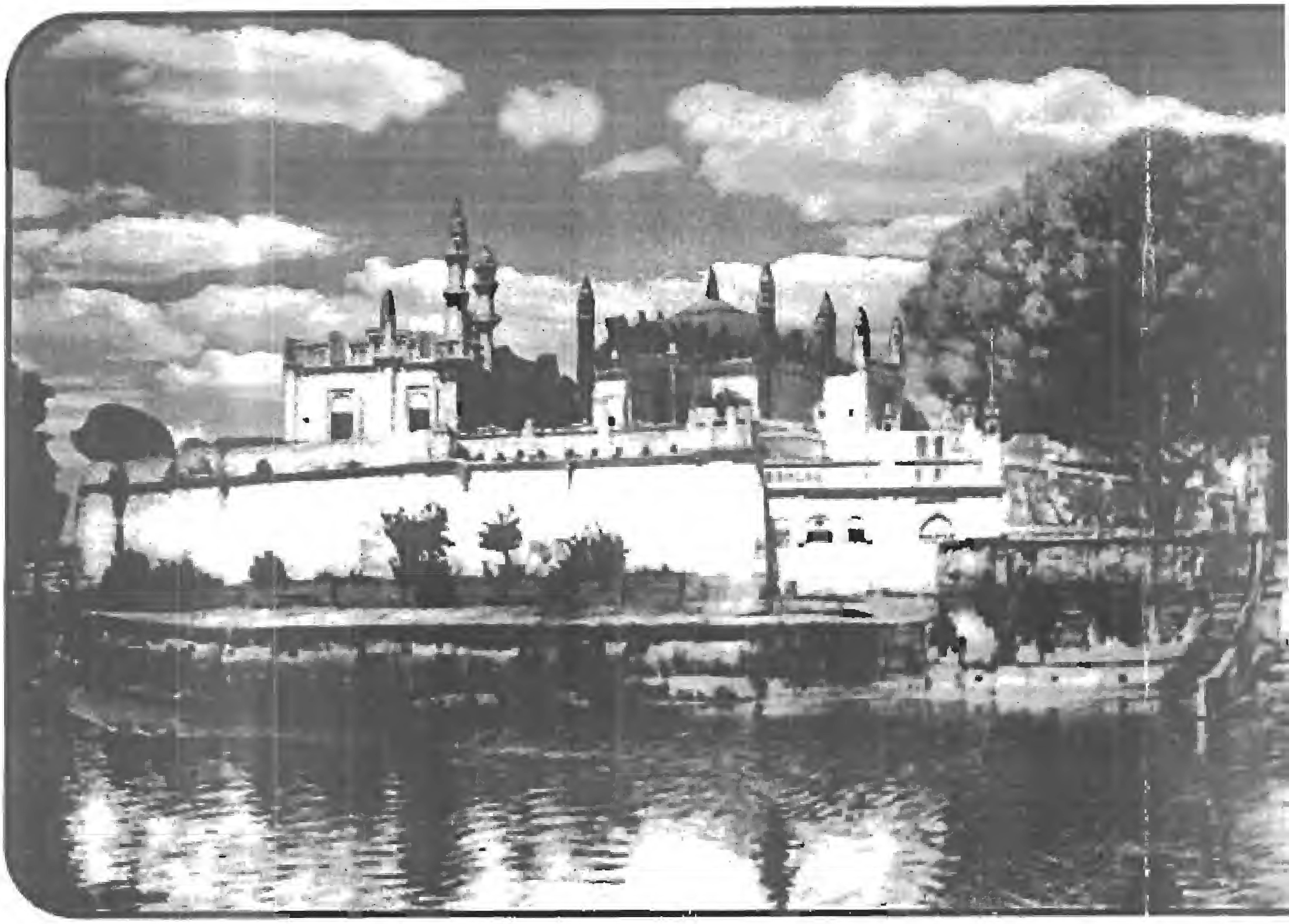

مزار مبارک سید اشرف جہانگیر سمنانی

بسم الله الرحمن الرحيم

باب اوّل

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد کے سیاسی، مذہبی اور معاشرتی ماحول کا جائزہ ۰

مقدمہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان میں تین چیزیں رکھی ہیں جسم، روح اور عقل جسم وروح تو لازم وملزوم ہیں لیکن ان کے ساتھ عقل اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر انسان صحیح معنوں میں انسانیت کے مقام ومرتبے کو نہیں پاسکتا عقل وشعور اس لئے عطا کیا گیا کہ انسان اس کے ذریعے جسم وروح کی اصلاح اور صحت و تندرستی کا اہتمام کرے انسان نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل وشعور کو استعمال تو ضرور کیا لیکن اس کی تمام تر توجہ جسم پر رہی جسمانی بیماریاں ان کے علاج اور جسم کو تندرست وتوانا رکھنے کے لئے اس نے مختلف دوائیں اور غذائیں ایجاد کیں لیکن روح کی صحت وتندرستی کا کوئی اہتمام نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جسم تو تندرست و توانا رہا لیکن روح کمزور ہوگئی اور روح کے کمزور ہونے کی وجہ سے انسان روحانیت سے دور اور مادیت کے قریب ہوگیا اس نے تحقیق وتجربات کے ذریعے نئی نئی ایجادات کیں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں اور مادیت میں ہی گم ہوکر رہ گیا۔ دوسری طرف اہل علم نے عقل پر توجہ دی اور عقل کی تعلیم وتربیت کے لئے کالج اور یونیورسٹیاں قائم کیں اور آج بھی یورپ وامریکہ اور ان کے علاوہ جہاں بھی کالج یونیورسٹیاں قائم ہیں وہاں عقل سے متعلق ہی علوم وفنون پڑھائے جاتے ہیں اور ان کی تعلیم دیجاتی ہے لیکن روح کی صحت و تندرستی اور روحانیت کی تعلیم کا وہاں کوئی اہتمام نہیں ہے غرض یہ کہ ہر ایک نے صرف جسم اور عقل پر توجہ دی اور روح کو پس پشت ڈال دیا حالانکہ روح باقی رہنے والی شے ہے جبکہ جسم فانی ہے روح کیا ہے اس کے متعلق جب یہود نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ’’قل الروح من امر ربی‘‘ (پارہ ۱۵ ر:۱۰ آیت ۵۸) ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔ علامہ پیر کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن میں فرماتے ہیں ’’بہر حال یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس کی خلش ہر غور وفکر کرنے والا اپنے دل ودماغ میں محسوس کرتا تھا چنانچہ ہر زمانے کے فلسفیوں نے اس معمہ کو حل کرنے کی انتہائی کوشش کی لیکن ہر کوشش نے اسے پیچیدہ سے پیچیدہ تر بنادیا یہی سوال جب بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا تو زبان قدرت نے اس کا یہ مختصر لیکن جامع جواب دے کر تمام اوہام وشکوک کا دروزاہ بند کردیا’’ الرّوح مِنْ امر ربی ‘‘ یعنی روح میرے رب کا امر ہے۔ [۱]

---

[۱] پیر کرم شاہ الازھری۔ ضیاء القرآن جلد دوم پارہ ۱۵ ناشر: ضیاء القرآن پبلیکیشنز کراچی۔ صفحہ ۶۷۱۔

امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ ''کہ روح ایک جسم لطیف کا نام ہے جس کا منبع جسمانی قلب کا خلاء ہے اپنے اس مرکز سے روح رگوں اور شریانوں کے ذریعے تمام اعضاء بدن میں پھیلتی ہے روح کا بدن میں پھیلنا اور اعضاء بدن کو زندگی کی روشنی اور حواس خمسہ کو حس کی صلاحیت دینا ایسا ہے جیسے کسی گھر میں چراغ رکھ دیا جائے اور اس کے چاروں طرف اجالا ہو جائے اس تمثیل سے ثابت ہوا کہ روح کی حیثیت چراغ کی ہے اور حیات بمنزلہ نور کے ہے اور روح کا بدن میں جاری وساری ہونا ایسا ہے جیسے چراغ کی روشنی اطراف میں پھیلتی اور سرایت کرتی ہے۔[1]

حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ مکتوبات صدی میں فرماتے ہیں۔'' روح کے متعلق لوگوں میں اختلاف ہے ایک گروہ اس کو جسم اور دوسرا جوہر کہتا ہے۔کوئی عرض کوئی قدیم۔کوئی حادث سمجھتا ہے مذھب ترسا اور بعض فلاسفہ کے یہاں قدیم ہے لیکن سنت والجماعت کا یہ مذہب اور عقیدہ ہے کہ ہم اسے صرف روح کہیں ماہیت وکیفیت کے متعلق اپنی زبان سے کچھ نہ کہیں۔ [2]

علامہ حافظ ابن قیم اپنی کتاب ''کتاب الروح'' میں لکھتے ہیں روح کی بھی شکل وصورت ہے اور بدن سے مل کر حسی صورت اختیار کر لیتی ہے جس سے انسان باہم ممتاز ہو جاتا ہے کیونکہ بدن کی طرح روح بھی متاثر و منفصل ہوتی ہے اور جسم پاکیزہ یا گندی روح سے پاکیزگی یا آلودگی حاصل کرتا ہے لہٰذا بدن اور روح میں جس قدر ربط وتناسب اور تاثیر وانفعال ہے ایسا کسی جوڑے میں نہیں اسی طرح جدا ہونے کے وقت اس سے کہا جاتا ہے کہ اے پاکیزہ روح جو پاکیزہ جسم میں ہے اور اے آلودہ روح جو گندے جسم میں ہے نکل آ۔ [3]

روح کے متعلق ہم نے اکابرامت کی جو آراء پیش کی ہیں ان میں ہر ایک نے اپنے نظریئے کے مطابق روح کی تعریف کی ہے کسی نے اسے چراغ کی روشنی قرار دیا کسی نے اس کی شکل وصورت بھی تسلیم کی اور کسی نے اس کی حقیقت و ماہیت کے بغیر صرف روح کہنے پر اکتفا کیا لیکن جو چیز ہمیں ان سب میں مشترک نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی نے اس کے وجود کا انکار نہیں کیا اور نا ہی اسے بے حقیقت

---

[1] امام ابوحامد محمد غزالی ۔ احیاء العلوم الدین مترجم مولانا ندیم الواجدی ۔ ناشر دارالاشاعت اردو بازار کراچی ۔ صفحہ ۷۱ ۔

[2] شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری ۔ مکتوبات صدی ۔ مترجم سید شاہ نجم الدین احمد فردوسی ۔ ناشر ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی صفحہ ۲۸۵ ۔

[3] علامہ حافظ ابن قیم ۔ کتاب الروح مترجم مولانا ندیم الواجدی ۔ ناشر دارالاشاعت اردو بازار کراچی ۔ صفحہ ۷۱

کہا جس سے پتہ چلا کہ روح کی حقیقت ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا سب جانتے ہیں کہ روح کی طاقت جسمانی طاقت سے بہت زیادہ ہے اور جب روح تندرست وتوانا ہوتو اس کی قوت وطاقت میں اضافہ ہو جاتا ہے اسی کو دوسرے الفاظ میں روحانیت کہتے ہیں جب انسان روح پر توجہ دیتا ہے اور اسے روحانی غذا مہیا کرتا ہے تو اس کی روح تندرست وتوانا ہو جاتی ہے اور اس کے اندر روحانیت پیدا ہو جاتی ہے اسی عالم رنگ و بو میں اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی تھے جنہوں نے صرف روح پر توجہ دی جسم کی صحت وتندرستی سے زیادہ روح کی صحت وتندرستی کو مدنظر رکھا انہوں نے جسمانی غذائیں تو ضرور کھائیں لیکن صرف اس لئے کہ جسم زندہ رہے جبکہ روح کی صحت کا مکمل اہتمام کیا اور نماز، روزہ، نوافل اور کثرت ذکر الٰہی سے اپنی روح کو تر وتازہ رکھا روحانی غذا ملنے سے روح کو سکون حاصل ہوا آج پوری دنیا میں جو بے چینی و بے اقراری پائی جاتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ روح کو اس کی غذا میسر نہیں اور نا ہی اس کا کوئی اہتمام ہے روحانیت اسلام کے مصنف لکھتے ہیں۔ ''اس کی وجہ یہ ہے کہ نہ مادیت میں روح کی غذا موجود ہے نہ لادینیت میں انسان مجموعہ ہے جسم اور روح کا جسم کا تعلق مادی دنیا سے ہے اور اس کی غذا بھی مادی ہے روح عالم قدس کی چیز ہے اور اس کی غذا روحانی ہے یعنی خالق کائنات کی محبت اس کی معرفت اور قرب وغیرہ روح کی غذا ہے جس طرح انسان کا جسم مادی غذا نہ ملنے کی وجہ سے بے چین ہو جاتا ہے اسی طرح روح کو بھی روحانی غذا نہ ملنے سے بے چینی اور بے قراری لاحق ہو جاتی ہے'' [۱]

معلوم ہوا کہ روح کو سکون روحانی غذا سے ہی مل سکتا ہے اس کے علاوہ کوئی چیز اسے چین وسکون نہیں پہنچا سکتی جن لوگوں نے روح پر توجہ دی اور اس کی روحانی غذا کا خیال رکھا بلکہ اس کا اہتمام کیا انہیں اولیاء اللہ کہا گیا یہی وہ نفوس قدسیہ تھے جنہوں نے اپنے علم وعمل سے روحانیت میں اعلیٰ مقام حاصل کیا اللہ تعالیٰ کے ان ہی نیک بندوں میں سے ایک سید اشرف جہانگیر سمنانی تھے جنہوں نے بادشاہت کو ترک کر کے فقیری اختیار کی سخت ریاضت ومجاہدے کئے اور پھر اپنے علم وروحانیت کے ذریعے تبلیغ دین کا فریضہ ادا کیا دائرہ معارف اسلامیہ میں لکھا ہے۔ ''سید اشرف جہانگیر سمنانی بن سید محمد ابراہیم ۶۸۸ھ/۱۲۸۹ء میں بمقام سمنان (خراسان) جو ان کے والد کے زیر حکومت تھا پیدا ہوئے ان کی والدہ خدیجہ احمد یسوی کی بیٹی

---

[۱] کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری۔ روحانیت اسلام، ناشر: ناشران وتاجران کتب غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور صفحہ ۱۷۔

تھیں وہ قرآن مجید کی ساتوں قراتوں کے حافظ تھے اور انہوں نے اپنی تعلیم چودہ سال کی عمر میں ختم کر لی تھی تصوف سے شغف انہیں کشاں کشاں علاؤ الدولہ سمنانی کی خدمت میں لے گیا جو اپنے وقت کے مشہور صوفی تھے. نہی کی خدمت میں وہ اکثر حاضر رہتے تھے اپنے والد کی وفات پر وہ ریاست کے وارث ہوئے مگر تھوڑے ہی دنوں بعد اپنے بھائی محمد کو تخت سپرد کر کے سلطنت سے دست بردار ہو گئے اور ہندوستان کی طرف چل پڑے جس کی انہیں ایک خواب میں ہدایت کی گئی تھی ماوراء النہر سے ہوتے ہوئے وہ بخارا اور سمرقند گئے وہاں سے اوچ پہنچے جہاں ان کی ملاقات جلال الدین بخاری سے ہوئی جو جہانیاں جہاں گشت کے لقب سے معروف ہیں مسلسل اور دور دراز سفر کے بعد جس کے دوران وہ دہلی، سندھ و گنگا کے میدانی علاقے اور بنگال و بہار (بشمول سنار گاؤں جو ڈھاکہ کے نواح میں ہے) بھی گئے انجام کار دہ روح آباد (کچھوچھہ شریف کا پرانا نام) فیض آباد سے ۵۳ میل پر ایک گاؤں میں مقیم ہو گئے کچھوچھہ شریف میں سکونت اختیار کرنے کے کچھ دن بعد وہ پھر روئے زمین کی سیر و سیاحت کو نکلے اس مرتبہ وہ مکہ معظمہ پھر مدینہ منورہ، کربلا، نجف اشرف، ترکی، دمشق، بغداد، کاشان، سمنان مشہد وغیرہ سے ہوتے ہوئے براستہ ملتان و دہلی روح آباد پہنچے انجام کار انہوں نے وہیں ۲۷ محرم الحرام ۸۰۸ھ / جولائی ۱۴۰۵ء میں وفات پائی اور اپنی ہی خانقاہ میں سپرد خاک کئے گئے۔ [1]

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی صحیح تاریخ وفات ۲۸ محرم الحرام اور سن ۸۳۲ھ ہے آپ ایک علمی و روحانی شخصیت تھے آپ نے تحریر و تقریر کے ذریعے دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں بڑا اہم کردار ادا کیا اور وصال کے بعد قیمتی کتب کا علمی ذخیرہ چھوڑا جو عربی فارسی اور اردو میں ہیں آپ کی زیادہ تر کتب فارسی میں ہیں کیونکہ اس زمانے میں یہی زبان رائج تھی آپ کی جن کتابوں کے ترجمے ہو چکے ہیں ان میں لطائف اشرفی، مکتوبات اشرفی، تحقیقات عشق، حجتہ الذاکرین، اور رسالہ قبریہ شامل ہیں جبکہ ترجمہ قرآن جو آپ نے اپنے دور سلطنت ۷۲۷ھ میں کیا تھا اس کا اردو میں ترجمہ ہو رہا ہے اردو میں آپ کا ایک رسالہ ''اخلاق و تصوف'' بھی تھا محققین کی تحقیق کے مطابق یہی رسالہ اردو نثر کا پہلا رسالہ ہے پروفیسر حامد حسن قادری اپنی کتاب ''داستان تاریخ اردو'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''اب تک ارباب تحقیق متفق الرائے تھے کہ شمالی ہند

---

[1] اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد۲۔ ناشر: دانش گاہ: پنجاب لاہور صفحہ۷۸۸تا۷۸۹۔

میں اٹھارہویں صدی عیسوی (بارہویں صدی ہجری) سے پہلے تصنیف وتالیف ونثر کا کوئی وجود نہ تھا یہ فخر دکن کو حاصل ہے کہ وہاں شمالی ہند سے چار سو برس پہلے اردو کی تصانیف کا آغاز ہوا اب سید اشرف جہانگیر سمنانی کے رسالہ تصوف کی دریافت سے وہ نظریہ باطل ہوگیا اور ثابت ہوگیا کہ دکن میں اردو زبان کی بنیاد پڑنے سے پہلے شمالی ہند میں امیر خسرو اور سید اشرف جہانگیر سمنانی نے نظم ونثر کی بنیاد ڈالی۔[1]

ان تمام شواہد سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی صرف ایک روحانی شخصیت ہی نہیں تھے بلکہ علمی وادبی میدان میں بھی منفرد مقام رکھتے تھے آپ نے جس طرح تبلیغ اسلام کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا وہاں علمی وادبی لحاظ سے بھی عظیم خدمات انجام دیں اور تاریخ کا ایک حصہ بن گئے لیکن افسوس کہ اتنا عرصہ گذرنے کے بعد بھی اس عظیم شخصیت پر وہ تحقیقی کام نہ ہوسکا جو ہونا چاہیئے تھا اگرچہ مختلف ادوار میں مختلف حضرات نے آپ کی سیرت پر لکھا لیکن صرف کشف وکرامات پر ہی اکتفا کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ آپ کو صرف ایک ولی کامل کی حیثیت سے جانتے ہیں ضرورت اس بات کی تھی کہ آپ کی حیات وتعلیمات پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا جائے جو آپ کی علمی وادبی دینی وروحانی اور تبلیغی خدمات کا احاطہ کرسکے راقم کا کیونکہ نسبی تعلق سید اشرف جہانگیر سمنانی سے ہے اس لئے یہ مجھ پر ایک قرض تھا جس کو ادا کرنے کی سعی کی ہے مقالہ لکھنے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ اب تک پاکستان میں سید اشرف جہانگیر سمنانی پر تحقیقی کام نہیں ہوا تھا اس لئے راقم نے اس اہم کام کا بیڑا اٹھایا اور اس سلسلے میں سب سے پہلے اپنے محترم بزرگ حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے حسب عادت بزرگانہ شفقت ومہربانی فرماتے ہوئے میری رہنمائی فرمائی پھر وقتاً فوقتاً ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور وہ اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہے پھر ایک روز کراچی یونیورسٹی میں محترم ڈاکٹر جلال الدین نوری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اپنے کام کے متعلق بات کی موصوف نے بڑی حوصلہ افزائی فرمائی اور مقالے کی نگرانی قبول کرلی پھر ان کی محبت وشفقت اور پرخلوص رہنمائی اس تحقیقی مقالے کی تکمیل تک میرے ساتھ رہی جس کی وجہ سے یہ مشکل ترین کام مکمل ہوسکا یہاں بڑی ناانصافی ہوگی اگر پروفیسر رئیس احمد صاحب، ڈاکٹر عبدالرشید صاحب اور ڈاکٹر سید محبوب شاہ صاحب کا شکریہ ادا نہ

---

[1] پروفیسر حامد حسن قادری۔ داستان تاریخ اردو۔ ناشر۔ اردو اکیڈمی سندھ۔ صفحہ ۲۴۔

کیا جائے کیونکہ ان تینوں حضرات نے بھی اس سلسلے میں میری بڑی مدد کی اور ان کا تعاون قدم قدم پر میرے ساتھ رہا رجسٹریشن کے بعد تحقیقی مقالے کے لئے مواد جمع کرنے میں جو مشکل مراحل پیش آتے ہیں ان سے مجھے بھی گذرنا پڑا لیکن اکثر کتب مجھے گھر ہی میں دستیاب ہوگئیں کیونکہ راقم کے والد محترم شیخ طریقت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی خود ایک علمی وروحانی شخصیت ہیں آپ نے اپنا کتب خانہ میرے حوالے کردیا جس کی وجہ سے مجھے کتب کی تلاش میں دربدر پھرنا نہیں پڑا ١٩٩٦ء میں جب عرس کے موقعہ پر کچھوچھہ شریف حاضر ہوا تو وہاں سے بھی کتب لایا تھا جن سے بڑی مدد ملی الحمدللہ مذکورہ تمام حضرات کے تعاون اور میرے والد محترم کی دعاؤں سے اور خصوصاً سید اشرف جہانگیر سمنانی کے روحانی تصرفات سے یہ مقالہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

زیر نظر مقالے میں مستند حوالوں سے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی حیات وتعلیمات اور خدمات کو پیش کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ وہ ایک عظیم انسان تھے جو خوبیاں ایک مصلح قوم میں ہونی چاہیئے وہ سب ان کی شخصیت میں موجود تھیں۔

اس مقالے کے ذریعے یہ بھی معلوم ہوگا کہ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں جو بزرگان دین گذرے ہیں انہوں نے کیا کام کئے کیونکہ ہم نے اس میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں جن علماء و مشائخ کا ذکر کیا ہے ان کے حالات اور علمی کارنامے بھی بیان کئے ہیں اور ان کی تعلیمات وملفوظات کا بھی تذکرہ کیا ہے نیز یہ کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا جو تعلق ان کے ساتھ رہا وہ بھی لکھا ہے۔

اس مقالے میں ہم نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد اور ان کی تبلیغی وروحانی خدمات کا ذکر کیا ہے کیونکہ خانوادہ اشرفیہ ایک علمی وروحانی خانوادہ ہے اس خاندان کے افراد ہمیشہ ہی سے علم وروحانیت میں یگانہ رہے اور خدمات انجام دیتے رہے ہم نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے فرزند معنوی اور خلیفہ برحق سید عبدالرزاق نورالعین کی اولاد میں خاص خاص شخصیتوں کا ذکر کیا ہے اور ان کی خدمات کا جائزہ لیا ہے عصر حاضر میں آپ کی اولاد میں جو لوگ اس سلسلے کی خانقاہوں کے سجادہ نشین ہیں ان کے حالات وخدمات کو بھی بیان کیا ہے جس سے یہ بات واضح ہوجائے گی کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے جو رشد وہدایت اور تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا تھا وہ آج بھی ان کی اولاد میں جاری ہے مقالہ لکھنے کا مقصد یہ بھی تھا کہ اس مقالے

کے ذریعے بزرگان دین کی تعلیمات وافکار خصوصاً سید اشرف جہانگیر سمنانی کی حیات وتعلیمات اوران سے وابستہ حضرات یعنی معاصرین اولاد اور خلفاء کے حالات اوران کی علمی ودینی خدمات محفوظ ہوجائیں گی جن سے ہماری آئندہ نسلیں آگاہ ہوں گی نیز یہ کہ سلسلہ اشرفیہ سے تعلق رکھنے والے وہ لاکھوں افراد جو اس وقت پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور آپ کو اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں وہ آپ کے حالات وافکار اور تعلیمات وملفوظات سے استفادہ کریں گے اہل علم کے لئے اس مقالے سے فائدہ یہ ہوگا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی اوران کے معاصرین جو ساتویں صدی ہجری سے تعلق رکھتے ہیں ان کے متعلق مستند حوالوں سے مزین ایک تحقیقی مقالہ جب ان کے سامنے آئے گا تو وہ اسے رہنمائی حاصل کرسکیں گے اوراس مقالے سے مدد لیتے ہوئے دیگر مشاہیر اسلام پر تحقیقی کام کرسکیں گے ہمارے اس تحقیقی مقالے کا عنوان ''سید اشرف جہانگیر سمنانی کی علمی، ادبی، دینی وروحانی خدمات کا تحقیقی جائزہ'' ہے۔ یہ مقالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے ہر باب میں دو فصلیں ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

بابِ اوّل:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد کے سیاسی، مذہبی اور معاشرتی ماحول کا جائزہ۔

فصل اوّل:

آپ کا تاریخی سیاسی اور خاندانی پس منظر، ولادت، وقت کے جید علماء سے تحصیل علم اور شہر سمنان کی تاریخی حیثیت۔

فصل دوم: بحیثیت ایک حکمران وسپہ سالار اور آپ کے عہد کا مذہبی سیاسی اور معاشرتی ماحول۔

باب دوم:

ترک سلطنت اور تبلیغی خدمات

فصل اوّل

ترک سلطنت آغاز سیاحت، جلیل القدر مشائخ اور مرشد گرامی سے کسب فیض۔

فصل دوم:

تبلیغ واصلاح اور احیاء شریعت۔

باب سوم:

علمی خدمات اور معاصرین۔

فصل اوّل:

ہم عصر علماء وصوفیاء سے تعلق اور ان کے حالات وواقعات۔

فصل دوم:

تصانیف، علمی وادبی خدمات۔

باب چہارم:

اخلاف کی دینی اور تبلیغی خدمات۔

فصل اوّل:

اولاد اور خلفاء کی تبلیغی خدمات۔

فصل دوم:

ملفوظات وتعلیمات۔

باب پنجم:

خلاصہ اور نتائج

مقالے کی تکمیل پر بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ وطفیل اسے عوام وخواص میں مقبولیت عطا فرمائے آمین بجاسید المرسلین ﷺ۔

——— طالب دعا ———

مخدوم زادہ سید محمد اشرف جیلانی

شجرہ نسب سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ

سیدالانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

بنت
بن رسول خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

سیدالشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

رح
سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

سیدنا اسمٰعیل اعرج رضی للہ عنہ

سید ابوالحسن محمد رحمۃ اللہ علیہ

سید اسمٰعیل ثانی رحمۃ اللہ علیہ

سید ابوعلی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

سید ابواحمد حمزہ رحمۃ اللہ علیہ

سید حسین شریف رحمۃ اللہ علیہ

سید ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

سید جمال الدین ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ

سید اکمل الدین مبارز رحمۃ اللہ علیہ

سید محمد مہدی رحمۃ اللہ علیہ

ابوالمظفر سید علی اکبر بلبل رحمۃ اللہ علیہ

سلطان سید اسماعیل شاہ سامانی رحمۃ اللہ علیہ

سید شمس الدین محمود نور بخشی رحمتہ اللہ علیہ

سید تاج الدین محمد بہلول شاہ نور بخشی رحمتہ اللہ علیہ

سید ظہیر الدین محمد شاہ نور بخشی رحمتہ اللہ علیہ

سلطان سید نظام الدین محمد علی شیر شاہ نور بخشی سمنانی رحمتہ اللہ علیہ

سلطان سید عماد الدین شاہ نور بخشی سمنانی رحمتہ اللہ علیہ

ابو السلاطین سلطان سید ابراہیم شاہ نور بخشی سمنانی رحمتہ اللہ علیہ

میر اوحد الدین سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ

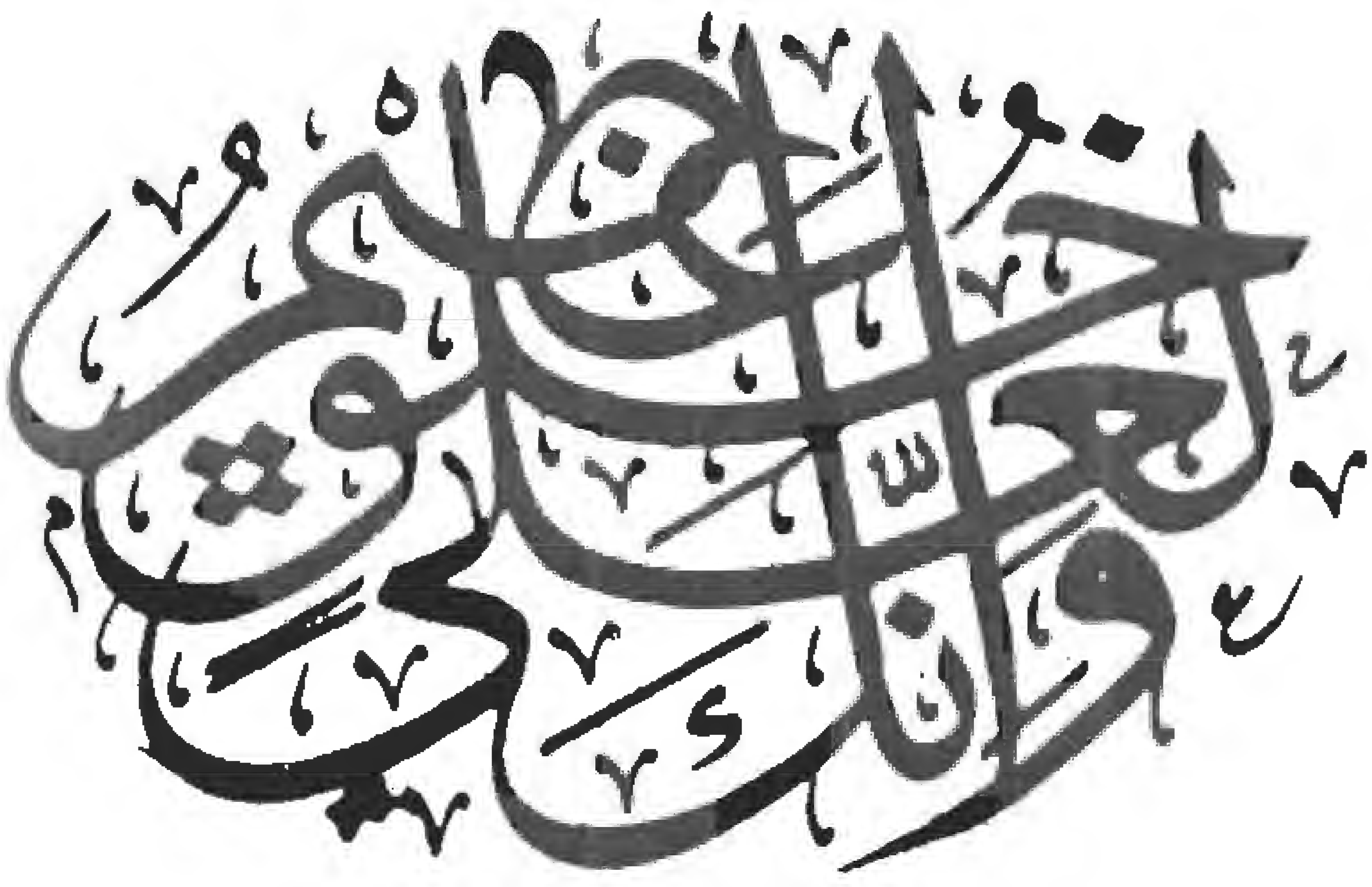

فصل اوّل:

آپ کا تاریخی سیاسی اور خاندانی پس منظر، ولادت، وقت کے جید علماء سے تحصیل علم اور شہر سمنان کی تاریخی حیثیت۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کا خاندانی پس منظر بیان کرنے کے لئے سلطنت نور بخشیہ کا تاریخی پس منظر بیان کرنا ضروری ہے کیونکہ آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق سلطنت نور بخشیہ سے تھا جو سمنان میں قائم تھی۔

سلطنت نور بخشیہ:

سید اشرف جہانگیر سمنانی رسالہ ''اشرف الفوائد'' میں فرماتے ہیں کہ فقیر کا نسب مادری سلطان اسمٰعیل سامانی سے منسوب ہے [۱]

سید علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں اپنی کتاب صحائف اشرفی میں لکھتے ہیں کہ ''سید اشرف جہانگیر سمنانی کا سلسلہ نسب مادری سلطان اسمٰعیل سامانی سے اس طرح ملتا ہے کہ ابوالمظفر سید علی اکبر بلبل جو کہ نقباء ملک عراق سے تھے انہوں نے سلطان اسمٰعیل سامانی کی صاحبزادی فرخ زاد بیگم کو اپنے حبالہ نکاح میں لائے ان سے سید شمس الدین محمود نور بخشی پیدا ہوئے جن کو اللہ تعالیٰ نے مرتبہ ولایت میں نقباء کا درجہ عطا کیا تھا سلطان اسمٰعیل سامانی کو اپنے نواسے کی ولایت اور کمال پر فخر تھا اکثر ملکی مہمات میں بدعا حضرت سید شمس الدین محمود نور بخشی کے سلطان اسمٰعیل سامانی کو فتح ونصرت حاصل ہوئی۔ [۲]

سید شمس الدین محمود نور بخشی کی دعا سے سلطان اسمٰعیل سامانی کی فتح کی تصدیق اس واقعہ سے ہوتی ہے جو'' حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مصنف نے بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ۔

'' جب بخارا کے تخت کے لئے اسمٰعیل سامانی متوفی ۲۹۵ھ اور ان کے بھائی محمود میں تخت کے لئے تنازعہ ہوا تو اسمٰعیل سامانی کے امراء نے صلح دی کہ محمود سے صلح کرلی جائے کیونکہ اس کی فوجی طاقت محمود کے مقابلے میں بہت کم تھی لیکن اس کے وزیر نظام الدین برمکی نے مشورہ دیا کہ وقت کے مشہور بزرگ سید شمس الدین محمود نور بخشی کی دعائیں حاصل کی جائیں چنانچہ ان بزرگ سے رجوع کیا اور کامیابی کے لئے دعا کی

---

[۱] سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ اشرف الفوائد۔ ناشر۔ اسلامیہ لتھو اینڈ پرنٹنگ پریس چاٹگام صفحہ ۲۸۔

[۲] سید علی حسین اشرفی' صحائف اشرفی جلد اول۔ ناشر ادارہ فیضان اشرف دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ ممبئی صفحہ ۵۵۔

درخواست کی شیخ نے اسمٰعیل کے لئے فتح کی دعا کی اورآخرکار جنگ میں اسمٰعیل کامیاب ہوا'' [۱]

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سید شمس الدین محمود نور بخشی مستجاب الدعوات تھے اسی لئے ان کی دعا سے اسمٰعیل سامانی کو جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی سید شمس الدین محمود نور بخشی صاحب ولایت تھے آپ سلطان التمش کے زمانے کے اجلّہ صوفیاء میں شمار ہوتے تھے قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمتہ نے آپ کو بشارت بھی دی تھی جس کا ذکر سید اشرف جہانگیر سمنانی نے مکتوبات اشرفی میں فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ''کہ میرے جد امجد حضرت سید شمس الدین محمود نور بخشی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی علیہ الرحمتہ کے زمانے میں ہندوستان کی سیر کو تشریف لائے اور سلطان شمس الدین التمش کے گھر مہمان ہوئے سلطان موصوف جو قطب صاحب کے مرید و خلیفہ تھے۔ ان سے تعریف کی کہ میرے گھر ایک مہمان سید عالی خاندان ملک ایران کے رہنے والے تشریف لائے ہیں وہ مرتبہ ولایت میں نقباء کے درجے کو پہنچے ہوئے ہیں قطب صاحب نے فرمایا کہ ایسے مہمان عظیم الشان کو تم نے اپنے گھر میں ٹھہرالیا ان کو ہمارے گھر ٹھہرانا چاہئیے تھا میں تو ان کو خواجگان چشت سے سمجھتا ہوں۔ دوسرے دن حضرت سید شمس الدین محمود حضرت قطب صاحب کے گھر مہمان ہوئے حضرت قطب صاحب نے ان سے فرمایا کہ میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ آپ کی اولاد میں ایک ایسا نادر الوجود شخص ہوگا جو رتبہ جہانگیری پر فائز ہوگا اور میرے سلسلے کو جاری کرے گا اور خطہ پوض جس کو اودھ کہتے ہیں اس میں پچھم حدود قصبہ جائس اور سترک سے لے کر پورب دریائے کوسی تک یعنی اس درمیان میں ان کا ظہور ہوگا'' [۲]

اس بشارت کو ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ۔

''یہ خیال نہ کیا جائے کہ اس سے اپنی کسی بزرگی کا اظہار مقصود ہے بلکہ بتقصائے وامّا بنعمتِ ربّک فحدّث یہ کلمات ذکر کیے ہیں'' یعنی آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جو بشارت میں نے بیان کی ہے اس کا مقصد اپنی بڑائی یا بزرگی کا اظہار نہیں ہے بلکہ یہ صرف تحدیث نعمت کے لئے ذکر کی ہے۔

''اسمٰعیل سامانی نے ماوراالنہر خراسان میں سات آٹھ سال حکومت و سلطنت کی خلیفہ معتضد

---

[۱] ڈاکٹر وحید اشرف۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر سرفراز قومی پریس لکھنؤ۔ صفحہ ۱۶

[۲] سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی۔ مکتوب نمبر ہشتادم بنام شیخ محمد عیسیٰ، ناشر۔ قومی پریس انڈیا صفحہ ۲۲۔

باللہ عباسی نے اس کو ملک خراسان کی سند حکومت عطا کی تھی اسمٰعیل کی وفات کے بعد ابونظیر احمد بن اسمٰعیل سامانی باپ کا جانشین ہوا۔ اسمٰعیل سامانی اپنے عادات وخصائل کے اعتبار سے نہایت شریف، سیر چشم اور متوکل علی اللہ شخص تھا جہانگیری کے ساتھ ہی جہاں داری کے اصولوں سے بھی خوب واقف تھا رعایا اس سے خوش تھی اور اس نے اپنے طرز عمل سے اس بات کا کافی ثبوت بہم پہنچادیا تھا کہ وہ ایران کے نہایت شریف اور سردار خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ [۱]

اسمٰعیل سامانی کی وفات کے بعد ان کا بیٹا احمد بن اسمٰعیل تخت نشین ہوا یہ خاندان سامانیہ کا دوسرا بادشاہ تھا اس کی حکومت سمرقند بخارا ماوراء النہر اور ایران تک پھیلی ہوئی تھی اس نے شیخ شمس الدین محمود نور بخشی کے صاحبزادے سید تاج الدین بہاول نور بخشی کو اپنا وزیر بنایا بادشاہ آپ پر بڑا اعتماد کرتا تھا۔ اور خاندان نبوت سے ہونے کی بنا پر آپ سے عقیدت بھی رکھتا تھا اس کے دل میں آپ کے لئے بڑی عزت اور احترام تھا ایک روایت کے مطابق تین سال بعد احمد بن اسمٰعیل نے عراق وخراسان کا کچھ حصہ سید تاج الدین بہلول کو بطور جاگیر عطا کیا لیکن جب احمد بن اسمٰعیل کا انتقال ہوا تو تاج الدین بہلول نے اپنی خودمختاری کا اعلان کردیا اور اپنے نام کا سکہ جاری کیا اور خطبہ میں بھی نام شامل کردیا۔ سید تاج الدین بہلول نور بخشی سادات نور بخشیہ میں پہلے بادشاہ تھے آپ نے نہایت عدل و انصاف کے ساتھ پچاس سال حکومت کی یہ زمانہ سلاطین عباسیہ میں الراضی باللہ کا تھا سلطان تاج الدین الراضی باللہ سے بڑی محبت اور تعلق رکھتے تھے آپ دومرتبہ خلیفہ سے ملنے بغداد آئے نصر بن احمد جس کے پاس فوجی قوت زیادہ تھی وہ چاہتا تھا کہ سید تاج الدین محمد بہلول پر حملہ کر کے ان کی سلطنت یعنی سلطنت نور بخشیہ کو ختم کردے مگر خلیفہ بغداد سے تعلق کی بناء پر اس کی جرات نہ ہوسکی کہ آپ پر حملہ کرسکے اور اسی لئے وہ اس زعم باطل سے باز رہا۔

نصر بن احمد نے چھ سال حکومت کی جیسا کہ تاریخ ایران میں ہے وہ لکھتے ہیں ’’پس از احمد پسرش نصر

---

[۱] مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی۔ تاریخ اسلام جلد سوم۔ ناشر اسلامی اکادمی ۱۷ اردو بازار لاہور۔ صفحہ ۴۴۳

اول کہ در آن ھنگام ہشت سال داشت پادشاہ شد۔ [1]

سید علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں اپنی کتاب صحائف اشرفی میں لکھتے ہیں’’ کہ سید تاج الدین بہلول کے وزیر نے شربت میں زہر دے کر ان کو شہید کیا‘‘۔ [2]

جبکہ دیگر محققین نے ان کی شہادت کا ذکر نہیں کیا بلکہ صرف یہ لکھا ہے کہ سید تاج الدین بہلول نے وصال فرمایا۔ لیکن ہمارے خیال میں اشرفی میاں کی تحقیق اور ان کا قول زیادہ معتبر معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی شخصیت علمیت اور روحانیت کی بناء پر ان سب سے زیادہ ثقہ ہیں اس لئے ہم اسی بات کو درست سمجھتے ہیں کہ انہیں زہر دے کر شہید کیا گیا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے قول سے بھی ان کی تائید ہوتی ہے وہ مکتوبات اشرفی کے خاتمہ میں سید تاج الدین بہلول کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں’’ سن ۳۵۰ھ میں ان کے وزیر نے شربت میں زہر ملا کر دیا جس کے سبب سے موت واقع ہوئی‘‘ [3]

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی تحریر سے ثابت ہو گیا کہ سید تاج الدین بہلول کی شہادت زہر کی وجہ سے ہوئی سید تاج الدین بہلول کی شہادت کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت سلطان سید ظہیر الدین محمد تخت سلطنت پر رونق افروز ہوئے اور خواجہ اثر الدین برمکی کو اپنا وزیر منتخب کیا انہوں نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عدل وانصاف سے حکومت کی آپ کے دور سلطنت میں رعایا نہایت اطمینان وسکون سے تھی انہیں اپنے بادشاہ سے کسی قسم کی شکایت نہ تھی انہوں نے خلیفہ بغداد سے وہی تعلق قائم رکھا جو ان کے والد حضرت سلطان سید تاج الدین بہلول نوربخشی کو خلیفہ سے تھا اسی لئے دارالخلافہ بغداد سے ان کے لئے خلعت اورنشان بھی عطا ہوئے۔ ان کے دور میں کتنی فتوحات ہوئیں اور علمی لحاظ سے کتنی ترقی ہوئی اس کے متعلق ’’اشرف سمنانی‘‘ کے مصنف لکھتے ہیں کہ ’’کہ سلطان سید ظہیر الدین نوربخشی نے تاج خسروانہ سر پر رکھا اپنے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کیا قزوین کو اپنا دارالخلافہ بنایا سلاطین وخواقین سے جنگ کی اور خلعت فیروزمندی سے مخلع ہوئے ان کے عہد حکومت میں ارباب علم وکمال مرفہ الحال تھے اکثر کتب و

---

[1] ڈاکٹر عبداللہ رازی۔ تاریخ کامل ایران، مطبع چاپ والنتشارات اقبال۔ تھران خیابان دکتر علی شریعتی صفحہ ۱۷۵۔

[2] سید علی حسین اشرفی۔ صحائف اشرفی، ناشر ادارہ فیضان اشرف دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ ممبئی۔ صفحہ ۵۷

[3] سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی۔ جلد دوم، اردو مترجم: مولانا ممتاز اشرفی۔ ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار اورنگی ٹاؤن کراچی صفحہ ۲۹۶۔

رسائل تالیف کئے بہ تخصیص حکمت و ہندسہ میں مہارت تامہ حاصل تھی مشہو کتاب غرائب المخلوقات ان ہی سے منسوب ہے ان کے دور جہانبانی میں متعدد اختراعات بھی ہوئیں ایک رصدگاہ قائم کی جہاں حکماء اور ہل نجوم طلوع وغروب سیارگان کا مشاہدہ کرتے تھے اور فرسک (غالباً اصطرلاب سے مماثل تھی) سے اسرار اجزام سماویہ کا معائنہ کرتے تھے پچاس سال ایران میں حکومت کرنے کے بعد ۱۰ ربیع الآخر کو وفات پائی۔[1]

مصنف اشرفی سمنانی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سلطان سید ظہیر الدین محمد نوربخشی کے دور حکومت میں بڑی ترقی ہوئی علم اور صاحبان علم وفضل کی بڑی پذیرائی کی گئی رعایا بھی خوش تھی۔ ارباب علم ودانش بھی خوش تھے غرضیکہ آپ کا پچاس سال دور حکومت ہر لحاظ سے ترقی کا سنہری دور تھا۔ آپ نے ۱۴ رمضان ۴۰۰ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے سید نظام الدین علی شیر تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے۔

ایک شبہ کا ازالہ: صحائف اشرفی اور اشرف سمنانی کے مصنفین نے سید نظام الدین علی شیر کی تخت نشینی کی تاریخ ۱۴ رمضان لکھی ہے جبکہ انہی دونوں حضرات نے ان کے والد محترم سید ظہیر الدین نوربخشی کی وفات ۱۰ ربیع الآخر تحریر کی ہے تحقیق طلب امر یہ ہے کہ سید ظہیر الدین نوربخشی کی وفات اور سید نظام الدین علی شیر کی تخت نشینی میں چار مہینے کا وقفہ کیوں ہوا والد کی وفات کے فوراً بعد بیٹے کو تخت سلطنت پر کیوں نہ بٹھایا گیا اور اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو کیا چار مہینے تک تخت سمنان خالی رہا اور یقیناً یہ بات بعید از قیاس ہے کہ چار ماہ تک کوئی بھی حکمراں سمنان میں نہ رہا ہو اس سلسلے میں جب ہم نے مزید تحقیق کی تو کتب تاریخ میں صرف اتنا ملتا ہے کہ سید ظہیر الدین نوربخشی کی وفات کے فوراً بعد ان کے صاحبزادے سید نظام الدین علی شیر تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے لیکن ان کتب میں ان کی تخت نشینی کی تاریخ درج نہیں ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ ان دونوں مصنفین نے سید نظام الدین علی شیر کی تخت نشینی کی تاریخ جو ۱۴ رمضان لکھی ہے یہ تسامح ہے دراصل یہ ۱۴ رمضان کے بجائے ۱۴ ربیع الآخر ہوگی کیونکہ ان کے والد کی تاریخ وفات ۱۰ ربیع الآخر ہے تو اس لحاظ سے وفات کے چوتھے روز ان کی تخت نشینی ہونا باعث تعجب نہیں (واللہ اعلم)

سید ظہیر الدین نوربخشی کی وفات کے بعد ان کے فرزند سعید حضرت سید نظام الدین علی شیر تخت سمنان پر

---

[1] سید شمیم اشرف۔ اشرف سمنانی۔ مطبوعہ مخدوم اشرف اکیڈمی درگاہ شریف ضلع فیض آباد۔ صفحہ ۳۴۔

متمکن ہوئے آپ نے خواجہ شرف الدین برمکی کو اپنا وزیر بنایا اور نہایت عمدگی سے نظام سلطنت چلانے لگے اس دوران کچھ امراء نے بغاوت کی لیکن آپ نے اپنی فہم وفراست اور طاقت سے ان کی بغاوت کو کچل دیا بعد میں بادشاہان وقت کی سفارش پر ان امراء کو معاف کر دیا۔

مصنف اشرف سمنانی اور مصنف صحائف اشرفی نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی کے فرزند سلطان مسعود نے ہندوستان پر لشکرکشی کا ارادہ کیا تو سلطان نظام الدین علی شیر نور بخشی کے فرزند شہزادہ سید عماد الدین نور بخشی بھی ان کے ہمراہ اس مہم پر روانہ ہوئے کیونکہ سلطان مسعود سلطنت نور بخشیہ سے خاص تعلق رکھتا تھا اور یہ تعلق اس کے والد سلطان محمود غزنوی اور دادا سبکتگین کے زمانے سے تھا کیونکہ سبکتگین اور محمود غزنوی سلطان اسمٰعیل سامانی کے غلام تھے ہماری اس بات کی تائید سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس قول سے ہوتی ہے جو صحائف اشرفی کے مصنف نے رسالہ اشرف الفوائد کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ۔ ”سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا کہ میرے خاندان کی عظمت شان بلند اور شرف عالی یہاں سے تصور کرنا چاہیئے کہ محمود غزنوی جیسے بادشاہ ہمارے بزرگوں کے غلام زادوں نے سلطنت اور بادشاہت کی“۔ [1]

اسی قدیمی تعلق کی بنا پر سلطان مسعود نے شہزادہ سید عماد الدین نور بخشی کو اپنے ساتھ رکھا لیکن جب وہ تخت دہلی پر قابض ہوا تو دونوں کے درمیان کچھ اختلافات ہوئے اسی دوران سلطان سید نظام الدین علی شیر کی علالت کی خبر پہنچی تو شہزادہ عماد الدین خبر سنتے ہی دہلی سے روانہ ہوگئے اور والد محترم کے انتقال سے تین روز قبل ہی دارالخلافہ پہنچ گئے۔ تین روز کے بعد سلطان نظام الدین علی شیر نے وصال فرمایا ان کی وصیت کے مطابق سلطان سید عماد الدین تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور اپنے اجداد کی روایات پر عمل کرتے ہوئے عدل وانصاف سے نظام حکومت چلایا۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی خاتمہ مکتوبات اشرفی میں فرماتے ہیں” عماد الدین نور بخشی سال ۴۵۰ ہجری میں دارالخلافہ عراق میں بالاتفاق تخت نشین ہوئے۔ [2]

---

[1] سید علی حسین اشرفی۔ صحائف اشرفی، جلد اول، ناشر ادارہ فیضان اشرف دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ ممبئی۔ صفحہ ۵۶

[2] سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی۔ جلد دوم، اردو مترجم: مولانا ممتاز اشرفی۔ ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار اورنگی ٹاؤن کراچی صفحہ ۲۹۸۔

اس سے پتہ چلا کہ سلطان نظام الدین علی شیر نے ۴۵۰ھ میں وصال فرمایا اور ان کا دور حکومت پچاس سال رہا کیونکہ وہ ۴۰۰ھ میں تخت نشین ہوئے تھے اور وصال ۴۵۰ھ میں فرمایا۔ سلطان سید عماد الدین نوربخشی نے شیخ مجد الدین برمکی کو اپنا وزیر مقرر کیا دار الخلافہ بغداد سے خلیفہ نے آپ کے لئے خلعت و نشان بھیجا آپ نے اپنی حدود سلطنت کو وسعت دی اور سرحد کو توران تک پہنچا دیا اور اطراف کے علاقے سلطنت میں شامل کر لئے پھر سات سال سلطنت کرنے کے بعد وصال فرمایا یہی سلطان سید عماد الدین نوربخشی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے جد امجد تھے۔

والد محترم: سلطان سید عماد الدین نوربخشی کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے سلطان سید ابراہیم سمنانی نوربخشی سلطنت سمنان پر رونق افروز ہوئے آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے والد گرامی تھے۔

سلطان ابراہیم سمنانی صرف ایک شہنشاہ ہی نہ تھے بلکہ نہایت متقی پرہیز گار تھے اور روحانیت میں بلند مقام رکھتے تھے اس کا اندازہ خود سید اشرف جہانگیر سمنانی کی تحریروں سے ہوتا ہے چنانچہ مکتوبات اشرفی میں ایک مقام پر وہ اپنے والد محترم کے متعلق ایک واقعہ لکھتے ہیں جس سے ان کے مقرب باللہ ہونے کا پتہ چلتا ہے وہ فرماتے ہیں ''خوارزم شاہ نے کسی (شخص) کو تمام فنون وفضائل سے بھر دیا اس کی شخصیت کو آراستہ کیا جملہ شیون وفضائل اس کے اندر روشن کیا جب کمالات علمی کے فیصل سے پر ہوا وجوہات فضلی کی تفصیل سے آگاہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ راہ سلوک میں قدم رکھنے کی ہمت کرے اور اپنی جان اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر رکھے کہ اس راہ سے ہمت نہ ہارے حکایت میں لکھا ہے کہ حضرت ابو العباس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو راہ خدا کے سلوک کی طرف مائل ہوگا تو نقباء نوربخشیہ میں سے کسی کے ہاتھ کو ضرور تھامے گا اور روٴسائے نوربخشیہ میں سے ہر ایک کی متابعت کرے گا اس بشارت کے مقتضی کے سبب اس اشارت کے رہنما و متمنیٰ جان فزائے انابت حضرت ابوی صاحب التاج والا درج وواہب الدواج ایزنج جامع العلوم الصوری المعنوی ساطع الھموم المرتضوی والمصطفوی سید ابراہیم قدس سرہ اروی آئے اور سلوک کے کام میں اشتغال فرمایا اطوار سبعہ کہ مراتب کے طی میں اور مطالع انوار تسعہ کے استقصاء میں کہ ان کاموں کا آخر اپنے عین ثابتہ کو پہنچنا ہے اور مراتب ثلٰثہ اعیان سے کہ انجام میں پہنچے'' [۱]

---

[۱] سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی۔ جلد دوم، اردو مترجم: مولانا ممتاز اشرفی۔ ناشر دار العلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار اورنگی ٹاؤن کراچی صفحہ ۲۱۲۔

سلطان سید ابراہیم کے دور سلطنت کے متعلق اکثر مؤرخین نے نہیں لکھا انہوں نے صرف آپ کے تقویٰ و پرہیزگاری کے ذکر پر ہی اکتفا کیا لیکن بہت سی کتب ایسی ہیں جن میں کچھ کمی بیشی کے ساتھ آپ کے دور سلطنت کے واقعات ملتے ہیں چنانچہ ان کتب میں معتبر کتاب صحائف اشرفی کے مصنف لکھتے ہیں۔

''ابوالسلاطین حضرت مولانا سلطان سید ابراہیم شاہ سمنانی سامانی نوربخشی بالاتفاق اراکین سلطنت علی الاستحقاق تخت سلطنت عراق عجم بموجب وصیت پدر بزرگوار جلوس فرما ہوئے۔ خلعت وزارت نظام الملک علاؤالدولہ برمکی کو عنایت کیا۔ منصب امیر الامراء تاج الدین ایبک کو اور منصب صدارت میر محمود قزوینی کے سپرد کیا۔ سلاطین زمانہ آپ کے ساتھ وہی سلوک کرتے تھے جیسا کہ آپ کے بزرگوں کے ساتھ کرتے تھے۔ انتظام سلطنت اور اہتمام مملکت اس خوبی کے ساتھ کرتے تھے کہ بادشاہان زمانہ میں کوئی ایسا کم ہوگا آپ کے عہد سلطنت میں بڑے بڑے علماء جلیل القدر دربار شاہی میں حاضر رہتے اور توجہ شاہانہ سے نہایت مرفہ الحالی اور فارغ البالی سے زندگی بسر کرتے تھے اور عجائب وغرائب تصانیف بنام مبارک حضرت ابوالسلاطین تالیف وتصنیف کرتے تھے ان میں سے کتاب مسبعیہ ابراہیم شاہی کو فقہ اصول کلام منطق معانی ہیئت اور بدائع ان ساتوں علوم سے اس طرح ترتیب دیا تھا کہ سات خانے جو عرض وطول ہر صفحہ میں برابر ہوتے تھے بنا کر ہر خانہ میں ایک لفظ لکھا اگر ایک ایک لفظ شروع سے ان کے مقابل کے خانہ میں پڑتے جائیں ایک مسئلہ فقہ کا اور درمیان خانوں سے بھی اسی طرح ایک ایک فن کا مسئلہ نکلتا تھا اور جس طرح مقابل عرض وطول کے خانہ مقابل سے سیدھا یا ترچھا کسی گوشہ خانہائے مقابل کے لفظ لئے جائیں جب بھی ایک فن کا مسئلہ نکلتا تھا اس کتاب کا نام سبع المسابع بھی رکھا تھا کوئی فاضل دوراں اور کوئی عالم زماں اس کتاب کے جواب میں متوجہ نہ ہو سکا الحاصل ایسا دروازہ بند کیا کہ کسی عقل مند جامع علوم کی کنجی سے یہ دروازہ نہ کھل سکا اس کتاب کے مصنف کا نام مولانا مجدالدین سمنانی ہے جیسا کہ مولانا نے خود اس کتاب کی تعریف میں فرمایا ہے۔

صاحب سبع المسابع ہفت رنگ   ہفت رنگ آورد چوں ہر ہفت رنگ
ہفت کشور ربع مسکوں ساختہ   زیر نہ گردوں کشید ہفت رنگ

ترجمہ: صاحب سبع المسابع نے سات رنگ سات تختوں کے لئے لایا سات کشور کو ربع مسکون بنایا ہفت

رنگ کو کشیدہ کر کے زمانے کے تابع کر دیا۔ [1]

سید اشرف جہانگیر سمنانی مکتوبات اشرفی کے خاتمہ میں اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں'' ان میں سے ایک کتاب ''سبعیہ ابراہیم شاہ'' ہے اس کتاب میں نام کی مناسبت سے سات علوم لکھے گئے۔(۱) فقہ (۲) اصول (۳) کلام (۴) منطق (۵) معنی (۶) ہیئت (۷) بدیع۔ ان میں سے ہر علم کو شرح بسط کے ساتھ لکھا گیا تھا اور لفظ انتہائی محتاط انداز میں استعمال کیا گیا تھا کہ ان لفظوں سے بھی خاص مسائل کی جانب اشارہ ملتا تھا اور ان الفاظ کی تشریح میں مسائل کا خزانہ پوشیدہ تھا یہ کتاب اتنی مشہور ہوئی کہ ہر جانب کے علماء۔ نے اسے پسند فرمایا اور اپنے شہر میں منگوایا یہی کتاب بعد میں سبع المسابع کے نام سے مشہور ہوئی اس زمانے کے کوئی فاضل و عالم اس کتاب سے غافل نہ تھے الحاصل اس کتاب کے کھولنے اور سمجھنے سے ایک خزانہ ہاتھ آتا تھا'' [2]

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے والد سلطان سید ابراہیم سمنانی کے عہد سلطنت میں بڑی عجیب وغریب کتب تالیف وتصنیف کی گئیں جو مختلف علوم وفنون پر لکھی گئیں تھیں انہی میں سے ایک یہ مذکورہ کتاب ''سبعیہ ابراہیم شاہ'' تھی جسے بعد میں سبع المسابع کے نام سے مشہور کیا گیا یہ کتاب علوم وفنون میں اپنی مثال آپ تھی۔

سلطان سید ابراہیم سمنانی کے بارے میں ڈاکٹر ظہور الحسن شارب اپنی کتاب ''مکمل سوانح عمری سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی'' میں لکھتے ہیں ''وہ علوم وفنون کے سرپرست تھے انہوں نے تہذیب وتمدن میں ایسے جلوہ ہائے صدر رنگ پیدا کئے کہ جن سے رعایا کی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی رونما ہوئی ان کا سب سے بڑا اور عمدہ وصف یہ تھا کہ وہ عدل پرور اور انصاف پسند تھے رعایا کے حقوق کا خیال رکھتے تھے اوامر و نواہی کے پوری طرح پابند تھے احکام شرعی کی پابندی میں کوشاں رہتے تھے'' [3]

ان مصنفین کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ سلطان سید ابراہیم سمنانی ایک بیدار مغز حکمران ہی نہ تھے بلکہ

---

[1] سید علی حسین اشرفی' صحائف اشرفی جلد اول۔ ناشر ادارہ فیضان اشرف دار العلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ ممبئی صفحہ ۵۹۔

[2] سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی۔ اردو مترجم: مولانا ممتاز اشرفی جلد دوم۔ ناشر دار العلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار اورنگی ٹاؤن کراچی صفحہ ۱۰۲۔

[3] ڈاکٹر ظہور الحسن شارب۔ مکمل سوانح عمری سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر ظفر الدین خان بکسیلرز دیوڑھی تیم آگرہ صفحہ ۱۳/۱۳۔

علم دوست انسان تھے یہی وجہ تھی کہ آپ نے علم اور علماء کی سرپرستی فرمائی آپ کے دور سلطنت میں بہت سی علمی تصانیف لکھی گئیں لطائف اشرفی اور دیگر کتب کے مطالعے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ نے شہر سمنان میں بہت سے مدارس قائم کیے تھے جن میں کثیر تعداد میں طلباء علم دین حاصل کرتے تھے ان مدارس میں پڑھانے والے اساتذہ یعنی علماء اور پڑھنے والے طلباء دونوں کو سرکاری خزانے سے وظیفہ دیا جاتا تھا اور ان کی مکمل کفالت کی جاتی تھی اور یہ سب کچھ سلطان ابراہیم سمنانی کے حکم سے ہوتا تھا۔ ان حقائق کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سلطان سید ابراہیم سمنانی نے علم کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں بڑا اہم کردار ادا کیا آپ کا دور سلطنت اس لحاظ سے بڑا زرین دور تھا۔

والدہ محترمہ: سید اشرف جہانگیر سمنانی کی والدہ محترمہ کا نام ''سیدہ خدیجہ خاتون'' تھا وہ نہایت عابدہ زاہدہ اور پرہیزگار خاتون تھیں اکثر نفلی روزے رکھتی تھی اور تلاوت قرآن سے تو انہیں خاص شغف تھا وہ مشہور بزرگ حضرت خواجہ احمد یسوی قدس سرہ کی صاحبزادی تھیں صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں۔

''حضرت خواجہ احمد یسوی قدس سرہ صحیح النسب علوی تھے کیونکہ آپ حضرت محمد بن حنیفہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے تھے صاحب رشحات کہتے ہیں کہ آپ خواجہ یوسف ہمدانی کے تیسرے خلیفہ تھے ترک آپ کو اما یسوی کہتے ہیں اما ترکی زبان میں بڑے مشائخ کو کہتے ہیں آپ کی جائے پیدائش ورنی ہے جو ترکستان میں ایک شہر کا نام ہے آپ کی قبر بھی اسی جگہ ہے آپ بڑے صاحب مقامات و کرامات تھے'' [۱]

اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں آپ کے متعلق لکھا ہے

''ترکی کے مشہور صوفی شاعر اور درویشی سلسلے کے بانی خواجہ فریدالدین عطار نے انہیں پیر ترکستان کا لقب دیا تھا۔ خواجہ احمد یسوی نے جاہل اجڈ ترکوں تک اسلامی تعلیمات پہنچانے کے لئے انہی کی زبان میں شاعری کی اور یوں ترکی ادب میں صوفیانہ شاعری کا ایک معتد بہ حصہ چھوڑا تصوف کی تاریخ میں احمد یسوی ایک ایسی شخصیت کے مالک ہیں جنہوں نے مریدوں اور پیروں کے کئی سلسلوں کو جنم دیا اور ان سے منسوب ''دیوان حکمت'' نے صوفیانہ طرز زندگی پر گہرا اثر ڈالا خصوصا نقشبندی سلسلے نے اپنی تعلیمات کا ماخذ اس دیوان کو بنایا'' [۲]

---

[۱] شیخ عبدالرحمن چشتی۔ مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۵۳۳

[۲] سید قاسم محمود۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا مطبع شاہکار بک فاؤنڈیشن صفحہ ۱۲۲۔

''ذکر اشرف'' کے مصنف آپ کے متعلق لکھتے ہیں ''خواجہ احمد یسوی ایک بلند مرتبہ بزرگ تھے جو یسا کے رہنے والے تھے یسا ترکستان کا ایک شہر ہے جو روس میں ہے خواجہ احمد یسوی کا مقبرہ یسا میں موجود ہے جسے تیمور لنگ نے بنوایا تھا،،[۱]

حضرت خواجہ احمد یسوی کے متعلق اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔ ذکر اشرف کے مصنف اور صاحب مراۃ الاسرار نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے زمانے کے جلیل القدر بزرگ اور صاحب علم وفضل مشائخین میں بلند مقام رکھتے تھے وہ ترکی کے شہر یسا کے رہنے والے تھے اسی لئے ان کے نام کے ساتھ یسوی لکھا جاتا ہے آپ نے ترکستان میں وعظ وارشاد کا سلسلہ جاری کیا اپنے علم وروحانیت کے ذریعے لاکھوں بندگان خدا کو سیدھا راستہ دیکھایا اور لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے سلوک وطریقت کی تعلیم حاصل کی آپ نے نہ صرف یہ کہ انہیں شریعت وطریقت کی تعلیم دی بلکہ روحانی تربیت بھی فرمائی یہی وجہ ہے کہ آپ سے فیض حاصل کرنے والے علم اور روحانیت دونوں لحاظ سے بلند مقام پر پہنچے۔ یہی مقدس بزرگ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے نانا تھے۔ اس طرح آپ نجیب الطرفین سید ہوئے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ولادت کے متعلق ایک روایت بہت مشہور ہے اور اس کو تمام ہی مؤرخین نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب سیدہ خدیجہ خاتون کی شادی سلطان سید ابراہیم سے ہوئی تو ابتداء میں دو یا تین لڑکیاں پیدا ہوئیں اس کے بعد آٹھ سال تک کوئی اولاد نہیں ہوئی سلطان ابراہیم سخت متفکر ہوئے کہ اب تخت سمنان کا وارث کون ہوگا۔ بی بی خدیجہ بھی رنجیدہ رہنے لگیں کیونکہ دونوں ہی کو اولاد نرینہ کی شدید خواہش تھی اور اس خواہش کی تکمیل کے لئے راتوں کو خدا کے حضور روتے گڑگڑاتے تھے ایک روز نماز فجر سے قبل سلطان ابراہیم اور خدیجہ خاتون اپنے مصلّے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے دیکھا ابراہیم مجذوب جو سمنان میں ہی رہا کرتے تھے اچانک محل میں نمودار ہوئے سلطان اور ملکہ دونوں ہی ان کو اس طرح محل میں دیکھ کر حیران ہوئے انہوں نے مجذوب کا نام تو سنا تھا لیکن کبھی ملنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا سلطان کھڑے ہوئے اور انہیں نہایت عزت واحترام کے

---

[۱] مولوی سید قدیر اشرف کچھوچھوی۔ ذکر اشرف مطبوعہ ادارہ علم وادب کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد صفحہ ۱۳۔

ساتھ لاکر اپنے تخت پر بیٹھایا اور پھر ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر مئودب کھڑے ہوگئے مجذوب نے سلطان ابراہیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا آج تم کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں کیا اولادِ نرینہ کی خواہش ہے سلطان نے عرض کیا اگر عنایت ہو تو عین نوازش ہوگی مجذوب نے کہا اس کی قیمت زیادہ ہے کیونکہ تمہیں عجوبہ روزگار ملے گا سلطان نے ادب سے عرض کیا جو حکم ہوگا حاضر کردوں گا مجذوب نے کہا ہزار شاہی چاہیئے سلطان نے فوراً ہزار شاہی لاکر پیش کر دی مجذوب نے کہا! اے ابراہیم تو نے ابراہیم سے بہت سستا سودا کیا اور پھر تخت سے اٹھ کر چل پڑے سلطان بھی مجذوب کے پیچھے تعظیماً چلنے لگے تو مجذوب نے چند قدم چلنے کے بعد پیچھے مڑ کر دیکھا اور کہا ایک بیٹا تو لے چکے اب کیا چاہیئے اس کے بعد ابراہیم مجذوب نظر نہیں آئے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی سیرت پر لکھی گئی کتابوں میں صرف اتنی ہی روایت ملتی ہے جبکہ بعض مئورخین نے ایک دوسری روایت بھی بیان کی ہے۔ محبوب یزدانی کے مصنف لکھتے ہیں۔

''سلطان نے بپاس ادب چند قدم ان کی متابعت کی مجذوب نے پلٹ کر کہا اب کیا چاہتے ہو اچھا جاؤ اللہ ایک چھوڑ دو اولادیں دے گا۔،،[۱]

اس روایت میں دوسرے بیٹے کی بھی بشارت ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ سلطان ابراہیم کے ہاں دو فرزند پیدا ہوئے ایک سید اشرف جہانگیر سمنانی اور دوسرے سید اعراف اشرف یا اعراف محمد (ان کے نام میں اختلاف ہے)۔ صحائف اشرفی کے مصنف ایک روایت بیان کرتے ہیں جس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ سلطان ابراہیم کے ہاں دو فرزند ہوئے وہ لکھتے ہیں۔

''ایک رات سلطان نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرد نورانی شکل صاحب جمال وکمال یعنی رسول اللہ ﷺ رونق افروز ہوئے بادشاہ تعظیم کو کھڑے ہوگئے اور نہایت اعزاز و اکرام اور احترام سے پیشوائی کر کے قدم بوسی سے مشرف ہوئے جب سر قدم مبارک پر رکھا دل کو کمال بشاشت ہوئی حضرت سرکار دوعالم ﷺ نے مسکرا کر فرمایا! اے فرزند ابراہیم تم کو متردد دیکھتا ہوں کیا اولاد کی خواہش ہے۔ بادشاہ رونے لگے اور بکمال عجز و انکساری یوں عرض کرنے لگے کہ بارہ برس سے آرزوئے فرزند وارث تخت وتاج سلطنت کی دل میں رکھتا ہوں اگر حضور کے ابر باران نبوت اور نسیم گلستان رسالت سے میرے باغ خزاں رسیدہ کو سرسبزی

---

[۱] سید نعیم اشرف۔ محبوب یزدانی۔ ناشر۔ اسلامیہ لتھو اینڈ پرنٹنگ پریس چاٹگام، صفحہ ۵۔

حاصل ہوا اور فرزند عطا فرمائیں تو کمال عنایت ہوگی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ تم کو دو بیٹے عنایت فرمائے گا ایک کا نام اشرف اور دوسرے کا اعراف محمد رکھنا لیکن پہلا فرزند تمہارا صاحب سلطنت ظاہر و باطن ہوگا'' [1]

ہمارے خیال میں مذکورہ روایت معتبر معلوم ہوتی ہے کیونکہ لطائف اشرفی سے بھی اس کی سند ملتی ہے۔ لطائف اشرفی میں مولانا ابوالفضل نظام یمنی نے ان واقعات یعنی واقعات ولادت اور بشارت ولادت کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے دور سلطنت کے واقعات کبھی بیان نہیں فرماتے تھے۔ حضرت ابوالفضل نظام یمنی نے بار ہا ترک سلطنت کا سبب جاننے کی کوشش کی اور آپ سے دریافت کیا لیکن آپ نے اس کے متعلق کچھ ارشاد نہیں فرمایا جب عرصہ دراز کے بعد آپ نے ہندوستان سے سمنان کا سفر کیا تو اس سفر میں حضرت نظام یمنی آپ کے ساتھ تھے وہاں شیخ علاؤ الدولہ سمنانی اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے چھوٹے بھائی سلطان اعرف محمد سے ملاقات ہوئی ان سے نظام یمنی نے دریافت کیا تو انہوں نے وہ تمام واقعات از اول تا آخر تفصیلا بیان فرمائے۔

حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مصنف ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھوچھوی لکھتے ہیں۔

''اس بیان میں غلطی یہ ہے کہ اس میں نظام یمنی اور شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کی ملاقات کا ذکر کیا گیا ہے حالانکہ جب سید اشرف جہانگیر سمنانی ہندوستان سے سمنان تشریف لے گئے تو اس سے بہت پہلے شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کا انتقال ہو چکا تھا شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کا وصال ۷۳۶ھ میں ہوا اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کا سفر سمنان اس کے بہت بعد ہوا'' [2]

حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مصنف کی اس تحریر سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کی ملاقات نظام یمنی سے نہیں ہوئی لیکن وہ خود ہی دوسرے صفحہ پر یوں رقمطراز ہیں۔

''ممکن ہے کہ اس وقت تک وہ شخصیت بقید حیات رہی ہو جس کا نام خاتمہ مکتوبات اشرفی میں علاؤ الدولہ برملی بتایا گیا ہے اور جن کا نام پچھلے صفحات میں سید ابراہیم کے وزیر کی حیثیت آ چکا ہے ان کے بارے میں

---

[1] سید علی حسین اشرفی' صحائف اشرفی جلد اول۔ ناشر ادارہ فیضان اشرف دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ ممبئی صفحہ ۶۰۔

[2] ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مطبع سرفراز قومی پریس لکھنو۔ صفحہ ۳۱۔

اور کوئی اطلاع نہیں ملتی اس بیان میں کاتب کی غلطی کے سبب برکی کے بجائے سمنانی ہوگیا'' [۱]

مصنف حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس بیان سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ علاؤ الدولہ سمنانی اور علاؤ الدولہ برکی دو الگ شخصیتوں کے نام ہیں جبکہ کتاب ''اشرف سمنانی'' کے مصنف نے انہیں ایک ہی شخصیت قرار دیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

''یہاں بہ تخصیص نظام الملک علاؤ الدولہ برکی کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے جو طبقہ صوفیاء میں حضرت شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہ کے نام سے مشہور ہیں'' [۲]

ہمارے خیال میں ''اشرف سمنانی'' کے مصنف کا قول زیادہ مستند معلوم ہوتا ہے کہ علاؤ الدولہ برکی اور شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی ایک ہی شخصیت ہیں حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مصنف نے اس بات کا امکان ظاہر کیا ہے کہ یہ وہی شخصیت ہوسکتی ہے جن کا ذکر سید ابراہیم کے وزیر کی حیثیت سے آچکا ہے اور لطائف اشرفی میں حضرت نظام یمنی کے قول سے اس کی تصدیق بھی ہوجاتی ہے وہ لکھتے ہیں۔

''حضرت علاؤ الدولہ سمنانی بن احمد بن محمد البانکی اصل میں سامانی النسل ملوک سمناں میں سے تھے حضرت ابراہیم شاہ سمنان کی وزارت کا منصب ان کے سپرد تھا'' [۳]

بہر حال ان شواہد کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ولادت اور ترک سلطنت کے تمام واقعات شیخ علاؤ الدولہ سمنانی نے سلطان اعرف محمد کو بتائے اور ان سے شیخ ابوالفضل نظام یمنی نے معلوم کر کے تحریر فرمائے یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ تمام واقعات کیونکہ سلطان اعرف محمد کے سامنے ہی ہوئے اس لئے انہوں نے حضرت نظام یمنی کو بتائے اور انہوں نے پھر اسے تحریر فرمایا۔

تحقیق سن ولادت ووفات:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے سن ولادت و وفات میں اختلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لطائف اشرفی میں آپ کا سن ولادت مذکور نہیں ہے بعض تذکرہ نگاروں نے اختلاف کے ساتھ جو سنین تحریر

---

[۱] ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مطبع سرفراز قومی پریس لکھنو۔ صفحہ ۳۲۔۳۳۔

[۲] سید شمیم اشرف۔ اشرف سمنانی شخصیت و افکار۔ مطبع قمر پریس محلہ سکراول ٹانڈہ ۱۹۸۱ء۔ صفحہ ۳۶

[۳] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول۔ اردو ترجمہ شمس بریلوی۔ ناشر سہیل پریس پاکستان چوک کراچی صفحہ ۵۸۸۔

کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) شیخ عبدالرحمٰن چشتی۔ مراۃ الاسرار صفحہ ۱۰۶۰ سن وفات ۸۰۸ھ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

(۲) شاہ وجیہ الدین۔ بحر زخار۔ سن وفات ۸۰۸ھ

(۳) شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ اخبار الاخیار صفحہ ۳۵۸ سن ولادت ۷۷۰ھ سن وفات ۸۷۱ھ مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی۔

(۴) علامہ عبدالحیٰ بن فخر الدین حسنی۔ نزھۃ الخواطر صفحہ ۷۲۔ و کانت وفاته فی الثامن العشر بن من محرم الحرام سنة ثمان و ثمانمائة و قبره فی لکچھوچھه مشهور ظاهر یزار کسافی جهان تاب۔

ترجمہ: انکی وفات ۲۸ محرم الحرام سن ۸۰۸ھ میں ہوئی ان کی قبر کچھوچھہ میں ہے اور زیارت کا مقام ہے۔

(۵) مولوی رحمٰن علی۔ تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۱۱۲۔ سن وفات ۸۰۸ھ/۱۴۰۵ء مطبوعہ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی۔

(۶) پروفیسر حامد حسن قادری۔ داستان تاریخ اردو صفحہ ۲۴۔ تاریخ ولادت ۱۲۸۹/۶۸۸ھ۔ تاریخ وفات ۸۰۸ھ/۱۴۰۵ء مطبع اردو اکیڈمی سندھ۔

(۷) اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔ زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور صفحہ ۷۸۸۔ تاریخ ولادت ۶۸۸ھ/۱۲۸۹ء۔

(۸) سید نعیم اشرف۔ محبوب یزدانی صفحہ ۱۳۰۔ تاریخ وفات ۸۰۸ھ مطبوعہ اسلامیہ لیتھو اینڈ پرنٹنگ پریس چاٹگام۔

(۹) ڈاکٹر ظہور الحسن شارب۔ آثار سید اشرف جہانگیر سمنانی صفحہ ۱۶۔ تاریخ ولادت ۶۸۸ھ تاریخ وفات ۲۸ محرم ۸۰۸ھ مطبع ظفر الدین خاں بکسلر ڈیوڑھی بیگم آگرہ۔

(۱۰) مولوی سید قدیر اشرف کچھوچھوی۔ ذکر اشرف صفحہ ۱۵۔ تاریخ ولادت ۷۱۲ھ تاریخ وفات صفحہ ۷۱ ۸۳۰ھ سے ۸۳۲ھ کے درمیان۔ مطبوعہ ادارہ علم و ادب کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد۔

(۱۱) سید شمیم اشرف۔ اشرف سمنانی صفحہ ۲۷۔ تاریخ ولادت ۷۳۲ھ تاریخ وصال جمعہ ۲۸ محرم المکرم ۸۳۲ ہجری مطابق ۱۴۳۸ء ہے۔

لیکن ان تمام سنین ولادت وفات میں سے کسی کو بھی درست قرار نہیں دیا جا سکتا کیوں کہ ان میں سے کسی نے اس سلسلے میں تحقیق کرنے کی زحمت گوارہ نہیں کی بلکہ اپنی ماقبل کتب سے سنین نقل کرنے پر اکتفا کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو فکری غلطی یعنی ۸۰۸ھ کی تھی وہ بعد کی کتب میں بعنہٖ ثبت ہوتی چلی گئی اور شاید یہ سلسلہ عرصہ دراز تک جاری رہتا اگر ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھوچھوی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے سال وصال میں اختلاف کا سوال نہ اٹھاتے۔ موصوف نے سن ۱۹۷۵ میں ''حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی'' لکھ کر نہ صرف یہ کہ یہ سوال اٹھایا بلکہ اپنی تحقیق سے سال وصال ۸۰۸ھ کو غلط ثابت کیا۔ ''حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی'' کی طباعت کے چھ سال بعد سید شمیم اشرف صاحب نے ''اشرف سمنانی'' لکھ کر اس تحقیق کو مزید آگے بڑھایا (۱۹۸۱ میں اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا) انہوں نے ڈاکٹر سید وحید اشرف صاحب کے چند دلائل سے اختلاف کے باوجود سید اشرف جہانگیر سمنانی کے سال وصال ۸۰۸ھ کو غلط قرار دیا ہمارے خیال میں ان دونوں حضرات کے سوا کسی اور مصنف یا محقق نے اس طرف توجہ نہیں دی (واللہ اعلم)۔ لہٰذا ہم یہاں سید اشرف جہانگیر سمنانی کے سال ولادت و وفات کے سلسلے میں ان ہی دونوں محققین کے دلائل پیش کریں گے اور پھر ان کا جائزہ لیں گے۔

''اشرف سمنانی'' کے مصنف لکھتے ہیں۔

''سب سے پہلی کتاب مستطاب جس میں حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کا سال وصال موقوم ہے وہ مراۃ الاسرار مؤلف عبدالرحمٰن چشتی ہے قطعہ تاریخ یہ ہے۔

چون سید اشرف آں شاہ جہانگیر۔ درجاں را بہ سلک وصل حق سفت
خود داز بہر تاریخ وصالش۔ بہ فضل حق جاں رامنتہی گشت

لفظ منتہی سے بارہ تاریخ ۸۰۸ھ نکلتا ہے بعد ازاں بحر ذخار میں ۸۰۸ھ مرقوم ہوئی (بحر ذخار مراۃ الاسرار کے بعد تالیف ہوئی) [۱]

---

[۱] سید شمیم اشرف۔ اشرف سمنانی۔ مطبوعہ مخدوم اشرف اکیڈمی درگاہ شریف ضلع فیض آباد۔ صفحہ ۲۳۔

مصنف ''اشرف سمنانی'' کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا سال وصال ۸۰۸ھ سب سے پہلے جس کتاب میں لکھا گیا وہ ''مراۃ الاسرار'' ہے اس کے بعد بحر ذخار پھر خزینۃ الاصفیاء اور بعد کی دیگر کتب تالیف ہوئیں اور مراۃ الاسرار کی یہ فکری غلطی ان سب میں من وعن درج ہوتی چلی گئی جن کتب میں ۸۰۸ھ درج ہے ان کی تعداد تقریباً ۱۰ ہے اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ۸۰۸ھ درست ہے لیکن ڈاکٹر سید وحید اشرف کی تحقیق نے اس کو بھی غلط ثابت کر دیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

''مکتوبات اشرفی میں ایک خط ہوشنگ خان غوری شاہ مالوہ کے نام ملتا ہے جس کے الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ ہوشنگ خان کے اس خط کے جواب میں ہے جو اس نے سید اشرف کو اپنی رسم تاجپوشی کے موقع پر لکھا تھا خط کے چند ابتدائی الفاظ یہ ہیں۔

''مثال سلطنت آرائے اورنگ منشور مملکت افزائے نورنگ ہوشنگ خان سلمہ اللہ علی ممالکہ کی طرف درویش اشرف کے پاس عریضہ پہنچا آپ نے نامہ مسکیۃ الختام ونمقہ تہنیت انجام میں استفسار کیا ہے کہ کاتب تقدیر ازلی نے لوح محفوظ میں راقم تصویر لم یزلی نے روز اول لکھ دیا تھا وہ باتیں روئے زمین کے اولیاء کی زبان واصفیائے برین کے لسان پر جاری وساری ہیں ماشاء اللہ کانَ (جو کچھ اللہ نے چاہا ہوا) وَمَالَم یشالم یکن (اور جو کچھ اللہ نے نہ چاہا ہوا (حق تعالیٰ فال مبارک جو کہ ولایت پناہ کی خانقاہ میں بزبان ولایت جاری ہو نیک وسعید بنائیگا اور مطلق والی بقول تبارک جو کہ لسان عنایت سے پہنچے یہ بندہ بھی سلطنت کے سریر پر دارالخلافہ میں تخت نشین ہوا۔[1]

طبقات اکبری ج ۳ صفحہ ۲۸۹ کے مطابق ہوشنگ خان ۸۰۹ھ میں مالوہ پر قابض ہوا اور تاریخ فرشتہ جلد ۲ صفحہ ۴۶۲ کے مطابق ہوشنگ خان کی تخت نشینی کا سال ۸۰۸ھ ہے۔

ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھوچھوی نے مذکورہ دلیل میں لکھا ہے کہ ہوشنگ خان اپنے باپ کی وفات کے بعد ۸۰۸ھ یا ۸۰۹ھ میں مظفر شاہ گجراتی کے ہاتھوں گرفتار اور قید ہو گیا ۸۱۰ھ میں رہائی پائی اور اس کے بعد مندو (مالوہ کا پائے تخت) پر قابض ہوا اور رسم تاجپوشی ادا کی جبکہ فرشتہ کی تحقیق اس کے خلاف ہے وہ لکھتے ہیں ''دلاور خاں کے بعد اس کا بیٹا الپ خاں سلطان ہوشنگ کے لقب سے تخت پر بیٹھا اور تمام امیروں اور

---

[1] سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی۔ جلد دوم، اردو مترجم: مولانا ممتاز اشرفی۔ ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار اورنگی ٹاؤن کراچی صفحہ ۲۸۵

اراکین سلطنت نے اس کی بیعت کی اور اطاعت گذاری کا وعدہ کیا ہوشنگ خاں کو عنان حکومت ہاتھ میں لئے ہوئے ابھی کچھ زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ اس کے مخبروں نے اسے اطلاع دی کہ شاہ مظفر گجراتی اپنا لشکر لے کر حدود مالوہ کی طرف بڑھ رہا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ سلطان مظفر گجراتی اور دلاور خان غوری میں بہترین دوستانہ مراسم تھے اور دونوں ایک دوسرے کو بھائی کہتے تھے مظفر گجراتی کو جب یہ معلوم ہوا کہ ہوشنگ نے اپنے باپ کو زہر دے کر حکومت اپنے قبضے میں کر لی ہے تو اس نے مالوہ پر لشکر کشی کی ٹھان لی تا کہ ہوشنگ کو اس کے جرم کی سزا دے۔ یہ اطلاع پاتے ہی ہوشنگ نے اپنا لشکر تیار کیا اور سلطان گجراتی کا مقابلہ کرنے کے لئے قلعہ دھار سے باہر نکلا ۸۱۰ھ میں گجراتی اور مالوی حکمران ایک دوسرے کے سامنے آئے اور زبروست جنگ ہوئی دونوں لشکروں نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا سلطان مظفر زخمی ہوا اور ہوشنگ لڑتے لڑتے اپنے گھوڑے سے نیچے گر پڑا اس کے باجود بھی جنگ ہوتی رہی آخر کا سلطان مظفر کی خوش قسمتی کام آئی اور اسے کامیابی نصیب ہوئی اور سلطان ہوشنگ شکست کھا کر دھار میں پناہ گزین ہوا[1] تاریخ فرشتہ کے مطابق سلطان ہوشنگ خان اور سلطان مظفر گجراتی کے درمیان ۸۱۰ھ میں مقابلہ ہوا اور اس مقابلہ میں ہوشنگ کو شکست ہوئی اور قید ہوا جبکہ ڈاکٹر وحید اشرف ۸۱۰ھ کو اس کی رہائی کا سال قرار دے کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ ۸۱۰ھ کے بعد یا ۸۱۰ھ میں تخت نشین ہوا اور سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اسی سن میں اسے خط لکھا یعنی ان کا خط ۸۰۸ھ کے بعد لکھا گیا حالانکہ اس سے قبل وہ ہوشنگ خاں کے والد دلاور خان کا سن وفات ۸۰۸ھ یا ۸۰۹ھ تحریر کر چکے ہیں یعنی ان دونوں سنین میں سے کوئی ایک اس لحاظ سے وہ ۸۰۸ھ یا ۸۰۹ھ میں تخت مالوہ پر تخت نشین ہو چکا تھا اگر دلاور خان کا سن وفات ۸۰۸ھ مان لیا جائے تو پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ باپ کی وفات کے فوراً بعد جب ہوشنگ خان تخت مالوہ پر بیٹھا تو اسے امور سلطنت کی انجام دہی کے لئے قواعد وضوابط کی ضرورت پیش آئی۔ جسے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے مکتوب کی شکل میں اسے لکھ کر بھیجا اور یہ خط ۸۰۸ھ میں لکھا گیا لیکن اگر دلاور خان کی وفات ۸۰۹ھ میں مصدقہ ہے تو پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہوشنگ خاں اپنے باپ دلاور خان کی وفات کے بعد ۸۰۹ھ میں تخت نشین ہوا اور اس لحاظ سے سید اشرف جہانگیر سمنانی کا خط ۸۰۹ھ میں لکھا گیا یعنی ۸۰۹ھ تک وہ حیات تھے

---

[1] محمد قاسم فرشتہ۔ تاریخ فرشتہ جلد دوم مترجم عبدالحئی خواجہ۔ ناشر شیخ غلام وہی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلیشرز لاہور صفحہ ۲۲۲۔

اس دلیل سے ڈاکٹر وحید اشرف کی دلیل کو تقویت ملتی ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا سن وصال ۸۰۸ھ نہیں بلکہ اس کے بعد کا کوئی سن ہے۔ اب ہم ڈاکٹر وحید اشرف صاحب کی اس دلیل کا جائزہ لیں گے جس سے انہوں نے ثابت کرنے کی کوششیں کی کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ۸۲۵ھ کے بعد بھی حیات تھے وہ لکھتے ہیں۔ ''لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی دونوں میں حضرت سید اشرف کے سفر گلبرگہ اور وہاں خانقاہ سید محمد گیسو دراز میں قیام کا ذکر ہے ایک مکتوب میں ایک شخص حمید الدین کے نام لکھتے ہیں۔ ''از آنجملہ سادات گیسو دراز اند کہ سلسلہ حضرت سید محمد گیسو دراز بانیان میر سید و لقب گیسو دراز در ہند نیافتہ اند بلکہ در ولایت سادات یافتہ اند بعنایت عالیشان کہ تصنیفات رائقہ و تالیفات لائقہ از آنحضرت سر بر زدہ اند سیر اخیر التصنیفات حضرت میر است در مسئلہ وحدۃ وجود مطلق اند کہ ایمائی بہ نسبت حضرت صاحب فصوص کردہ اند فقیر تغیر مزاج کردہ و بانواع دلائل عقلی و نقلی خاطر نشان حضرت میر نمودہ فرحہ نیافت کہ در سیر آن اصلاح کردہ آید در سیر نخستین کہ بجانب میر شدہ ملازمت حضرت میر بدلخواہ شدہ در سیر ثانی بحضرت شاہ ید اللہ و شاہ صفی اللہ ملازمت و شرف یافتہ''۔

ترجمہ: ان میں سے سادات گیسو دراز ہیں کہ سلسلہ حضرت سید محمد گیسو دراز ان تک پہنچتا ہے اور گیسو دراز کا لقب ہندوستان میں نہیں پایا جاتا بلکہ سادات کے علاقہ میں پایا جاتا ہے آپ سے نہایت عالیشان اور قابل قدر تالیفات اور تصنیفات صادر ہوئی ہیں سیرۃ النبی آپ کی آخری تصنیف ہے اس کتاب میں وحدۃ وجود مطلق کے متعلق حضرت صاحب فصوص الحکم (محی الدین ابن عربی) کے خلاف کچھ اشارہ کیا ہے فقیر نے آپ کے خیال میں تبدیلی کی کوشش کی اور مختلف عقلی و نقلی دلائل پیش کیے لیکن آپ کو تشفی نہ ہوئی اور کتاب سیر میں کوئی ترمیم نہیں کی پہلا سفر جو حضرت گیسو دراز کی طرف ہوا اس میں حضرت گیسو دراز سے خاطر خواہ ملاقات ہوئی اور دوسرے سفر میں حضرت شاہ ید اللہ اور شاہ صفی اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا'' مذکورہ بالا بیان سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

(۱) سید اشرف کا پہلا سفر گلبرگہ ۸۰۴ھ کے بعد واقع ہوا کیونکہ سید محمد گیسو دراز اسی سال دہلی سے گلبرگہ پہنچے۔ (۲) جب حضرت سید اشرف پہلی بار گلبرگہ پہنچے تو حضرت سید محمد گیسو دراز اپنی کتاب سیرۃ النبی تالیف کر چکے تھے اور یہ کتاب ۸۱۰ھ کے بعد لکھی گئی یعنی حضرت سید اشرف نے پہلا سفر گلبرگہ ۸۱۰ھ

کے بعد کیا۔

(۳) حضرت سید اشرف نے اپنے دوسرے سفر گلبرگہ میں حضرت سید محمد گیسو دراز کا نام نہیں لیا اور ان کے بجائے ان کے پوتے شاہ ید اللہ اور شاہ صفی اللہ سے ملاقات کا ذکر کیا ہے حضرت گیسو دراز کا وصال ۸۲۵ھ میں ہوا اس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ حضرت سید اشرف کا دوسرا سفر گلبرگہ ۸۲۵ھ کے بعد ہوا ہوگا [1]

ڈاکٹر وحید اشرف نے اپنی مذکورہ دلیل سے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ قابل قبول نہیں کیونکہ ان میں کسی ایک سے بھی ایسی دلیل نہیں ملتی جس سے سن وصال ۸۰۸ھ ثابت نہ ہو بلکہ اس کے بعد کا کوئی سن ثابت ہو وہ لکھتے ہیں کہ سید اشرف کا پہلا سفر گلبرگہ ۸۰۴ھ کے بعد واقع ہوا کیونکہ سید محمد گیسو دراز اسی سال دہلی سے گلبرگہ پہنچے۔ ڈاکٹر وحید اشرف نے نتیجہ نمبر ۱ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کہ سید اشرف کا جب پہلا سفر گلبرگہ ۸۰۴ھ کے بعد ہوا تو یقیناً دوسرا سفر ۸۰۸ھ کے بعد ہوا ہوگا اس لئے وہ ۸۰۸ھ کے بعد بھی حیات تھے ہمارے خیال میں یہ کوئی دلیل نہیں ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے پہلا سفر ۸۰۵ھ میں اور دوسرا سفر ۸۰۷ھ میں کیا ہو اس لئے نتیجہ نمبر ۱ قابل قبول نہیں۔

نتیجہ نمبر ۲۔ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت سید اشرف پہلی بار گلبرگہ پہنچے تو حضرت سید محمد گیسو دراز اپنی کتاب ''سیرۃ النبی'' تالیف کر چکے تھے اور یہ کتاب ۸۱۰ھ کے بعد لکھی گئی یعنی سید اشرف نے پہلا سفر گلبرگہ ۸۱۰ھ کے بعد کیا۔

ڈاکٹر صاحب نے حضرت گیسو دراز کی کتاب سیر النبی کے ۸۱۰ھ میں تالیف ہونے کا کوئی حوالہ نہیں دیا اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کتاب ۸۱۰ھ ہی میں تالیف کی گئی ہو ہوسکتا ہے کہ اس سے قبل تالیف کی گئی ہو لیکن اگر ہمیں کوئی ایسا مستند حوالہ مل جاتا ہے جس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ کتاب ۸۱۰ھ میں ہی لکھی گئی تھی تو پھر سید اشرف کا سن وصال ۸۰۸ھ غلط ثابت ہوسکتا ہے کیونکہ جب سید اشرف جہانگیر سمنانی گلبرگہ پہنچے تو وہ اپنی کتاب سیر النبی تالیف کر چکے تھے۔

نتیجہ نمبر ۳۔ میں لکھتے ہیں کہ حضرت سید اشرف نے اپنے دوسرے سفر گلبرگہ میں حضرت سید محمد گیسو دراز کا نام نہیں لیا اور ان کے بجائے ان کے پوتے شاہ ید اللہ اور شاہ صفی اللہ سے ملاقات کا ذکر کیا ہے حضرت گیسو

---

[1] ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مطبع سرفراز قومی پریس لکھنو۔ صفحہ ۲۵

دراز کا وصال ۸۲۵ھ میں ہوا اس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ سید اشرف کا دوسرا سفر گلبرگہ ۸۲۵ھ کے بعد ہوا۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا اپنے دوسرے سفر گلبرگہ میں حضرت گیسو دراز کا ذکر نہ کرنا اس بات کی دلیل ہرگز نہیں کہ ان کا وصال ہو چکا تھا کیونکہ کسی کی عدم موجودگی اس کی وفات کی دلیل نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ جب دوسری مرتبہ آپ گلبرگہ پہنچے ہوں تو حضرت گیسو دراز کہیں تشریف لے جا چکے ہوں یعنی سفر وغیرہ میں ہوں اس وجہ سے یہ کہنا کہ وہ وصال فرما چکے ہوں کسی طرح بھی درست نہیں ہوسکتا۔

’’حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی‘‘ کے مصنف لکھتے ہیں کہ ’’حضرت سید اشرف کے تین خطوط بنگال کے فرمانبروا راجا کنس کے دور سے متعلق ہیں اس میں ایک خط ابراہیم شاہ شرقی کے نام ہے جس میں کنس پر حملہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ دوسرا خط شیخ نورالدین قطب عالم پنڈوی کے نام ہے اس میں حضرت شیخ نور کو کنس کے مظالم پر صبر و ضبط کی تلقین کی گئی ہے اور یہ پیشن گوئی کی ہے کہ عوام کنس کے مظالم سے بہت جلد نجات پا جائیں گے۔

تیسرا خط ایک شخص شیخ حسین کے نام ہے اس خط میں شیخ حسین کے دو بیٹوں کے کنس کے ہاتھوں قتل کئے جانے پر اظہار تعزیت کیا ہے کنس ۸۱۷ھ میں بنگال کے تخت پر قابض ہوا جب اس نے ابراہیم شاہ شرقی کے جونپور سے آنے کی خبر سنی تو اپنے نومسلم بیٹے جلال الدین کو اپنا جانشین اعلان کر کے تخت سے دستبردار ہوگیا حضرت شیخ نور قطب عالم نے اس تبدیلی کی خبر پا کر ابراہیم شاہ کو مطلع کیا چونکہ کنس کے مظالم سے رعایا نجات پا گئی ہے اس لئے اب جنگ کرنا اور خون بہانا جائز نہیں لیکن جب ابراہیم شاہ جونپور واپس ہوگیا تو کنس نے جلال الدین کو معزول کر دیا اور پھر خود تخت پر قابض ہوگیا اور رعیت بنگال پھر اس کے مظالم میں گرفتا ہوگئی ۸۲۱ھ میں جلال الدین نے کنس کے خلاف بغاوت کردی اور بنگال پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگیا اور ۸۳۷ھ تک حکمراں رہا اس لئے یہ تین خطوط جو کنس کے دور سے متعلق ہیں یقیناً ۸۱۷ھ اور ۸۲۱ھ کے درمیان لکھے گئے‘‘[1]

ڈاکٹر وحید اشرف کی مندرجہ بالا دلیل کے جواب میں ’’اشرف سمنانی‘‘ کے مصنف لکھتے ہیں۔

’’مجھے اعتراف ہے کہ ڈاکٹر وحید اشرف نے پہلی بار سید اشرف جہانگیر سمنانی کے سال وصال کا سوال اٹھایا

---

[1] ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مطبع سرفراز قومی پریس لکھنؤ۔ صفحہ ۲۵

لیکن ان کے استدلال کا دوسرا رخ جس کا تعلق سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ان مکتوبات سے ہے جو آپ نے راجہ کانس کو ۸۱۷ھ اور ۸۲۱ھ کے درمیان تحریر فرمائے ہیں وہ محض پریشان خیالی کی اختراع اور مخدوش تحقیقی دوران سر ہے راجہ کانس لکھنوتی اور بنگال کا راجہ تھا۔ سات سال حکومت کی اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے جمل نے علماء وفضلاء لکھنوتی کو جمع کیا کلمہ شہادت پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوا اور سلطان جلال الدین کے نام سے سترہ سال تک نہایت شان وشوکت سے لکھنوتی اور بنگال میں حکومت کی۔ ۸۱۲ھ میں نقد جان شیریں خازن بہشت بریں کے سپرد کردی۔ مدت ہفدہ سال و چند ماہ نہایت استقلال در بنگالہ ولکھنوتی بادشاہی کرد۔ در ۸۱۲ھ نقد جان شیریں بخ خازن بہشت بریں سپرد (ماخذ۔ تاریخ۔ فرشتہ۔ جلد دوم محمد قاسم فرشتہ) گویا راجہ کانس نے ۷۹۵ھ میں وفات پائی ۷۹۵+۱۷=۸۱۲ اور سلطان جلال الدین کا سال وفات ۸۱۲ھ ہے حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی نے راجہ کانس کو تین مکتوبات ۸۱۷ھ اور ۸۲۱ھ کے درمیان کس طرح تحریر فرمائے جب کہ ۸۹۵ھ میں وہ فوت ہو چکا تھا حتیٰ کہ اس کا بیٹا سلطان جلال الدین بھی ۸۱۲ھ میں رحلت کر چکا تھا دوسری توجیح یہ ہے کہ مکتوبات اشرفی میں مکتوبات کی تعداد پچھتر ۷۵ ہے اور کسی مکتوب میں تاریخ مرقوم نہیں اس لئے ۸۱۷ھ اور ۸۲۱ھ محض خیالی ایڈونچر ہے۔ تیسری اور آخری توجیح یہ ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے راجہ کانس کو کوئی خط نہیں لکھا بلکہ مکتوب نمبر ۴۵ مخدوم زادہ حضرت قطب عالم والدین پنڈوی قدس سرہ کے نامہ مبارک کا جواب ہے جو انہوں نے اپنے خامہ منورہ سے خروج کانس کی بابت حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کو تحریر فرمایا تھا۔ مکتوب نمبر ۴۵ کا موضوع یہ ہے ''در جواب نامہ کہ بہ خامہ منور حضرت قطب عالم نوشتہ بود برائے استغاثہ از خروج کنس لہذا جوبات عدم ہے وہ کالعدم ہے''۱؎

ہمارے خیال میں مصنف ''اشرف سمنانی'' کا مذکورہ قول ہی معتبر ہے اور تحقیق سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے راجہ کانس کو ۸۱۷ھ اور ۸۲۱ھ کے درمیان کوئی خط نہیں لکھا بلکہ مکتوبات اشرفی میں آپ کا جو مکتوب ملتا ہے اور جس کو بنیاد بنا کر ڈاکٹر وحید اشرف نے اپنی دلیل قائم کی ہے وہ راجہ کانس کے نام نہیں بلکہ انہوں نے اپنے پیرزادے قطب عالم پنڈوی کے خط کے جواب میں تحریر

۱؎ سید شمیم اشرف۔ اشرف سمنانی۔ مطبوعہ مخدوم اشرف اکیڈمی درگاہ شریف ضلع فیض آباد۔ صفحہ ۲۴۔

فرمایا تھا۔

محققین کی آخر دلیل جس سے سید اشرف جہانگر سمنانی کے سال ولادت و وفات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے نظام یمنی کا وہ قول ہے جو انہوں نے لطائف اشرفی کے لطیفہ نمبر ۵۶ میں تحریر فرمایا ہے اور جس میں انہوں نے سید عبدالرزاق نور العین کی عمر کے بارے میں لکھا ہے وہ فرماتے ہیں۔

’’صد و بیست سال عمر بکمال سید عبدالرزاق یافتہ بودند دوازدہ سالہ بودند کہ بہ شرف ملازمت حضرت قدوۃ الکبریٰ مشرف شدند چہل سال بر سر سجادہ بادشاد و اصحاب طلب ابتدائی ارباب قلب اشتغال داشتند باقی حیات صرف خدمت حضرت قدوۃ الکبریٰ شدہ‘‘ [3]

ترجمہ: سید عبدالرزاق نے پورے ایک سو بیس سال عمر پائی بارہ سال کے تھے جب انہوں نے حضرت قدوۃ الکبریٰ کی ملازمت اختیار کی۔ چالیس سال تک سجادہ پر اصحاب معرفت کی ہدایت اور صاحب دلوں کی رہنمائی میں مصروف رہے۔ باقی زندگی حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خدمت میں صرف کی۔

سید عبدالرزاق نور العین کا سال وفات ۸۷۲ ھ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے نظام یمنی کے قول کے مطابق سید اشرف جہانگیر سمنانی کے وصال کے بعد چالیس سال حیات رہے اور مسند رشد و ہدایت کو زینت بخشی تو اگر ۸۷۲ ھ میں سے چالیس سال کم کر دیئے جائیں تو ۸۳۲ ھ بنتا ہے اور قرین قیاس یہی ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا سن وفات ۸۳۲ ھ مطابق ۱۴۲۸ء ہے۔ اب رہا مسئلہ سن ولادت کا تو وہ اس سن وفات کے ذریعے حل ہو سکتا ہے کیونکہ صاحب مراۃ الاسرار نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی عمر ۱۱۰ سال یا ۱۲۰ سال لکھی ہے جبکہ مختلف کتب میں ۱۰۶، ۱۱۰، ۱۲۰ اور ۱۰۹ درج ہے لیکن کثرت آراء ۱۲۰ کے حق میں ہیں اگر ۱۲۰ سال کو ہی درست مان لیا جائے تو سن وفات ۸۳۲ ھ میں سے ۱۲۰ وضع کرنے پر ۷۱۲ ھ بنتا ہے یعنی سن ولادت ۷۱۲ ھ ہے

ان دلائل کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ولادت ۷۱۲ ھ میں ہوئی آپ نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی اور ۸۳۲ ھ میں وصال فرمایا۔

---

[3] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی لطیفہ ۵۶۔ حصہ دوم ناشر نصرت المطابع دہلی، صفحہ ۳۸۱۔

تحصیل علم:

سلطان سید ابراہیم کیونکہ عرصہ دراز کے بعد اولا دزرینہ کی نعمت سے بہرہ مند ہوئے تھے کہ اس لئے وہ چاہتے تھے کہ اپنے فرزند سید اشرف کی تعلیم وتربیت میں کوئی کمی نہ کریں اور شدت سے اس وقت کا انتظار کررہے تھے کہ جب ان کا یہ فرزندار جمند تحصیل علم کے قابل ہو چنانچہ جب سید اشرف جہانگیر سمنانی کی عمر چار سال چار ماہ اور چار دن ہوئی تو نہایت دھوم دھام سے آپ کی تسمیہ خوانی کی گئی اس وقت کے جلیل القدر عالم دین حضرت مولانا عماد الدین تبریزی علیہ الرحمتہ نے بسم اللہ پڑھائی اور یہ بزرگ آپ کے پہلے استاد قرار پائے آپ نے نہایت شوق سے تعلیم کا آغاز کیا'' حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی'' کے مصنف آپ کی ذہانت کے متعلق لکھتے ہیں۔

''ایک سال کی مدت میں آپ نے قرآن شریف ہفت قرات کے ساتھ حفظ کرلیا اس وقت آپ کی عمر سات سال تھی چودہ سال کی عمر میں مروجہ علوم منقول ومعقول کی تکمیل کرلی،،[1]

آپ کے اساتذہ میں علی بن حمزہ کوفی علیہ الرحمتہ کا نام بھی آتا ہے جو اپنے وقت کے جید عالم دین اور قرات سبعہ کے ماہر تھے''اشرف سمنانی'' کے مصنف لکھتے ہیں۔

''کہ آپ ایک سال میں حافظ قرات سبعہ ہوئے اور علی بن حمزہ کوفی سے سند قرات حاصل کی سات قرائے سبعہ ہیں اور تمام قراء عشرہ ان کے شاگرد ہیں قرائے سبعہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ (۱) علی بن حمزہ کوفی (۲) نافع عبدالرحمن بن ابی نعیم (۳) ابوعمرو بن العلماء البصری الکوفی (۴) عبداللہ بن عامر دمشقی (۵) عاصم بن النجو دکوفی (۶) عبداللہ بن کثی (۷) حمزہ بن حبیب بن عمارہ الرباب کوفی۔

سادات نوربخشیہ میں پانچ پشتو سے حفظ قرآن کی روایت چلی آتی تھی اور ایک زمانہ میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کو ستر۷۰ حفاظ کی ہم نشینی کا شرف حاصل تھا سات سال میں اصطلاحات علوم عربیہ اور مقامات مفہوم عجیبہ میں ایسی دستگاہ کامل حاصل کی کہ پورے عراق میں مشہور ہوگئے''۔[2]

---

[1] ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی، حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مطبع شرفرازقومی پریس لکھنو صفحہ ۳۳۔

[2] سید شمیم اشرف۔ اشرف سمنانی حیات وافکار۔ مطبوعہ: مخدوم اشرف اکیڈمی درگاہ شریف ضلع فیض آباد صفحہ ۳۰۔

حضرت سید عبدالرزاق نورالعین خاتمہ مکتوبات اشرفی میں فرماتے ہیں'' اصحاب قرات دس ہیں لیکن ان میں سے سات معتبر ہیں اکثر علماء اس میں تلاوت کرتے ہیں نماز میں قرات سبعہ درست نہیں۔

۱۔ **نافع بن عبدالرحمن بن ابی نعیم مدنی:** ان کی اصل اصفہان سے ہے ابی میمونہ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کے موالی میں سے ہیں آپ کی ولادت سن ۷۰ ہجری میں ہوئی اور انتقال ۱۶۹ ہجری میں ہادی کے عہد میں ہوا۔

۲۔ **عبداللہ بن مکی کثیر:** سن ۴۵ ہجری میں ولادت ہوئی اور ۱۲۰ ہجری میں مکہ مکرمہ میں وصال ہوا آپ کو اپنے زمانے میں علمی اعتبار سے سیادت حاصل تھی انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ پایا اس اعتبار سے آپ تابعی ہیں۔

۳۔ **ابوعمرو بن العلا البصری:** سن ٦٨ ہجری میں ولادت ہوئی اور ۱۵۴ ہجری میں انتقال ہوا اس وقت ابو وانق کا دور تھا۔

۴۔ **عبداللہ بن عامر الدمشقی:** سن ۲۱ ہجری میں ولادت ہوئی اور ۱۱۸ ہجری میں دمشق میں انتقال ہوا ایک روایت کے مطابق حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید حضرت مغیرہ بن ابوشہاب رضی اللہ عنہ سے تعلیم حاصل کی دوسری روایت کے مطابق انہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قرآن سنانے اور ان سے قرات کی تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔

۵۔ **عاصم بن ابوالنجود:** آپ کی کنیت ابوبکر ہے اور والد ماجد کی کنیت ابوالنجود نام بہدل اسدی ہے آپ کا شمار مشہور محدثین میں بھی ہوتا ہے عبدالرحمن السلمی اور زرین حبیش سے آپ نے قرات سیکھی آپ کا وصال ۱۲۷ ہجری میں ہوا۔

٦۔ **حمزہ بن حبیب بن عمادہ الرباب الکوفی:** سن ۸۰ ہجری میں ولادت ہوئی ۱۵٦ ہجری میں انتقال ہوا قرائے کرام میں سب سے زیادہ زاہد اور متقی تھے آپ کا انتقال ابو وانق کے عہد میں ہوا۔

۷۔ **علی بن حمزہ الکسائی الکوفی:** آپ کی کنیت ابوالحسن ہے آپ فن قرات کے علاوہ کئی اور فنون پر بھی مہارت رکھتے تھے بالخصوص علم نحو۔ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو علم نحوم میں عبور حاصل

کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ کسائی سے وابستہ ہو جائے آپ کا وصال ۱۸۹ ہجری میں ہوا۔

قدوۃ الکبریٰ رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن پاک کو سات قرات کے ساتھ حفظ کیا تھا لیکن آپ زیادہ تر عاصم اور نافع میں تلاوت فرماتے تھے آپ نے فرمایا کہ سلسلہ نوربخشیہ میں ستر اشخاص نے اس درویش سے ایک سال میں قرآن پاک حفظ کیا جن میں بندہ عبدالرزاق نے بھی ایک سال کے دوران مخدومی خدمت میں قرآن پاک کو قرات سبعہ کے ساتھ حفظ کیا اس کے بعد علوم شرعیہ واصول فرعیہ کو حاصل کیا۔ [1]

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بناء پر بہت جلد یعنی صرف چودہ سال کی عمر میں علوم متداولہ پر مکمل عبور حاصل کر لیا لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی کے مطالعے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ نے سمنان کی ایک عظیم علمی و روحانی شخصیت حضرت شیخ الاسلام رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی علیہ الرحمتہ سے بھی فیض حاصل کیا ان کا تفصیلا ذکر ہم اگلے باب میں ان مشائخ کے ساتھ کرینگے جن سے آپ نے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے یہاں ہم صرف ان علماء کا ذکر کر رہے ہیں جن سے آپ نے ظاہری علم یعنی علم شریعت حاصل کیا۔

صاحب صحائف اشرفی آپ کی علمیت اور خداداد صلاحیت کے متعلق لکھتے ہیں۔

"جب سن شریف سات سال کو پہنچا تو نکات علمی اس خوبی سے بیان فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علماء سن کر عش عش کر جاتے تھے بارہ برس کی عمر میں علوم معانی و بلاغت و معقول و منقول تفسیر، وفقہ و حدیث و اصول جملہ علوم سے فارغ ہوئے۔ دستار فضیلت سر اقدس پر باندھی گئی۔ فن حدیث میں حضرت محبوب یزدانی نے حضرت امام عبداللہ یافعی سے مکہ معظمہ میں سند حدیث حاصل کی اور مقام اسکندریہ میں حضرت نجم الدین کبریٰ کے صاحبزادے سے سند حدیث حضرت کو ملی اور حضرت بابا فرح محدث سے سند حدیث ملی تھی اور حضرت مولانا احمد حقانی سے بھی حضرت کو سند حدیث حاصل ہوئی اسی طرح ہر علوم فقہ و تفسیر اور معقول وغیرہ میں بڑے بڑے علماء جلیل القدر سے تعلیم پائی"۔ [2]

مصنف صحائف اشرفی کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کو چار مقامات سے سند حدیث

---

[1] عبدالرزاق نورالعین۔ مکتوبات اشرفی۔ جلد دوم۔ مترجم مولانا ممتاز اشرفی ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار اورنگی ٹاؤن کراچی۔ صفحہ ۲۸۵۔

[2] سید علی حسین اشرفی۔ صحائف اشرفی۔ حصہ اول۔ ناشر ادارہ فیضان اشرف دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد۔ دوائل روڈ ممبئی صفحہ ۱۱۴۔

حاصل تھی سب سے پہلے حضرت امام عبداللہ یافعی متوفی ۷۵۵ھ سے مکہ معظمہ میں دوسرے حضرت نجم الدین کبریٰ کے صاحبزادے سے اسکندریہ میں ان کا نام درج نہیں ہے تیسرے حضرت بابا مفرح سے ان کے متعلق بھی درج نہیں ہے کہ کہاں اور کس مقام پر سند حدیث ان سے حاصل کی چوتھے حضرت مولانا احمد حقانی ان کے بھی صرف نام لکھنے پر ہی اکتفا کیا گیا ہے راقم نے ان تینوں علماء کے متعلق کتب تصوف و سیر میں تلاش کیا لیکن معلومات نہ ہو سکی جبکہ اوّل الذکر حضرت امام عبداللہ یافعی جن سے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے پہلی سند حدیث حاصل کی ان کے متعلق جو معلومات ہوئیں وہ یہ ہیں کہ حضرت امام عبداللہ یافعی اپنے وقت کے جلیل القدر محدث اور فقیہ تھے اور علم و فضل میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے آپ کا نام عبداللہ لقب عفیف الدین اور کنیت ابوسعادت تھی۔

صاحب خزینۃ الاصفیاء لکھتے ہیں۔

''لیکن آپ کا قیام زیادہ عرصہ حرمین شریفین میں رہا ہے شافعی مذہب تھے علوم ظاہری و باطنی میں اپنے زمانے کے علماء و فضلا میں ممتاز درجہ رکھتے تھے آپ کو نسبت ارادت چند واسطوں سے حضرت غوث الاعظم سے حاصل ہے تاریخ یافعی کتاب روضۃ الریاحین نشر المجالس با حوال خوارق و کرامات حضرت غوث الثقلین آپ کی مشہور تصانیف ہیں''۔ [۱]

خزینۃ الاصفیاء کے مصنف کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ علم ظاہری ہی نہیں بلکہ باطنی علوم میں مکمل دسترس رکھتے تھے اور صاحب تصانیف بزرگ تھے۔

مراۃ الاسرار کے مصنف لکھتے ہیں۔

''آپ نے خرقہ ارادت حضرت رشید الدین ابی عبداللہ بغدادی کے ہاتھ سے پہنا (یعنی مرید ہوئے) جو شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کے خلیفہ تھے آپ کو ایک خرقہ اپنے والد شیخ جمال الدین سے بھی ملا۔ ایک خرقہ شیخ عز الدین ابوالعباس احمد فاروقی سے بھی ملا وہ بھی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ تھے امام عبداللہ یافعی کو ایک خرقہ سلسلہ قادریہ۔ ایک خرقہ حضرت شیخ ابومدین مغربی کے سلسلے سے اور ایک سید احمد کبیر رفاعی سے بھی ملا آپ ہر قسم کے کمالات سے مزین تھے اس کتاب میں لکھا ہے کہ مخدوم

---

[۱] مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیا۔ مترجم پیرزادہ اقبال احمد فاروقی۔ ناشر مکتبہ نبویہ لاہور صفحہ ۱۸۷۔

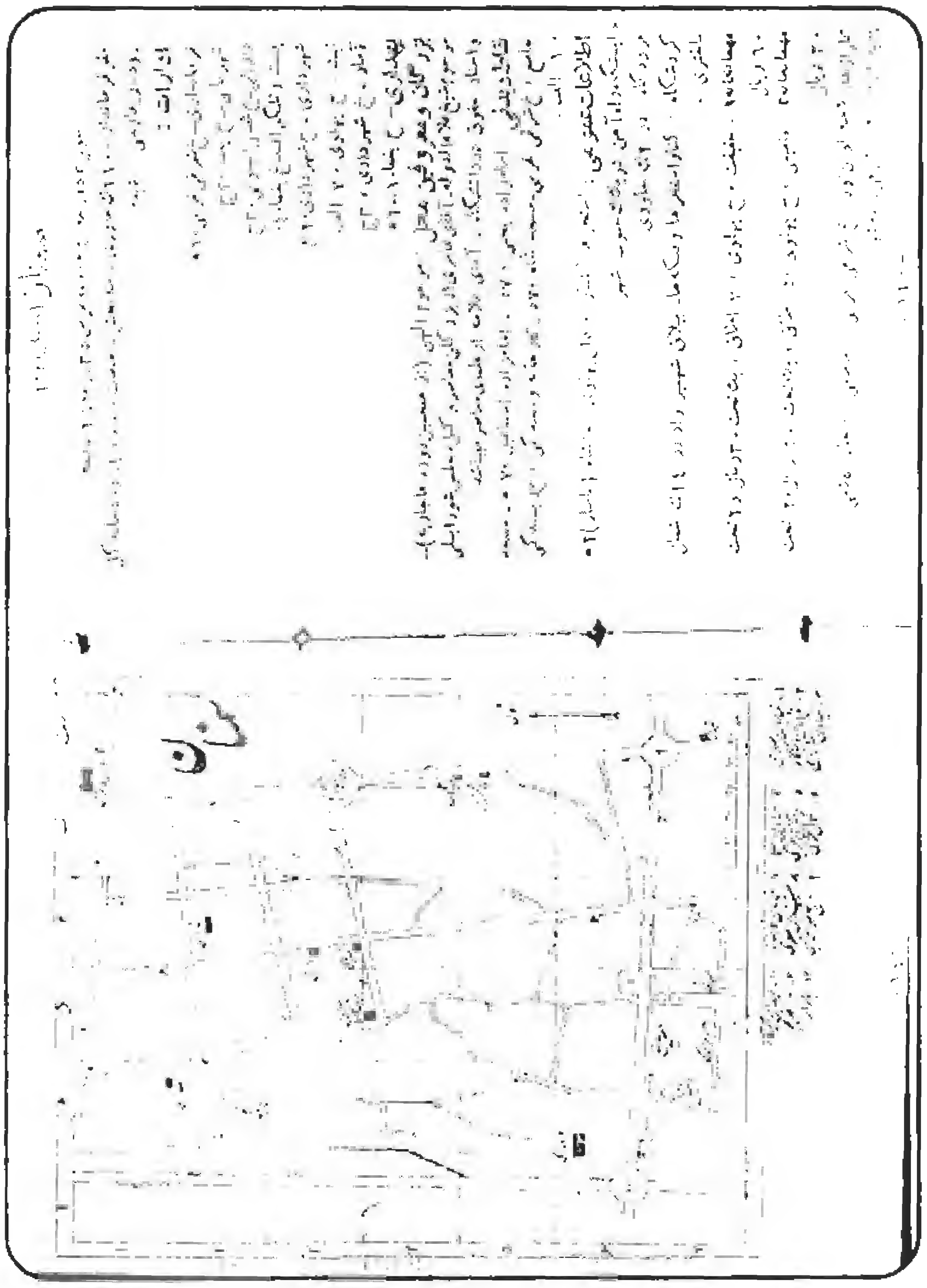

سمنان کا نقشہ

جہانیاں سید جلال الدین بخاری قدس سرہ دو سال تک امام عبداللہ یافعی کی خدمت میں مدینہ شریف میں رہے اور قسم قسم کی نعمتیں حاصل کیں انہوں عوارف المعارف اور تصوف کی دوسری کتابیں آپ سے پڑھیں اور طریقہ ذکر آپ سے حاصل کیا''[1]

صاحب مراۃ الاسرار کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو کئی مقامات سے خرقہ خلافت ہوا اور اجازت و خلافت ملی آپ نے تقریباً تمام سلاسل کے بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور آپ سے بھی طریقت کے جلیل القدر بزرگوں نے فیض پایا جن میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ سرفہرست ہیں۔

امام صاحب نے ۲۱ جمادی الآخر ۷۵۵ھ میں وصال فرمایا مرقد مبارک مکہ معظمہ میں حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمتہ کے مزار مبارک کے متصل ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی نے تفسیر تبیان القرآن میں آپ کی تاریخ وصال ۷۶۸ھ لکھی ہے (واللہ اعلم)[2]

اب ہم یہاں سمنان کے متعلق بیان کریں گے کیونکہ سلطنت نوربخشیہ سمنان ہی میں قائم تھی اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ولادت بھی سمنان میں ہی ہوئی یہیں آپ نے تعلیم و تربیت حاصل کی اور پھر اپنے والد سلطان سید ابراہیم سمنانی کی وفات کے بعد سمنان کے شہنشاہ ہوئے اس لئے ضروری ہے کہ شہر سمنان کے متعلق بیان کیا جائے اور اس کی تاریخی حیثیت کو واضح کیا جائے۔ پہلے ہم سمنان کا محل وقوع اور پھر تاریخی حیثیت بیان کریں گے جس سے پتہ چلے گا کہ سمنان ایک قدیمی تاریخی شہر ہے۔

سمنان کا محل وقوع:

سمنان ایران کا قدیم تاریخی شہر ہے جغرافیائی لحاظ سے اس زمانے میں اس کا طول البلد ۵۳ اور عرض البلد ۳۵ کے درمیان تھا لیکن اب یقیناً مرور ایام کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہوا ہوگا موجودہ سمنان کا محل وقوع یہ ہے کہ سمنان تہران سے ۲۲۰ کلومیٹر ہے ایوانکی قصبہ سے صوبہ سمنان کی سرحد کا آغاز ہوتا ہے یہاں سے شہر سمنان ۱۴۰ کلومیٹر ہے ''گرمسار'' صوبہ سمنان کا ضلع ہے یہاں سے سمنان ۱۰۵ کلومیٹر ہے ''سُرخہ'' قصبہ سے سمنان ۲۵ کلومیٹر ہے ''فیروزکوہ'' گاؤں سے سمنان ۱۰ کلومیٹر ہے سمنان صوبہ چار

---

[1] شیخ عبدالرحمن چشتی۔ مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۹۶۸

[2] علامہ غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن۔ ناشر فرید بک اسٹال جلد ۲ صفحہ ۹۰۸

اضلاع پر مشتمل ہے (۱) دامغان (۲) شاہ روم (۳) گرمسار (۴) اور سمنان یہ ایک مردم خیز شہر ہے یہاں عالم اسلام کی عظیم علمی و روحانی شخصیتیں پیدا ہوئیں اور پھر انہوں نے اپنے وجود مسعود سے اس شہر کو عزت و عظمت عطا کی ان شخصیتوں میں سلطان ابراہیم نوربخشی قدس سرہ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کی وجہ سے سمنان کو شہرت و عظمت حاصل ہوئی۔

مؤرخین نے اس سلسلے میں روایات نقل کی ہیں اور اپنی تحقیق کے مطابق ان کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے ان تمام روایات اور ان کی تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم یہاں صرف وہ روایت ذکر کررہے ہیں جو مؤلف تاریخ سمنان نے بیان کی ہے۔ اہل سمنان کے مطابق اس شہر کا نام ''سیم لام'' تھا اور اس کی بنیاد دو پیغمبروں ''سیم النبی'' اور ''لام النبی'' نے رکھی تھی یہ دونوں حضرت نوح علیہ السلام کے خاندان سے تھے یہ دونوں پیغمبر سمنان کے مشرق میں کوہ پیغمبران میں مدفون ہیں اور انہی دونوں پیغمبروں کے نام پر اس شہر کا نام ''سیم لام'' ہوا جو مرور ایام کے ساتھ ساتھ کثرت استعمال سے سمنان ہوگیا ان پیغمبروں کے مقبرہ میں ایک کتبہ ہے مؤلف تاریخ سمنان نے اسے یوں نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں

''در بیان نسب شریف پیغمبران سیم و لام علیہما السلام بدانکہ آں دو بزرگوار دو پیغمبر انداز نسل نوح یکی سیم و یکی لام پسران عراق ابن عالم ابن سام ابن نوح اند بنامی سمنان از ایشان شدہ از راہ البرز سمنان آمدند و قلعہ جنبدان و اسفنجان و ناسار۔ وکوشمغان وزادغان را بنا نہادند و بعضی از مردم سمنان از نسل سام و لام اند و وجہ تسمیہ سمنان آنست کہ باعث ''منک پیغمبر شہد و ابن کوہ را کوہ سمینک مینامند'' [۱]

ترجمہ: سیم اور لام علیہما السلام پیغمبروں کے نسب شریف کے بیان میں معلوم ہو کہ یہ دو بزرگوار دو پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں ایک سیم اور دوسرے لام پسران عراق ابن عالم ابن سام ابن نوح ۔سمنان کی بنیاد انہی دونوں نے ڈالی یہ دونوں البرز کی راہ سے سمنان آئے اور جنبدان و اسفنجان و ناسار و کوشمغان اور زادغان کے قلعوں کی بنیاد رکھی سمنان کے بعض لوگ سام و لام کی نسل سے ہیں اور سمنان کی وجہ تسمیہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ اس کی بنیاد کا سبب منک پیغمبر تھے اور اس پہاڑ کو ''کوہ سمینک'' کہتے ہیں۔ (واللہ اعلم)۔

---

[۱] عبدالرفیع۔ تاریخ سمنان، مطبع تہران۔ صفحہ ۲۲۸

شہر سمنان کی تاریخی حیثیت:

سمنان ایک قدیمی تاریخی شہر ہے اس کے تاریخی ہونے کی گواہی یہاں کے ان آثار سے ملتی ہے جو اب بھی موجود ہیں اور اس کی قدامت پر شہادت دے رہے ہیں جن میں یہاں کی قدیم عمارتیں درگاہیں مشہور دروازے، بازار اور مساجد شامل ہیں سمنان کی قدیم تاریخی جامع مسجد، بازار شیخ علاؤ الدولہ سمنانی، درگاہ حضرت سید اسحاق بن موسیٰ بن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، قدیم گلیاں اور بازار ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بڑا قدیمی اور تاریخی شہر ہے کہا جاتا ہے کہ سمنان میں قلعوں کی کثرت تھی یعنی مختلف ادوار میں جو حکمراں یہاں رہے انہوں نے اپنے اپنے دور میں یہ قلعے تعمیر کروائے لیکن اب وہ قلعے تقریباً ختم ہو چکے ہیں ہو سکتا ہے کہ ان کے کچھ آثار اب بھی باقی ہوں (واللہ علم)۔

سمنان ایک سرسبز و شاداب اور خوبصورت شہر ہے حکومت ایران نے اس شہر پر خاص توجہ دی ہے جس کی وجہ سے یہ ایک ترقی یافتہ شہر بن گیا ہے سید محمد جیلانی میاں اپنے سفرنامہ ایران میں سمنان کے متعلق لکھتے ہیں۔

''ہم ایک قدیم ترین درگاہ میں حاضر ہوئے یہاں آلِ رسول اولادِ علی کو 'امام زادہ' کہتے ہیں یہ درگاہ امام زادہ سید علی بن امام جعفر صادق کی ہے اس کے بعد ہم نے شاہ ناصر الدین کے نام سے موسوم مشہور دروازہ دیکھا طرز تعمیر مغل تعمیر کی یاد دلا رہی تھی اس دروازے میں سمنان کا ہینڈلوم ہاؤس کے آفس قائم ہیں راستے میں سمنان کارپوریشن گورنر ہاؤس، سمنانی ہائی کورٹ، ٹیلی کمیونی کیشن ٹیلی فون ایکسچینج، ٹی وی، انڈسٹری ڈپارٹمنٹ، فنانس کارپوریشن، پولیس ہیڈ کواٹر وغیرہ کے آفس ملتے رہے۔ بازار شیخ علاؤ الدولہ سمنانی سمنان کا یہ قدیم ترین اور وسیع ترین بازار ہے جسے آج بھی حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے دونوں طرف دکانیں ہیں چند دکانوں کے درمیان دونوں طرف گلیاں ہیں اور اس میں باضابطہ رہائشی مکانات ہیں کوچہ نجمی، کوچہ رضوی، کوچہ باغبان، کوچہ ابراہیمی، کوچہ سلطان، کوچہ سید، وغیرہ کے نام بازار کی گلیاں ہیں انہی میں تکیے ہیں امام باڑا، مزارات، اور قبے ہیں بازار شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کے اختتام پر ایک درگاہ ملی۔ امام زادہ سید اسحاق بن موسیٰ بن حضرت امام جعفر صادق کی درگاہ ہے وہاں خواتین اور مردوں کا اسی طرح مجمع نظر آیا جس طرح ہندوستانی درگاہوں میں نظر آتا ہے بازار ہی سے متصل سمنان

کی جامع مسجد بھی ہے جسے دیکھ کر جونپور کی اٹالہ اور جامع مسجد کی یاد تازہ ہوگئی وہی شکوہ وہی طرزِ تعمیر وہی وسعت اور وہی فنِ تعمیر صحن انتہائی کشادہ بیچ میں بڑا حوض چاروں طرف قلعہ نما دیواریں تین جانب شاندار دروازے چاروں طرف خوبصورت اور دیدہ زیب خطاطی میں آیات قرآنیہ لکھی ہوئی ہیں ۔ [1]

جیلانی میاں کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ اب سمنان پسماندہ علاقہ نہیں رہا بلکہ ایک ترقی یافتہ شہر ہے اور یہاں ہر وہ سہولت موجود ہے جو کسی بھی بڑے شہر میں ہونی چاہیئے ۔ حکومت ایران نے جہاں اس شہر کی ترقی پر خاص توجہ دی وہاں اس کے تاریخی آثار کو بھی محفوظ رکھا اور ان کی دیکھ بھال اور نگرانی کی یہی وجہ ہے کہ قدیم عمارتیں جن میں بازار، درگاہیں، مساجد، دروازے اور گلیاں شامل ہیں وہ محفوظ ہیں اور سمنان کی قدامت کی گواہی دے رہے ہیں ۔ سمنان اس زمانے میں بھی بڑا خوبصورت شہر تھا یہاں باغات کی کثرت تھی جنھوں نے اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر دیا تھا اشرف سمنانی کے مصنف لکھتے ہیں ۔

''مشہور سیاح فلسفی ناصر خسرو قومس میں سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کے مرقد مقدسہ کی زیارت کے بعد بروز جمعہ عرہ ذی الحجہ ۴۳۷ھ میں آب خوری اور چاشت خواران کی راہ سمنان میں داخل ہوا اس نے اپنے سفر نامہ میں سمنان کی خوبصورتی کی بہت تعریف کی ہے ۔ [2]

ناصر خسرو کے سفر نامہ سے پتہ چلتا ہے کہ ۴۳۷ھ میں نہ صرف یہ کہ سمنان موجود تھا بلکہ ایک مکمل شہر تھا اور یہاں سیاحوں کی آمد و رفت رہتی تھی اور اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شہر ۴۳۷ھ سے بہت پہلے آباد ہوا ہوگا سمنان کے آثار بھی یہی بتاتے ہیں کہ یہ قدیم الایام ہے ان تمام شواہد کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ سمنان قدیم تاریخی اور اب یہ ترقی یافتہ شہر ہے ۔

ولسوف یعطیک ربک فترضی

---

[1] سید محمد جیلانی میاں ۔ سفر نامہ ایران ۔ المیزان پبلیکیشنز دارالعلوم دیوان شاہ درگاہ روڈ بھیونڈی صفحہ ۲۷

[2] سید شمیم اشرف ۔ اشرف سمنانی شخصیت و افکار ۔ مطبع قمر پریس ٹانڈہ سنہ اول ٹانڈہ ۱۹۸۱ء صفحہ ۲۸ ۔

فصل دوم: سید اشرف جہانگیر سمنانی بحیثیت ایک حکمراں و سپہ سالار اور آپ کے عہد کا مذہبی، سیاسی اور معاشرتی ماحول۔

بحیثیت ایک عادل حکمراں:

سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے والد محترم سید ابراہیم سمنانی کی وفات کے بعد تخت سمنان پر رونق افروز ہوئے معتبر روایات کے مطابق اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی آپ نے دس سال حکومت کی اور پچیس سال کی عمر میں ترک سلطنت کر کے عازم ہندوستان ہوئے یہاں یہ امر تحقیق طلب ہے کہ آپ نے کتنے عرصے حکومت کی اور ترک سلطنت کے وقت عمر کیا تھی کیونکہ اس میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ ہم یہاں صرف ''بحیثیت حکمراں'' آپ کی شخصیت کا جائزہ لیں گے اور مذکورہ امور کے متعلق باب دوم میں تحریر کریں گے جو اسی سے متعلق ہے۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک عادل منصف اور بیدار مغز حکمراں تھے اور حکمرانی کے اصول سے پوری طرح باخبر تھے ایک حکمراں میں جو صلاحیتیں اور اوصاف ہونے چاہیئے وہ سب آپ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھے آپ کے عہد سلطنت کے متعلق واقعات بہت مشہور ہیں جو تمام ہی مؤرخین نے ذکر کئے ہیں۔ ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی لکھتے ہیں۔

'' آپ کے ایام حکمرانی میں آپ کے عدل و انصاف سے متعلق دو واقعات لطائف اشرفی میں حضرت علاؤالدولہ سمنانی سے منقول ہیں جو درج ذیل ہیں۔

ایک بار آپ کسی قریہ میں شکار کے لئے گئے آپ کے ساتھ کچھ سپاہی بھی تھے سپاہیوں کو آپ نے تلاش شکار میں مختلف سمتوں میں روانہ کیا اتنے میں ایک بڑھیا فریاد کرتی ہوئی آئی آپ نے بڑھیا کو اپنے پاس بلوایا اور ماجرا دریافت کیا بڑھیا نے کہا کہ میں دہی لئے ہوئے تھی مجھ سے زبردستی چھین لیا کچھ سپاہیوں کی طرف آپ نے اشارہ کر کے پوچھا ان میں سے کوئی ہے بڑھیا نے انکار کیا اتنے میں ایک جوان گھوڑے پر سوار شکار لئے ہوئے آیا بڑھیا نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا یہی ظالم شخص ہے آپ نے اس جوان سے استفسار کیا اس نے انکار کیا بڑھیا کے پاس کوئی شہادت بھی نہیں تھی آپ نے حکم دیا کہ کچھ مکھیاں پکڑ کر

لائی جائیں پھر اسے مکھیا کھلائی گئیں تھوڑی ہی دیر میں دہی گرنا شروع ہوا اب اسے اقرار کرنا پڑا آپ نے اس کا گھوڑا مع زین ولگام بڑھیا کو دے دیا اور اس ظالم کو سخت سزا دی۔

دوسرا واقعہ یوں ہے کہ ایک بار دربار میں ایک شخص دادطلبی کے لئے حاضر ہوا اور بیان کیا کہ میں ایک جماعت کے ساتھ آج رات سویا ہوا تھا میری کمر میں چالیس سونے کے تنکے بندھے ہوئے تھے بیدار ہوا تو رقم غائب تھی جماعت کے سبھی افراد لینے سے انکار کرتے ہیں آپ نے جماعت کو طلب کیا اور استفسار کیا ہر ایک نے انکار کیا اور قسمیں کھانے لگا پھر آپ نے فرداً فرداً طلب کیا اور ہر ایک کے سینے پر ہاتھ رکھ کر کچھ متفکر ہوئے اور تھوڑے سے تامل کے بعد مصاحبین سے کہا کہ اس سے دریافت کرو یہی اصل چور ہے اسی سے اصل رقم حاصل کرو چنانچہ کچھ زدوکوب کے بعد اس نے اقرار کیا اور رقم جہاں چھپا کر رکھی تھی وہاں سے لاکر حاضر کی''۔[1]

ان دونوں واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کس طرح اپنی رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آتے تھے اور ان کی دادرسی کرتے تھے آپ کے عہد سلطنت میں کسی وزیر یا امیر کو یہ جرات نہ تھی کہ رعایا میں سے کسی پر ظلم کرسکے آپ نے ایسا نظام قائم کیا تھا کہ ہر شخص دوسرے پر ظلم و زیادتی سے ڈرتا تھا لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی کے مطالعے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنی رعایا کے احوال سے پوری طرح باخبر رہتے تھے اور ان کے مسائل ومشکلات کو دور فرماتے تھے یہی وجہ تھی کہ رعایا آپ سے خوش تھی اور سب اطمینان وسکون سے معمولات زندگی انجام دے رہے تھے آپ کے عہد سلطنت کے متعلق ڈاکٹر ظہورالحسن شارب لکھتے ہیں۔

''سلطان محمد ابراہیم نے داعی اجل کو لبیک کہا حضرت نے حکومت سمنان سنبھالی امراء و وزراء نے حضرت کو اورنگ سلطنت و سریر مملکت پر بٹھایا تخت پر بیٹھنے کے بعد حضرت عدل و انصاف کے ساتھ جہاں بانی کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیتے رہے جب حضرت کو گلزار مملکت و لالہ زار سلطنت تفویض ہوئی تو اس وقت حضرت کی عمر پندرہ سال تھی حضرت کا زمانہ حکومت عدل و انصاف کے لئے مشہور تھا کہتے ہیں کہ شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ پہ پانی پیتے تھے۔[2]

---

[1] ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مطبع سرفراز قومی پریس لکھنو۔ صفحہ ۳۶، ۳۷۔

[2] ڈاکٹر ظہورالحسن شارب۔ مکمل سوانح عمری سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی مطبع جواہر لیتھو پریس کشمیری بازار آگرہ صفحہ ۱۸، ۱۹۔

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا دور سلطنت مثالی تھا اور خصوصا عدل وانصاف کے حوالے سے وہ منفرد دور تھا لطائف اشرفی میں چند اشعار ملتے ہیں جن سے اس دور کی عکاسی ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔

چو او رنگِ سمناں بدو تازہ گشت   جہاں از عدالت پر آوازہ گشت
بہ دوران عدلش ہمہ روزگار   گلستاں شدہ عدل اوردبار
زہے عدل وانصاف آن دادگر   کہ برمیش گرگے نہ بندد کمر
بشاہیں زند بال بازی کلنگ   کبوتر سوئے باز آورد چنگ
اگر فیل بر فرق مورے گذر   کند مور بر فیل آرد نظر
کہ ایں دور سلطان اشرف بود   چساں ظلم تو بر سرِ من رود [1]

لطائف اشرفی کے مندرجہ بالا اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک عادل اور منصف حکمراں تھے اسی وجہ سے ہر طرف امن و آشتی کی فضا قائم تھی اور ہر شخص پرسکون زندگی بسر کر رہا تھا۔

آپ کے عہد سلطنت کے متعلق صحائف اشرفی کے مصنف لکھتے ہیں۔

''حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی فرماتے ہیں کہ ایام سلطنت رانی اگرچہ حضرت محبوب یزدانی امور ملکی کا شغل رکھتے تھے لیکن پابندی ادائے فرائض اور سنن و واجبات اور نوافل یہاں تک کرتے تھے کہ آداب ارکان شریعت آپ سے ترک نہیں ہوتے تھے اور کبھی کسی سائل کو اپنے درگاہ عالم پناہ سے بغیر کچھ دیئے ہوئے خالی رخصت نہیں کیا،،۔ [2]

مصنف صحائف اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی امور سلطنت کی بجاآوری کے باوجود فرائض و سنن اور واجبات تک ترک نہیں فرماتے تھے اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے کچھ نہ کچھ ضرور عطا فرماتے تھے بلکہ اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ اپنے در پہ آنے والے سائل کو اس کی حاجت سے زیادہ عطا فرماتے

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ جلد ۲ ناشر نصرت المطابع دہلی۔ صفحہ ۹۱۔

[2] سید علی حسین اشرفی۔ صحائف اشرفی۔ جلد اول۔ ناشر ادارہ فیضان اشرف۔ دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ بمبئی ۱۳۔ صفحہ ۷۰۔

تھے اسی لئے حاجت مند بغیر کسی رکاوٹ کے آپ کے دربار میں حاضر ہوتے تھے اوران کی حاجت روائی کی جاتی تھی آپ کا یہ سلوک سب کے لئے یکساں تھا اس میں کسی کی ذات پات رنگ ونسل مذہب وملک کسی چیز کی قید نہیں تھی سب یکساں طور پر آپ کے دربار سے فیضیاب ہوتے تھے آپ کی حکمرانی کے اصول قرآن وسنت کے مطابق تھے اور اسی کے تحت فیصلے کرتے تھے کسی مقام پر بھی ان اصولوں کو ترک نہیں فرماتے تھے بلکہ وزراء امراء کے لئے بھی یہی حکم تھا کہ سلطنت کے تمام معاملات قرآن وسنت کے مطابق ہوں اوران پر سختی سے عمل کیا جائے چنانچہ ان احکامات پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ سمنان ایک مکمل اسلامی ریاست بن گئی اور یہاں اسلام اوراسلامی تعلیمات کا دوردورہ ہوگیا ان حقائق کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک عادل مصنف حکمراں تھے۔

بحیثیت سپہ سالار:

سید اشرف جہانگیر سمنانی صرف ایک عادل حکمراں ہی نہیں بلکہ بہترین سپہ سالار بھی تھے اوراس کا ثبوت وہ جنگ ہے جو آپ نے اپنے دور سلطنت میں لڑی اور بذات خود اپنی فوج کی کمان کی اوراپنی فہم و فراست سے جنگ میں کامیابی حاصل کرکے یہ ثابت کردیا کہ فن حرب میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ محبوب یزدانی کے مصنف اس جنگ کے متعلق لکھتے ہیں۔

''کہ آپ کی حدود مملکت سے مغلوں کی سرحد قریب تھی آپ کی کم عمری سے فائدہ اٹھانا چاہا اور سرحدی علاقوں پر تاخت کرنے لگے پرچہ نویسوں نے خبر پہنچائی وزراء دربار نے مشورہ دیا کہ ایک مضبوط فوج کسی لائق اور تجربہ کار فوجی افسر کی سرکردگی میں روانہ کردی جائے تاکہ مغلوں کو دوبارہ جرات نہ پڑے لیکن سلطان کی رگوں میں شہدائے کربلا کا خون تھا۔ سر دربار پر جوش تقریر کی اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ میری کمسنی اورنوعمری کی وجہ سے تم یہ مشورہ دے رہے ہو کہ میں میدان جنگ میں نہ جاؤں مگر تم لوگ میرے حوصلے کو سمجھوں میں ایوان رسالت کا چراغ ہوں۔ میں حیدر وصفدر کی اولاد سے ہوں ہاشمی گھرانے کے بچوں کی شجاعت کا اندازہ دنیا بارہا کرچکی ہے میں اس جہاد میں ضرور شرکت کروں گا اور فوج کی کمان میں خود کروں گا''[1]

---

[1] سید نعیم اشرف جیلانی۔ محبوب یزدانی۔ مطبوعہ اسلامیہ لیتھواینڈ پرنٹنگ پریس چاٹگام۔ صفحہ ۵۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اس تقریر سے پتہ چلتا ہے کہ کم عمری کے باوجود آپ کا حوصلہ کتنا بلند تھا اور آپ کتنے جری اور بہادر تھے ورنہ کوئی اور ہوتا تو فوج کو روانہ کر دیتا لیکن ایسے موقعہ پر جبکہ وزراء امراء یہی چاہتے تھے کہ آپ جنگ میں نہ جائیں آپ نے ان کے اس مشورے کو قبول نہ کیا بلکہ خود میدان جنگ میں جانے کا فیصلہ کیا اور فوج کی کمان فرمائی۔

لطائف اشرفی نے اس جنگ کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

''اسی زمانے میں جہاد کا شرف بھی حاصل ہوا سمنان کی سرحد مغلستان سے ملی ہوئی تھی جہاں کافروں کی حکومت تھی اس علاقے کے ایک سردار نے بہت فوج جمع کی اور سمنان پر حملہ کر دیا حضرت کی شجاعت کو جوش آیا اور نصرت اسلام کے واسطے اپنی فوج ظفر موج لے کر جہاد کے لئے روانہ ہوئے دونوں لشکر مقابلہ میں صف آراء ہوئے اور قریب تھا کہ جنگ شروع ہو حضرت نے حکم دیا رجال الغیب کا دائرہ دیکھا جائے۔ نقشہ دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ رجال الغیب سامنے ہیں اس دن لڑائی ملتوی کر دی گئی اور دوسرے دن دشمن کی فوج پر حملہ کیا اتوار کا دن تھا اور ربیع الاول کی تیرہویں تاریخ۔ جنگ بہت سخت ہوئی کفار کا مجمع کثیر تھا مگر فتح ونصرت غازیوں کے ہاتھ آئی بچاس ہزار مغل مقتول ہوئے سردار فرار ہوا بیس ہزار غلام اور آٹھ ہاتھی گرفتار ہوئے اس کے علاوہ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا ایام سلطنت میں اگرچہ فوج ولشکر کی نگرانی میں وقت صرف ہوتا تھا امور ملکی ومالی درپیش رہتے تھے لیکن فرائض وسنن واجبات ونوافل اس وقت بھی ترک نہ ہوتے تھے''۔ [1]

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک بہترین سپہ سالار بھی تھے کم عمری میں سپہ سالار کی حیثیت سے جنگ میں حصہ لینا اور اپنے سے بڑے دشمن کو شکست فاش دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے اندر یہ تمام صلاحیتیں موجود تھیں یہی وجہ تھی کہ جب جنگ میں آپ کو فتح ونصرت حاصل ہوئی تو بڑے بڑے سپہ سالار دنگ رہ گئے اور آپ کی صلاحیتوں کے معترف ہو گئے۔

آپ کے دور سلطنت میں ہونے والی اس جنگ کے متعلق اکثر کتب نے خاموشی اختیار کی ہے یعنی اس واقعہ کو ذکر نہیں کیا اور ایک صاحب نے اس کا انکار بھی کیا ہے کہ اس زمانے میں ایسی کوئی جنگ نہیں ہوئی

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ مترجم مشیر احمد کاکوروی۔ مطبع مکتبہ بزم قادری ۲-۱۲۷/ا ذرگ کالونی کراچی ۲۵۔ صفحہ ۱۳۔

لیکن انہوں اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کوئی ٹھوس دلیل پیش نہیں کی بلکہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حالات زندگی پر لکھی گئی معتبر کتب میں اور خصوصا لطائف اشرفی کے تمام نسخوں میں اس کا ذکر موجود ہے جس کی بناء پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک بلند پایہ سپہ سالار بھی تھے اور آپ نے اپنے دور سلطنت میں جنگ میں حصہ لے کر بہادری کے جوہر دیکھائے اور یہ ثابت کر دیا کہ آپ کے اندر مجاہدانہ اور قائدانہ صلاحیتیں موجود ہیں۔

آپ کے عہد کا مذہبی ماحول:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد سلطنت کا مذہبی لحاظ سے جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ سنہری دور تھا آپ کے والد محترم سلطان سید ابراہیم نے سمنان میں بہت سے مدارس قائم کیے تھے جن کی وہ خود سرپرستی فرماتے تھے آپ نے اپنے عہد میں اس چیز کو جاری رکھا اور اپنے والد کی طرح ان مدارس کی سرپرستی فرمائی علماء کے لئے وظائف جاری کئے اور علمی کام کے لئے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ علماء نے بہت سی نادر کتب تصنیف کیں جن سے سب نے استفادہ کیا طلباء کے لئے بھی وظائف مقرر ہوئے اور انہیں دیگر مراعات دی گئیں آپ کے اس طرز عمل سے سمنان علوم وفنون کا مرکز بن گیا اور اسے بلاد اسلامیہ میں کلیدی مقام حاصل ہو گیا اس وقت سمنان میں جو علمی و روحانی شخصیتیں موجود تھیں ان میں حضرت حسن سکاک رحمتہ اللہ علیہ، حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت شیخ ابو البرکات تقی الدین علی الدوستی السمنانی رحمتہ علیہ اور حضرت شیخ اسماعیل سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے سمنان میں علم و فضل اور روحانیت و معرفت کے دریا بہا دیئے خود سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان سے علمی و روحانی فیوض و برکات حاصل کئے۔ اہل سمنان ان بزرگان دین سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور ان کی بارگاہ میں حاضری کو اپنی سعادت سمجھتے تھے حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ بڑی مشہور تھی جہاں ہمہ وقت لوگوں کا ہجوم رہتا تھا۔ علماء علم کو پھیلانے میں اور صوفیاء روحانیت کو عوام الناس کے دلوں میں اجاگر کرنے میں مصروف تھے یہی وجہ تھی کہ علم و روحانیت کے متلاشی دور دراز مقامات سے سمنان آتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے۔ ہر طرف علم کا چرچا تھا اور لوگ عالم کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے جو علماء وصوفیاء سمنان میں موجود تھے سلطان سمنان سید

اشرف جہانگیر سمنانی خود ان کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے ان سے فیض حاصل کرتے تھے لطائف اشرفی میں بھی یہ ذکر موجود ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے عہد سلطنت میں حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے ظاہر ہے کہ جب سلطان وقت خود بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو تو رعایا کیوں نہ ہوگی۔ غرضیکہ آپ کے عہد سلطنت میں مذہب کو فوقیت حاصل تھی اور مذہبی لحاظ سے زرین دور تھا۔

آپ کے عہد کا سیاسی ماحول:

لطائف اشرفی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے عہد سلطنت میں مذہب کو سیاست اور سیاست کو مذہب بنانے کی کوشش نہیں کی گئی تھی بلکہ دونوں کے درمیان ایک حد فاصل تھی اور دونوں اپنے اپنے مقام پر تھے آپ نے اپنے عہد سلطنت میں بہترین خارجہ پالیسی رکھی اطراف واکناف کے ملوک اور سلاطین سے وہی تعلقات رکھے جیسے دیگر سلاطین نوربخشیہ کے تعلقات تھے خاص طور پر بغداد کے خلفاء ریاست سمنان کی بہت مدد کیا کرتے تھے اور سلطان سمنان کے لئے اکثر تحائف بھیجا کرتے تھے ان خلفاء نے اپنے اپنے عہد میں آپ کے آباؤ اجداد جو سمنان کے حکمراں رہے تھے ان کی بڑی مدد کی تھی ایک مرتبہ ایک بڑے حکمراں نے سمنان پر حملہ کرنا چاہا اور کوشش کی کہ حملہ کرکے اسے اپنی سلطنت میں شامل کرلے لیکن خلفائے بغداد کے تعاون اور سلطان سمنان سے ان کے بہترین تعلقات کی بناء پر اپنے اس زعم باطل سے باز رہا سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان سے وہی تعلقات استوار رکھے اور ان میں کسی قسم کی کمی نہیں آنے دی آپ نے دیگر حکمرانوں سے مراسلت بھی قائم رکھی جس کا ثبوت مکتوبات اشرفی میں موجود ان خطوط سے ملتا ہے جو ان حکمرانوں کے نام آپ نے تحریر فرمائے ان خطوط میں آپ نے انہیں اسلامی طرز حکومت اپنانے کا مشورہ دیا اور سلطنت کے اصول بتائے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ایک بے مثال حکمراں تھے سمنان کے اطراف واکناف میں جو ممالک تھے ان سب سے آپ کے بہترین تعلقات تھے اور آپس میں تحائف کا تبادلہ ہوتا رہتا تھا وہ حکمراں آپ کی عزت کرتے تھے اور آپ کے مشوروں پر عمل کرتے تھے ان ممالک سے تاجر سفیر اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ سمنان آتے تھے اور مال کی تجارت ہوتی تھی آپ نے اپنے عہد سلطنت میں ایسا بہترین سیاسی ماحول

قائم کیا تھا کہ کسی کوئی ڈر اور خوف نہیں تھا نہ کوئی افراتفری تھی اور نا ہی کسی قسم کا ہنگامہ تھا ہر شخص اپنی جگہ مطمئن تھا اور سکون سے زندگی بسر کر رہا تھا رعایا کا اپنے سلطان پر مکمل اعتماد تھا اور وہ دل و جان سے اپنے بادشاہ کو چاہتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بادشاہ بھی ان سے اسی طرح محبت کرتا ہے اور ہمہ وقت ان کی خدمت کے لئے تیار رہتا ہے ان حقائق کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد سلطنت کا سیاسی ماحول بہترین تھا۔

آپ کے عہد کا معاشرتی ماحول:

معاشرتی لحاظ سے سید اشرف جہانگیر سمنانی کا عہد سلطنت بہترین تھا ہر شخص کو رہنے سہنے اور تعلیم و خوراک کی سہولتیں حاصل تھیں کسی بھی حکومت کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی رعایا یعنی عوام اس سے خوش ہوں اور رعایا کی خوشی اس بات میں ہے کہ اسے رہنے سہنے کی بنیادی سہولتیں آسانی سے میسر ہوں اگر ایسا نہیں ہے تو رعایا کبھی اپنے بادشاہ سے خوش نہیں ہوگی لطائف اشرفی اور دیگر کتب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد سلطنت میں ان کی رعایا ان سے بہت خوش تھی اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ آپ نے انہیں ہر سہولت فراہم کی تھی تعلیم، صحت، طب، خوراک غرض یہ کہ ہر وہ چیز جس کا تعلق ضروریات زندگی سے ہے وہ انہیں میسر تھی ان چیزوں کے حصول میں انہیں کوئی دشواری نہ تھی یتیموں بیواؤں کے لئے وظائف مقرر تھے جو سرکاری خزانے سے دیئے جاتے تھے اسی طرح جو غریب و نادار لوگ ذریعہ معاش کے حصول سے عاجز تھے ان کی کفالت حکومت کرتی تھی اور جو لوگ محنت کر سکتے تھے اور کسی فن میں مہارت رکھتے تھے ان کے لئے روزگار مہیا کیا جاتا تھا اور انہیں کام کرنے کے مواقع فراہم کئے جاتے تھے تاکہ وہ محنت کر کے اپنا اہل خانہ کا پیٹ پال سکیں اس دور میں سمنان ایسی ریاست تھی کہ جہاں ہر شخص مطمئن تھا اور اسے کسی قسم کی پریشانی نہ تھی سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنے عہد سلطنت میں ایسے قوانین وضع کئے اور اصلاحات فرمائیں کہ سمنان کو مکمل اسلامی ریاست بنا دیا اور اسلام کے اصولوں کے مطابق ہر شخص کو اس کا حق دیا ہر مزدور کو اس کی محنت کا پورا پورا اجر دیا۔ تاجر، عالم، مزدور، وزراء، امراء غرضیکہ ہر فرد اپنی جگہ مطمئن اور اپنے کام میں مگن تھا یعنی رعایا مرفہ الحال اور فارغ البال تھی اس دور کو دیکھ کر خلفائے راشدین کے دور کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ آپ کے عہد سلطنت میں ایک عام آدمی کو

بھی ہر قسم کی سہولت میسر تھی اور وہ غریبی کے باوجود پر سکون زندگی بسر کر رہا تھا یہی وہ چیز تھی جس نے رعایا کو آپ کا گرویدہ بنا دیا تھا اور یہ سب آپ کی بہترین اصلاحات اور رعایا سے حسن سلوک کا نتیجہ تھا ان تمام چیزوں سے ثابت ہوا کہ آپ کا عہد سلطنت معاشرتی اعتبار سے بھی مثالی دور تھا۔

ہم نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد سلطنت کا مذہبی، سیاسی اور معاشرتی ماحول کا جائزہ لیا جس سے ثابت ہوا کہ آپ کا عہد سلطنت ہر لحاظ سے ایک بہترین دور تھا حقیقت یہ ہے کہ جب حکمران نیک اور صالح ہو یعنی خدا سے ڈرنے والا ہو اور قرآن وسنت کے مطابق حکومت کرے اور تمام معاملات میں سنت رسول ﷺ کو اولیت دے تو نظام خود بخود درست ہو جاتا ہے دوسری چیز جو اس معاملے میں بڑی اہمیت کی حامل ہے وہ ہے خلوص نیت جب انسان اخلاص کے ساتھ کوئی کام کرتا ہے تو نہ صرف یہ کہ وہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شامل حال ہو جاتی ہے اور یہ چیز سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ذات میں موجود تھی آپ نے ۱۰ سال حکومت کی لیکن آپ کے پیش نظر صرف مخلوق خدا کی خدمت تھی لطائف اشرفی، مکتوبات اشرفی اور دیگر کتب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ خدمت خلق کے جذبے سے سرشار تھے آپ کی راتیں خدا کے لئے اور دن مخلوق خدا کے لئے وقف تھے ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور دن میں امور سلطنت انجام دیتے تھے بعض حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''اشرفی سکہ'' آپ کے عہد سلطنت کی ایجاد ہے غیاث اللغات میں ''اشرفی'' کے بارے میں لکھا ہے ''اشرفی بسکون شین معجمہ وفتح رائے مہملہ درست زر وایں منسوب است باشرف کہ بادشاہی بود سکہ زر بوزن دہ ماشہ بزمان او رواج یافت'' [1]

غیاث اللغات کی عبارت سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سکہ اشرف بادشاہ کے عہد میں رائج ہوا لیکن یہاں یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ اشرف بادشاہ سے مراد سید اشرف جہانگیر سمنانی ہیں اس لئے وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ اشرفی سکہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد سلطنت میں ہی جاری ہوا یہ بات ممکن اس لئے بھی ہو سکتی ہے کہ آپ نے اپنے دور سلطنت میں بہت سے اہم اقدامات کئے تھے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اشرفی سکہ آپ نے ہی ایجاد کیا ہو بہر حال آپ نے اپنے دس سالہ دور سلطنت میں رعایا میں سے کسی کو شکایت کا

---

[1] حاجی محمد ذکی۔ غیاث اللغات۔ ناشر ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی صفحہ ۵

موقع نہیں دیا آپ کے عہد سلطنت کے متعلق لطائف اشرفی اور دیگر کتب میں جو واقعات ملتے ہیں وہ ہم نے اس باب میں بیان کئے ہیں لیکن مکتوبات اشرفی جس میں آپ نے بادشاہان وقت کو جو خطوط تحریر فرمائے ہیں اور ان میں انہیں جس طرح رعایا کے ساتھ حسن سلوک کرنے عدل والنصاف سے کام لینے کی تاکید کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت پر پوری طرح عمل کرنے کا حکم دیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو دوسروں کو سلطنت کرنے کے اصول سمجھائے اور قواعد وضوابط بتائے اس کی اپنی حکومت کتنی مستحکم ہوگی اور کتنے بہترین انداز میں اس نے نظام سلطنت چلایا ہوگا یقینا وہ ایک مثالی حکومت ہوگی۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد سلطنت کے متعلق دیگر کتب خاموش ہیں محققین نے آپ کے حالات میں عہد سلطنت کا ذکر تو کیا لیکن سرسری طور پر جبکہ لطائف اشرفی میں وضاحت کے ساتھ اس دور کا ذکر ہے اور اس دوران پیش آنے والے واقعات کا بھی ذکر ہے جو آپ کے عدل وانصاف پر دلالت کرتے ہیں ہم نے اپنا اصل ماخذ لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی کو بنایا کیونکہ یہی کتب آپ کے حالات زندگی کے سلسلے میں مستند مانی جاتی ہیں۔ آپ کے عہد سلطنت کا مذہبی، سیاسی، معاشرتی غرض یہ کہ جس لحاظ سے بھی جائزہ لیا جائے وہ ایک زریں دور ثابت ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی
انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک فان مع العسر یسرا
ان مع العسر یسرا فاذا فرغت فانصب والی
ربک فارغب

باب دوم

”ترک سلطنت اور تبلیغی خدمات“

فصل اوّل

ترک سلطنت، آغاز سیاحت، جلیل القدر مشائخ سے ملاقات اور کسب فیض۔

ترک سلطنت

سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے دور سلطنت میں بھی زیادہ تر عبادت و ریاضت میں مصروف رہا کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ شہنشاہ وقت ہونے کے باوجود کبھی سنن و واجبات بھی ترک نہیں فرمائے۔ مکتوبات اشرفی میں لکھا ہے۔

’’پندرہ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر رونق افروز ہوئے مگر آپ کو کار سلطنت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی زیادہ تر آپ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے‘‘۔[1]

مکتوبات اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ترک سلطنت سے پہلے بھی بزرگوں سے فیض حاصل کرتے تھے ان میں حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی کا نام قابل ذکر ہے آپ نے ان کے علاوہ بھی دیگر مشائخ سے فیض حاصل کیا سیرۃ الاشرف میں شیخ عبدالرزاق کاشانی اور میر سید علی ہمدانی کا بھی ذکر ہے وہ لکھتے ہیں۔

’’شیخ عبدالرزاق کاشانی جو شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ کے ہم عصر اور فصوص الحکم کے شارح تھے (فصوص الحکم شیخ محی الدین ابن عربی کی مشہور زمانہ کتاب ہے جس میں طریقت و تصوف کے بڑے اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں) اس وقت کاشان میں موجود تھے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ اس وقت فصوص الحکم کا درس دے رہے تھے حضرت استماع میں شریک ہوئے اور ایک جلد فتوحات مکیہ اور اصطلاحات کبیرہ از تصنیفات شیخ اکبر محی الدین ابن عربی ان کی خدمت میں نذر کی پہلے بیان ہو چکا ہے کہ شیخ کاشانی کو مسئلہ وحدت الوجود میں بہت غلو تھا انہوں نے یہ عقیدہ حضرت کے قلب میں ایسا راسخ کر دیا کہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی کی صحبت بھی اس یقین و اعتماد میں رخنہ نہ ڈال سکی۔ میر سید علی ہمدانی جو ایک مدت بعد ربع مسکون کی سیاحت میں حضرت کے ہم سفر ہوئے اس وقت شیخ عبدالرزاق کاشانی کے حلقہ درس

---

[1] مولانا حکیم سید عبدالحئی اشرف ہوش کچھوچھوی۔ مکتوبات اشرفی جلد اوّل۔ مطبوعہ قومی پریس کانپور صفحہ ۵۔

میں شریک تھے وہ علم ظاہری و باطنی کے جامع تھے اور انہوں نے بھی فصوص الحکم کی شرح لکھی ہے ان سے بھی قواعد سلوک حضرت نے دریافت کئے اور فوائد حاصل کئے''۔ [۱]

سیرۃ الاشرف کی عبارت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ سلطنت سمنان کے حکمراں ہونے کے باوجود آپ کی مکمل توجہ سلوک و معرفت ہی کی طرف تھی اور آپ اپنے دل میں ایک تڑپ محسوس کرتے تھے اور یہی تڑپ آپ کو بزرگوں کی بارگاہوں میں لے گئی جن سے آپ نے فیض حاصل کیا لیکن کیونکہ آپ کا حصہ کہیں اور تھا اس لئے آپ کو تشفی نہ ہوئی بلکہ وہ تڑپ اور جستجو مزید تیز ہوگئی دن بدن اس میں اضافہ ہونے لگا آپ کے شب و روز اسی کیفیت میں گذر رہے تھے ایک رات آپ کو خواب میں حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی صحائف اشرفی کے مصنف نے اس خواب کا ذکر یوں کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

''ایک شب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا ابھی تھوڑے دن سلطنت کا کام کرو اور اجمالی طور سے ملاحظہ معانی اسم مبارک اللہ بے واسطہ زبان قلب صنوبری میں کرتے رہو اور پاس انفاس کا بھی شغل ملحوظ خاطر رکھو خبردار اس سے غفلت نہ کرنا اس وقت سے حضرت محبوب یزدانی ان اشغال میں مشغول رہتے تھے روز بروز اس کا نتیجہ ظاہر ہوتا جاتا دو سال انہی اشغال اور تعلیم خضری میں بسر کئے جس وقت روحانیت پاک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ظاہر ہوئی آپ نے بھی اپنے اذکار اویسہ سے مشرف فرمایا تین سال تک ان ازکار و افکار میں مشغول رہے ہر چند کہ حضرت محبوب یزدانی ان ازکار و اشغال میں بسر کرتے تھے لیکن دل سے ایسے مرشد کامل کے طلبگار رہتے جو ظاہر میں ملیں اور اپنے فیض سے سرفراز کریں جب ایام سلطنت رانی میں بیس برس کی عمر کو پہنچے اور دوسری روایت میں پچیس برس کی عمر کو پہنچے اور ظاہر و باطن آپ کا پابند شریعت اور تقویٰ سے آراستہ تھا بظاہر ملکی انتظام میں بسر کرتے مگر توجہ قلبی راہ سلوک الٰہی میں شبانہ روز رہتے اتفاقاً عشرہ اخیر ماہ رمضان المبارک میں شب بیداری شب قدر کر رہے تھے کہ ستائسویں شب رمضان المبارک میں جناب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت محبوب یزدانی سے فرمایا اے اشرف اگر تخت سلطنت دیدار خدا چاہتے ہو اور گل مقصود گلزار معبود سے چننے چاہتے ہو تو اٹھو اور ہندوستان کا رُخ کرو وہاں میرے دوستوں میں سے ایک دوست رہتے ہیں انہی کے باغ ولایت سے

---

[۱] نظام یمنی۔ سیرۃ الاشرف ماخوذ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم منشی امیر احمد علوی۔ مطبوعہ مخدوم اشرف اورنٹل کالج درگاہ کچھوچھہ شریف صفحہ ۱۹۔

تمہارا گل مقصود ملے گا۔ [1]

مصنف صحائف اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے دو مرتبہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کو خواب میں بشارت دی ایک مرتبہ انہیں اسم اللہ بغیر مدد زبان کے یعنی دل میں ورد کرنے کے لئے کہا اور دوسری مرتبہ سلطنت ترک کرنے کا حکم دیا۔

سیرۃ الاشرف جو کہ لطائف اشرفی سے ماخوذ ہے اس میں اس دوسری بشارت کا ذکر بڑی وضاحت کے ساتھ ہے وہ لکھتے ہیں۔

"کہ مدت سلطنت دس برس ہو چکی تھی اور سن مبارک ۲۵ سال کا تھا کہ ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ستائیسویں شب کو حضرت خضر علیہ السلام دوبارہ تشریف لائے اور بزبان فصیح ارشاد فرمایا کہ اے اشرف تمہارا کام پورا ہو گیا اگر وصال الٰہی اور مملکت لا متناہی چاہتے ہو تو بادشاہی چھوڑ دو اور ملک ہند کی طرف کوچ کرو وہاں ایک بزرگ شیخ علاؤ الدین گنج نبات ہیں جو تانبے کو کندن بنا دیں گے یہ کلمات بشارت ارشاد فرما کر حضرت خضر علیہ السلام نظر سے غائب ہو گئے" [2]

سیرۃ الاشرف کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام جب دوسری مرتبہ تشریف لائے تو آپ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کو ترک سلطنت اور ہندوستان کی طرف کوچ کا حکم دیا اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ آپ اشارہ غیبیہ ہی کی بناء پر عازم ہندوستان ہوئے کیونکہ آپ رجوع الی اللہ تھے اور راہ سلوک میں قدم رکھ چکے تھے آپ کی پوری توجہ حصول روحانیت کی جانب مائل تھی لیکن امور سلطنت اس سلسلے میں حائل ہو رہے تھے اسی لئے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا اگر وصال الٰہی اور مملکت لا متناہی چاہتے ہو تو بادشاہی چھوڑ دو اور ملک ہند کی طرف رُخ کرو اس سے حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی عظمت کا بھی اندازہ ہوتا ہے کیونکہ ان کے متعلق حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا وہ تانبے کو کندن بنا دیں گے جس شخصیت کے متعلق وہ یہ فرمائیں اس کی روحانی رفعت و بلندی کا اندازہ کون کر سکتا ہے اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ترک سلطنت کے بعد ہندوستان کا رخ کیا اور دیگر بزرگان دین سے

---

[1] سید علی حسین اشرفی۔ صحائف اشرفی حصہ اول۔ مطبوعہ ادارہ فیضان اشرف دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دائل روڈ بمبئی صفحہ ۷۰۔

[2] نظامی یمنی۔ سیرۃ الاشرف۔ ماخوذ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم منشی امیر احمد علوی مطبوعہ مخدوم اشرف اورئنٹل کالج درگاہ کچھوچھہ شریف صفحہ ۲۰

فیض حاصل کرتے ہوئے بنگال پہنچے اور حضرت شیخ علاؤالدین گنج نبات رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے پھر منازل سلوک وعرفان طے کیں۔

ترک سلطنت کے وقت عمر:

ترک سلطنت کے وقت سید اشرف جہانگیر سمنانی کی عمر کیا تھی مؤرخین نے اختلاف کے ساتھ بیس سال، پندرہ سال، پچیس سال اور چالیس سال لکھی ہے لیکن کثرت آراء پچیس کے حق میں ہیں۔ ہم یہاں ان تمام مؤرخین کی آراہ کا جائزہ لیں گی جنہوں نے اپنے اپنے دلائل کے ساتھ عمر لکھی ہے۔

۱۔ سیرۃ الاشرف ماخوذ لطائف اشرفی مصنف نظام یمنی مترجم منشی امیر احمد علوی ناشر مخدوم اشرف اورینٹل کالج درگاہ کچھوچھہ شریف۔ صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں ''مدت سلطنت دس برس ہوچکی تھی اور سن مبارک ۲۵ سال کا تھا۔

۲۔ صحائف اشرفی کے مصنف سید علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں صفحہ ۷۱، مطبوعہ ادارہ فیضان اشرف دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ بمبئی۔ لکھتے ہیں ''جب ایام سلطنت رانی میں بیس برس کی عمر کو پہنچے اور دوسری روایت میں پچیس برس کی عمر کو پہنچے''۔

۳۔ ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھوچھوی اپنی کتاب ''حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی'' ناشر سرفراز قومی پریس لکھنو، صفحہ ۴۱ پر لکھتے ہیں کہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی نے پچیس سال کی عمر میں ہندوستان کا رخ کیا''۔

ڈاکٹر صاحب کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ ترک سلطنت کے وقت سید اشرف جہانگیر سمنانی کی عمر پچیس سال تھی کیونکہ ہندوستان کا رخ انہوں نے تر سلطنت کے بعد کیا ہے۔

۴۔ محبوب یزدانی کے مصنف سید نعیم اشرف جیلانی صفحہ ۱۰۱ پر سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ترک سلطنت کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ''صبح ہوتے ہی آپ نے ترک سلطنت کا اعلان کردیا اس وقت آپ کا سن شریف پچیس سال تھا اور دس سال حکومت کرچکے تھے اعلان دست برداری کے ساتھ ساتھ اپنے چھوٹے بھائی محمد اعراف کو تخت پر بٹھایا اور رسم تاجپوشی ادا فرمائی یہ واقعہ ۷۳۳ھ کا ہے۔[1]

---

[1] سید نعیم اشرف جیلانی۔ محبوب یزدانی۔ مطبوعہ اسلامیہ لیتھو پریس چاٹگام صفحہ ۱۰۱

۵۔ سید شمیم اشرف اپنی کتاب ''اشرف سمنانی'' کے صفحہ ۳۹ پر لکھتے ہیں ''تیئس سال کی عمر میں کمال ہیبت اور جوانمردی سے ملک سمنان سے روانہ ہوئے۔ (مراۃ الاسرار)

تکمیل علوم وفنون۔ ۱۲ سال ۴ ماہ ۴ دن

مدت سلطنت۔ ۱۲ سال۔

اس طرح ترک اور ننگ سلطنت کے وقت آپ کا سن شریف تقریباً پچیس سال تھا تاج وتخت اپنے چچیرے بھائی سلطان اعراف محمد نور بخشی کو تفویض کر کے آپ ۷۵۷ھ میں عازم ہندوستان ہوئے سمنان سے پنڈوہ کی مسافت دو سال میں طے کی۔ [1]

۶۔ ڈاکٹر سید محبوب شاہ اشرفی اپنی کتاب ''آفتاب تازہ'' کے صفحہ ۷۱ پر لکھتے ہیں۔

''میری تحقیق کے مطابق حضرت قبلہ سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں اہم معلومات درج ذیل ہیں۔

۱۔ سن پیدائش ۶۸۸ھ۔ ۲۔ تخت نشین ہوئے تو عمر مبارک ۱۵ سال تھی اور سن ۷۰۳ھ کا تھا۔

۳۔ دورِ حکومت تقریباً ۲۴ سال رہا۔ کتابت قرآن پاک ۷۲۷ھ۔

۴۔ تخت سے دست برداری کے وقت عمر مبارک تقریباً چالیس سال تھی۔

۵۔ عبادات۔ سیاحت اور تبلیغ دین کے کام ۸۱ سال پر مشتمل تھے۔

۶۔ سن وفات ۸۰۸ھ ہے عمر مبارک ۱۲۰ سال'' [2]

جن محققین کی آراء ہم نے پیش کیں ہیں ان میں اکثریت نے ترک سلطنت کے وقت عمر پچیس سال لکھی ہے لیکن سن کی غلطی بہرحال ہوئی ہے۔ سیرۃ الاشرف، حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی اور صحائف اشرفی کے مصنفین نے صرف عمر لکھنے پر اکتفا کیا اور سن نہیں لکھا۔ محبوب یزدانی کے مصنف نے سن ۷۳۳ھ اور ''اشرف سمنانی'' کے مصنف نے سن ۷۵۷ھ تحریر کیا ہے ہمارے نزدیک دونوں درست نہیں ہیں۔ ''آفتاب تازہ'' کے مصنف ڈاکٹر سید محبوب شاہ صاحب اشرفی نے تو ان تمام

---

[1] سید شمیم اشرف۔ اشرف سمنانی۔ مطبوعہ قمر پریس محلہ سکراوند کانڈا۔ صفحہ ۳۹

[2] ڈاکٹر محبوب شاہ اشرفی۔ آفتاب تازہ۔ مطبوعہ۔ اشرف پبلیکیشنز پوسٹ بکس ۲۴۲۴ کراچی۔

محققین سے الگ تحقیق پیش کی ہے انہوں نے سن پیدائش ۶۸۸ھ لکھا ہے جو درست نہیں ہے سن ولادت پر ہم گذشتہ اوراق میں بحث کر آئے ہیں یہاں اس کا اعادہ ضروری نہیں تخت نشین ہونے کی عمر انہوں نے ۱۵ سال لکھی ہے جو درست ہے لیکن سن ۷۰۳ھ لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ دور حکومت انہوں نے ۲۴ سال لکھا ہے جبکہ کثرت آرا دس سال کے حق میں ہیں ترک سلطنت کے وقت عمر انہوں نے چالیس سال لکھی ہے جو کسی طرح بھی درست نہیں اور لطائف اشرفی کی بیان کردہ روایت کے بھی خلاف ہے۔

تحقیق کے مطابق سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ولادت ۷۱۲ھ میں ہوئی علوم وفنون کی تکمیل آپ نے بعمر ۱۴ سال ۷۲۸ھ میں کی پندرہ سال کی عمر میں یعنی سن ۷۲۷ھ میں تخت نشین ہوئے ہماری اس بات کی تائید اس ترجمہ قرآن سے ہوتی ہے جو سید اشرف جہانگیر سمنانی سے منسوب ہے۔ قرآن پاک کا یہ نسخہ قلمی ہے سرورق کے بعد کے صفحہ پر یہ عبارت درج ہے۔

''القران العظیم''

''نوشتہ این صحیفہ برحق بدست خود ظل ہمایوں سلطان سمنان سید اشرف ۷۲۷ھ''

اس عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنے دور سلطنت سن ۷۲۷ھ میں خود تحریر کیا آپ نے دس سال حکومت کی جیسا کہ معتبر کتب سے ظاہر ہے ۷۳۷ھ میں سلطنت سمنان ترک کی اس وقت عمر ۲۵ سال تھی۔

آغاز سیاحت:

حضرت خضر علیہ السلام کی بشارت کے بعد صبح ہوتے ہی آپ نے ترک سلطنت کا اعلان کر دیا اور اپنے چھوٹے بھائی سلطان محمد اعرف کو تمام نظام سلطنت تفویض کیا اور امور سلطنت کے بارے میں خاص نصیحتیں فرمائیں آپ کے چھوٹے بھائی کے نام میں بھی اختلاف ہے کسی نے اعرف محمد اور کسی نے محمد اعرف لکھا ہے جبکہ مکتوبات اشرفی جلد اوّل مکتوب نمبر ۲۸ میں آپ نے ان کا نام شاہ محمد اعرف لکھا ہے اور ہمارے خیال میں یہی درست ہے کیونکہ مکتوبات دیگر کتب سے زیادہ معتبر ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

''صبح کو آپ نے چھوٹے بھائی سے ترک سلطنت کا ارادہ ظاہر کیا اور آخری نصیحت کی اور عدل و انصاف اور شریعت کی پابندی کی تاکید کی'' ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

''وقتیکہ ایں درویش ترک اورنگ سلطنت گرفت و برنورنگ مملکت یائی نہاد نخستن موعظہ کہ بہ نسبت برادر اعز شاہ محمد گفتہ شد حفظ دائرہ رجال الغیب و دورہ عمال لاریب بودہ مبالغہ برائے قراۃ سورہ مذکور (قدس اللہ) بود و ہیچ امری از امور جہانداری وکاری از سر و رعمال شہر باری رخصت شرح قیام نماید''

ترجمہ: جس وقت اس درویش نے تخت سلطنت کو ترک کیا سب سے پہلی نصیحت جو برادر اعز شاہ محمد دی گئی وہ رجال الغیب کے دائرہ کی حفاظت تھی اور اس بات کی تاکید حد سے زیادہ کی گئی کہ سورہ (قدس اللہ) کی مداومت کریں اور یہ کہ دنیا کوئی کام شریعت کی پابندی میں مانع نہ ہو'' [1]

مندرجہ بالا مکتوب سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا نام محمد شاہ تھا (واللہ اعلم)

امور سلطنت چھوٹے بھائی کے سپرد کرنے کے بعد آپ والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سفر کی اجازت طلب کی تو ان کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہوگئے انہوں نے فرمایا فرزند اشرف میں اسی دن کے انتظار میں تھی کیونکہ تمہاری ولادت سے پہلے میرے جد اعلیٰ حضرت خواجہ احمد یسوی علیہ الرحمتہ نے مجھے خواب میں بشارت دی تھی کہ تجھے خدا ایسا بیٹا عطا کرے گا جس کے نور ولایت سے ایک جہاں فیضیاب ہوگا میں سمجھتی ہوں کہ اب اس بشارت کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے مبارک ہو جاؤ میں تمہیں خدا کے سپرد کرتی ہوں لیکن میری ایک نصیحت یاد رکھنا کہ جب شہر سمنان سے نکلو تو اس شان کے ساتھ کہ لشکر اور وزراء وامراء ساتھ ہوں اور میں اپنے دل کو تسلی دوں کہ میرا فرزند ملک فتح کرنے جا رہا ہے چنانچہ والدہ محترمہ کی ہدایت کے مطابق آپ اس شان وشوکت کے ساتھ سمنان سے روانہ ہوئے کہ بارہ ہزار آدمیوں پر مشتمل لشکر آپ کے ہمراہ تھا جن میں سپاہی، خدام، وزراء وامراء تھے حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی بھی چند میل آپ کے ساتھ گئے اور پھر کچھ نصیحتیں کر کے آپ کو الوداع کہا اس وقت سید اشرف جہانگیر سمنانی کی عجیب کیفیت تھی آپ پر جذب وکیف کا عالم طاری تھا اور ایک وارفتگی میں آپ آگے بڑھ رہے تھے اسی کیفیت میں بے ساختہ آپ کی زبان پر اشعار جاری ہوگئے جو آپ کی قلبی کیفیات کا آئینہ دار ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ جو اشعار بے ساختگی میں زبان سے نکلیں وہ اثر رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ترک سلطنت کے بعد سمنان سے روانگی کے وقت جو اشعار فی البدیہہ کہے وہ آج بھی اپنے اندر اثر

---

[1] سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی جلد اول۔ اردو مترجم مولانا ممتاز اشرفی ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار سیکٹر۶ ۱۱ اورنگی ٹاؤن صفحہ ۳۰۶

رکھتے ہیں۔ اشعار یہ ہیں۔

”ترک دنیا گیر تا سلطان شوی۔	دنیا کو ترک کردے تو سلطان ہو جائے گا
محرم اسرار با جانان شوی۔	اور محبوب کے ساتھ رازوں سے واقف ہو جائے گا
پا بہ تخت و تاج و سرور راہ نہ۔	تخت و تاج کو ٹھوکر مار کر خدا کے راستے پر چل پڑو۔
تا سزائے مملکت یزداں شوی۔	تا کہ تم خدا کی مملکت میں رہنے کے قابل بن جاؤ۔
چیست دنیا کہنہ ویرانہ۔	دنیا ایک پرانہ ویرانہ ہے۔
در رہ آباد ایں ویراں شوی۔	کیا تو اس ویرانے میں آباد ہو جائے گا۔
تا بکے در دام دنیا پائے بند۔	دنیا کے جال میں کب تک پھنسے رہو گے۔
در ہوائے دانہ پرّاں شوی۔	کس دانے کی ہوس میں اُڑتا رہے گا۔
دام فانی بر گسل از پائے جان۔	فانی دنیا کا جال اپنی روح کی قوت سے توڑ دو۔
تا تو واصل باقی از سبحان شوی۔	تا کہ خدا کا وصل میسر ہو اور ہمیشہ کی زندگی حاصل ہو۔
بر گذر از خواب و خور مردانہ وار۔	نینداور بھوک پر قابو حاصل کرو۔
تا براہ عشق چوں مرداں شوی۔	تا کہ عشق کے راستے میں تم مردانگی کے ساتھ آگے بڑھو۔
گر نہی پا بر سر اورنگ و جاہ۔	اگر تو تخت اور شان و شوکت کو لات مار دے۔
تارکے چوں اشرف سمنان شوی۔	تو اشرف سمنان کی طرح اس سے بے نیاز ہو جائیگا۔ [1]

جب آپ سلطنت کو ترک کر کے سمنان سے روانہ ہوئے تو والدہ محترمہ کے حکم کے بموجب ایک عظیم لشکر آپ کے ہمراہ تھا لیکن تین منزل (میل) آنے کے بعد آپ نے انہیں رخصت کرنا شروع کر دیا بہت سے مخلص اور عقیدت مند ایسے تھے جو ماوراء النہر تک آپ کے ساتھ آئے اور مزید ساتھ رہنے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن آپ کے حکم کی تعمیل میں رخصت ہو گئے آپ سمنان سے سیدھے بخارا پہنچے تو یہاں آپ کی ملاقات ایک مجذوب سے ہوئی انہوں نے آپ کا سر پکڑ کر اپنی پیشانی کو آپ کی پیشانی سے رگڑا تو آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی پھر مجذوب نے مشرق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس طرف جاؤ آپ

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل۔ مطبع نصرت المطابع دہلی۔ صفحہ ٨٢۔

سمرقند کی جانب روانہ ہو گئے اس وقت آپ گھوڑے پر سوار تھے اور دو مصاحبین بھی آپ کے ہمراہ تھے جب آپ سمرقند پہنچے تو یہاں کے شیخ الاسلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کے چہرے پر نور ولایت دیکھ کر پہچان لیا اور بڑی عزت افزائی کے ساتھ بہترین ضیافت کی یہاں آپ کو خیال آیا کہ فقیر کو گھوڑے کیا ضرورت اور پھر گھوڑا بھی عوام الناس کی توجہ کا سبب بنتا ہے دوسری بات یہ تھی کہ آپ کو اس کے چارے وغیرہ کا خیال رکھنا پڑتا تھا اس لئے آپ نے اپنا گھوڑا ایک فقیر کو دے دیا اور جو دو مصاحب آپ کے ساتھ تھے ان کے گھوڑے بھی دیگر فقراء کو دلوا دیئے اور تینوں پا پیادہ روانہ ہو گئے چلتے چلتے رات کے وقت ایک گاؤں پہنچے کیونکہ سارا دن پیدل سفر کیا تھا اس لئے تھکان کی وجہ سے تینوں کو گہری نیند آ گئی دونوں ساتھی تو ایسی بے خبری کی نیند سوئے کہ آنکھ ہی نہ کھلی لیکن تہجد کے وقت آپ حسب معمول بیدار ہو گئے۔ آپ ہر چندان سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن وہ بصد اصرار آپ کے ساتھ رہتے تھے ان کے ساتھ رہنے سے یقیناً آپ عبادت و ریاضت میں خلل محسوس کرتے ہونگے وکیونکہ آپ خود کھائیں یا نہ کھائیں ان کے کھانے کا ضرور خیال رہتا ہو گا اس لئے آپ نے موقع غنیمت سمجھ کر ان کو سوتا ہوا چھوڑا اور اگلی منزل کی جانب روانہ ہو گئے۔

ہندوستان میں ورود:

سید اشرف جہانگیر سمنانی یہاں سے روانہ ہو کر تنہا سفر کرتے ہوئے ہندوستان کے ایک علاقے اُوچ شریف پہنچے جو تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بھاولپور میں واقع ہے اُوچ شریف ایک چھوٹا سا قصبہ تھا مگر طالبان علم و معرفت و روحانیت کے لئے مرکز کی حیثیت رکھتا تھا کیونکہ یہاں ایک عظیم بزرگ حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری المعروف مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمتہ متوفی ۷۸۵ھ مسند رشد و ہدایت پر رونق افروز تھے آپ عالم علوم ظاہر و باطنی اور جامع صفات و کمالات تھے آپ کی ذات بابرکات سے عجیب وغریب کرامات کا ظہور ہوا صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں۔

’’مخدوم جہانیاں نے پہلے رکن الدین ابوالفتح بن شیخ صدرالدین بن شیخ بہاروالدین ذکریا قدس سرھم سے تربیت حاصل کی اور خلافت سلسلہ سہروردیہ سے مشرف ہوئے اس کے بعد آپ حرمین شریفین کی زیارت کو گئے تو سرور کائنات ﷺ کے روضہ اطہر کی پائنتی کھڑے ہو کر کہا۔ السلام علیکم یا جدی۔ اندر سے آواز آئی‘

'وعلیکم السلام یا ولدی' پس شیخ بدر الدین یمنی اور دوسرے بزرگان دین نے جو اس وقت روضہ اقدس کے مجاور تھے آپ کے نسب کی صحت کی تصدیق کی اس کے بعد آپ نے مکہ معظمہ جا کر حضرت امام عبداللہ یافعی علیہ الرحمتہ سے فیضان صحبت حاصل کیا اور ساری دنیا کا سفر کر کے آپ نے چاروں سلسلوں اور اکتالیس گروہوں کے مشائخ سے استفادہ کیا کتاب مذکور میں شیخ راجو قتال سے نقل ہے کہ آپ نے تین سو سے زائد مشائخ صاحب ارشاد سے [illegible] صحبت اور خلافت حاصل کی آخر شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کی خدمت میں پہنچے اور [illegible] سے مشائخ چشت [illegible] کا خرقہ حاصل کیا اور قسم قسم کی ظاہری و باطنی نعمتوں سے بہرور ہوئے اور اس قدر تمکین اور دل جمعی حاصل ہوئی کہ پھر کسی اور مشائخ کی صحبت کی ضرورت نہ رہی اس کے بعد آپ مریدین کی ہدایت و تربیت میں مشغول ہو گئے اور ایک جہاں نے آپ سے استفادہ کیا'' [1]

صاحب مراۃ الاسرار کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ روحانیت میں کتنا بلند مقام رکھتے تھے نیز یہ کہ آپ کو بارگاہ رسالت ﷺ میں قرب حاصل تھا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ روضہ اقدس سے آپ کے سلام کا جواب بھی آتا تھا۔ آپ جہانیاں جہاں گشت کے لقب سے مشہور ہیں بعض حضرات نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ آپ نے پوری دنیا کی سیاحت کی تھی اس لئے جہانیا جہاں گشت کہلائے (واللہ اعلم)۔ اشرف سمنانی کے مصنف لکھتے ہیں۔

'' حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ نے مصر، شام، عراق، بلخ، بخارا اور خراسان کا سفر کیا تھا دوبار ربع مسکون کی سیاحت فرمائی تھی چودہ خانوادہ مشائخ کی خلافت اور اجازت ملی تھی۔ صدہا مشائخ اور فقراء کے خوان صحبت کا ذائقہ چکھا تھا چہار شنبہ عید الاضحیٰ ۷۸۵ھ میں وصال ہوا مزار گہربار اُوچ شریف میں مرجع خلائق ہے'' [2]

ہم نے اپنے مقالے کے تیسرے باب میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے حالات تفصیلاً ذکر کئے ہیں۔ اُوچ شریف کے متعلق محمد طفیل لکھتے ہیں۔

'' ملتان کے بعد اُوچ روحانی مرکز بنا یہ مرکز دو سلسلوں یعنی سہروردیہ اور قادریہ سلسلے کا سنگم رہا اور

---

[1] شیخ عبدالرحمن چشتی۔ مراۃ الاسرار، ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ: ۹۷۰۔

[2] سید شمیم اشرف۔ اشرف سمنانی مطبوعہ مخدوم اشرف اکیڈمی درگاہ شریف ضلع فیض آباد صفحہ ۴۱۔

یہاں پنجاب کے پانچ دریا ملتے ہیں۔ اُوچ جس کا پرانا نام دیوگڑھ تھا محلہ گیلانیہ اور محلہ بخاریاں پر مشتمل تھا محلہ گیلانیہ میں سلسلہ قادریہ کا دور دورہ تھا اور محلہ بخاریاں میں سلسلہ سہروردیہ کا فیض جاری تھا ۱۲۲۴ھ کے بعد سے یہ علاقہ مسلسل اسلام کا مضبوط مرکز چلا آ رہا ہے مخدوم جہانیاں جہاں گشت، سید راجو قتال وغیرہ نے اس علاقے میں تبلیغ واشاعت میں نمایاں حصہ لیا۔'' [۱]

سید اشرف جہانگیر سمنانی جب اُوچ شریف پہنچے اور حضرت مخدوم جہانیا جہاں گشت علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھتے ہی فرمایا ایک مدت بعد بوئے طالب صادق نسیم باغ سیادت دماغ میں پہنچی فرزند مبارک ہو تم بہت مردانہ وار آئے ہو جلدی کرو برادرم علاؤالدین تمہارے منتظر ہیں راہ میں کہیں زیادہ توقف نہ کرنا پھر آپ نے تین روز اُوچ شریف میں قیام فرمایا بعض کتب میں تین روز سے زیادہ قیام کا ذکر ہے اور اکثر نے یہ لکھا ہی نہیں کہ آپ نے اُوچ شریف میں کتنے روز قیام کیا لیکن معتبر کتب سے یہی پتہ چلتا ہے کہ آپ تین روز اُوچ شریف میں قیام پذیر رہے کیونکہ لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی سے یہی منقول ہے ان تین دنوں میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو توجہ اتحادی سے نوازا اور عجیب وغریب کمالات کا مشاہدہ کرایا اس کی تفصیل مکتوبات اشرفی میں موجود ہے۔ تمام روحانی نعمتیں عطا فرمانے کے بعد سلسلہ چشتیہ قادریہ کی خلافت عطا فرمائی اور خرقہ خلافت پہنایا اور رخصت کرتے وقت ارشاد فرمایا تمام اکابرین سے جو کچھ میں نے استفادہ کیا تھا وہ سب تمہیں عطا کر دیا جلدی کرو برادرم علاؤالدین تمہارے منتظر ہیں راہ میں زیادہ توقف نہ کرنا۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمتہ کے روحانی فیضان سے مستفیض ہو کر اور باطنی نعمتوں سے مشرف ہو کر اُوچ شریف سے دہلی کی جانب روانہ ہو گئے دہلی پہنچ کر آپ نے قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی علیہ الرحمتہ کے مزارات پر حاضری دی اور فیوض و برکات حاصل کئے۔ دہلی میں آپ کی ملاقات ایک خوبصورت جوان سے ہوئی جن کے چہرے سے ولایت کے آثار ظاہر تھے اور یہی یہاں کے صاحب ولایت تھے۔ محبوب یزدانی کے مصنف لکھتے ہیں۔

---

[۱] حافظ محمد طفیل۔ مشائخ عظام اور اشاعت اسلام، ماہنامہ الاشرف کراچی ۱۴۰۳ھ نومبر ۱۹۸۲ء جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۱۱ : [illegible] صفحہ ۲۹۔

''حضرت وہاں سے روانہ ہوکر منزل بہ منزل دہلی پہنچے اور وہاں کے صاحب ولایت سے ملاقات کی انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا! اشرف خوب آئے مگر تمہارا قیام مناسب نہیں تمہیں منزل مقصود پر جلد پہنچنا چاہئے وہاں تمہارا انتظار ہورہا ہے اس پیہم شوق دہانی نے آتش شوق کو اور تیز کردیا کیفیت طاری ہوگئی اور ایسی شدید کہ سروپا کا ہوش نہ رہا اسی کیفیت اور جذب کی حالت میں دہلی کے ایک بازار سے گذر رہے تھے کہ ایک مست ہاتھی جو فیل خانہ شاہی سے نکل بھاگا تھا اور شہر بھر میں ہلچل مچائے ہوئے تھا کتنے خون کرڈالے کتنی دکانیں الٹ دین عجیب افراتفری مچی ہوئی تھے وہی ہاتھی آپ کے سامنے آگیا دور سے لوگوں نے آپ کو پاکر شور مچایا اور اس ہاتھی کے پیچھے متعدد ہتھنیوں پر فیل بان بیٹھے اس ہاتھی کو قابو میں لانے کی کوشش کررہے تھے ان لوگوں نے ایک جوان رعنا کو مست سر جھکائے آتے دیکھا تو انہوں نے بھی شور مچا کر آپ کو متنبہ کرنا چاہا مگر آپ کو مطلق خبر نہ ہوئی اور اتنے میں ہاتھی آپ کے قریب پہنچ گیا لیکن اس نے آپ سے کچھ بھی تعرض نہ کیا اور قریب سے گذر گیا شہر بھر میں یہ خبر بجلی کی طرح مشہور ہوگئی لوگ آپ کی زیارت کے لئے دوڑے لیکن آپ کسی کی طرف مخاطب نہ ہوئے ہاں ایک قطعہ بار بار آپ پڑھتے تھے اور جوش و کیفیت میں بڑھتے چلے جاتے تھے

چناں غرقیم دردریائے وحدت   کہ ہوش از گوہر عالم ندارم
چناں مستغرقم اندر خیالت   جز از عالم وآدم ندارم''[1]

مصنف محبوب یزدانی کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک کیفیت میں منزل مقصود کی جانب رواں دواں تھے آپ دنیا سے بالکل بے تعلق ہوکر صرف ایک ہی دھن میں آگے بڑھ رہے تھے دہلی کے صاحب ولایت نے یہ بھی فرمایا کہ برادرم علاؤالدین تمہارے منتظر ہیں اسی لئے آپ دہلی سے پنڈوا کی جانب روانہ ہوگئے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

سید اشرف جہانگیر سمنانی دہلی سے بہار کی جانب روانہ ہوئے یا پنڈوا کی جانب جو بنگال میں ہے کیونکہ اس میں مؤرخین کا اختلاف ہے صحائف اشرفی کے مصنف سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی اور

---

[1] سید نعیم اشرف جیلانی۔ محبوب یزدانی۔ مطبوعہ اسلامیہ لیتھو پریس چاٹگام صفحہ ۱۴

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب نے یہ لکھا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی دہلی سے بہار گئے وہاں انہوں نے جلیل القدر بزرگ حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری رحمتہ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھائی کیونکہ حضرت شیخ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میری نمازِ جنازہ وہ شخص پڑھائے گا جس میں تین نشانیاں ہوں گی پہلی نشانی یہ کہ وہ صحیح النسب سید ہوگا دوسری نشانی یہ کہ وہ سبعہ قرات کا قاری ہوگا اور تیسری نشانی یہ کہ وہ تارک السلطنت ہوگا اور یہ تینوں نشانیاں سید اشرف جہانگیر سمنانی میں موجود تھیں اس لئے آپ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور پھر یہاں سے بنگال کی جانب روانہ ہوئے اکثر مورخین نے اس سے اختلاف کیا ہے اور لکھا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی دہلی سے بہار نہیں گئے بلکہ بنگال گئے تھے اس سلسلے میں ڈاکٹر سید وحید اشرف صاحب نے اپنی کتاب ''حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی'' میں بڑی تفصیل سے بحث کی ہے اور دلیلیں پیش کیں ہیں ہم یہاں اس تفصیل سے قطع نظر صرف ان کی دلیلیں پیش کر کے ان کا جائزہ لیں گے اور یہ دیکھیں گے کہ ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کہاں تک درست ہے وہ لکھتے ہیں:

''لطائف اشرفی میں مذکور ہے کہ اسی سفر میں بہار میں حضرت شیخ شرف الدین یحیٰی منیری کی نماز جنازہ آپ ہی نے پڑھائی نماز جنازہ پڑھانے کی روایت سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ بات ضرور غلط ہے کہ یہ واقعہ آپ کے ساتھ پہلے سفر میں پیش آیا حقیقت یہ ہے کہ جب آپ اپنے پیرو مرشد سے خلافت حاصل کر کے بنگال سے جونپور روانہ ہوئے اور پھر وہاں سے ہندوستان کے باہر متعدد ممالک کا دورہ کر کے دوبارہ ہندوستان میں تشریف لائے اور پھر اپنے شیخ سے ملاقات کرنے کے لئے بنگال روانہ ہوئے اس وقت یہ واقعہ پیش آیا لطائف اشرفی میں واقعہ کی ترتیب میں غلطی واقع ہوئی ہے اس کے کئی وجوہ ہو سکتے ہیں جس کا ذکر آگے آتا ہے واقعہ کی صحیح ترتیب کو سمجھنے کے لئے ذیل کے حقائق کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ شیخ شرف الدین یحیٰی منیری کا وصال ۷۸۲ھ میں ہوا اور حضرت سید اشرف نے شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کی وفات سے پہلے یعنی ۷۳۶ھ سے قبل ترک وطن کیا دونوں زمانوں میں پینتالیس سال سے زیادہ کا فرق ہے۔

۲۔ غالباً یہ واقع نظام الدین یمنی کی موجودگی میں پیش نہیں آیا اور اگر واقعہ کی ترتیب میں غلطی کا سبب

کاتبوں کی تحریف نہیں ہے تو ہوسکتا ہے کہ نظام یمنی ہی سے سہو ہوا ہو اس کی توجیح حسب ذیل ہے۔

مقدمہ لطائف اشرفی میں ہے کہ نظام یمنی اور سید اشرف کی ملاقات ٧٥٠ھ میں ہوئی جو صحیح نہیں ہے یہ ملاقات بہت بعد میں ہوئی کیونکہ نظام یمنی سید اشرف کے وصال کے بعد ایک مدت تک بقید حیات تھے یہاں تک کہ حضرت نور العین کے وصال تک وہ زندہ تھے اس لئے کہ خود نظام یمنی خبر دیتے ہیں کہ حضرت نور العین حضرت سید اشرف کے بعد چالیس سال تک سجادہ نشین رہے حضرت نور العین کا سن وصال ٨٧٢ھ ہے نظام یمنی جس وقت آپ کے ہمراہ ہوئے اس وقت وہ پوری ذہنی پختگی تک پہنچ چکے تھے اور علمی اعتبار سے بھی بہت پختہ کار تھے لطائف اشرفی میں مقدمہ کی عبارت اور جگہ جگہ خود ان کے اشعار اس کا واضح ثبوت ہیں اب اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ دونوں کی ملاقات ٧٥٠ھ میں ہوئی تو ملاقات کے وقت نظام یمنی کی عمر کم از کم تیس سال ماننا پڑے گی کیونکہ بالعموم اس سے قبل ادبی شعور کا پختگی تک پہنچنا محال ہے اس سے یہ لازم آئے گا کہ انہوں نے کم از کم ایک سو پچاس سال عمر پائی بغیر کسی معتبر شہادت کے یہ باور کرنا کہ انہوں نے ایک غیر معمولی عمر پائی دشوار ہے اور خلاف قیاس ہے۔ یہاں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ لطائف اشرفی میں سید اشرف کے ملفوظات خود ان کی نظر سے گذر چکے تھے اور ان پر آپ کی اصلاح ہوچکی تھی لہٰذا کسی غلطی کا امکان کیسے ہوسکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ آپ کے ملفوظات کو خود آپ سے شرف قبول حاصل ہے لیکن لطائف اشرفی کی تمام عبارتیں آپ کے ملفوظ نہیں ہیں بلکہ بعض حصے آپ کی وفات کے بعد اضافے کئے گئے ہیں سید اشرف کے ملفوظات وہ ہیں جو تصوف اور مختلف علمی مسائل پر ہیں یا وہ صوفیاء کے تذکروں پر مشتمل ہیں اپنی زندگی سے متعلق بہت کم بات آپ نے بتائی ہے محض ضمناً یا ضرورتاً۔ سمنان سے بنگال کے سفر کی روداد ضرور آپ کی بیان کردہ ہے جس کا ذکر جستہ جستہ آپ کے مکتوبات میں بھی ملتا ہے لیکن نماز جنازہ پڑھانے کا ذکر موجودہ کسی مکتوب میں نہیں ہے سمنان سے متعلق آپ کے واقعات خود آپ کے چھوٹے بھائی سلطان محمد سے حضرت نور العین کو معلوم ہوئے اور ان سے نظام یمنی کو معلوم ہوئے اور ہندوستان میں آپ کے وہ واقعات جو نظام یمنی کے سامنے نہیں پیش آئے وہ نظام یمنی کو دوسرے احباب سے معلوم ہوئے باقی حالات وہ ہیں جو نظام یمنی کے چشم دید ہیں اور یہ وہ واقعات ہیں جو غالباً ٧٨٢ھ کے بعد وقوع پذیر ہوئے یعنی نظام یمنی کی ملاقات سید اشرف سے

۷۸۲ھ کے بعد ہوئی'' [1]

ڈاکٹر سید وحید اشرف صاحب نے اس سلسلے میں جو پہلی دلیل پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ۷۸۲ھ میں ہوا اور سید اشرف نے شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کی وفات سے پہلے ۷۳۶ھ سے قبل ترک وطن کیا دونوں زمانوں میں پینتالیس سال سے زیادہ کا فرق ہے اگر یہ فرق ایک یا دو مہینے یا سال کا ہوتا تو یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ یہ کاتب کی غلطی ہے لیکن پینتالیس سال کا فرق کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے راقم نے حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری کی تاریخ وصال کے متعلق بھی تحقیق کی کہ ہوسکتا ہے کہ شیخ کی تاریخ وصال غلط ہو یا اس میں اختلاف ہو لیکن ایسا نہیں پایا شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری کی تاریخ وصال میں کسی قسم کا اختلاف نہیں بلکہ معتبر کتب میں یہی تاریخ درج ہے۔ چنانچہ مکتوبات صدی میں لکھا ہے۔

''حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ ۶ شوال جمعرات کی رات کو عشاء کی نماز کے وقت ۷۸۲ھ میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے قطرہ سمندر میں اور جز وکل میں مل گیا'' [2]

مکتوبات صدی کی مندرجہ بالا عبارت سے یہی پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کی تاریخ وصال ۶ شوال ۷۸۲ھ ہی ہے اور یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ۷۳۷ھ میں سلطنت سمنان کو ترک کیا اس طرح ۷۳۷ھ سے ۷۸۲ھ تک ۴۶ سال کا وقفہ ہوتا ہے اس لئے کسی طرح بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت شرف الدین احمد یحیٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھانے کا واقعہ پہلے سفر یعنی ترک سلطنت کے فوراً بعد کا ہے کیونکہ آپ نے ترک وطن کے بعد کہیں بھی مستقل قیام نہیں کیا بلکہ منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ترک وطن اور حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری علیہ الرحمتہ کے وصال کے درمیان ۴۶ سال کے فرق نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ نماز جنازہ پڑھانے کا واقعہ پہلے سفر میں پیش نہیں آیا بلکہ یہ دوسرے سفر کا واقعہ ہے ڈاکٹر وحید اشرف صاحب نے اس سلسلے میں اور بھی دلیلیں دی ہیں جو معتبر اور قابل قبول نہیں ہیں ہمارے خیال میں اس کے لئے مذکورہ دلیل ہی کافی ہے اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ سید اشرف جہانگیر

---

[1] ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھوچھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر۔ سرفراز قومی پریس لکھنو صفحہ ۴۳۔

[2] شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری۔ مکتوبات صدی۔ مترجم سید نجم الدین فردوسی۔ ناشر ایچ ایم سعید کمپنی پاکستان چوک کراچی صفحہ ۲۰۔

سمنانی دہلی سے بہار نہیں گئے بلکہ بنگال کی جانب روانہ ہو گئے ۔

بنگال میں آمد:

سید اشرف جہانگیر سمنانی دہلی سے بنگال تشریف لائے بنگال اسلامی تہذیب وتمدن کا مرکز تھا اگر چہ مختلف ادوار میں یہاں بہت سے حکمراں رہے لیکن جو عدل وانصاف سلطان غیاث الدین نے قائم کیا اس کی مثال نہیں ملتی صوفیاء کرام نے ہندوستان کے دیگر شہروں کی طرح شہر بنگال کو بھی اپنے وجود مسعود سے رونق بخشی اور اپنی خانقاہوں کے ذریعے یہاں رشد وہدایت کا سلسلہ جاری کیا جن بزرگوں نے اپنی روحانی تعلیمات سے اہل بنگال کو مستفیض کیا ان میں حضرت شیخ سراج الدین عثمان المعروف اخی سراج آئینہ ہند علیہ الرحمتہ کا نام سرفہرست ہے اور اس علاقے میں تبلیغ اسلام کے حوالے سے انہیں ہی اولیت حاصل ہے یہی وہ عظیم شخصیت ہیں جو سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی علیہ الرحمتہ کے مرید اور خلیفہ تھے اور حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات پنڈوی کے پیرو مرشد تھے اور شیخ علاؤ الدین سید اشرف جہانگیر سمنانی کے پیرو مرشد ہیں سید اشرف جب ترک سلطنت کر کے سمنان سے روانہ ہوئے اور راستے میں جن مشائخ سے کسب فیض کیا ان سب نے فیض عطا فرمانے کے بعد یہی فرمایا ''فرزند اشرف جلدی کرو برادرم علاؤ الدین تمہارے منتظر ہیں ۔

یہی وجہ ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے کہیں بھی زیادہ قیام نہیں فرمایا بلکہ مشائخین کے اشارے پر کشاں کشاں بنگال کی جانب سفر کرتے ہوئے بنگال کے قصبہ پنڈوا پہنچ گئے جہاں شیخ علاؤ الدین پنڈوی مسند رشد وہدایت پر رونق افروز تھے ۔

حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات قدس سرہ:

قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین رہنمائے اہل یقین پیشوائے بزرگان دین رازہائے سربستہ کے امین حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات اپنے وقت کے جلیل القدر بزرگ، صاحب تقویٰ وروحانیت اور مقتدائے ارباب ولایت تھے یعنی علم وفضل زہد وتقویٰ وپرہیزگاری میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔ طریقت میں آپ حضرت سراج الدین عثمان المعروف اخی سراج آئینہ ہند رحمتہ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے شیخ

محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب اخبار الاخیار میں آپ کے تذکرے میں لکھا ہے وہ فرماتے ہیں۔

’’ابتدائی زمانے میں مال دار اور غنی ہونے کی وجہ سے نہایت ہی شان و شوکت سے رہا کرتے تھے مگر جب سراج اخی کے مرید ہوئے تو سب کچھ چھوڑ کر فقیرانہ اور مستانہ وار گوشہ نشینی اختیار کر لی‘‘۔[۱]

آپ نے اپنے شیخ اخی سراج آئینہ ہند رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی خدمت کی دن رات سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہے اور فیوض و برکات حاصل کئے جب شیخ سفر پر جاتے تو آپ ان کا سامان اپنے سر پر رکھ کر میلوں پیدل سفر کرتے اور ان کی خدمت میں کسی قسم کی کمی نہیں آنے دیتے تھے۔ شیخ آپ کی خدمت سے بہت خوش ہوئے اور جو کچھ روحانی نعمتیں انہیں اپنے شیخ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی سے ملی تھیں وہ سب کی سب انہوں نے آپ کو عطا فرما دیں اور روحانیت کے عظیم منصب پر فائز فرما دیا شیخ علاؤالدین گنج نبات نے اپنے علم و روحانیت کے ذریعے بنگال میں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا اور تشنگان معرفت کو سیراب کرتے رہے آپ کا سلسلہ نسب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے صاحب مراۃ الاسرار نے آپ کی شان و عظمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

’’آپ کے کمالات کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ میر سید اشرف جہانگیر سمنانی جیسے شاہباز اور بلند پرواز حضرت خضر علیہ السلام کی رہنمائی سے ملک خراسان سمنان کی بادشاہی چھوڑ کر آپ کی خدمت میں پہنچے اور حسن تربیت سے مرتبہ تکمیل و ارشاد پر پہنچے باوجود کہ بے شمار اولیائے کبار سے آپ کو راستے میں ملاقات ہوئی لیکن سب نے یہی فرمایا کہ تمہارا مرشد بنگال میں ہے وہاں جاؤ‘‘۔[۲]

شیخ علاؤالدین کی خانقاہ غریبوں، فقیروں اور بے سہارا لوگوں کی امیدوں کا مرکز تھی جہاں ہر وقت ہزاروں کی تعداد میں لوگ حاضر ہوتے اور دامن مراد بھر کر جاتے تھے آپ کی خانقاہ کا خرچ بادشاہ وقت کے خرچ سے بھی زیادہ تھا بادشاہ کو اس پر بڑی حیرت ہوئی تھی ایک مرتبہ بادشاہ نے کہا کہ شاید انہوں نے بیت المال کے افسر سے کوئی ساز باز کی ہے جب ہی یہ اتنا خرچ کرتے ہیں پھر اس نے حکم دیا کہ آپ اس شہر سے نکل

---

[۱] شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ اخبار اخیار، (اردو) مترجم مولانا سبحان محمود۔ ناشر مدینہ پبلیشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی۔ صفحہ ۳۱۰۔

[۲] شیخ عبدالرحمن چشتی۔ مراۃ الاسرار۔ مترجم کپتان واحد بخش سیال چشتی۔ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۱۰۱۴

جائیں اور سنارگاؤں میں رہیں آپ فوراً اپنے مریدوں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور سنارگاؤں میں اقامت اختیار کرلی اور خادم سے فرمایا اب تک روزانہ جتنا خرچ کرتے تھے اب اس سے دگنا خرچ کرو خادم نے حکم کی تعمیل کی اور آپ کے لنگر کا خرچ دگنا ہوگیا اسی طرح مجمع لگا رہتا تھا لوگ آتے تھے اور اپنی مراد پاتے تھے لیکن بظاہر کوئی ذریعہ معاش نظر نہیں آتا تھا حقیقت میں آپ کو دست غیب تھا جس کی وجہ سے آپ بے اندازہ خرچ کرتے تھے اور پھر بھی کمی نہیں ہوتی تھی آپ مخلوق کی بجائے خالق پر بھروسہ کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ کو اطمینان قلب اور توکل کی دولت حاصل تھی آپ مقام توکل پر فائز تھے اسی لئے ہمہ وقت اللہ کی طرف متوجہ رہتے تھے امام غزالی اپنی کتاب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

''جس شخص کا دل اللہ کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کی نظر صرف اسی کے کرم پر ہوگی اور اس کی عطا وبخشش پر اعتماد رکھتا ہوگا وہ اس سے اسی طرح عشق کرے گا جس طرح بچہ اپنی ماں سے کرتا ہے حقیقت میں یہی شخص متوکل ہوگا'' [۱]

امام غزالی نے متؤکل کی جو صفتیں بیان فرمائیں وہ حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات میں بدرجہ کمال موجود تھیں آپ توکل واستغناء کے عظیم مقام پر فائز تھے یہی وجہ تھی کہ بظاہر بغیر کسی ذریعہ معاش کے آپ کا لنگر جاری رہتا تھا اور مخلوق خدا اس سے فیضیاب ہوتی تھی علوم ومعارف کے لحاظ سے بھی آپ کا مقام ارفع و اعلیٰ تھا ڈاکٹر وحید اشرف لکھتے ہیں۔

''علوم معارف میں آپ کا مرتبہ نہایت بلند تھا کبھی کبھی جوش کے عالم میں سید اشرف سے فرماتے تھے کہ آیات قرآنی کی تفسیر، فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کے نکات مجھ سے حاصل کرلو میں ایک پُر بار درخت ہوں جسے ہلاؤ تو تمہیں عجیب وغریب پھل ملیں گے۔ [۲] شیخ علاؤ الدین گنج نبات کے ارشاد گرامی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ طریقت میں علمیت وروحانیت کے کتنے بلند مقام پر فائز تھے۔

پیرومرشد کی خدمت میں:

معتبر روایات کے مطابق سید اشرف جہانگیر سمنانی نے سمنان سے بنگال تک کا سفر دو سال میں

---

[۱] امام ابوحامد محمد غزالی۔ احیاء العلوم جلد چہارم۔ مترجم مولانا ندیم الواجدی۔ ناشر دار الاشاعت اردو بازار کراچی صفحہ ۳۹۴۔

[۲] ڈاکٹر وحید اشرف۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر سرفراز قومی پریس لکھنو صفحہ ۵۷۔

طے کیا پیر و مرشد کی خدمت میں حاضری کا واقعہ تقریباً تمام ہی مؤرخین و مصنفین نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ ایک ہی انداز میں بیان کیا ہے جو اس طرح ہے کہ شیخ علاؤ الدین گنج نبات اپنی خانقاہ میں قیلولہ فرما رہے تھے اچانک آپ بیدار ہوئے اور مریدین سے فرمایا ''بوئے یاری آید'' یعنی مجھے اپنے دوست کی خوشبو آ رہی ہے پھر آپ نے محافہ تیار کرنے کا حکم دیا پھر اس میں سوار ہو کر شہر سے باہر تشریف لائے آپ کے ہمراہ مریدین و معتقدین کے علاوہ عوام کی ایک بڑی تعداد تھی آپ کے اس طرح خانقاہ سے باہر کسی کے استقبال کے لئے نکلنا ہر شخص کے لئے باعث حیرت تھا یقیناً اہل پنڈوا یہ سوچ رہے ہونگے کہ وہ مرد قلندر جو سلطان وقت کو خاطر میں نہ لاتا ہو اور جس کے کمال بے نیازی کے سامنے بادشاہ وقت بھی سر جھکاتا ہو وہ آج کسی کے استقبال کے لئے شہر سے باہر اس انداز سے جا رہا ہے کہ خلفاء و مریدین ہمراہ ہیں تو یقیناً وہ آنے والا بھی کوئی عظیم انسان ہوگا یہ سوچ کر عوام کا ایک جم غفیر آپ کے ساتھ ہو گیا کہ دیکھیں وہ کون شخص ہیں کہ جن کے استقبال کے لئے حضرت خود تشریف لے آئے شیخ علاؤ الدین گنج نبات اپنے مریدین اور خلفاء اور شہر کے لوگوں کے ہمراہ باہر تشریف لائے اور ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر آنے والے کا انتظار کرنے لگے دور سے گرد و غبار اڑتا ہوا نظر آیا آپ نے فوراً خادم کو بھیجا کہ معلوم کرو کہ کون ہے خادم نے آ کر بتایا اشرف نامی ایک صاحب سمنان سے آ رہے ہیں یہ سن کر شیخ نے مسرت کا اظہار فرمایا اور مریدین و حاضرین سے فرمایا جس کے ہم دو سال سے منتظر تھے وہ آ رہا ہے کچھ ہی دیر بعد سید اشرف جہانگیر سمنانی پہنچے اور طالب نے اپنے مطلوب کو محب نے اپنے محبوب کو اور مرید نے اپنے پیر کو دیکھ لیا۔ پیر و مرشد کے قریب آتے ہی اپنا سر ان کے قدموں پر رکھ دیا انہوں نے فرط محبت سے آپ کو اٹھایا اور سینے سے لگایا پھر ارشاد فرمایا فرزند اشرف جس وقت تم سمنان سے روانہ ہوئے تھے میں اسی وقت سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور ہر ہر منزل پر تمہاری نگرانی کرتا رہا ہوں تمہارے آنے سے قبل حضرت خضر علیہ السلام نے ستر مرتبہ تمہاری آمد کی خبر دی ہے پھر فرمایا میری پالکی میں سوار ہو جاؤ پہلے تو آپ نے ادب کی وجہ سے منع کیا لیکن جب شیخ نے حکم دیا تو الامر فوق الادب۔ کے مصداق آپ شیخ کے ہمراہ ان کی پالکی میں سوار ہو گئے اور قافلہ خانقاہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ نظام یمنی لکھتے ہیں۔

''جیسے ہی عالم پناہ کی بارگاہ پر نظر پڑی بے اختیار ڈولی سے اتر گئے اور ولایت مآب کی بارگاہ پر سر رکھ دیا اور

یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے۔

مابر جناب دولت سر برنہادہ ایم۔	ہم نے اس بارگاہ پر سر بلندی کی دولت رکھ دی
رخت وجود بر سرایں در کشادہ ایم۔	وجود کے سامانِ سفر کو اس آستانے پر کھول دیا ہے
ظلمات راہ گر چہ بریدیم عاقبت۔	اگر چہ ہم راستے کی ظلمتوں کو قطع کر چکے (لیکن)
تشنہ بر آب چشمہ حیواں فتادہ ایم۔	چشمہ حیواں کے پانی پر پیاسے پڑے ہوئے ہیں
بر شاہراہ فقر نہادیم رُخ ولے۔	ہم نے فقر کی شاہراہ پر رخ کر لیا ہے لیکن عزت وحرمت
بر عرصہ حریم چو فرزیں پیادہ ایم۔	کی بساط پر (شطرنج کے مہرے) وزیر کی مانند پیادہ ہیں
بر روئے تو کشادہ بر در ستادہ ایم۔	اپنا چہرہ آپ کے چہرے کی طرف کر لیا ہے اور در پر کھڑے ہیں
سر بر حریم حضرت عالی نہادہ رو	ہم نے اپنا سر آپ کی عزت وحرمت والی بارگاہ پر رکھ دیا ہے
اے بر حریم عرش جناب تو بار سر۔	آپ کی عرش بارگاہ حریم پر ہم نے اپنا بار سر رکھ دیا ہے۔
ما بر نہادہ ایم چہ سر تر نہادہ ایم۔	اور کس قدر بلند مقام پر رکھا ہے۔
دارم امید مقصدِ عالی ز در گہت۔	ہم آپ کی درگاہ سے بلند مقصد کے امیدوار ہیں
چوں در دیار غربت ازیں ہم زیادہ ایم۔	ہم اجنبی ملک میں اس سے بھی زیادہ (عنایت کے لائق ہیں)
اشرف مس وجود خود آورد بہر زر۔	اشرف اپنے وجود کا تانبا سونا بنانے کے لئے لایا ہے
از دولتِ حکیم بہ اکسیر دادہ ایم۔	ہم نے حکیم کے اقبال سے خود کو اکسیر کے حوالے کر دیا ہے

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے آستانے پر سر رکھ کر یہ اشعار تخلیق فرمائے اور حضرت مخدومی کی خدمت میں پیش کئے حضرت نے سننے کی رضامندی کے ساتھ پوری توجہ سے اشعار سنے دوبارہ بغل گیر ہوئے (اس مرتبہ یہ اثر ہوا کہ) تمام مقاصد آرزوؤں اور حاجتوں سے الگ کر دیا اور ان کی گود میں مقصد اور مشاہدے کا پانی بکھیر کر ایک ساعت میں بے کنار کر دیا۔[1]

لطائف اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلا کہ جب سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنے مرشد کی خانقاہ کی چوکھٹ پر سر رکھ کر یہ فی البدیہہ اشعار کہے تو مرشد گرامی حضرت علاؤالدین گنج نبات قدس سرہ نے فرط محبت سے

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ مترجم پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۵۲۔

انہیں سینے سے لگا لیا مرشد کے سینے سے لگتے ہی سید اشرف جہانگیر سمنانی کو جو کیف سرور حاصل ہوا اور جو روحانی نعمتیں ملیں وہ بیان سے باہر ہیں یقیناً ان کے قلب کو سکون حاصل ہوا ہوگا اور عشق کی جو آگ ان کے سینے میں جل رہی تھی اس میں جلا پیدا ہوئی ہوگی اس کے بعد پیر و مرشد آپ کو اپنے ہمراہ لے کر خانقاہ میں داخل ہوئے اور اپنے قریب بٹھایا پھر خادم کو حکم دیا کہ دسترخوان لاؤ ایک خادم جن کا نام عبداللہ تھا پانی لانے کے لئے کہا خادم پانی لائے شیخ نے فرمایا فرزند اشرف مقاصد کونین سے ہاتھ دھو لو تا کہ وصل الٰہی کی دولت حاصل ہو آپ نے فرمایا میں پہلے ہی دونوں جہاں سے ہاتھ دھو چکا ہوں پھر یہاں بیٹھ ہوں کھانا لایا گیا شیخ نے چار لقمے اپنے دست مبارک سے سید اشرف جہانگیر سمنانی کو کھلائے شیخ کی اس التفات کو دیکھ کر حاضرین کو سخت تعجب ہوا کہ آج سے قبل تو شیخ نے کسی پر اتنا کرم نہیں فرمایا ان کا تعجب کرنا اس لئے درست تھا کہ اس وقت تک وہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مقام و مرتبے سے ناواقف تھے جبکہ شیخ علاؤ الدین گنج نبات قدس سرہ آپ کے مقام و مرتبے سے آگاہ تھے بلکہ حضرت خضر علیہ السلام کی جانب سے انہیں یہ ہدایت تھی کہ ان کی روحانی تربیت میں کسی قسم کی کمی نہ ہو اسی لئے وہ آپ پر کمال شفقت و مہربانی فرماتے تھے۔

اس کے بعد سادہ چاول لائے گئے جنہیں بنگالی زبان میں پن بھتہ کہتے ہیں انہیں ٹھنڈے پانی میں رکھ کر ٹھنڈا کیا گیا تھا شیخ نے فرمایا فرزند اشرف یہ کھا لو یہ فقیروں کی غذا ہے اور اس کے کھانے سے تشنگان معرفت کو بڑی تسکین ہوتی ہے آپ نے وہ کھائے آخر میں پان پیش کئے گئے شیخ نے اپنے ہاتھ سے چار گلوریاں پان کی کھلائیں سید اشرف جہانگیر سمنانی کی یہ پہلی ضیافت تھی جو شیخ کی خانقاہ میں ہوئی اس کے بعد رسم ارادت ادا کی گئی اس موقع پر شیخ نے اپنی کلاہ مبارک اتار کر آپ کے سر پر رکھی تو آپ پر رقت طاری ہوگئی پھر آپ نے اسی جذب کی کیفیت میں فی البدیہہ اشعار کہے جو یہ ہیں۔

نہادہ تاج دولت بر سر من۔ علاؤ الحق والدین گنج نبات

حضرت علاؤ الحق والدین گنج نبات نے میرے سر پر دولت کا تاج رکھ دیا۔

زہے پیرے کہ ترک از سلطنت داد۔ برآوردہ مرا از چاہ آفات

اس پیر کا کیا کہنا جس سے ملنے کی تمنا نے مجھے سلطنت سے بے نیاز کر دیا اور آفات سے نکال کر روحانی

ترقی کی شاہراہ پر ڈال دیا۔

روحانی تربیت:

رسم ارادت ادا ہونے کے بعد شیخ علاؤ الدین گنج نبات رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرید صادق سید اشرف جہانگیر سمنانی کی روحانی تربیت شروع کی اور مشائخ کے طریقے کے مطابق انہیں اپنی خانقاہ میں ایک حجرہ عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ اس میں عبادت و ریاضت کریں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے شیخ کے حکم کے مطابق ریاضت و مجاہدہ شروع کیا شیخ آپ کو لے کر حجرے میں داخل ہوئے اسرار و رموز سے آگاہ فرمایا۔ کچھ دیر حجرے میں ٹھہر کر انہیں توجہ اتحادی سے نوازا اور پھر باہر تشریف لے آئے لطائف اشرفی میں اس کا ذکر اس طرح سے کیا گیا ہے۔ نظام یمنی لکھتے ہیں۔

''حضرت مخدومی قدوۃ الکبریٰ کو حجرے میں لے گئے دونوں ایک پہر حجرے میں ایک ساتھ رہے راز حقیقت اور سنت نبوی ﷺ کے موتی سر پر چھڑ کے حضرت مخدومی حجرے سے نکلے اور آپ کو حجرے کے اندر چھوڑ دیا ایک ساعت کے بعد پھر خود حجرے میں تشریف لے گئے وہاں آپ کو عجیب حالت میں پایا حضرت مخدومی قدوۃ الکبریٰ کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر تشریف لائے چہرہ آفتاب کی طرح درخشاں تھا [1]۔

لطائف اشرفی کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات نے پہلے ہی چلّے میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کو تمام روحانی نعمتیں عطا فرمائیں اور طریقت کے اہم اسرار و رموز سے آگاہ فرما دیا اور جب وہ حجرے سے باہر تشریف لائے تو ان کا چہرہ نور ولایت سے چمک رہا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ انوار الٰہی کی بارش ہورہی ہے حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات رحمتہ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی یا یوں کہیے کہ یہ ان کی تربیت کا طریقہ تھا کہ جب کوئی ان کے پاس سلوک کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتا تو آپ اس سے سخت محنت لیا کرتے تھے اور مجاہدہ کراتے تھے اور اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے فرزند شاہ نور قطب عالم پنڈوی رحمتہ اللہ علیہ کے ذمہ جو کام تھے ان میں جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اپنے سر پر رکھ کر لانا۔ کنوؤں سے پانی بھر کر دوسروں کے گھر تک پہنچانا وغیرہ شامل تھا غرضیکہ شیخ کی بارگاہ میں آنے والے ہر مرید کے ذمہ کوئی نہ کوئی کام تھا سید اشرف جہانگیر سمنانی نے جب یہ دیکھا تو عرض

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ مترجم پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۵۶۔

کیا حضور میرے لئے بھی کوئی کام متعین فرما دیں یہ سن کر شیخ نے فرمایا فرزند اشرف حضرت خضر علیہ السلام نے تمہاری اتنی تعریف کی ہے۔ مجھے تم سے کوئی خدمت لیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی سے خدمت نہ لینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ ترک سلطنت کر کے آئے تھے کیونکہ خدمت تو ان سے لی جاتی ہے جن کی اصلاح مقصود ہوتا کہ ریاضت مجاہدے کے ذریعے ان کے غرور و تکبر اور انانیت کو ختم کیا جائے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کیا جائے۔ تو جس نے سلطنت کو ترک کر کے پہلے ہی درویشی اختیار کر لی ہو اور اپنے نفس کو مار لیا ہو اس کو پھر کسی مجاہدے کی ضرورت نہیں ہوتی اس کو تو پھر صرف ایک کامل نگاہ کی ضرورت ہوتی ہے اسی لئے شیخ نے آپ کے ذمہ کوئی خدمت نہیں لگائی جب سید اشرف جہانگیر سمنانی نے یہ دیکھا تو آپ خود آگے بڑھ کر خدمت کیا کرتے تھے جب شیخ جانے کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ جوتیاں سیدھی کر کے ان کے سامنے رکھتے جب وہ وضو کا ارادہ کرتے تو آپ ان کے لئے وضو کا پانی لا کر رکھتے اور اکثر انہیں وضو بھی کرایا کرتے تھے اور اسی قسم کی دیگر خدمات خود ہی انجام دیا کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ شیخ کی خدمت سے ہی مقام و مرتبہ حاصل ہوگا صوفیاء اسی لئے ریاضت و مجاہدہ کرتے ہیں کہ انہیں اس مجاہدے سے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے آج کل لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اتنی ریاضت اور مجاہدے کی کیا ضرورت ہے اس کا جواب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب انفاس العارفین میں دیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

''ایک عالم نے عارف سے سوال کیا کہ صوفیاء یہ تمام ریاضات و مجاہدات کاہے کو کرتے ہیں عارف نے کہا اگر تمہیں کہا جائے کہ اس طرح اس طرح کی مشقت کرو جس کے معاوضے میں تمہیں سلطنت دی جائے گی یا بادشاہ تمہارے تابع فرمان ہو جائے گا تو وہ تمام مشکلات اور مشقتیں تمہیں گوارہ ہوں گی کہ نہیں؟ اس نے کہا ہر شخص خوشی سے ایسا کرے گا عارف نے کہا اسی طرح ریاضات و مجاہدات کے نتیجے میں ذات حق نہاں خانہ قلب میں اپنی شان الوہیت کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ [1]

اس سے پتہ چلا کہ مشاہدے کے لئے مجاہدہ ضروری ہے اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ریاضت و مجاہدے کئے اور اپنے پیر و مرشد کی بے حد خدمت کی جس سے انہیں بلند مقام حاصل ہوا۔

---

[1] شاہ ولی اللہ۔ انفاس العارفین۔ ناشر: المعارف گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۲۱۹۔

شجرہ طریقت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ

سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ (۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مدینہ منورہ)

امام المتقین امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ (۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ نجف اشرف)

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ (۷ محرم الحرام ۱۱۰ھ بصرہ)

حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید رحمتہ اللہ علیہ (۱۷۶ھ بصرہ)

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ (۱۸۷ھ)

حضرت خواجہ سلطان ابراہیم ادھم بلخی رحمتہ اللہ علیہ (۲۶۷ھ شام)

حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ المرعشی قدس سرہ (شام)

حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ (ہبیرۃ متصل بصرہ)

حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رحمتہ اللہ علیہ (۲۹۹ھ)

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی رحمتہ اللہ علیہ (عکہ (شام)

حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رحمتہ اللہ علیہ (۳۵۵ھ ہرات چشت)

حضرت خواجہ محمد بن ابو احمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ (۴۱۱ھ ہرات چشت)

حضرت خواجہ سید ابو یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ (۴۵۹ھ ہرات چشت)

حضرت خواجہ سید قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ (۵۲۷ھ ہرات چشت)

حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ (بخارا)

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ (۶۰۷ھ مکہ معظمہ)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ (۶ رجب ۶۳۳ھ اجمیر)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی ثم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۶۳۴ھ مہرولی - دہلی)

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (۵ محرم الحرام ۶۶۹ھ پاک پتن)

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ (۷۲۵ھ دہلی)

حضرت خواجہ شیخ عثمان اخی سراج الحق والدین آئینہ ہند رحمۃ اللہ علیہ (۷۵۸ھ سعد اللہ پور - مالدہ)

حضرت شیخ علاؤ الحق والدین گنج نبات پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ (۸۰۰ھ پنڈوا - مالدہ)

حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ (۲۸ محرم الحرام ۸۳۲ھ کچھوچھہ شریف - انڈیا)

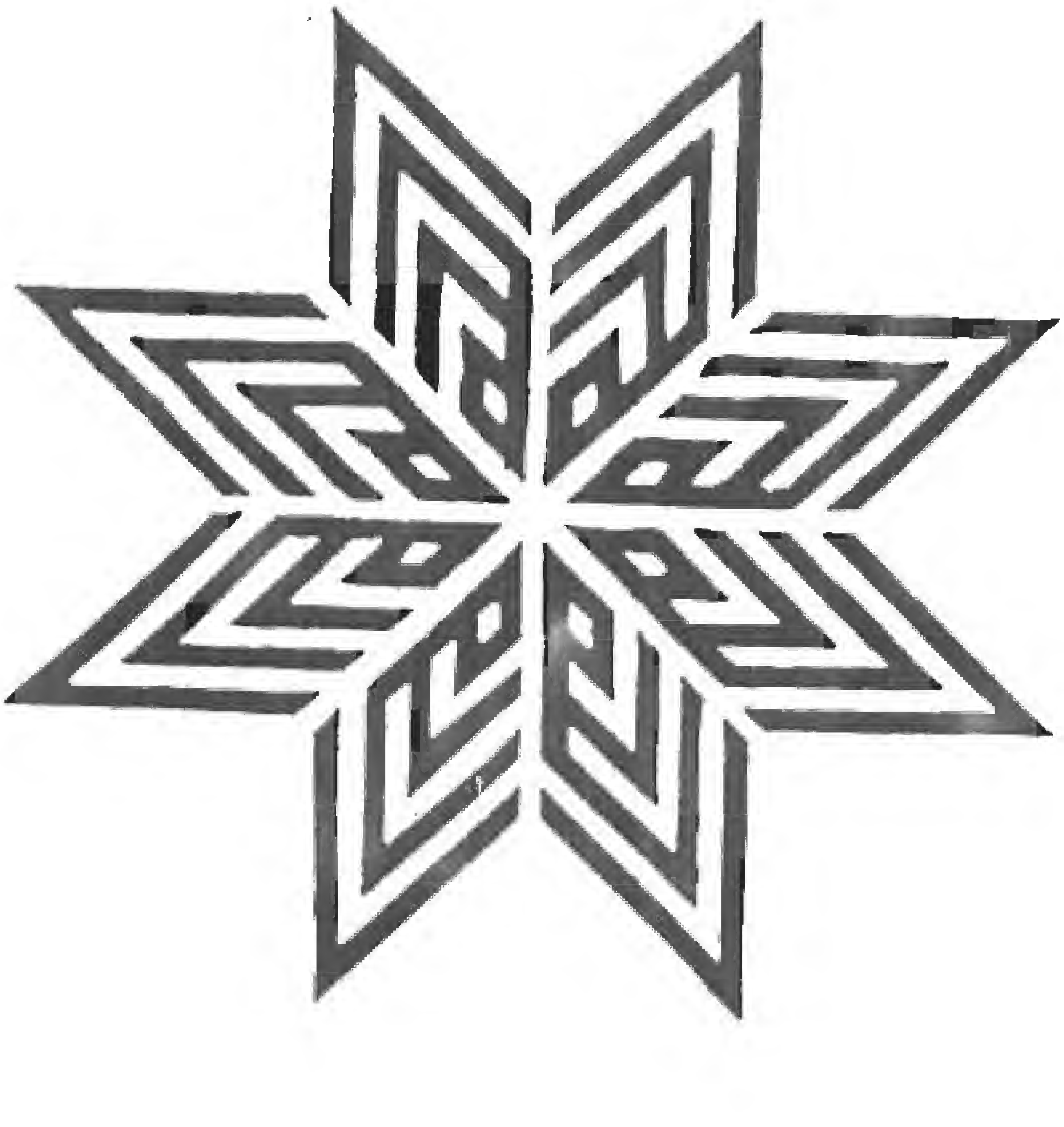

مرشد کا احترام:

لطائف اشرفی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ علاؤالدین گنج نبات رحمتہ اللہ علیہ کا بے حد احترام کرتے تھے جب ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو با وضو ہوکر جاتے اور ان کے سامنے باادب ہوکر بیٹھتے تھے آپ نے کبھی مرشد کے سامنے بلند آواز سے گفتگو نہیں کی بلکہ نہایت آہستگی کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے احترام کا یہ حال تھا کہ جب اپنے حجرے میں لیٹتے تو اس بات کا خاص خیال رکھتے کہ مرشد کی قیام گاہ کی جانب پیر نہ ہوں۔

یہ ادب آپ نے ساری زندگی ملحوظ رکھا اور کبھی پنڈوا شریف کی جانب پیر نہیں پھیلائے صرف اس لئے کہ وہ آپ کے مرشد کا شہر ہے آپ کو اپنے پیر و مرشد سے بڑی عقیدت و محبت تھی ہمہ وقت ان کی خدمت میں حاضر رہتے اور ان کے ہر حکم کو بجالانے کے لئے تیار رہتے تھے آپ مرشد کی صحبت کو ہر شے سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور اسے نعمت خیال کرتے تھے آپ کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ تمام مریدین سے بڑھ کر مرشد کی خدمت کروں اور ان کا فیض صحبت حاصل کروں اور یہ حقیقت ہے کہ مرید صادق کے لئے مرشد کامل کی صحبت انسان کو اللہ تک پہنچا دیتی ہے ان کی صحبت میں بیٹھنا درحقیقت اللہ کی صحبت میں بیٹھنا ہے اسی لئے مشائخ طریقت حکم دیتے ہیں کہ اگر دل کی جلا چاہتے ہو یعنی تصفیہ قلب چاہتے ہو تو اللہ والوں کی صحبت اختیار کرو ان کی صحبت سے تزکیہ نفس بھی ہو جائیگا اور تصفیہ قلب بھی۔ حضرت ابو بکر الطمستانی فرماتے ہیں۔

''اللہ کی صحبت اختیار کرو اگر یہ نہ کر سکو تو پھر اس شخص کی صحبت اختیار کرو جسے اللہ کی صحبت حاصل ہے تاکہ اس کی صحبت کی برکت سے تم اللہ عزوجل کی صحبت تک پہنچ جاؤ۔ [۱]

حضرت ابو بکر الطمستانی کے ارشاد سے پتہ چلا کہ اہل اللہ کی صحبت انسان کو نیک بنا دیتی ہے اور خدا کی معرفت عطا کرتی ہے مرشد کامل کی ایک نگاہ سے طالب صادق ہزاروں منازل سلوک طے کر لیتا ہے جس طرح سید اشرف جہانگیر سمنانی نے حضرت گنج نبات کی خدمت اور ان کی نگاہ التفات سے مقامات طے کئے اور درجے مرتبے حاصل کئے۔ یہی وجہ ہے ہمہ وقت پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور صحبت شیخ کو ہر چیز پر مقدم رکھتے تھے۔

---

[۱] امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری۔ رسالہ قشیریہ۔ مترجم ڈاکٹر پیر محمد حسن۔ ناشر ادارہ تحقیقات اسلامی جامعہ اسلامیہ اسلام آباد صفحہ ۵۳۷۔

مرشد کی کرم نوازی:

حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید صادق سید اشرف جہانگیر سمنانی پر بہت ہی مہربان تھے آپ کی مسلسل عنایت اور لطف و کرم کو دیکھ کر دیگر مریدین کو حسد پیدا ہوا اور وہ آپ کے خلاف ہو گئے ایک دن حضرت گنج نبات اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں سے بہت سے تبرکات تھے آپ نے تمام مریدین کے سامنے وہ تبرکات سید اشرف جہانگیر سمنانی کو عطا فرما دیئے اور ارشاد فرمایا امانت اس کے مستحق کو مل گئی وہ تبرکات کیا تھے ان کے متعلق نظام یمنی لکھتے ہیں ۔

"سلطان المشائخ کا وہ خرقہ جو حضرت اخی سراج کو ملا تھا اور ان سے حضرت مخدومی نے پایا تھا وہ آپ نے قدوۃ الکبریٰ کو عنایت فرمایا اس کے علاوہ دیگر مشائخانہ تبرکات بھی آپ نے عطا فرمائے،،۔[۱]

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے چند روز بعد وہ تبرکات ایک فقیر کو دے دیئے کچھ لوگ جو آپ سے حسد کرتے تھے انہوں نے جب دیکھا کہ آپ نے وہ تبرکات فقیر کو دے دیئے تو اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اعتراض شروع کر دیئے جب یہ شکایت اور اعتراض حضرت شیخ علاؤ الدین تک پہنچے تو آپ نے فرمایا اشرف کا کوئی فعل بے معنی نہیں ہوتا اس لئے انہی سے پوچھو جب آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ بتاؤ خرقہ جو ہے یہ عین پیر ہے یا غیر پیر ظاہر کہ خرقہ عین پیر تو ہو نہیں سکتا غیر پیر ہی ہے تو مرید کی نظر غیر پر نہیں ہونی چاہیے مرید تو پیر کی صفات کا تابع ہوتا ہے اگر یہ فقیر عوارضات پر ہی نگاہ رکھے تو پیر کی صفات اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا اور جس کے اندر پیر کی صفات پیدا نہ ہوں اس کو پیر سے کیا کام۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس جواب کی اطلاع جب حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات کو ہوئی تو نہ صرف یہ کہ آپ نے ان کی تعریف فرمائی بلکہ اپنے عزیز مرید کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا شہرہ مشرق و مغرب تک پھیلے گا۔

ایک شبہ کا ازالہ:

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت تو سید اشرف جہانگیر سمنانی نے وہ تمام تبرکات اس ئے فقیر کو دے دیئے کہ وہ عین پیر نہیں غیر پیر ہیں لیکن بعد میں جو تبرکات آپ کو پیر و مرشد اور دیگر مشائخ

---

[۱] نظام یمنی ۔ لطائف اشرفی ۔ مترجم پروفیسر لطیف اللہ ۔ ناشر ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۵۷ ۔

سے ملے وہ آپ نے بڑی حفاظت و احترام سے رکھے اور اپنے وصال سے قبل اپنے جانشین حضرت سید عبدالرزاق نورالعین کو عطا فرمائے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ابتدائی کیفیت تھی اس وقت آپ اپنے شیخ کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے میں مصروف تھے اس لئے نہیں چاہتے تھے کہ درمیان میں کوئی ایسی چیز حائل ہو جس سے اس عمل میں کمی ہو اسی لئے آپ نے احتیاط سے کام لیتے ہوئے ان تمام چیزوں یعنی تبرکات کو اپنے سے علیحدہ کر دیا کہ غیر کی طرف ایک لمحہ کے لئے بھی متوجہ ہونے کا موقع نہ ملے لیکن جب اس عمل سے گزر چکے اور پیر کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے میں کامیابی حاصل کر لی تو پھر شیخ کی جانب سے اور دیگر مشائخ سے جو خرقے ملے ان کو بڑی عزت و احترام کے ساتھ رکھا وقت وصال حضرت سید عبدالرزاق نورالعین کو عطا فرما دیئے۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس عمل سے پتہ چلا کہ مرید صادق وہی ہے جو ہمہ وقت اپنے شیخ پر نگاہ رکھے اور اس کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے اور ایک لمحہ بھی غیر کی جانب مائل نہ ہو جب وہ طریقت میں مقام حاصل کر سکتا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو وہ مرید صادق نہیں ہو سکتا۔

لقب جہانگیر:

بزرگان دین اور اولیائے کاملین کو ہم مختلف القابات و خطابات سے پکارتے ہیں درحقیقت یہ تمام القابات و خطابات بارگاہ رب العزت سے عطا کئے جاتے ہیں کسی بزرگ نے خود کبھی اپنے نام کے ساتھ کوئی لقب نہیں لگایا یہی وجہ ہے کہ جو لقب یا خطاب انہیں عطا ہوا پھر وہی ان کے نام کا جز بن گیا سید اشرف جہانگیر سمنانی کا لقب ''جہانگیر'' آپ کو کیسے عطا ہوا نظام یمنی لطائف اشرفی میں اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

''جب آپ کو پورے چار سال خدمت میں رہتے ہوئے ہو گئے تو حضرت مخدومی آپ کو القاب عطا کرنے کے لئے فکرمند ہوئے فرمایا الالقاب تنزل من السماء یعنی القاب آسمان سے نازل ہوتے ہیں جو کچھ غیب سے نازل ہوگا وہی لقب دوں گا ایک شب حضرت مخدومی اپنی خلوت گاہ میں مشغول تھے وہ شب برات تھی وظائف و اوراد شروع کرنے کے لئے باہر آئے اور خلوت گاہ میں چلے گئے سر جھکا کر مراقبے میں چلے گئے مراقبے کو بہت طول دیا یہاں تک کہ صبح کے آثار نظر آنے لگے یکایک خلوت گاہ کے

درو دیوار سے ''جہانگیر، جہانگیر'' کی صدا آنے لگی یہ بات دل میں جمالی اور فرمایا! الحمد للہ فرزند اشرف کو ''جہانگیر'' کے خطاب سے مخاطب کیا ہے (یعنی انہیں جہانگیر کا لقب عطا ہوا ہے) حضرت قدوۃ الکبریٰ دوسری خلوت گاہ میں مشغول تھے جب نماز فجر کے لئے باہر آئے اور جماعت سے نماز ادا کر لی تو حضرت مخدومی کا دستور تھا کہ فرض ادا کرنے کے بعد اصحاب ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے تھے اس صبح جس نے آپ سے مصافحہ کیا اس نے کہا خطاب جہانگیر مبارک ہو حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا۔

مرا از حضرت پیر جہاں بخش	مجھے دنیا بخشنے والے پیر کی بارگاہ سے۔
خطاب آمد کہ اے اشرف جہانگیر	خطاب ملا کہ اے اشرف جہانگیر۔
کنوں گیرم جہان معنوی را	میں باطنی جہان کو مسخر کروں گا۔
کہ فرمان آمد از شاہم جہاں گیر	کیونکہ میرے بادشاہ کا فرمان ہے کہ دنیا مسخر ہے۔ [1]

لطائف اشرفی کی عبارت سے پتہ چلا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کو جہاں گیر کا لقب بھی بارگاہ رب العزت سے عطا ہوا یہی وجہ ہے کہ پھر یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ آپ کے نام کا جز بن گیا اور یہ حقیقت ہے کہ جو چیز باطنی طور پر عطا ہو وہ ہمیشہ رہتی ہے اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی چار سال پیر و مرشد کی خدمت میں رہے اور ریاضت و مجاہدہ کرتے رہے اس دوران آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات رحمتہ اللہ علیہ نے پوری توجہ سے آپ کی روحانی تربیت فرمائی اور اس میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑی جو کچھ روحانی نعمتیں آپ کو اپنے مشائخ ماسبق سے ملی تھیں وہ سب اپنے محبوب مرید سید اشرف جہانگیر سمنانی کو عطا فرما دیں اور ارشاد فرمایا ''فرزند اشرف'' میں نے تمہارے لئے استعداد کی پستان خشک کر دی ہے اور جو کچھ حاصل کیا وہ تم پر نثار کر دیا ہے لہٰذا اب ضرورت ہے کہ تم تبلیغ دین کے لئے نکلو تا کہ لوگ تم سے فیض حاصل کریں اور گمراہ انسان راہ ہدایت پائیں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے پیر و مرشد کی زبان سے یہ سنا تو عرض کیا۔ لطائف اشرفی میں نظام یمنی نے آپ کے الفاظ کو اس طرح بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں'' قدوۃ الکبریٰ نے عرض کیا کہ ہم نے ملک سے مسافرت کی تکلیف برداشت کی ہے دکھ کے دیس سے محبت کا شربت پیا ہے۔ اسباب خانے کو ٹھکرایا دوستوں کے فراق کی شراب پی۔ اہل خانہ اور

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ مترجم پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۵۸۔

اقارب سے جدائی اور تمام ضروریات سے دست کشی محض اس لئے تھی کہ اہل عشق و عرفان کے قبلے کی درگاہ کی مجاوری کروں اور اصحاب ذوق و وجدان کے کعبے کی قربت حاصل کروں نہ اس لئے کہ ہر روز تقسیم ہونے والی دولت ارادات سے محروم اور مبارک انوار سے (جو یہاں حاصل ہوتے ہیں) بے نصیب رہوں۔ [1]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کو مرشد کی بارگاہ میں رہنا کتنا عزیز تھا کہ اس کے خاطر انہوں نے سب کچھ چھوڑ دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مرشد کی صحبت میں رہنا کتنا بڑا اعزاز ہے اور اس سے بیش بہاں نعمتیں حاصل ہوتی ہیں پیر و مرشد نے جب یہ سنا تو فرمایا فرزند اشرف آپ مجھ سے جدا نہ ہوں اسی طرح دو سال اور گزر گئے تو شیخ نے فرمایا اب مشیت ایزدی یہی ہے کہ تم تبلیغ دین کے لئے روانہ ہو جاؤ آپ نے انہیں جونپور جانے کا حکم دیا چنانچہ طے یہ ہوا کہ آپ رمضان اپنے شیخ کے ساتھ گذار دیں گے اور عید کے دن روانہ ہو جائیں گے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے شیخ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور خاموشی کے ساتھ اپنے معمولات میں مشغول ہو گئے آپ اپنے معمولات کے سخت پابند تھے اور کسی بھی حال میں ان میں کمی نہیں آتی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ پیر و مرشد کی خدمت بھی کرتے تھے اور ہمہ وقت ان کی بارگاہ میں حاضر رہتے تھے ویسے تو شیخ علاؤالدین گنج نبات کی خانقاہ پر رہنے والے مریدین اور خدام سب ہی متقی و پرہیزگار تھے اور اپنے اوراد و وظائف پابندی سے ادا کرتے تھے اور شیخ بھی ان پر نظر کرم فرماتے تھے لیکن جو ریاضت و مجاہدہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کرتے تھے وہ ہر ایک کے بس کی بات نہ تھی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ سلطنت ترک کر کے آئے تھے اس لئے شیخ آپ پر زیادہ ہی مہربان تھے اور آپ کو بھی اپنے شیخ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی اسی لئے ان سے جدا ہونے کو تیار نہ تھے لیکن جب شیخ نے فرمایا کہ تمہیں عید کے دن تبلیغ کے لئے روانہ ہونا ہے تو آپ نے بلاچون و چرا تسلیم کر لیا۔

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ مترجم پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۱۔

فصل دوم:

تبلیغ واصلاح اوراحیاء شریعت:

سیداشرف جہانگیر سمنانی نے رمضان المبارک اپنے شیخ کے ساتھ گذارا اور عید کے دن ان کی خانقاہ پنڈوا شریف سے رخصت ہوئے اور پیرومرشد کے حکم کے مطابق جونپور کی جانب روانہ ہو گئے یہیں سے آپ کی تبلیغی زندگی کا آغاز ہوتا ہے پنڈوا شریف بنگال سے روانہ ہونے کے بعد سب سے پہلے آپ نے جس جگہ قیام فرمایا وہ جونپور کے قریب ظفرآباد کا علاقہ تھا جب آپ اپنے اصحاب کے ساتھ یہاں پہنچے تو ساتھیوں نے جائے قیام کے لئے دریافت کیا آپ نے فرمایا ہم دستور کے مطابق مسجد میں قیام کریں گے چنانچہ آپ کا ساز وسامان مسجد ظفر خان میں لاکر رکھ دیا گیا اور آپ معہ اصحاب کے وہیں قیام پذیر ہو گئے لطائف اشرفی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے اکثر مساجد میں ہی قیام فرماتے تھے ظفرآباد پہنچنے کے بعد جب لوگوں کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو ملاقات کے لئے آئے ان آنے والوں میں عالم، صوفی، طالب علم، اور عوام سبھی شامل تھے اکثر تو آپ کے علم کا امتحان لینے کی غرض سے آئے تھے اور ان کے دلوں میں مختلف سوالات تھے کہ اگر انہوں نے ان کے جوابات دے دیئے تو پھر ہم ان کو مان لیں گے چنانچہ جب وہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے پوچھے بغیر ان سوالات پر گفتگو شروع کردی اور ایسے تسلی بخش جوابات دیئے کہ وہ سب تائب ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے آپ جس کو بیعت فرماتے اس کی ظاہری و باطنی اصلاح بھی فرماتے اور شریعت پر استقامت کے ساتھ عمل کرنے کا حکم دیتے ظفرآباد میں قیام کے دوران بہت سے علماء آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے ان میں اس وقت کے ایک جلیل القدر عالم شیخ کبیر بھی شامل ہیں شیخ علم وفضل کے لحاظ سے یکتائے زمانہ تھے لوگ علم کے حصول کے لئے ان کی جانب رجوع کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ کثیر تعداد میں ان کے تلانذہ موجود تھے لطائف اشرفی میں نظام یمنی نے ان کے مرید ہونے کا واقعہ لکھا ہے جو اس طرح ہے وہ لکھتے ہیں۔

''انہی دنوں حضرت شیخ کبیر سرور پوری ایک خواب دیکھنے کی بنا پر آئے ہوئے تھے خواب کا واقعہ یوں ہے

کہ حضرت کبیر کے دل میں علوم عربیہ کی تحصیل و تکمیل کے بعد سلوک اور ارادت کا داعیہ پیدا ہوا وہ رات دن اس نعمت کے حصول کے آرزومند تھے انہوں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی صورت، میانہ قد اور سرخ بال والے تشریف لائے ہیں ان بزرگ نے مجھے بیعت کیا شربت اور روٹی کھلائی جب خواب سے بیدار ہوئے تو سلوک وارادت کا داعیہ حد سے بڑھ گیا دل میں خیال آیا کہ حضرت شیخ حاجی چراغ ہند اس علاقے کے صاحب ولایت ہیں شاید خواب میں یہ کشش انہی کی وجہ سے ہو یہ گمان کر کے انہوں نے ظفرآباد آنے کا قصد کر لیا حضرت کبیر بھی اپنا ایک گروہ رکھتے تھے اپنے شاگردوں کے ساتھ بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوئے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے بعد متردد ہوئے کہ جو شکل میں نے خواب میں دیکھی تھی وہ یہ نہیں ہے جناب شیخ کبیر سوچ میں پڑ گئے چنانچہ چندروز اچھی طرح غور وفکر کرنے کے لئے وہاں ٹھہر گئے انہی دنوں حضرت قدوۃ الکبریٰ کی ولایت جہانگیری کی نسیم عالم میں ہر طرف چلنے لگی اور ہدایت سلطانی کی شمیم ساری دنیا میں پھیل گئی حضرت قدوۃ الکبریٰ نے مسجد ظفر خاں میں اپنے اصحاب سے فرمایا کہ دوست کی خوشبو آرہی ہے عجب نہیں کہ وہ بہت جلد یہاں پہنچے جب شہر کے چھوٹے بڑوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کیا اور عمائدین کی جماعت آپ کے حضور میں آنے لگیں تو حضرت کبیر کے دل میں بھی یہ داعیہ پیدا ہوا کہ حاضر ہو کر دیدار کا شرف حاصل کریں حضرت قدوۃ الکبریٰ نماز فجر کے بعد وظائف سے فارغ ہو کر اور نماز اشراق ادا کر کے اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ حضرت کبیر حاضر ہوئے جیسے ہی دور سے نظر پڑی فرمایا یہ وہ دوست ہیں جن کے بارے میں ہمیں پہلے ہی بتا دیا گیا خادم نے شیخ کے آنے سے پہلے ہی شربت اور روٹی تیار کر رکھی تھی جب شیخ کبیر نے آپ کو دور سے دیکھا آپ کی صورت کا مشاہدہ کیا تو یہ آیت تلاوت کی "انی وجهت وجهی للذی فطر السّمٰوات والارض" (پارہ ۷ سورۂ انعام۔ آیت ۷۸)۔ ترجمہ: میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا۔

پھر اپنا سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا اور یہ مشہور مصرع زبان پر لائے ؎

یار درخانہ و من گرد جہاں می گردم　　　دوست گھر میں ہے اور میں ساری دنیا میں پھر رہا ہوں اور بیعت
کی درخواست کی آپ نے انہیں ارادت کے شرف سے مشرف کیا حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اپنے ہاتھ سے

نان وشربت کھلایا ارادت کا شرف پانے اور سعادت بیعت حاصل کرنے کے بعد اصحاب سے مصافحہ کیا سب نے مبارک باد دی۔ [1]

شیخ کبیر کو مرید کرنے کے بعد آپ نے ان کی روحانی تربیت فرمائی ریاضت ومجاہدے کے ذریعے منازل سلوک وعرفان طے کرائیں اور پھر خلافت سے نوازا شیخ کبیر نے تبلیغ دین کے سلسلے میں بڑا اہم کردار ادا کیا اور آخری وقت تک اسی مشن کو لے کر چلتے رہے۔

طریقہ تبلیغ:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے تبلیغ واصلاح کے لئے مختلف ذرائع استعمال کئے آپ نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے مریدوں کے ذریعے خلفاء کے ذریعے اور مکتوبات کے ذریعے اس سلسلے کو آگے بڑھایا آپ کے مریدوں اور خلفاء نے اس تحریک میں آپ کے ساتھ بھرپور تعاون کیا خلفاء کا ذکر ہم اپنے مقالے کے باب چہارم میں کریں گے جہاں تک مکتوبات کا تعلق ہے آپ نے ان کے ذریعے تبلیغ و اصلاح کا کام بحسن وخوبی انجام دیا۔ مریدین وخلفاء ۔ علاوہ مشائخ اور بادشاہان وقت کو جو خطوط تحریر فرمائے ان کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے کس طرح موثر انداز میں تبلیغ فرمائی اور ہر ایک کو اس کے منصب اور شعبے سے متعلق ہدایات دیں اور ان کی اصلاح فرمائی۔ مکتوبات کے ذریعے تبلیغ دراصل حضور پرنور ﷺ کی سنت ہے اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے صوفیاء کرام نے اس کو ذریعہ تبلیغ بنایا یہی وجہ ہے کہ تاریخ تصوف میں ہمیں بزرگان دین کے بہت سے مکتوبات ملتے ہیں جیسے مکتوبات صدی جو حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوبات ہیں اسی طرح مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، یہ تمام مکاتیب پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان بزرگان دین نے ان کے ذریعے تبلیغ دین کا کام بہتر طریقے سے انجام دیا سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنے مکتوبات کے ذریعے جس انداز سے تبلیغ واصلاح کا کام کیا وہ بڑا موثر تھا آپ نے جن حضرات کو خطوط لکھے اور انہیں ہدایات دیں انہوں نے اس کا اثر قبول کیا اور اپنے آپ کو دین اسلام کے مطابق ڈھال لیا آپ نے تحریر وتقریر دونوں طریقوں سے تبلیغ فرمائی جب کہیں تقریر کا موقع ہوتا تو تقریر فرماتے اور دلائل وبراہین سے اسلام کی حقانیت کو ثابت کرتے لطائف

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی، حصہ دوم۔ مترجم پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۹۴ تا ۱۹۵۔

اشرفی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر مقامات پر آپ نے غیر مسلموں کے سامنے جب حقانیت اسلام پر خطاب کیا تو انہوں نے اس کا اثر قبول کیا اور اپنے دین کو چھوڑ کر دین اسلام میں داخل ہو گئے جو شخص آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا آپ پوری توجہ سے اس کی ظاہری و باطنی تربیت فرماتے اور اگر ریاضت ومجاہدے کی ضرورت ہوتی تو اس کے ذریعے اسے منازل سلوک وعرفان طے کراتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنے کا طریقہ بتاتے یعنی اس کا قرب کس طرح حاصل کیا جاتا ہے ان تمام چیزوں سے آگاہ فرماتے اور تکمیل سلوک کے بعد اسے خلافت عطا فرماتے تاکہ وہ دوسرے مقامات پر جاکر تبلیغ کر سکے۔ یہ حقیقت ہے کہ شیخ کامل ہی انسان کو خدا تک پہنچا سکتا ہے حضرت میاں جیو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''خداوند تعالیٰ کو پانے کے دو طریقے ہیں پہلا جذبہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ یکبارگی بندے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اسے اپنے میں واصل کر لیتا ہے دوسرا طریقہ سلوک ہے اس سے مراد ریاضت ومجاہدہ ہے یعنی کسی بزرگ کا دامن پکڑنے سے بھی حق تعالیٰ تک پہنچا جا سکتا ہے۔ [1]

اس سے پتہ چلا کہ اگر انسان کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کرے تو اسے اللہ کا قرب ضرور حاصل ہوتا ہے اور وہ مقربین بارگاہ رب العزت میں شمار ہوتا ہے۔

جونپور آمد:

سید اشرف جہانگیر سمنانی ظفر آباد میں تبلیغ فرماتے رہے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کی پر اثر تعلیمات سے متاثر ہو کر تائب ہوتے اور حلقہ ارادت میں شامل ہو جاتے جب یہاں کے تمام چھوٹے بڑے آپ سے مستفیض ہو چکے تو پھر آپ نے اگلی منزل کی جانب کوچ کا ارادہ فرمایا آپ اپنے احباب کے ہمراہ جونپور کی جانب روانہ ہو گئے آپ کے ہمراہ بہت سے مریدین تھے سب گھوڑوں پر سوار تھے بہت سا ساز وسامان بھی ساتھ تھا ایک اچھا خاصا قافلہ بن گیا تھا جہاں سے بھی یہ قافلہ گزرتا لوگ دیکھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے جب آپ جونپور پہنچے تو وہاں بادشاہ ابراہیم شاہ کی مسجد میں قیام فرمایا آپ کی آمد کی خبر پورے شہر میں پھیل گئی اور لوگ خدمت میں حاضر ہونا شروع ہو گئے بادشاہ کو آپ کے آنے کی خبر ہوئی تو اس نے زیارت کی خواہش ظاہر کی۔ نظام یمنی نے اس واقعہ کو لطائف اشرفی میں بیان

---

[1] دارا شکوہ۔ سکینۃ الاولیاء۔ مترجم پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی۔ ناشر پیکجز لمیٹڈ لاہور۔ صفحہ ۶۵۔

کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ’’ قاضی شہاب الدین نے بادشاہ سے عرض کی اجنبی درویش آئے ہیں کہتے ہیں کہ سید نسب ہیں ان کا حال بہت ہی عالی ہے یہی مناسب ہے کہ پہلے میں خود جاؤ اور دیکھوں کہ ان کا طور طریقہ کیا ہے سلطان نے کہا بہت اچھا یہی کرو چنانچہ قاضی صاحب پالکی میں سوار ہوئے اور عالموں کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے قدوۃ الکبریٰ نماز ظہر ادا کر کے تشریف فرما تھے کہ قاضی صاحب نمودار ہوئے آپ کے دریافت فرمانے پر بتایا گیا کہ یہ قاضی شہاب الدین ہیں جو تمام علوم وفنون میں شہرت رکھتے ہیں قاضی صاحب نے آپ کے شرائط آداب کا خوب لحاظ رکھا اپنی پالکی کو خاصے فاصلے پر رکوا کر اترے عالموں کو تاکید کی کہ تم میں سے کوئی کسی مسئلے پر بات چیت میں فضیلت کا اظہار نہ کرے کیونکہ سید کی پیشانی کے جمال میں ولایت کا نور تابندہ ہے قاضی صاحب نے شرف دیدار حاصل کیا حضرت قدوۃ الکبریٰ بھی اس طرف سے پیشوائی کے لئے چند قدم آگے بڑھے ملاقات فرمائی بہت عمدہ صحبت رہی۔ ہر چند کے قاضی صاحب نے اپنے ساتھی عالموں کو اظہار نمائش اور طبع آرائی سے منع کر دیا تھا لیکن اس سبب سے کہ وہ علوم کا آئینہ تھے (ان کے ساتھ آنے والے) ہر شخص کے دل میں عقائد درسیہ میں سے کوئی نہ کوئی مسئلہ اور عربی زبان کی صرفی ونحوی مشکلات سمجھنے کی تڑپ تھی اس کے ساتھ ہی بحث ومباحثہ سے اعراض بھی کر رہے تھے شیخ ابوالوفا خوارزمی جو علوم وفنون سے آراستہ تھے اپنی دانائی کے نور سے ان عالموں کے دل کی کیفیت کو محسوس کر لیا انہوں نے اس مجلس میں ان عقدوں کو کھولا اور اس انداز سے ان مسائل کی تشریح کی کہ کسی عالم نے اس سے پہلے ایسی تشریح نہ کی تھی حضرت قاضی صاحب نے خوب داد دی جب دونوں طرف کے علماء گفتگو سے فارغ ہو چکے اور مسائل کی تحقیق ہو چکی تو حضرت قاضی صاحب نے عرض کیا آج سلطان کی یہ خواہش تھی کہ شرف ملازمت سے مشرف ہوں لیکن اس نیاز مند نے یہ چاہا کہ آپ کی نعمت اور تازہ دولت پہلے حاصل کر لے ان شاء اللہ تعالیٰ کل سلطان کے ساتھ قدم بوسی سے مشرف ہوں گے آپ نے فرمایا کہ اس فقیر کے نزدیک آپ سلطان سے زیادہ بہتر ہیں اگر آتے ہیں تو حاکم ہیں جب قاضی صاحب رخصت ہو گئے تو فرمایا ہم نے ہندوستان میں اس قدر فضیلت کا شخص کم ہی دیکھا ہے دوسرے دن قدوۃ الکبریٰ مقررہ وظائف سے فارغ ہوئے تو سلطان کی آمد کے آثار ظاہر ہونے لگے کہ خود سرداروں اور سلاطین کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں جب مسجد کی دہلیز پر پہنچے تو قاضی صاحب

نے درمیان میں یہ تجویز پیش کی کہ سلطان کو اس قدر ہجوم اور لوگوں کی کثرت کے ساتھ حضرت سید صاحب کی خدمت میں حاضر نہ ہونا چاہیئے خدا نہ کرے کہ اس قدر ہجوم ان کے لئے باعث تکلیف ہو آخر سلطان سواری سے اترے سلاطین اور ارباب فضیلت و دانش میں سے چند کو منتخب کیا اور بیس آدمیوں کی مختصر جماعت کے ساتھ قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوئے شرائط آداب اس قدر حد سے زیادہ ملحوظ رکھے کہ آپ کا دل ہاتھ میں لے لیا سلطان نے ایک بڑا لشکر قلعہ جنادہ کو فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا اس طرف سے بہت زیادہ فکر مند تھا اپنے دل کی بات حضرت قدۃ الکبریٰ کی خدمت میں ظاہر کی اور مناسب حال یہ قطعہ پڑھا۔

دلے کان انور است از جام جمشید۔ وہ دل جو جام جمشید سے زیادہ روشن ہے
رواں روشن تر از خورشید باشد۔ خدا کرے آفتاب سے زیادہ رواں اور روشن ہو جائے۔
چہ حاجت عرض کردن بر ضمیرش۔ جس شخص کو (اپنی آرزو) ان کے ضمیر پر ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے
کسے کو را یقیں امید باشد۔ جسے یہ یقین ہے کہ اس کی آرزو پوری ہوگی۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا۔

گر بہ یقیں شد قدمت استوار۔ اگر تیرے قدم یقین پر جم گئے ہیں۔
گرد ز دریاء نم از آتش برآر۔ تو دریاء سے دھول اور آگ سے تری نچوڑے۔

جب سلطان نے رخصت چاہی تو آپ نے وہ مسند جو آپ سمنان سے لائے تھے اسے ہدیہ کردی سلطان اس بات سے خوش ہو کر واپس ہوا جب اپنے تخت سلطنت پر بیٹھا تو کہا کیا عالی جناب اور مقاصد مآب سید ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایسے حضرات ہندوستان میں آئے ہیں تین روز گذرنے کے بعد بہت کم لوگوں کے ساتھ دوبارہ قدوۃ الکبریٰ کی خدمت میں حاضر ہوا روٹی کے ٹکڑے اور شربت لائے گئے کہ کھائے جائیں اس اثنا میں (قاصد) قلعہ فتح ہو جانے کی خوشخبری لے کر آیا لوگوں نے مبارکباد دی بادشاہ نے کہا حضرت صاحب کو مبارکباد دیں جنہوں نے بند دروازے کو کھولا ہے اس مرتبہ سلطان کا اعتقاد ہزار گنا زیادہ بڑھ گیا عرض کی کہ بندے نے حضرت میر سے بیعت کی ہے لیکن تمام غلام زادے آپ کی ارادت اور بیعت میں ہوں گے دو تین شہزادے اسی روز شرف بیعت سے مشرف ہوئے سلطان نے نذر پیش کرنے کا

بے حد اصرار کیا لیکن قدوۃ الکبریٰ نے قبول نہیں فرمایا شاہی محل میں قیام کرنے کی درخواست بھی منظور نہ کی فرمایا کہ ہم حدود سلطنت سے باہر نہیں جائیں گے اس بات سے سلطان کی امید بندھ گئی۔ [1]

لطائف اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلا کہ بادشاہ وقت بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور آپ سے دعا کے لئے عرض کرتا تھا نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے صرف اور صرف اسی کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں اور اس کے سوا کسی سے کچھ طلب نہیں کرتے جس طرح بادشاہ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی خدمت میں کچھ نذر کرنا چاہا لیکن آپ نے منع فرمادیا کیونکہ آپ کی نظر خدا پر تھی اور توکل کی صفت آپ کے اندر موجود تھی حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ توکل کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”توکل خدا پر بھروسہ کر کے اسباب سے نکل جانے کو کہتے ہیں اور کمال توکل اس میں ہے کہ اسباب کے وجود پر بھی نظر نہ رہے جو شہادت حق مطلق ہے“۔ [2]

جونپور کے سفر میں قاضی شہاب الدین دولت آبادی آپ کے مرید ہوئے پھر آپ نے ان کی روحانی تربیت فرمائی اور تکمیل روحانیت کے بعد انہیں خلافت سے نوازا قاضی صاحب نے اپنی تصانیف آپ کی خدمت میں پیش کیں جن کو آپ نے پسند فرمایا لطائف اشرفی میں جن تصانیف کا ذکر ہے ان میں نحو ارشاد، بدیع البیان، تفسیر بحر المواج، اور جامع الصنائع شامل ہیں: یہ وہ تصانیف ہیں جو مختلف علوم وفنون پر لکھی گئیں تھی۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے دو ماہ سے زیادہ جونپور میں قیام کیا اس دوران عوام خواص نے آپ سے استفادہ کیا خصوصاً علماء نے آپ سے ملاقات کی علمی گفتگو رہی اور پھر وہ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ آپ جہاں بھی جاتے تبلیغ و اصلاح فرماتے اس مقصد کے لئے آپ نے دور دراز مقامات کے سفر کئے اور اپنے علم و روحانیت کے ذریعے یہ فریضہ انجام دیا۔

اعظم گڑھ کا سفر اور علماء سے علمی مباحثہ:

سید اشرف جہانگیر سمنانی منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے اعظم گڑھ پہنچے یہاں کے علماء سے آپ کا علمی مباحثہ ہوا جس میں آپ نے اپنے موقف کو دلائل کے ساتھ پیش کیا ڈاکٹر وحید اشرف اس

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی، حصہ دوئم۔ مترجم پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۴۳۔

[2] علامہ بدرالدین سرہندی۔ حضرات القدس۔ ناشر: مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ۔ صفحہ ۲۸۱۔

سفر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”آپ اعظم گڑھ کے ایک علاقے محمد آباد پہنچے اور وہاں قیام فرمایا یہاں قرب و جوار کے علماء آپ سے ملنے آئے اور علمی گفتگو شروع کی مختلف علمی مسائل پر مباحثے کے بعد خلفائے راشدین پر گفتگو ہونے لگی سید اشرف جہانگیر سمنانی نے سنّی عقیدے کے مطابق فضائل و مناقب بیان کئے سب نے آپ کی تعریف کی آپ نے فرمایا کہ مناقب خلفائے راشدین پر میں نے ایک رسالہ بھی ترتیب دیا ہے سب نے اس کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی آپ کے ارشاد کے مطابق آپ کے خادم مولانا حسین کتابدار نے رسالہ پیش کیا پہلے سب نے اسے پسند کیا لیکن قاضی احمد نام کے ایک شخص نے اعتراض وارد کیا کہ اس میں حضرت علی کی تعریف زیادہ کی گئی ہے بحث ہونے لگی سارے علماء قاضی احمد کے طرف ہو گئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے مختلف دلائل پیش کئے لیکن علماء اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور سبھوں نے بالاتفاق یہ طے کیا کہ آپ کے عقائد کے خلاف فتویٰ جاری کیا جائے اور آئندہ جمعہ کو جامع مسجد میں وہ فتویٰ سب کو پڑھ کر سنایا جائے علماء کی یہ نازیبا حرکت آپ کو ناگوار خاطر ہوئی اتفاق کہ جمعہ کو اس قدر بارش ہوئی کہ سیلاب آ گیا اور لوگوں کے گھروں میں پانی بہنے لگا اس وجہ سے کوئی بھی مسجد نہ پہنچ سکا۔[۱] یہ واقعہ طویل ہے لیکن ہم نے یہاں اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی کا طریقہ یہ تھا کہ آپ جو بات بھی کہتے اسے دلائل کے ساتھ ثابت کرتے تھے آپ نے کبھی کوئی بات بغیر دلیل کے نہیں کی اور یہی انداز اپنی تحریر میں بھی اختیار فرمایا خلفائے راشدین کے فضائل و مناقب میں جو رسالہ آپ نے تحریر فرمایا تھا اس میں چاروں صحابہ کے فضائل قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کئے تھے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعریف میں کچھ زیادہ صفحات تھے بس اسی کو بنیاد بنا کر انہوں نے اعتراض کیا آپ نے دلائل دیئے لیکن انہوں نے نہ صرف یہ کہ ان دلائل کا انکار کیا بلکہ آپ کے خلاف فتویٰ دینے کے لئے تیار ہو گئے لیکن دوسرے جمعہ اتنی بارش ہوئی کہ کوئی بھی مسجد نہ آ سکا۔ لطائف اشرفی اور دیگر کتب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ایک عالم سید خاں نے اس مسئلے پر علماء سے گفتگو کی اور انہیں بتایا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی صحیح النسب سید ہیں اگر آپ نے اپنے جد اعلیٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں کچھ زیادہ صفحات لکھ دیئے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ کوئی ایسا کام نہیں

---

[۱] ڈاکٹر وحید اشرف۔ کچھوچھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر سرفراز قومی پریس لکھنؤ۔ صفحہ ۷۱۔

ہے کہ جسکی وجہ سے ان کے خلاف فتویٰ دیا جائے۔ ان کی اس دلیل کے سامنے سب خاموش ہوگئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے یہ سنا تو سید خاں کو دعائیں دیں۔

لعنت فسقی:

یہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا تحریر کردہ رسالہ ہے جس میں آپ نے یزد پر لعنت کرنے کے متعلق لکھا تھا یہ رسالہ آپ نے غالباً سبزوار کے علاقے میں تحریر فرمایا تھا کیونکہ اسی علاقے میں آپ سے اس مسئلے کے متعلق علماء سے بحث ومباحثہ ہوا تھا جب آپ سفر کرتے ہوئے سبزوار کے علاقے میں پہنچے تو وہاں کے عوام وخواص کے علاوہ علماء بھی آپ سے ملاقات کے لئے آئے نظام یمنی لکھتے ہیں۔

''ملاقات کے لئے آنے والوں میں ایک صاحب مشہور رفاضلوں میں تھے انہوں نے سوال کیا کہ آپ اپنی مجلس شریف میں یزید پر لعنت کرتے ہیں اس کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ (علماء کے درمیان) یہ مسئلہ اختلافی ہے لیکن اکثر نامور عالموں اور فاضلوں نے لعنت تجویز کی ہے خاص طور پر وہ شخص جو انصاف پسند ہو خاندان مصطفوی کو دوست رکھتا ہو اور دودمان مرتضوی سے محبت کرتا ہو اس کے لئے اس میں کیا مضائقہ ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے جگر گوشوں پر اس قدر مظالم ڈھائے ہیں اور بتول کے نورچشموں کو مصائب میں مبتلا کیا ہے وہ قابل لعنت کیوں نہ ہو۔

آیۂ کریمہ ''ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھُمُ اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعدلھم عذاباً مُھینا'' پارہ ۲۲ سورہ احزاب آیت نمبر ۵۷ (بے شک جو لوگ اذیت دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ نے ان پر لعنت فرمائی دنیا اور آخرت میں ان کے لئے خواری کا عذاب تیار کیا) سے بھی اہل فہم معلوم ومقرر کر سکتے ہیں اس کے بعد مولانا محمود نے بحث کی اور علمی مقدمات درمیان میں لائے حضرت قدوۃ الکبریٰ نے علمی مقدمات کا جواب جچے تلے انداز میں دیا جب ایک دوسرے کے مقدمات کی تشریح نے طول پکڑا اور روایات ایک دوسرے کی تاویل میں تحلیل ہوگئیں تو زیر بحث مسئلے کو قاضی شہاب کے سامنے پیش کیا گیا حضرت قاضی صاحب نے ایک دوسرے کے مقدمات توجہ سے سنے اپنا پہلو حضرت قدوۃ الکبریٰ کی جانب کیا آپ نے بہت قوی اور مضبوط دلائل دیئے اس پر قاضی صاحب نے فیصلہ دیا کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ درست فرماتے ہیں تقریباً تیس دن فضلائے شہر نے اس مسئلے پر قاضی صاحب سے بحث کی قاضی صاحب

نے اسی مسئلہ کے تعلق سے ''رسالہ مناقب سادات'' تصنیف کیا حضرت قدوۃ الکبریٰ نے بھی اس بحث سے متعلق ایک رسالہ تحریر کیا ہے اور اس کا عنوان ''لعنت فسقی'' تجویز کیا ہے اس کی ابتداء حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت سے کی ہے اور اسے یزید کے غلبے پر ختم کیا ہے یہ ایک ضخیم رسالہ ہے جس کو ضرورت ہو خانقاہ سے طلب کر سکتا ہے حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے جس شخص کو اس خاندان عالی سے ذرا سی بھی محبت ہوگی اور اس دودمان متعالی سے ذرا سی بھی دوستی ہوگی وہ اس مسئلے کو سمجھ جائے گا حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ جس زمانے میں فقیر بنگال گیا اور اولیائے زمانہ کے پیشوا اور نامور اصفیاء کے جوہر حضرت مخدومی علاؤ الملت والدین کی خدمت سے مشرف ہوا اس زمانے میں بھی بنگال کے نامور عالموں میں یہ بحث جاری تھی سب نے عجیب طریقے سے جمع ہو کر اس فقیر سے الٹی سیدھی بحث کی اس جماعت سے ایک ماہ تک بحث رہی آخر الامر علمی مقدمات اور فقہی روایات کی بناء پر دونوں اس فیصلے پر آئے کہ اس پر لعنت فسقی جائز ہے۔ [1]

لطائف اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلا کہ سبزوار کے علاقے میں بھی علماء سے آپ کا مباحثہ ہوا لیکن دلائل و براہین کی بناء پر آپ کا موقف ہی ثابت ہوا اور سب نے اس کو تسلیم کیا سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ایک خاص بات یہ تھی کہ آپ بغیر دلیل کے نہ کوئی بات کہتے تھے اور نا ہی لکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ ابتداء میں جن لوگوں نے آپ سے اختلاف کیا بالآخر دلائل و براہین کے سامنے سر تسلیم ختم کر دیا سبزوار سے آپ اگلے مقام کی جانب روانہ ہو گئے۔ آپ نے پوری زندگی سیاحت اور تبلیغ دین میں گذاری لطائف اشرفی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے تین مرتبہ پوری دنیا کا چکر لگایا اور اس سفر کے دوران عجیب و غریب مقامات کی سیاحت کی مشاہدات کیے اور اپنی علمیت و روحانیت کے ذریعے تبلیغ و اصلاح کا کام کیا۔

کچھوچھہ شریف آمد:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کو ان کے پیرو مرشد شیخ علاؤ الدین گنج نبات نے ولایت جونپور عطا کی تھی اور بذریعہ کشف انہیں ان کا مقام کچھوچھہ شریف دیکھا دیا تھا جو ایک تالاب کے درمیان واقع تھا آپ کو اس مقام کی تلاش تھی چنانچہ سیر و سیاحت کرتے ہوئے موضع کر بنی آئے یہ جگہ بالکل اسی کے مشابہ

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ سوئم مترجم پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۴۳۲۔

تھی جس کی نشاندہی شیخ نے کی تھے آپ کو خیال ہوا کہ شاید یہ وہی جگہ ہے لیکن جب وہاں پہنچ کر آپ نے اس مقام و دیکھا تو فرمایا کہ یہ وہ مقام نہیں ہے جو ہمارے شیخ نے بتایا تھا پھر آپ اگلے مقام کی جانب روانہ ہو گئے اور دور دراز علاقوں شہروں کا سفر کرتے ہوئے بالاخر اس جگہ پہنچ گئے جس کی آپ کو تلاش تھی اور جہاں آپ کو اپنا مرکز بنانا تھا جب آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ یہاں پہنچے تو سب سے پہلے ملک محمود سے آپ کی ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کی بے حد تعظیم کی آپ نے بھی ان پر کمال مہربانی فرمائی اور ان کے ساتھ اس جگہ کا معائنہ کیا نظام یمنی لکھتے ہیں۔

'' کچھ وقت تک ملک محمود کے ساتھ گول تالاب کی سیر کی اس کے اطراف کو غور سے دیکھا تو فرمایا ہم کو حضرت مخدومی نے اسی کا حکم دیا تھا یہاں کون سی جگہ مناسب رہے گی ملک محمود نے عرض کیا یہاں ایک جگہ ایک جوگی رہتا ہے وہی جگہ بہتر رہے گی اس کے چاروں طرف تالاب کا پانی ہے لیکن وہ جگہ کافرانہ شعبدے سے خالی نہیں ہے اگر اس جوگی کے باطل شعبدوں کا مقابلہ کرلیا جائے تو اس سے بہتر اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔ (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۱) ترجمہ: کہہ دیجئے کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے ہی کے لئے ہے۔ پھر فرمایا خیر جگہ دیکھ لیتے ہیں اصحاب کی ایک جماعت اور ملک محمود آگے چل رہے تھے سیر گاہ پہنچے جب آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو فرمایا کہ یہ ہماری وہی جگہ ہے جس کا حکم حضرت مخدومی نے دیا تھا۔[۱]

لطائف اشرفی میں بڑی تفصیل سے اس کا ذکر موجود ہے آپ کا اس جوگی سے مقابلہ ہوا لیکن آپ کی روحانیت کے سامنے اسے شکست تسلیم کرنا پڑی اور وہ آپ کے دست مبارک پر مسلمان ہو گیا اس کے ساتھ جتنے چیلے تھے وہ سب مسلمان ہوئے لطائف کے مطابق اس دن پانچ ہزار سے زائد افراد تائب ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے پھر اسی مقام پر آپ نے اپنی خانقاہ قائم کی جو مریدین خدام ساتھ تھے ان کے لئے جگہیں متعین کیں پھر انہوں نے انہی جگہوں پر اپنے حجرے قائم کئے۔ آپ نے اس علاقے کا نام روح آباد رکھا خانقاہ جو تعمیر کروائی اس کا نام کثرت آباد رکھا اور ایک چھوٹا جو حجرہ جو تعمیر کروایا تھا اس کا نام وحدت آباد رکھا یہ (حجرہ غالباً اپنے لئے ہی بنوایا تھا) آپ اکثر اپنے

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ دوئم مترجم پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۷۷۔

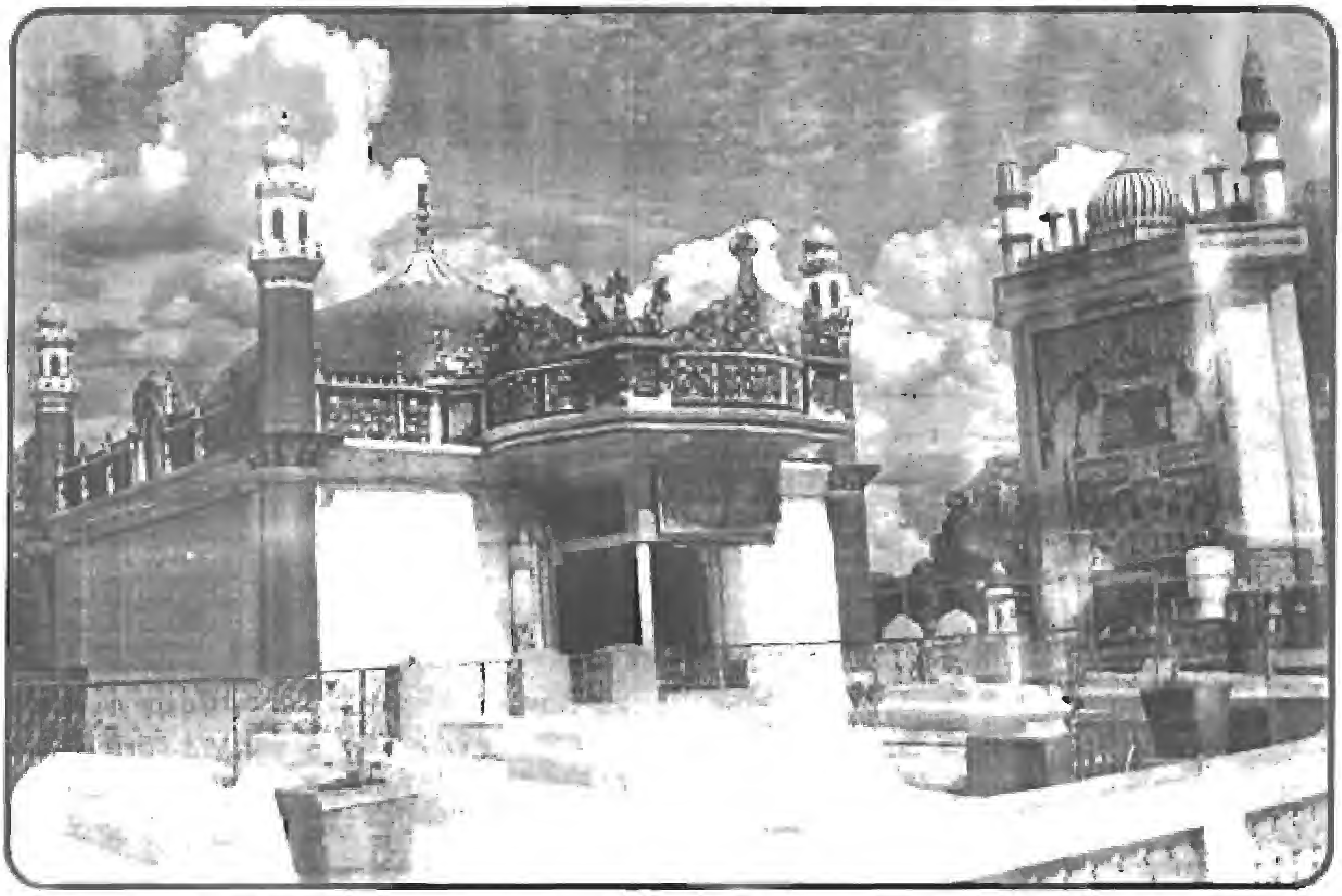

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مزار کا بیرونی منظر (کچھوچھہ شریف انڈیا)

مریدین کے ہمراہ اس علاقے کی سیر کے لئے نکلتے تھے اس جگہ کو بے حد پسند فرماتے تھے اور وہاں بڑا سکون محسوس کرتے تھے آپ نے اس مقام کو اپنا مرکز قرار دیا اور یہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا روحانی محافل کا انعقاد ہوتا تھا لوگ آتے تھے اور آپ کی گفتگو سن کر تائب ہوتے تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی باقاعدہ وعظ نہیں فرماتے تھے لیکن آپ کی گفتگو ایسی ہوتی تھی جو سننے والے کے دل پر اثر کرتی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ خلوص نیت کے ساتھ اور اپنی نام ونمود سے بے پرواہ ہوکر تبلیغ فرماتے تھے اور یہ حقیقت ہے جو کام خالص رب کی رضا کے لئے کیا جائے اس میں برکت ہوتی ہے اور جو شخص کرتا ہے اس کی زبان میں اثر ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ نصیرالدین روشن چراغ دہلوی فرماتے ہیں کہ ''واعظ کو چاہئے کہ مرد صالح تارک دنیا ہو اور کسی کے در پر نہ جائے مخلوق سے مطالعہ ہو جو کچھ کہے خدا کے واسطے کہے نہ اپنے نفع کے خیال سے نہ اپنی شہرت کی غرض سے''۔ [1]

اس ارشاد کی روشنی میں اگر سید اشرف جہانگیر سمنانی کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو وہ ہمیں بالکل اس کے مطابق نظر آتے ہے کیونکہ آپ تارک دنیا بھی تھے اور مرد صالح بھی کبھی کسی سے کچھ طلب نہیں کیا بلکہ اگر کبھی کوئی بادشاہ وقت خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کچھ نذرانہ پیش کیا تو آپ نے لینے سے انکار کر دیا آپ ہمیشہ مخلوق کے بجائے خالق پر بھروسہ کرتے تھے اور اسی کی تلقین اپنے متبعین کو بھی کرتے تھے آپ نے ساری زندگی سیاحت و تبلیغ دین میں گذاری یہی آپ کی زندگی کا مشن تھا آپ نے مشن کی تکمیل کے لئے پوری دنیا کی سیاحت کی اور جہاں بھی گئے دین اسلام کے پیغام کو عام کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو طویل عمر عطا فرمائی معتبر روایات کے مطابق آپ نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی اور ۲۸ محرم الحرام ۸۳۲ھ کو کچھوچھہ شریف میں وصال فرمایا آپ کا مزار مبارک کچھوچھہ شریف میں ہے۔

احیائے شریعت:

شریعت سے دوری اور مشرکین ہند کے ساتھ رہنے کی بناء پر مسلمانان ہند میں بہت ایسی نئی باتیں پیدا ہوگئیں تھیں جو سراسر اسلامی تعلیمات کے خلاف تھیں اور عوام غیر محسوس طریقے سے ان کو اپنائے ہوئے تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان کی طرف خاص توجہ دی آپ نے ان بدعات کو ختم کرنے اور

---

[1] حضرت خواجہ نصیرالدین روشن چراغ دہلوی۔ خیر المجالس۔ مترجم مولانا احمد علی مرحوم۔ ناشر: ناز پبلشنگ ہاؤس دہلی ۶ صفحہ ۲۹۔

احیائے شریعت کے لئے کام کیا اور تبلیغ دین کے ذریعے لوگوں میں یہ شعور پیدا کیا کہ جو باتیں اسلام کے خلاف ہیں وہ سب غلط ہیں ان سے بچنا ضروری ہے صرف اور صرف اسلام کی تعلیمات ہی درست ہیں جن پر عمل کر کے انسان راہ ہدایت پا سکتا ہے آپ نے لوگوں کو دین کی صحیح تعلیمات سے آگاہ کیا اور انہیں شریعت پر استقامت کے ساتھ عمل کرنے کا حکم دیا لوگوں کے عقائد میں جو خرابی پیدا ہوگئی تھی اسے دور کیا اور انہیں صحیح عقائد کے ساتھ اسلام پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا۔

لطائف اشرفی میں نظام یمنی نے آپ کا ایک قول نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ''حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے شریعت کی اصل اہل سنت و جماعت کے عقائد پر یقین کرنے اور جن اعمال کے کرنے اور نہ کرنے کا عہد کیا ہے ان کو نصب العین قرار دینے سے عبارت ہے معاذ اللہ اگر ایک اعتقادی مسئلے کا انکار کرے تو تمام جسمانی عبادات اور نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں'' [۱]

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس ارشاد سے پتہ چلا کہ شریعت میں عقائد کی کتنی اہمیت ہے اگر انسان کے عقائد درست نہ ہوں تو اس کے تمام نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ عقائد کو درست کیا جائے اور پھر ان صحیح عقائد کے مطابق اسلام کی تعلیمات پر عمل کیا جائے آپ نے اوامر و نواہی کی وضاحت فرمائی اوامر پر عمل کرنے اور نواہی سے اجتناب کا حکم دیا یعنی جن چیزوں کے کرنے کا حکم اسلام نے دیا ہے وہ کریں اور جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے رک جائیں کیونکہ یہ اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہیں۔ شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔

''اسلام کی بناء کے دو رکن ہوئے اول اوامر پر امتثال دوئم نواہی سے اجتناب۔ پھر ممنوعہ اشیاء سے باز رہنے کو صوفیائے کرام تصوف میں اہم اور داخل قرار دیتے ہیں اگر نواہی سے اجتناب نہ کیا جائے تو سلوک اور تصوف کے میدان میں اترنا اور قدم رکھنا بے کار ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک حکیم مریض کو کہے کہ تو فلاں فلاں چیز کو استعمال نہیں کر سکتا اگر ان چیزوں کے استعمال کرنے سے رک جائے اور حکیم کے فرمان کے مطابق پرہیز کرے تو بہت جلد شفا پائے اور اگر بد پرہیزی میں مبتلا رہا اور حکیم کے حکم کی برابر خلاف ورزی کرتا رہا تو سب دوائیں بے سود ثابت ہوں گی اور کسی دوا سے فائدہ نہیں ہوگا''۔ [۱]

---

[۱] نظام یمنی ۔ لطائف اشرفی حصہ دوئم مترجم پروفیسر لطیف اللہ ۔ ناشر ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۱۳۔

۲ [۱] شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۔ مکتوبات شیخ عبدالحق مترجم: مولانا محمد فاضل ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی صفحہ ۱۷۰

شیخ محقق کے مکتوب سے پتہ چلا کہ اوامر ونواہی کا خیال رکھنا بڑا ضروری ہے کیونکہ ان کے بغیر اسلامی تعلیمات پر عمل نہیں کیا جاسکتا اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنی تعلیمات میں اس پر زور دیا ہے وہ اپنے مریدین ومعتقدین اور متعلقین کو اس بات کی سختی سے تاکید فرماتے تھے کہ شریعت کو ہر حال میں مقدم رکھیں اور کبھی اس کے خلاف عمل نہ کریں جو شخص شریعت وسنت کے خلاف عمل کرتا ہے آپ اس سے ناراض ہوجاتے آپ ن بارگاہ میں وہی مرید مقبول ہوتا تھا جو شریعت کے مطابق عمل کرتا تھا آپ نے اپنے ملفوظات ومکتوبات کے ذریعے یہی پیغام سب کو دیا آپ کی تبلیغ کا اثر یہ ہوا کہ ہزاروں انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور لاکھوں نے تائب ہوکر راہ ہدایت اختیار کی۔ پھر آپ کی تبلیغ سے جو لوگ مسلمان ہوئے اور جنہوں نے حلقہ ارادت میں شامل ہوکر رشد وہدایت کے سلسلے کو پھیلایا وہ سب آپ ہی کی تعلیمات کا نتیجہ تھا آپ کے بعد آپ کے خلفاء جن میں جید علماء وفاضل صوفیاء شامل تھے سب نے آپ ہی کی طرز وطریقے کو اختیار کرتے ہوئے تبلیغ واصلاح کا کام کیا اور آپ کے مشن کو زندہ رکھنے کے لئے دن رات یہ فریضہ انجام دیا خلفاء کے علاوہ آپ کی اولاد میں ہر دور میں ایسے جید علماء اور کبار صوفیاء پیدا ہوتے رہے جنہوں نے احیائے شریعت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردیں اور اپنے جد اعلیٰ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اس نیک مقصد کے لئے کام کیا جس کا ثبوت ہندوستان و پاکستان کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک میں سلسلہ اشرفیہ کی خانقاہیں مدارس اسکول اور کثیر تعداد میں علماء ومشائخ اس سلسلے سے وابستہ ہونا ہے یقیناً یہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی بے لوث تبلیغ اور خلوص نیت کا نتیجہ ہے کیونکہ جو شخص خلوص نیت کے ساتھ کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام میں برکت شامل کردیتا ہے اور اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچادیتا ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی نیت میں خلوص تھا انہوں نے لالچ طمع حرص وہوس ان تمام چیزوں سے بالاتر ہوکر صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لئے کام کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تبلیغ میں یہ اثر پیدا فرمایا کہ ان کے ذریعے ہزاروں گمراہ انسانون نے راہ ہدیت پائی اور لاکھوں نے تائب ہوکر دین اسلام قبول کیا آپ نے سیاحت اور تبلیغ دین کو اپنا مشن بنایا ساری زندگی سیاحت کی اور سیاحت کے دوران تبلیغ واصلاح کا کام کیا غیر مسلموں کو تبلیغ اور مسلمانوں کو اصلاح کا درس

دیا آپ کی تبلیغ سے لاکھوں غیر مسلم مسلمان ہوئے اور ہزاروں مسلمانوں نے اپنی اصلاح کی اور سچے مسلمان بن گئے آپ اپنی سیاحت کے دوران ایسے شہروں اور علاقوں میں بھی تشریف لے گئے جہاں اسلام کا نام لینا بھی مشکل تھا اور جو مسلمان وہاں رہتے تھے وہ انہی غیر مسلموں کے طور طریقے اختیار کئے ہوئے تھے یعنی صرف نام کے مسلمان تھے دین سے انہیں کوئی تعلق نہیں تھا اور نا ہی اسلام کی تعلیمات سے واقف تھے لیکن جب آپ وہاں تشریف لے گئے تو آپ نے انہیں تبلیغ فرمائی اور اسلامی تعلیمات کو صحیح انداز میں پیش کیا اور انہیں بتایا کہ تم مسلمان ہو اس لئے تمہارا طور طریقہ مسلمانوں والا ہونا چاہیے اور غیر مسلموں کے طریقے سے اجتناب کرو اسلامی تعلیمات پر عمل کرو پھر آپ نے اپنے علم و روحانیت کی ذریعے جب دین اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا تو کثیر تعداد میں غیر مسلم بھی مشرف بہ اسلام ہوئے اور جو مسلمان تھے وہ صحیح تعلیمات حاصل کر کے سچے مسمان بن گئے آپ نے ان کا تزکیہ تفس اور تصفیہ قلب بھی فرمایا اور اپنی روحانی قوت کے ذریعے ان کے دلوں کو بدل دیا اور حقیقت یہ ہے کہ جب انسان کا قلب صاف ہو جائے اور گناہوں کی آلودگی سے پاک ہو جائے تو پھر اس کے قلب میں انوار الٰہی نظر آنے لگتے ہیں اسی لئے صوفیاء سب سے پہلے قلب پر توجہ دیتے تھے اور اس کو درست کرنے کی کوشش کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ ''تمہارے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر یہ درست ہے تو پورا جسم درست ہے اور اگر یہ خراب ہے تو پورا جسم خراب ہے او کما قال''

اس سے بھی پتہ چلا کہ اعضاء و جوارح کا درست ہونا قلب کے درست ہونے پر منحصر ہے اگر یہ درست نہیں تو اعمال و افعال بھی درست نہیں ہو سکتے اسی لئے شیطان سب سے پہلے انسان کے قلب پر حملہ کرتا ہے امام غزالی فرماتے ہیں ''یاد رہے کہ قلب انسان ایک قلعہ ہے شیطان انسان کا دشمن ہے وہ چاہتا ہے کہ قلعہ میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لے ایک قلعہ کی حفاظت کے لئے دروازوں کی حفاظت ضروری ہے جسے حفاظت کرنا نہ آیا ہو وہ کیسے حفاظت کرے گا وساوس شیطانی سے دل کی حفاظت کرنا واجب ہے اس واجب پر عمل اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب تمام شیطانی گذر گاہوں سے واقفیت ہو ان گذر گاہوں سے واقفیت بھی لازم ٹھہری یہ گذر گاہیں انسان ہی کی پیدا کردہ ہیں جیسے غصہ اور شہوت غصہ عقل پر غالب آ کر شیطانی لشکر کے حملہ کی راہ ہموار کرتا ہے جب انسان غصہ کی حالت میں ہوتا ہے تو شیطان اس سے اس طرح کھلتا ہے

جس طرح بچہ گیند سے کھیلتا ہے ایک اللہ کے بندے نے شیطان سے پوچھا تو انسان پر کیسے قابو پاتا ہے شیطان نے کہا میں اس پر غصہ اور شہوت کی حالت میں قابو پاتا ہوں شیطان کے متعدد راستوں میں سے حسد اور لالچ کے راستے بھی ہیں حرص اور لالچ انسان کو اندھا بنا دیتے ہیں حرص میں ہر بری چیز کا حسین اور خوشنما چہرہ بنا کر شیطان پیش کرتا ہے شہوت غالب آتی ہے اور انسان ہر برائی کو قبول کرتا چلا جاتا ہے۔[1]

امام غزالی کے اس ارشاد سے پتہ چلا کہ شیطان قلب کے راستے حملہ کرتا ہے اور غصہ و شہوت کی ذریعے انسان کو گمراہ کرتا ہے اسی لئے صوفیاء قلب کی اصلاح کرتے ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنی روحانیت کے ذریعے لوگوں کے قلوب کو بدل دیا یعنی تصفیہ قلب کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا ان کے اعمال و افعال خود بخود درست ہوگئے اور وہ شریعت و سنت پر عمل پیرا ہوگئے آپ نے احیائے شریعت کے لئے ایک مہم کے اندر میں کام کیا اور اس سلسلے میں تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر پر بھی بھرپور توجہ دی اس کا ثبوت آپ کی وہ گراں قدر تصانیف ہیں جن کے ذریعے آپ نے تبلیغ و اصلاح کا کام بحسن و خوبی انجام دیا۔

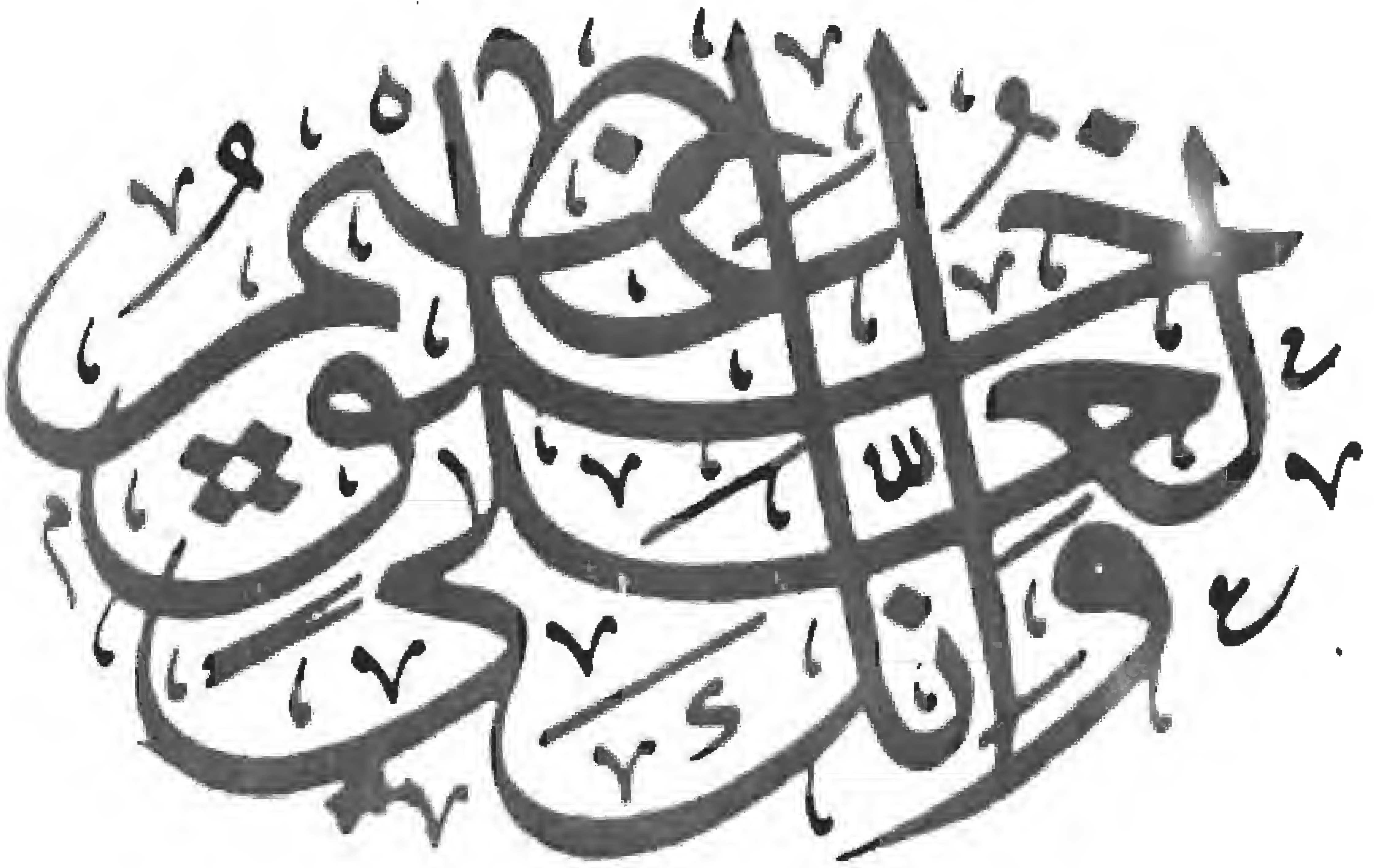

---

[1] امام غزالی۔ مکاشفۃ القلوب۔ مترجم: علامہ غضنفر صابری چشتی قادری ناشر تصوف پبلیکیشنز لاہور صفحہ ۱۰۷

باب سوم

علمی خدمات اور معاصرین

فصل اوّل: ہم عصر علماء وصوفیاء سے تعلق اور ان کے حالات وواقعات.

سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک علمی وروحانی شخصیت تھے اسی لئے آپ کا تعلق اس زمانے کے جید علماء و صوفیاء سے تھا آپ کے معاصرین میں جو شخصیتیں ہمیں نظر آتی ہیں وہ علم وفضل کے لحاظ سے اپنے اپنے مقام پر بلند درجہ رکھتی تھیں آپ کا تعلق اپنے معاصرین سے بڑا گہرا تھا وہ سب علمی وروحانی عظمتیں رکھنے کے باوجود آپ کا بے حد احترام کرتے تھے اور آپ کی فضیلت کو تسلیم کرتے تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی پر لکھی گئی کتب میں آپ کے معاصرین پر بہت کم لکھا گیا اکثر حضرات نے تو لکھا ہی نہیں اور جنہوں نے لکھا انہوں نے چند معاصرین کے تذکرے پر اکتفا کیا اسی لئے ہم نے اپنے اس مقالے میں یہ فصل آپ کے معاصرین کے متعلق رکھی تاکہ ان کے حالات وواقعات کو تفصیلاً بیان کیا جاسکے اس فصل میں ہم نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کا اپنے معاصرین سے تعلق لطائف اشرفی اور دیگر کتب کے حوالے سے ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی ان کے حالات اور علمی وروحانی حیثیت پر گفتگو کی ہے تاکہ یہ واضح ہوسکے کہ وہ شریعت و طریقت کے لحاظ سے کتنے بلند مقام پر تھے اور ان کا سید اشرف جہانگیر سمنانی سے کیسا تعلق تھا اس فصل میں
جن معاصرین کا تذکرہ ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ (۱) شیخ علاؤ الدولہ سمنانی (۲) شیخ کمال
الدین عبد الرزاق کاشی (۳) خواجہ سید محمد گیسو دراز (۴) امام عبد اللہ یافعی (۵) خواجہ بہاؤ الدین
نقشبند (۶) سید جلال الدین بخاری المعروف جہانیاں جہاں گشت (۷) شیخ خلیل آتا
(۸) میر سید علی ہمدانی (۹) شاہ نعمت اللہ ولی (۱۰) میر صدر جہاں (۱۱) شیخ قوام الدین اودھی
(۱۲) خواجہ محمد پارسا (۱۳) خواجہ احمد قطب الدین چشتی (۱۴) شیخ بدیع الدین مدار (۱۵) سید جمال
الدین خورد سکندر پوری (۱۶) شیخ قثیم (۱۷) خواجہ حافظ شیرازی (۱۸) شیخ ابو الوفا خوارزمی
(۱۹) شیخ اسماعیل سمنانی (۲۰) شیخ نور الدین ابن اسد الدین (۲۱) سید جعفر بہرائچی (۲۲) شیخ صالح
سمرقندی (۲۳) میر سید ید اللہ (۲۴) شیخ نور الحق پنڈوی (۲۵) قاضی شہاب الدین دولت آبادی
(۲۶) ابو الرضا بابا رتن (۲۷) علامہ نجم الدین ابن صاحب ہدایہ (۲۸) شیخ صفی الدین ردولوی
(۲۹) علامہ برہان الدین محمد بن النقی الحکیم الصوفی۔

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ:

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ متوفی ۷۳۶ھ اپنے وقت کے عظیم روحانی بزرگ گذرے ہیں آپ صاحب کشف وکرامات تھے اور طریقت میں بلند مقام رکھتے تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں پہلا نام حضرت علاؤالدولہ سمنانی کا آتا ہے کیونکہ آپ نے راہ سلوک کی ابتدائی تعلیم انہی سے حاصل کی آپ بچپن میں ہی شیخ کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے اور ان کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتے تھے۔ حضرت شیخ کا نام جو معتبر کتب میں درج ہے اس طرح ہے احمد بن محمد بن احمد بن محمد بیابانکی اور لقب رکن الدین ابولمکارم علاؤالدولہ سمنانی ہے آپ کی ولادت ماہ ذی الحجہ ۶۵۹ھ کو شہر سمنان میں ہوئی آپ کے والد محترم کا نام ملک شرف الدین تھا جو حکومت کے ایک اہم عہدے پر فائز تھے مرآۃ الاسرار کے مصنف لکھتے ہیں۔ ”آپ چہل مجالس میں فرماتے ہیں کہ میرے چچا ملک جلال الدین سمنانی بادشاہ وقت ارغون خان کے وزیر تھے اور میرے ماموں قاضی ضیاء الدین تمام مملکت کے قاضی اور بادشاہ وقت کے مصاحب تھے۔ [1]

آپ خود بھی بادشاہ وقت ارغون خان کے دربار میں اہم عہدے پر فائز تھے غالباً آپ اپنے چچا ملک جلال الدین کے توسط سے ہی دربار میں پہنچے تھے کافی عرصے دربار سے وابستہ رہے اور نہایت دیانت داری اور فرض شناسی سے اپنے فرائض انجام دیتے رہے بادشاہ وقت کے دل میں آپ کی بڑے قدر ومنزلت تھی لیکن پھر ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس نے آپ کو ان تمام چیزوں یعنی شاہی ملازمت وغیرہ سے بیزار کر دیا اور آپ یہ سب ترک کر کے بغداد روانہ ہو گئے لطائف اشرفی میں یہ واقعہ اس طرح ہے حضرت نظام یمنی لکھتے ہیں کہ قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا (قدوۃ الکبریٰ سے مراد سید اشرف جہانگیر سمنانی ہیں نظام یمنی نے لطائف اشرفی میں جہاں بھی سید اشرف جہانگیر سمنانی کا ذکر کیا ہے اسی لقب کو استعمال کیا ہے) قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا” کہ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ سمنان کے شاہی خاندان سے تھے اور اس فقیر (اشرف جہانگیر) کے اقرباء میں سے تھے ان کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ پندرہ برس کی عمر میں سلطان وقت کی خدمت میں رہتے تھے ایک جنگ کے دوران جو حضرت سلطان ابراہیم (نور اللہ مرقدہ) کے دشمنوں سے

---

[1] : عبدالرحمن چشتی ۔ مرآۃ الاسرار ۔ ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ اردو بازار لاہور صفحہ ۹۷۱ ۔

لڑنا پڑی تھی آپ پر جذبہ و شوق پیدا ہوا اور آپ میدان جنگ سے نکل کر عازم بغداد ہو گئے اور بغداد پہنچ کر حضرت شیخ عبدالرحمن اسفرائینی کی صحبت میں سلوک کی منازل طے کیں ترک تجرید و تفرید کے بعد آپ کی خانقاہ کا یومیہ خرچ ایک سو اشرفی تھا یہ خانقاہ سکاکیہ جو اس فقیر کے آباؤ اجداد کی طرف سے سمنان میں تعمیر ہوئی تھی موجود ہے اس زمانہ میں شیخ خانقاہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی تھے۔ [۱]

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی نے سلوک کی تعلیم حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمن اسفرائینی سے حاصل کی حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمن اسفرائینی مشائخ کبار میں سے تھے اور طریقت میں بلند مقام رکھتے تھے آپ حضرت شیخ احمد جرقانی قدس سرہ کے اصحاب میں سے تھے آپ نے اپنے زمانے میں سلسلہ تصوف کو زندہ کیا اور اسکی تعلیمات کو پھیلایا آپ کی ذات سے طریقت و تصوف کو بڑا فروغ حاصل ہوا اس کا اندازہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے اس ارشاد سے لگایا جا سکتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر آخر زمانے میں شیخ نورالدین عبدالرحمن اسفرائینی کا وجود نہ ہوتا تو سلوک کا نام و نشان نہ رہتا لیکن چونکہ حق تعالیٰ نے اس طریق کو باقی رکھنا تھا اس لئے ان کے ذریعے زندہ کیا شیخ عبدالرحمن اسفرائینی نے ۲۴ جمادی الاولی ۷۱۷ھ میں اسفرائن میں وصال فرمایا۔ آپ نے (شیخ علاؤالدولہ سمنانی) عرصہ دراز تک اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہ کر سخت ریاضت و مجاہدہ کیا اور روحانیت کے عظیم مقام پر فائز ہوئے آپ کے بلند مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی جیسی عظیم المرتبت شخصیت نے آپ سے فیض حاصل کیا سید اشرف جہانگیر سمنانی لطائف اشرفی میں آپ کے متعلق فرماتے ہیں "ہم اپنے ابتدائے کار میں (جب راہ معرفت میں قدم رکھا) ان کی (شیخ علاؤالدولہ سمنانی) کی خدمت میں باریاب ہوئے تھے اور ان سے بہت سے حقائق و معارف حاصل کئے تھے حضرت شیخ نورالدین اسفرائینی کی نسبت شیخ احمد کورقانی سے ہے اور ان کی نسبت حضرت شیخ علی لالا سے ہے اور وہ (علاؤالدولہ سمنانی) شیخ نجم الدین کبری کی خدمت میں خانقاہ سکاکیہ کے اندر سولہ سال تک مقیم رہے اس مدت میں انہوں نے ایک سو چالیس چلے کئے بعض کہتے ہیں کہ مختلف اوقات میں ان کے چلوں کی تعداد ایک سو تیس ہے"[۲]۔

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ مترجم شمس بریلوی۔ ناشر ذی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۲۲۔

[۲] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ مترجم شمس بریلوی ناشر اشرفی انٹرپرائز ذی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۸۱

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اس عبارت سے حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی کی ریاضت و مجاہدے کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے خانقاہ سکاکیہ میں رہ کر کس قدر عبادت و ریاضت کی لیکن اس میں سن درج نہیں ہے جبکہ صاحب مراۃ الاسرار نے آپ کے بیعت ہونے اور چلہ کشی وغیرہ کا سن بھی لکھا ہے وہ نفحات الانس کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ '' آپ ۶۸۷ھ میں شیخ نورالدین عبدالرحمن کی خدمت میں بغداد جا پہنچے اور مرید ہو گئے اور حجاز سے واپسی کے وقت ۶۸۹ھ میں خلافت اور اجازت سے مشرف ہوئے ۷۲۰ھ کے بعد خانقاہ سکاکیہ میں سولہ سال کے عرصے میں آپ نے ایک سو چالیس چلے کئے اس کے علاوہ آپ نے ایک سو تیس چلے اور کئے'' [1]

شیخ علاؤالدولہ سمنانی علوم ظاہری و باطنی پر مکمل عبور رکھتے تھے اس کا ثبوت آپ کی بلند پایہ تصانیف ہیں جو حقیقت میں علوم و معارف کا خزانہ ہیں مختلف کتب میں ان کی تعداد تین سو بیان کی گئی ہے یہ کتب مختلف علوم وفنون پر لکھی گئی تھیں لیکن ان میں سے اکثر ناپید ہیں ممکن ہے کہ ایران کے کتب خانوں میں اب بھی موجود ہوں۔ '' آپ کی متعدد منظوم و منثور تصنیفات ہیں الدرالکامنہ میں آپ کی تصانیف کی تعداد تین سو تک بتائی گئی ہے جن میں سے صرف یہ کتاب پائی جاتی ہیں (۱) مطلع النطق و مجمع الالفاظ (عربی) اس میں قرآن مجید کی بعض سورتوں کی تفسیر صوفیانہ انداز میں کی گئی ہے (۲) سرالبال فی اطوار سلوک اہل الحال (فارسی) مختصر رسالہ ہے (۳) صلوٰۃ العاشقین (فارسی) یہ بھی ایک مختصر رسالہ ہے (۴) شارع ابواب القدس و مراتع الانس (عربی) اس کا موضوع حکمت و کلام ہے (۵) مناظر المحاظر و اللناظر الحاضر (عربی) واقعہ غدیر خم پر ہے (۶) العروہ الاہل الخلوہ والخلوہ (فارسی) تصوف پر ہے (۷) چہل مجلس (فارسی) ملفوظات کا مختصر مجموعہ ہے۔ [2]

ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھوچھوی نے آپ کی سات کتابوں کا ذکر کیا ہے جن میں مختصر رسائل بھی شامل ہیں لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ انہوں نے آپ کی مشہور کتاب '' عروۃ الوثقیٰ '' کا ذکر نہیں کیا حالانکہ مختلف کتب تصوف میں اس کے حوالے موجود ہیں اور صاحب مراۃ الاسرار نے تو اپنی کتاب میں جا بجا اس کا ذکر

---

[1] عبدالرحمن چشتی۔ مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ۔ اردو بازار لاہور صفحہ ۹۴۱۔

[2] ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھوچھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر سرفراز قومی پریس لکھنؤ صفحہ ۱۱۹

کر کے اس کی عبارات نقل کی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب تصوف پر لکھی گئی ہے اور اس میں بڑے اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں۔

علاؤالدولہ سمنانی اور نظریہ وحدت الوجود:

صوفیاء میں ایک نظریہ وحدت الوجود پایا جاتا ہے جو شیخ اکبر حضرت شیخ محی الدین محمد بن علی الہاشمی الاندلسی الدمشقی المعروف ابن عربی متوفی ۶۳۸ھ نے پیش کیا تھا ابتداء میں حضرت علاؤالدولہ سمنانی کو اس سے اختلاف تھا جبکہ حضرت عبدالرزاق کاشی قدس سرہ اس کے قائل تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ابتداء میں انہی دونوں بزرگوں سے فیض حاصل کیا تھا ان دونوں کے درمیان مسئلہ وحدت الوجود پر بحث ہوئی اور دونوں نے اپنے اپنے دلائل پیش کئے لیکن یہ بحث بالمشافہ نہیں بلکہ بذریعہ مکاتیب ہوئی حضرت نظام یمنی علیہ الرحمتہ اس بحث کے متعلق سید اشرف جہانگیر سمنانی کا قول لطائف اشرفی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں ''حضرت قدوۃ الکبری می فرمودند بدہ عقائد اصحاب تصوف و عمدہ موائد ارباب تعرف مسئلہ وحدت الوجود است واندک نزاعی کہ دریں مسئلہ حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی و حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی افتادہ بنابر مصلحتی است و درآں حین کہ ایں ہر دو اکابر بیک دیگر ارسال مکاتبات بہم دیگر کردند ایں فقیر و امیر اقبال سیستانی درمیان بودہ اند''[1]

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبری فرماتے ہیں کہ صوفیاء کے عقائد کا خلاصہ مسئلہ وحدت الوجود ہے اور اس مسئلہ میں حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی اور شیخ علاؤالدولہ سمنانی میں جو اختلاف ہوا تھا وہ ایک مصلحت پر مبنی ہے جس وقت یہ دونوں بزرگ آپس میں مکاتبت کر رہے تھے یہ فقیر اور امیر اقبال سیستانی درمیان میں تھے۔

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بحث جو بذریعہ مکاتیب ہوئی خطوط کی ترسیل کے فرائض سید اشرف جہانگیر سمنانی اور شیخ اقبال سیستانی نے انجام دیئے (شیخ اقبال سیستانی حضرت علاؤالدولہ سمنانی کے مرید تھے) حضرت علاؤالدولہ سمنانی ابتداء میں نظریہ وحدت الوجود کے قائل نہ تھے لیکن بعد میں آپ کے خیالات میں تبدیلی پیدا ہوگئی تھی اس بات کی تائید لطائف اشرفی کی اس عبارت سے ہوتی ہے۔

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۱۵۳۔

"حضرت قدوۃ الکبریٰ می فرمودند کہ ایں نزاع و گفتگو در اوائل حال بودہ چوں در صحبت ہائے آخرین بملازمت مشرف شدیم روزی جمعی از اکابر نشستہ بودند کہ درویشی در مجلس حضرت شیخ رکن الدین علاؤالدولہ آمد پرسید کہ حضرت شیخ ابن عربی کہ حق را وجود مطلق گفتہ در قیامت باین سبب معاتب گردد یا نہ فرمود کہ من ایں نوح سخن زقطعا نمی خواہم کہ بر زبان رانم کاشکہ ایشان نیز نگفتندی کہ سخن مشکل گفتن روانسبت اماں چوں گفتہ شد ناکام تاویل می باید کردن تا درویشاں را شبہ در باطن نیفتند و نیز درحق بزرگاں بی اعتقاد نشوند[1]

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ نزاع و گفتگو ابتداء میں تھی آخری صحبتوں میں جب آپکی ملازمت سے مشرف ہوا تو ایک روز آپ کی مجلس میں کچھ اکابر بیٹھے ہوئے تھے ایک درویش نے پوچھا کہ حضرت ابن العربی نے حق کو جو وجود مطلق کہا ہے اس کے سبب وہ قیامت میں معتوب ہوں گے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ میں اس طرح کی باتیں قطعی پسند نہیں کرتا کہ زبان پر لائی جائیں کاش انہوں نے بھی اس طرح کی باتیں نہ کی ہوتیں کہ اشکال آمیز بات کہنا مناسب نہیں ہے لیکن جب کہہ دی گئی تو ناچار اس کی تاویل کرنی چاہیے تا کہ درویشوں کے دل میں شبہ نہ رہے اور بزرگوں کے حق میں بے اعتبار نہ ہوں"[1]

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علاؤالدولہ سمنانی بعد میں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے نظریات کے اتنے مخالف نہ تھے جتنے ابتداء میں تھے بلکہ بعد مین آپ نے بہت محتاط انداز اختیار کیا جس کا ثبوت مذکورہ عبارت ہے۔

وصال مبارک: حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی نے ستتر (۷۷) سال کی عمر پائی ۲۱ رجب ۷۳۶ھ کو سمنان میں وصال فرمایا آپ کا مزار مبارک سمنان کے قصبہ برج احرار صوفی آباد میں قطب الاوتاد جمال الدین عبدالوہاب کے احاطے میں ہے۔ صوفی آباد ایک قصبہ ہے جو سمنان سے ۱۵ کلومیٹر ہے سید محمد جیلانی میاں اپنے سفرنامہ ایران میں اس کا محل وقوع بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "شہر سمنان سے شیخ علاؤالدولہ روڈ، ابوذر روڈ ہوتے ہوئے ہم صوفی آباد پہنچے جو سمنان سے تہران کی جانب بائی وے پر ۸ کلومیٹر چل کر شمال میں ذیلی سڑک پر واقع ہے بائی وے سے ذیلی سڑک سے صوفی آباد ۷ کلومیٹر پر ہے گویا سمنان سے ۱۵ کلومیٹر پر صوفی آباد ہے جو آج ایک آباد اور قدیم گاؤں کی شکل میں موجود ہے حضرت کی خانقاہ اور طرز تعمیر

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۱۶۵۔

سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں علوم وفنون کا سمندر بہہ رہا تھا امتداد زمانہ کے باوجود خانقاہ کی جلالت مآبی آج بھی قائم ہے۔ خانقاہ کے شمال میں ایک اونچا سا چبوترہ ہے اس میں حضرت شیخ کا مزار پاک ہے چبوترے کو لوہے کی سلاخوں سے محفوظ کیا گیا ہے اور مزار کے اوپر چھتری ہے مزار پاک کا تعویذ سنگ مرمر کا ہے جس پر شیخ کی شان میں منقبتی اشعار کندہ ہیں اور مزار کے کنارے سنگ مرمر کی تختی نصب ہے جس پر یہ عبارت جلی حرفوں میں کندہ کی ہوئی ہے۔

مزار شیخ علاؤ الدولہ سمنانی پر نصب تختی کی عبارت: ’’آرامگاہ ابدی سلطان العارفین، کوکب رخشندہ، عالم عرفان وصدر نشین ارائک جناب حضرت رکن الدین علاؤ الدولہ احمد بن محمد بیابانگی یکے از سرداران سپاہ شاہان غازیان بود در ہنگامہ نبرد با اشراف صالح از باطن خود اشارہ الٰہی یافت چوں توفیق الٰہی شامل حالش شد بمصاحبت اہل دل مائل وطلب علم باطن گشتہ وارد سیر وسلوک الی اللہ گردید بہ عنایت پروردگار در اخلاق دارای مقامات عالیہ وکشف وکرامات گردید در خانقاہ سکاکیہ سمنان وصوفی آباد یک صد و چہل اربعین بہ ریاضت مشغول ودستگیری درماندگان یعنی تبلیغ داشت درویشے بود وزیر زادہ کہ تمام عوائد ودر آمد او صرف درویش وخیرات ومیراث می شد در سال ہفت وسی وشش در سن ۷۷ سالگی داعی حق را لبیک اجابت گفتہ ودر برج احرار صوفی آباد در قطیرہ مولانا جمال الدین عبدالوہاب مدفون گردیداند۔

تختی کی پشت پر یہ بھی درج ہے۔ عرض نیازمندہ فقیرائی شاہ نعمت الٰہی سلطان علی شاہ۔ ۱

(۲) حضرت شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی قدس سرہ:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ابتداء میں جن بزرگوں سے فیض حاصل کیا ان میں حضرت شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی قدس سرہ کا نام بھی آتا ہے آپ صاحب علم وفضل اور صاحب مقام طریقت تھے علوم ظاہری وباطنی پر مکمل دسترس رکھتے تھے آپ شیخ طریقت بھی تھے اور راہنمائے شریعت بھی یہی وجہ تھی کہ تشنگان علوم ومعرفت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے علمی وروحانی چشمہ فیض سے اپنی پیاس بجھاتے تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی بھی اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے آپ کی خدمت میں

---

[۱] سید محمد جیلانی میاں۔ سفرنامہ ایران، ناشر المیزان پبلیکیشنز دار العلوم دیوان شاہ درگاہ روڈ بھیونڈی ضلع مہاشٹر انڈیا صفحہ ۲۷۳

کاشان حاضر ہوئے اور آپ سے کسب فیض کیا۔ لطائف اشرفی میں انہوں نے اس حاضری کا ذکر کیا ہے حضرت نظام یمنی علیہ الرحمتہ اپنی کتاب لطائف اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ می فرمودند چون بشرف ملازمنت حضرت شیخ عبدالرزاق بہ کاشان شدیم معنی از اصحاب تصوف کتاب فصوص الحکم سندمی کردند اور اجتماع شریک شدیم مقدمہ کتاب مذکور ایشاں گذرائیدہ بودند بناء بر عاطفتی کہ دوبارہ ایں فقیر داشتند اعادہ نمودند ویک جلد فتوحات مکیہ و اصطلاع شیخ اکبر بملازمت ایشان گذرانیدم ۔[1]

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ جب کاشان میں حضرت عبدالرزاق کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا تو اس وقت کچھ طالبان طریقت آپ سے فصوص الحکم پڑھ رہے تھے میں بھی درس میں شریک ہوگیا کتاب. کا مقدمہ ہو چکا تھا اس فقیر کے ساتھ خاص عنایت کے سبب حضرت شیخ کاشی نے مقدمہ کو پھر سے دھرایا فصوص الحکم کے علاوہ ایک جلد فتوحات مکیہ اور اصطلاع شیخ اکبر بھی آپ سے پڑھی‘‘۔

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے کاشان میں حاضر ہوکر حضرت عبدالرزاق کاشی رحمتہ اللہ علیہ سے فصوص الحکم۔ فتوحات مکیہ اور اصطلاح شیخ اکبر جیسی عظیم کتابیں پڑھیں اور علوم و معارف کے بے پناہ فیضان سے مستفیض ہوئے۔ حضرت عبدالرزاق کاشی رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی سے متعلق دیگر کتب خاموش نظر آتی ہیں اگر کسی کتاب میں آپ کے بارے میں کچھ لکھا ہے تو آپ کے تلامذہ۔ مریدین اور خلفاء کے حوالے سے لکھا ہے جس طرح سید اشرف جہانگیر سمنانی کی مذکورہ عبارت جو لطائف اشرفی میں موجود ہے لیکن خاص آپ کے حالات پر ہمیں کوئی ایسی کتاب نہیں ملی جس میں تفصیل کے ساتھ آپ کے حالات و واقعات موجود ہوں ۔ لطائف اشرفی سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ آپ نظریہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے جبکہ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی اس کے سخت مخالف تھے ان دونوں بزرگوں کے درمیان بذریعہ مکاتبت بحث بھی ہوئی اور دونوں حضرات نے اپنے موقف کے حق میں دلائل پیش کئے اس بحث کے متعلق ہم نے حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کے حالات میں لکھا ہے۔

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۲۴۶۔

(۳) حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز قدس سرہ

حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے جلیل القدر بزرگ گذرے ہیں آپ کا نام سید محمد الحسینی کنیت ابوالفتح اور القابات بندہ نواز و گیسو دراز ہیں آپ کی ولادت باسعات ۴ رجب ۷۲۱ھ وصبح کے وقت دہلی میں ہوئی آپ کے والد محترم کا نام سید یوسف حسینی راجا المشہور راجو قتال تھا جو نہایت متقی اور پرہیزگار انسان تھے تذکرہ خواجہ گیسو دراز کے مصنف نے آپ کی منظوم تاریخ ولادت لکھی ہے جو اس طرح ہے۔[1]

اشرف اولاد آل مرتضیٰ شیخ دیں سید محمد پیشوا
ہادی محبوب آل بوتراب کن رقم تولید آں شاہ ہدیٰ

آپ کے شجرہ نسب کے متعلق مذکورہ مصنف لکھتے ہیں کہ ''آپ والدین کی جانب سے حسینی سید تھے اور اٹھارہ واسطوں سے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ تک آپ کا سلسلہ نسب ملتا ہے سید محمد گیسو دراز بن سید یوسف حسینی راجا المشہور راجو قتال ابن سید علی بن سید محمد بن سید یوسف بن سید حسین بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید بن ابوالحسن جندی بن حسین بن ابوعبداللہ بن محمد بن امام زید شہید بن امام زین العابدین بن سید الشہداء سیدنا امام حسین بن علی کرم اللہ وجہہ''[2]

'آپ کا شجرہ طریقت یہ ہے۔

۱) سیدالمرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ـــ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مدینہ منورہ
۲) امیرالمومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ـــ م/ ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ نجف اشرف
۳) حضرت خواجہ ابوالنصر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ـ م/ ۴ محرم الحرام ۱۱۰ھ بصرہ
۴) حضرت خواجہ ابوالفضل عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ ـ م/ ۱۷۷ھ بصرہ
۵) حضرت ابوالفیض فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ـ م/ ۱۸۷ھ
۶) حضرت خواجہ سلطان ابراہیم ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ ـ م/ ۲۶۷ھ شام
۷) حضرت خواجہ سدیدالدین حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ ـ م/ ۲۵۲ھ

---

[1] اقبال الدین احمد۔ تذکرہ خواجہ گیسو دراز۔ ناشر اقبال پبلیشرز حیدرآباد کالونی گلشن روڈ کراچی صفحہ ۲۸

[2] اقبال الدین احمد۔ تذکرہ خواجہ گیسو دراز۔ ناشر اقبال پبلیشرز حیدرآباد کالونی گلشن روڈ کراچی صفحہ ۲۹

۸) حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ م/ [illegible] بصرہ

۹) حضرت خواجہ ابراہیم علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ۔ م/ ۲۹۹ھ

۱۰) حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ م/ شام

۱۱) حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ م/ ہرات بہ چشت ۳۵۵ھ

۱۲) حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ م/ ۴۵۹ھ ہرات بہ چشت

۱۳) حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ م/ ۵۲۷ھ۔ بہ چشت۔

۱۴) حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ۔ م/ بخارا

۱۵) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ۔ م/ ۶۰۷ھ مکہ معظمہ

۱۶) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ۔ م/ ۶ رجب المرجب ۶۳۳ھ اجمیر

۱۷) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی ثمہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م/ ۱۴ ۶۳۳ھ مہرولی دہلی

۱۸) حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ۔ م/ ۵ محرم الحرام ۶۶۴ھ پاک پٹن

۱۹) حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ۔ م/ ۱۷ ربیع الثانی ۷۲۵ھ دہلی دکن

۲۰) حضرت خواجہ نصیر الدین محمود روشن چراغ رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۱) حضرت خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱؎ م/ ۱۶ ذیقعد ۸۲۵ھ دکن گلبرگہ

آپ نے ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کی ۱۱ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا اور دولت آباد کی مسجد میں محراب سنائی آپ کے اساتذہ میں قاضی عبد المقتدر بن قاضی رکن الدین شریحی کندی۔ مولانا امام ہمام تاج الدین بہادر اور سید شریف الدین کیتلی وغیرہ ہم شامل ہیں باطنی علوم کے حصول کے لئے آپ نے سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۲۵ھ کے خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلوی متوفی ۷۵۷ھ کے دست مبارک پر بیعت کی آپ کو اپنے شیخ سے بڑی عقیدت و محبت تھی آپ ہمہ وقت ان کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔

آپ گیسو دراز کے لقب سے مشہور ہیں اس کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے شیخ محقق حضرت عبد الحق محدث

۱؎ اقبال الدین احمد از تذکرہ خواجہ گیسو دراز ناشر اقبال پبلیشرز حیدرآباد کالونی کلیٹن روڈ کراچی صفحہ ۱۹۰

دہلوی اپنی مشہور کتاب اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں ''شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی پالکی جس طرح دوسرے مرید اٹھاتے تھے اسی طرح سید محمد بھی اٹھایا کرتے تھے ایک دن آپ اپنے شیخ کی پالکی اٹھانے لگے تو اس کے ایک حصے میں آپ کے بال الجھ گئے اگر رکتے تو دیر لگتی اور اس سے شیخ کے کبیدہ خاطر ہونے کا خطرہ محسوس کرتے تھے اس لیے شیخ کے عشق و محبت میں اسی کیفیت سے چلتے رہے بہت فاصلہ طے کر جانے کے بعد جب شیخ کو معلوم ہوا تو وہ بہت خوش ہوئے اور آپ کی اس سچی محبت اور پکی عقیدت پر آفرین کہا اور یہ شعر پڑھا۔

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد۔ واللہ خلاف نیست کہ او عشقباز شد۔

ترجمہ: جو کوئی سید گیسو دراز کا مرید ہو گیا۔ بخدا اس میں شک نہیں کہ وہ پکا عاشق ہو گیا ۔ [1]

آپ کے لقب گیسو دراز کے متعلق ایک دوسرا واقعہ بھی مشہور ہے جو تذکرہ خواجہ گیسو دراز کے مصنف نے خیر المجالس کے حوالے سے لکھا ہے وہ لکھتے ہیں۔

''بندہ نواز نے خود بیان کیا ہے کہ میں نے پہلے پہل سیدنا شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلوی کی خدمت میں بہ حصول ارادت حاضری دی اس وقت شیخ اپنے بالا خانہ پر رونق افروز تھے ہم بالا خانہ کے نیچے پہنچ کر ٹھہر گئے اتنے میں شیخ کے ایک خادم نے اوپر سے آ کر پوچھا سید محمد کون ہیں اس وقت اور بھی لوگ موجود تھے کئی شخصیتوں نے اپنے نام سید محمد بتائے خادم حیران ہوا کہ کون سے سید محمد کو دربار شیخ میں لے جاؤں اتنے میں ہم نے بھی کہا کہ ہمارا نام بھی سید محمد ہے خادم مجبوراً اوپر گیا اور فوراً ہی الٹے پاؤں واپس آ کر کہا سید محمد گیسو دراز تشریف لائیں پھر دوسرے لوگوں میں تمیز اور جانچ کر کے مجھے اوپر لے گیا شیخ نے دیکھتے ہی فرمایا آؤ گیسو دراز اس دن سے میرا نام گیسو دراز پڑ گیا۔ [2]

ان دونوں روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ گیسو دراز کا لقب آپ کے پیرو مرشد کا عطا کردہ ہے آپ حضرت روشن چراغ دہلوی کے خلفاء میں تھے اور شیخ آپ پر بڑی شفقت فرماتے تھے حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ علمیت و روحانیت میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے آپ کی کثیر تصانیف اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں تذکرہ خواجہ گیسو دراز کے مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۶۹ پر آپ کی کتب کی فہرست لکھی ہے جو یہ ہے''

---

[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ اخبار الاخیار، ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی صفحہ ۲۸۵

[2] اقبال الدین احمد۔ تذکرہ خواجہ گیسو دراز ناشر اقبال پبلشرز حیدرآباد کالونی گلشن روڈ کراچی صفحہ ۶۲۔

(١) ملتقط بہ قالب سلوک (تفسیر قرآن)۔ (٢) تفسیر ذوقی بطریق کشاف۔ (٣) حواشی کشاف۔ (٤) شرح مشارق (در سلوک)۔ (٥) ترجمہ مشارق۔ (٦) معارف شرح معارف۔ (٧) ترجمہ عوارف۔ (٩) شرح تعارف۔ (٩) شرح فصوص الحکم۔ (١٠) شرح آداب المریدین (فارسی و عربی)۔ (١١) شرح تمہیدات عین القضاۃ۔ (١٢) وجود العارفین۔ (١٣) رویت ربی۔ (١٤) شجرہ نسب (جس میں ستر کتابوں کے حوالے ہیں)۔ (١٥) شرح رسالہ قشیریہ (فارسی)۔ (١٦) بیان بودہ ہست۔ (١٧) استقامت شریعت بہ طریق حقیقت۔ (١٨) خطائر القدس المعروف عشقنامہ۔ (١٩) تلاوت الوجود (عربی)۔ (٢٠) در الاسرار "عربی"۔ (٢١) عروج و نزول۔ (٢٢) رویت۔ (٢٣) سبیل المحققین والمجذوبین۔ (٢٤) سیرۃ النبی۔ (٢٥) اوراد نامہ۔ (٢٦) شرح فقہ اکبر (فارسی)۔ (٢٧) شرح قصیدہ امالی (عربی و فارسی)۔ (٢٨) شرح قصیدہ حافظیہ۔ (٢٩) فضائل خلفائے راشدین۔ (٣٠) حواشی قوت القلوب۔ (٣١) عقیدہ حدائق الانس۔ (٣٢) آداب سلوک۔ (٣٣) اشارہ محبان حق۔ (٣٤) مراقبہ۔ (٣٥) معرفت رب العزت۔ (٣٦) کتاب الاسماء۔ (٣٧) ضرب الامثال۔ (٣٨) خلافت نامہ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں یہ تمام کتب آپ کی موجود پائی گئی ہیں ان کے علاوہ آپ کے مکتوبات و ملفوظات ہیں جو آپ کے مریدین نے جمع کئے ہیں۔ (واللہ اعلم)[1]

ہمارے خیال میں یہ تمام کتب موجود نہیں ہیں کیونکہ بہت سی کتب کے ناموں میں اشتباہ ہے کہ یہ نام درست ہے یا نہیں البتہ سیرۃ النبی کے متعلق سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ یہ حضرت گیسو دراز کی آخری تصنیف ہے جبکہ دیگر کتب کے متعلق وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ انہی کی تصانیف ہیں ان میں کچھ کتابیں ایسی ہیں جو مختلف اوقات میں شائع ہو چکی ہیں اور اکثر ناپید ہیں ہماری اس بات کی تائید تاریخ مشائخ چشت کے مصنف کی اس تحریر سے ہوتی ہے وہ لکھتے ہیں "سید محمد گیسو دراز کثیر التصانیف بزرگ تھے تصوف کی اعلیٰ کتابوں مثلاً عوارف، المعارف، فصوص الحکم، رسالہ قشیریہ، تمہیدات عین القضاۃ، قوت القلوب، پر حاشیہ لکھے تھے اور بعض کو فارسی زبان میں منتقل کیا تھا قرآن پاک کی تفسیر صوفیانہ رنگ میں لکھی تھی مشارق انوار کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا اور اس کی شرح لکھی تھی کچھ کتابیں شرح

---

[1] اقبال الدین احمد، تذکرہ خواجہ گیسو دراز، ناشر اقبال پبلشرز حیدرآباد کالونی گارڈن روڈ کراچی صفحہ ٢٩

آداب المریدین اسماء الاسرار وغیرہ حیدرآباد سے شائع بھی ہوئیں ہیں بعض کے متعلق یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ انہی کی تصنیف ہیں یا غلط طور پر منسوب کر دی گئی ہیں ۔[۱]

حضرت خواجہ گیسو دراز کی روحانی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی آپ سے ملاقات کے لئے دو مرتبہ گلبرگہ شریف لے گئے اور آپ سے مختلف مسائل پر گفتگو کی اور چند اختلافی مسائل پر علمی مباحثہ بھی کیا اور آپ سے بہت متاثر ہوئے انہوں نے بڑی عزت واحترام سے آپ کا ذکر کیا ہے۔ حضرت نظام یمنی علیہ الرحمتہ ان دونوں حضرات کی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لطائف اشرفی میں لکھتے ہیں ''حضرت قدوۃ الکبری می فرمودند کہ چوں شرف ملازمت حضرت میر سید محمد گیسو دراز مشرف شدیم آں مقدار حقائق ومعارف کہ از خدمت وی بحصول پیوست از ہیچ مشائخ دیگر نبود، سبحان اللہ چہ جذبہ قومی داشتہ اند مدتی در ولایت دکن بقصبہ گلبرگہ اتفاق نزول افتاد دو مرتبہ درآں دیار گذر رایات علائی شدہ۔

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبری فرماتے تھے کہ جب ہم حضرت سید محمد گیسو دراز کی ملازمت سے مشرف ہوئے تو حقائق ومعارف کی وہ مقدار جو آپ سے حاصل ہوئی دوسرے مشائخ سے نہیں حاصل ہوئی سبحان اللہ کیا قوی جذبہ رکھتے تھے ایک عرصے تک دکن میں آپ سے ملاقات رہی اور دو مرتبہ اس دیار میں علائی قافلہ پہنچا''۔[۲]

دوسرے صفحہ پر لکھتے ہیں ''وقتیکہ رایات فقرای اشرفی واعلام غربای شگرفی را در خانقاہ سید محمد گیسو دراز نزول فتاء بناء بر خلوص مخدوم زادہ حضرت قدوۃ الکبری چہار ماہ درآنجا بودند (لطائف اشرفی لطیفہ دھم)۔

ترجمہ: جس وقت فقرائے اشرفی وغربائے شگرفی کے جھنڈے خانقاہ سید محمد گیسو دراز میں پہنچے تو مخدوم زادہ کے خلوص کے سبب حضرت قدوۃ الکبری وہاں چار ماہ مقیم رہے۔[۳]

حضرت نظام یمنی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ جب سید اشرف جہانگیر سمنانی سید محمد گیسو دراز کی خانقاہ گلبرگہ شریف پہنچے تو ان کے پوتے حضرت شاہ یداللہ سے ملاقات ہوئی وہ سید اشرف جہانگیر سمنانی

---

[۱] خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت۔ ناشر مکتبہ عارفین ناشران وتاجران کتب رقیہ بلڈنگ پاکستان چوک صفحہ ۲۰۷

[۲] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی، اشرفی اکیڈمی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۲۶۸۔

[۳] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی، اشرفی اکیڈمی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۲۶۸۔

سے بہت متاثر ہوئے اور انہی کے اصرار پر آپ نے چار ماہ ان کی خانقاہ گلبرگہ شریف میں قیام فرمایا۔ لطائف اشرفی کی ان دونوں عبارتوں سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی حضرت گیسودراز سے ملنے دو مرتبہ گلبرگہ شریف گئے اور آپ کی صحبت سے بہت فیض حاصل کیا گلبرگہ میں قیام کے دوران آپ ہمہ وقت حضرت گیسودراز کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور آپ کے ملفوظات عالیہ سے مستفیض ہوتے تھے حضرت گیسودراز حقائق و معارف کے متعلق بڑی عالمانہ اور محققانہ گفتگو فرماتے تھے جس سے آپ کی علمی و روحانی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے حاضرین میں جب کوئی شخص آپ سے کسی مسئلہ کے متعلق سوال کرتا تو آپ اسے نہایت تسلی بخش جواب عطا فرماتے تھے "ایک دن سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ شیخ ید اللہ اور محب اللہ وغیرہ ہم حضرت بندہ نواز کے پاس بیٹھے ہوئے مسائل تصوف بیان کر رہے تھے (یاد رہے کہ بندہ نواز حضرت گیسودراز کا ہی لقب ہے) کہ بندہ نواز نے راہ سلوک کی لغزشیں اس کی اقسام اعراض حجاب تفاصیل وغیرہ کی اجمالی اور تسلی بخش تعریف کی جس پر سید ید اللہ نے دریافت کیا کہ جو لوگ مزارات سے بیعت کرتے ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز۔ ارشاد فرمایا" مروجہ طریقہ کے موافق شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہیئے مزارات وغیرہ سے بیعت کرنے کو شیوخ ناپسند کرتے ہیں جب شیخ الشیوخ شیخ فرید (غالباً اس سے مراد حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ ہیں) کو معلوم ہوا کہ ان کے صاحبزادے نے دہلی جا کر حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے مزار سے بیعت ہونے کی خواہش کی تو فرمایا اگرچہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی میرے خواجہ بزرگ ہیں لیکن آپ کے مزار سے بیعت درست نہیں کیونکہ بیعت دراصل وہی صحیح ہے جو بظاہر شیخ کے ہاتھ پر کی جائے اور جو لوگ حضرت خضر علیہ السلام سے بیعت کرنا بیان کرتے ہیں وہ بھی بے معنی ہے اس مجلس میں کسی نے کہا جو لوگ شیخ کو دیکھے بغیر ارادت واثق و اقرار بیعت کرتے ہیں اس کے متعلق فرمائیے جواب دیا جو شخص کسی وجہ سے شیخ کے پاس ظاہری طور پر نہ پہنچ سکے اس کی بیعت بھی بے معنی ہے ہاں صاحبان مزار سے تعلق رکھنا مناسب ہے جس سے تصرف حاصل ہوتا ہے اور سلسلہ روحانی کے قیام سے بہت سے امور تکمیل پاتے ہیں[1]۔

---

[1] اقبال الدین احمد، تذکرہ خواجہ گیسودراز، ناشر اقبال پبلیشرز حیدرآباد کالونی گلشن روڈ کراچی صفحہ ۲۷۳، ۲۷۴

حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے پوری زندگی اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں گزاری۔ آپ کے سینے میں عشق الٰہی کی آگ روشن تھی یہی وجہ تھی کہ جس نے بھی آپ سے فیض حاصل کیا اس کا سینہ معرفت و عشق الٰہی کا خزینہ بن گیا ساری زندگی علوم و معرفت کے خزانے لٹانے کے بعد ۱۶؍ ذیقعدہ ۸۲۵ھ بعمر ایک سو پانچ سال چار ماہ بارہ دن بروز دوشنبہ بوقت صبح اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ فرمایا تذکرہ خواجہ گیسو دراز کے مصنف نے صفحہ ۲۰۱ پر آپ کی تاریخ وصال یہ لکھی ہے۔ مزار مبارک دکن گلبرہ میں مرجع خلائق ہے۔

سنش عادل
۱۰۵

تولد وارث جود
۷۲۰

وفاتش داں کہ تاج مرسلین
۸۲۵ھ

۴) حضرت امام عبداللہ یافعی قدس سرہ:

حضرت امام عبداللہ یافعی قدس سرہ متوفی ۷۵۵ھ جلیل القدر محدث فقیہہ اور علم و فضل میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے کیونکہ آپ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے آپ سے علمی و روحانی فیوض و برکات حاصل کئے آپ کا نام عبداللہ کنیت ابو سعادت اور لقب عفیف الدین تھا آپ کے والد محترم کا نام سعد یافعی تھا آپ یمن کے رہنے والے تھے لیکن حرمین شریفین میں زیادہ قیام فرمایا آپ مسلکاً شافعی اور مشرباً قادری تھے۔ ''علوم ظاہری و باطنی میں اپنے زمانے کے علماء و فضلاء میں ممتاز درجہ رکھتے تھے آپ کو نسبت ارادت چند واسطوں سے حضرت غوث الاعظم سے حاصل ہے''[1]

صاحب خزینۃ الاصفیاء کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سلسلہ قادریہ میں آپ کو چند واسطوں سے حضرت غوث الاعظم سے نسبت ارادت حاصل ہے سلسلہ قادریہ کے علاوہ دیگر سلاسل کے بزرگوں سے بھی آپ

---

[1] مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیاء۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۱۸۷

نے فیض حاصل کیا۔ چنانچہ صاحب مراۃ الاسرار نے اس کی تفصیل اس طرح لکھی ہے وہ فرماتے ہیں '' کہ آپ نے خرقہ ارادت حضرت رشید الدین ابی عبداللہ بغدادی کے ہاتھوں پہنا (یعنی مرید ہوئے) جو شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ آپ کو ایک خرقہ اپنے والد شیخ جمال الدین سے بھی ملا ایک خرقہ شیخ عزیز الدین ابوالعباس احمد فاروقی سے بھی حاصل کیا وہ بھی شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ تھے امام عبداللہ یافعی کو ایک خرقہ سلسلہ قادریہ۔ ایک خرقہ حضرت شیخ ابو مدین مقربی کے سلسلے سے اور ایک سید احمد کبیر رفائی سے بھی ملا آپ ہر قسم کے کمالات سے مزین تھے اس کتاب میں لکھا ہے کہ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری قدس سرہ دو سال تک امام عبداللہ یافعی کی خدمت میں مدینہ منورہ میں رہے اور قسم قسم کی نعمتیں حاصل کیں انہوں نے عوارف المعارف اور تصوف کی دوسری کتابیں آپ سے پڑھیں اور طریقہ ذکر آپ سے حاصل کیا صاحب مراۃ الاسرار دوسرے صفحہ پر لکھتے ہیں کہ جب مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری بیت اللہ میں امام عبداللہ یافعی سے ملے تو انہوں نے فرمایا کہ شہر دہلی میں جتنے درویش تھے سب چل بسے لیکن ان کا اثر اور برکت شیخ نصیر الدین میں ہے اور وہ اس وقت چراغ دہلی ہیں جو مشائخ کے طریقہ کو اپنے وجود کی شمع سے روشن کیے ہوئے ہیں چنانچہ مخدوم جہانیاں نے اسی وقت ارادہ کرلیا کہ جب سفر بیت اللہ سے واپس جائیں گے تو دہلی جا کر شیخ نصیر الدین کی خدمت میں حاضری دیں گے جب مخدوم آپ کی خدمت میں پہنچے تو فرمایا کہ امام عبداللہ یافعی کی بات سے آپ کو حسن ظن پیدا ہوگیا ہے۔ مخدوم جہانیاں نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ امام عبداللہ یافعی پر رحمت کرے کہ مجھے اس دولت سے بہرہ مند کیا۔ [1]

مذکورہ عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ امام عبداللہ یافعی جامع کمالات شخصیت تھے آپ نے بہت سے بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور متعدد مقامات اور سلسلوں سے آپ کو اجازت وخلافت حاصل تھی نیز اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ آپ حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی کے ہم عصر تھے آپ کے علم وفضل اور طریقت میں بلند مقام کو دیکھتے ہوئے وقت کے عظیم بزرگوں نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے اور علمی و رحانی فیوض برکات حاصل کئے ان ہستیوں میں حضرت جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری اور سید

---

[1] عبدالرحمن چشتی۔ مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۹۲۹

اشرف جیسے شاہباز طریقت شامل ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے آپ سے ظاہری باطنی دونوں علوم میں کسب فیض کیا حضرت نظام یمنی علیہ الرحمتہ اپنی کتاب لطائف اشرفی میں یہ عبارت نقل کرتے ہیں جس میں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے امام عبداللہ یافعی کے لئے چمکتے ہوئے القابات استعمال کئے ہیں وہ لکھتے ہیں ’’شیخ عامل عالم ربانی۔ بازل نافع صمدانی امام عبداللہ یافعی الیمنی رحمتہ اللہ علیہ‘‘ دوسری جگہ فرماتے ہیں’’ وقتیکہ ایں فقیر بحضرت امام عبداللہ یافعی کہ مقتدای اولیای عصر و پیشوائے بلغائے دہر خود بودند و عالم بعلوم ظاہری بہ تخصیص بیان تواریخ اولیاء گویا آیتی بود کہ در شان ایشان نازل شدہ تصنیفات بسیار در دامن گردون دوار چنانچہ تاریخ مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفتہ حوادث الزمان وکتاب روضتہ الریاحین فی حکایات الصالحین وکتاب دردالنظیم فی بیان فضائل القرآن العظیم از وی یادگار اند در بقعہ شریف مکہ صانھا اللہ تعالیٰ عن الآفات مشرف شدہ و اختصاص بانواع لطایف معارف آمیز و ظرایف کواشف انگیز یافتہ و مدتی در ملازمت شریف و مخادمت لطیف بشتافت۔

ترجمہ: جس وقت کہ اس فقیر نے حضرت امام عبداللہ یافعی سے جو زمانے کے اولیاء کے مقتداء اور علماء کے پیشوا ہیں اور ظاہری و باطنی علوم کے عالم خصوصا بیان تاریخ میں گویا ایک آیت ہیں جو ان کی شان میں نازل ہوئی ہے ان کی تصنیفات بہت ہیں چنانچہ تاریخ مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفتہ حوادث الزمان وکتاب روضتہ الریاحین فی حکایات الصالحین وکتاب دردالنظیم فی بیان فضائل القرآن العظیم ان کی یادگار ہیں مکہ شریف میں ملاقات کی اور آپ سے بہت سے علوم و معارف میں یہ فقیر فیضیاب ہوا ایک عرصہ تک میں آپ کی ملازمت اور خدمت میں رہا۔ [۱]

لطائف اشرفی کی مذکورہ عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ملاقات امام عبداللہ یافعی سے مکہ معظمہ میں ہوئی پھر وہ عرصہ دراز تک امام موصوف کی خدمت میں رہے اور کسب فیض کیا انہوں نے امام عبداللہ یافعی کی کتابوں کے نام بھی لکھے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صاحب تصانیف بزرگ تھے مختلف موضوعات پر آپ نے بڑی اہم کتب تصنیف فرمائیں اکثر مورخین نے بھی لکھا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے حضرت امام عبداللہ یافعی کے سامنے عوارف المعارف کا اعادہ بھی کیا تھا وہ مکتوبات اشرفی

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۲۰۔

کے حوالے سے لکھتے ہیں'' ایں درویش عوارف بحضرت امام العارفین ومورخ امام الکاملین عبداللہ یافعی گذرانده بودامروز ہژده سال شده که در ہر سال مقصودی دیگر یافتم وبہر حال موعودی آخر کافتم''

ترجمہ: اس درویش نے عوارف حضرت امام العارفین ومورخ امام الکاملین عبداللہ یافعی کی سامنے پڑھی آج اٹھاره سال ہوئے کہ ہر سال میں نے اس سے نیا مقصد حاصل کیا اور ہر حال میں نیا فائدہ پہنچایا'' [1]

مکتوبات اشرفی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے تصوف کی مشہور کتاب '' عوارف المعارف'' امام عبداللہ یافعی سے پڑھی جب پڑھانے والے امام عبداللہ یافعی ہوں اور پڑھنے والے سید اشرف جہانگیر سمنانی ہوں تو پھر علم وفضل کا اندازہ کون کرسکتا ہے کیا کچھ انہوں نے پڑھایا ہوگا اور کیا کیا انہوں نے ان سے سیکھا ہوگا یقیناً علوم ومعارف کے دریا بہا دیئے ہونگے اور سید اشرف جہانگیر سمنانی نے انہیں اپنے سینے میں محفوظ کرلیا ہوگا سید اشرف جہانگیر سمنانی کو آپ سے سند حدیث بھی حاصل ہے گویا آپ نے ظاہری وباطنی دونوں علوم میں امام عبداللہ یافعی سے کسب فیض کیا اور پھر اسے عوام الناس میں پھیلایا۔

کتب:

حضرت امام عبداللہ یافعی قدس سرہ نے بہت سی کتب تصنیف فرمائیں جن کے نام یہ ہیں (۱) تاریخ مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ حوادث الزماں (۲) روضۃ الریاحین فی حکایات الصالحین (۳) درر النظیم فی بیان فضائل القرآن العظیم (۴) نشر المحاسن الغالیہ فی فضل المشائخ الصوفیہ واصحاب المقامات العالیہ۔ (۹۵) اسنی المفاخر فی مناقب شیخ عبدالقادر۔ ممکن ہے کہ کتب کے علاوہ بھی آپ نے کتابیں تصنیف فرمائی ہوں (واللہ اعلم)

وصال مبارک:

حضرت امام عبداللہ یافعی قدس سرہ کے سن وصال میں اختلاف ہے کسی نے ۷۶۷ھ کسی نے ۷۶۴ھ لکھا ہے صاحب مراۃ الاسرار نے سن وصال لکھا ہی نہیں وہ فرماتے ہیں'' امام عبداللہ یافعی کا سن وفات نظر سے نہیں گذرا لیکن کتاب ''تاریخ مراۃ الجنان'' میں انہوں نے ۷۵۰ھ تک کے واقعات لکھے

---

[1] سید اشرف جہانگیر سمنانی، مکتوبات اشرفی۔ مترجم مولانا حکیم عبدالحئی اشرف کچھوچھوی۔ ناشر قیومی پریس کانپور صفحہ ۲۸

وفات نظر سے نہیں گذرا لیکن کتاب ''تاریخ مراۃ الجنان'' میں انہوں نے ۷۵۰ھ تک کے واقعات لکھے ہیں معلوم نہیں کہ اس کے بعد کتنے سال زندہ رہے لیکن سیر العارفین کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شیخ نصیر الدین روشن چراغ دہلی کے ہم عصر تھے'' [1]

یہ درست ہے کہ آپ حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی کے ہم عصر تھے کیونکہ آپ نے ہی حضرت جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت روشن چراغ کی خدمت میں بھیجا تھا حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی کا سن وفات ۷۵۷ھ ہے ہوسکتا ہے کہ اس کے قریب ہی کا کوئی سن ہو البتہ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے آپ کا سن وصال ۷۵۵ھ لکھا ہے وہ لکھتے ہیں امام صاحب نے ۲۱ جمادی الآخر ۷۵۵ء میں وفات پائی مرقد مکہ معظمہ میں حضرت فضیل عیاض رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے متصل ہے۔

آں امام یافعی نور الہٰ　　　بود اندر مکہ یک قطب الولی
ہاتم فرمود سال رحلتش　　　کاشف نامی امام یافعی
ہم رقم کن زاہد اہل بہشت ۔ ہم ولی بوسعادت یافعی [2]

صاحب خزینۃ الاصفیاء نے جو اشعار تحریر کئے ہیں ان میں پہلے مصرعہ سے سن وصال ۷۵۵ھ نکلتا ہے جبکہ آخری مصرعے سے ۷۶۰ھ (واللہ اعلم)

(۵) حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی بھی آتا ہے اہل طریقت میں آپ کا مقام بہت بلند ہے آپ امام طریقت اور پیشوائے اولیاء تھے اکابر اولیاء نے آپ کی روحانی عظمت و بزرگی کو تسلیم کرتے ہوئے کسب فیض کیا'' آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد البخاری ہے آپ کا شمار اکابر اولیاء کرام میں ہوتا ہے آپ بڑے بلند ہمت اور عالی شان بزرگ تھے اور نفس قاطع رکھتے تھے (یعنی بڑے صاحب تصرف تھے) تھوڑی سی توجہ

---

[1] عبدالرحمن چشتی از مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز داتا گنج روڈ اردو بازار لاہور۔ صفحہ ۹۲۹

[2] مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیاء۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۱۸۸

سے ساکنان سفلی کو مقامات علوی پر پہنچا دیتے تھے جس قدر ریاضت و مجاہدات توکل اور تجرید آپ عمل میں لائے کسی بزرگ سے کم سننے میں آئے ہیں''۔[۱]

''آپ کی ولادت ۷۱۸ھ/ ۱۳۱۸ء میں قصر عارفاں (بخارا سے تین میل دور) ہوئی آپ کی پیدائش سے پہلے حضرت بابا محمد سماسی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی ولادت کی بشارت دی تھی۔ ولادت کے تیسرے روز آپ کے جدامجد آپ کو حضرت بابا سماسی کی خدمت میں لے گئے حضرت بابا نے آپ کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا اور اپنے خلیفہ اعظم میر سید کلاں سے آپ کی تربیت کے بارے میں عہد لیا''۔ [۲]

آپ صحیح النسب سید تھے صاحب خزینتہ الاصفیاء نے آپ کے شجرہ نسب کے متعلق لکھا ہے ''وہ فرماتے ہیں کہ ''صاحب روضتہ السلام'' شیخ شرف الدین محمد نقشبندی کے بقول آپ کا آبائی نسب چند واسطوں سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ یعنی حضرت شاہ بہاؤ الدین بن محمد سید بخاری بن سید جلال الدین بن سید برہان الدین بن سید عبداللہ بن سید زین العابدین بن سید قاسم بن سید شعبان بن سید برہان الدین بن سید محمود بن سید بلاق بن سید تقی صوفی خلوتی بن سید فخر الدین بن سید علی اکبر بن امام حسن عسکری بن امام علی تقی بن امام محمد نقی بن موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ'' [۳]

بچپن ہی سے آثار ولایت اور انوار کرامت و ہدایت آپ کی پیشانی سے ظاہر و آشکار تھے چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ میرا فرزند بہاؤ الدین چار سال ایک ماہ کا تھا میرے پاس ایک گائے تھی جو حاملہ تھی ایک روز میرے فرزند نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ گائے گوسالہ سفید پیشانی والا جنے گے چنانچہ چند ماہ کے بعد قدرت حق تعالیٰ سے اس گائے نے ویسا ہی گوسالہ جنا جنہوں نے میرے فرزند کی بات سنی وہ حیران ہوئے اور حضرت بابا محمد سماسی کے نقش مبارک کا اثر ثابت ہو گیا۔ [۴]

راہ سلوک میں آپ کی تربیت میر سید کلاں نے کی لیکن حقیقت میں آپ اویسی ہیں کیونکہ آپ نے حضرت

---

[۱] عبدالرحمن چشتی از مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز داتا گنج روڈ اردو بازار لاہور۔ صفحہ ۹۶۰

[۲] محمد صادق قصوری۔ تذکرہ نقشبندیہ خیریہ مطبوعہ۔ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۴۶۶

[۳] مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیاء۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۶۲

[۴] محمد صادق قصوری۔ تذکرہ نقشبندیہ خیریہ مطبوعہ۔ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۴۶۶

خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی روحانیت سے فیض حاصل کیا تھا حضرت خواجہ محمد بابا سماسی نے آپ کی تربیت کے بارے میں حضرت میر سید کلاں سے جو عہد لیا تھا انہوں نے اس عہد کو پوری طرح نبھایا اور آپ کی روحانی تربیت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی اور تکمیل تربیت کے بعد فرمایا کہ ''مقام شکر ہے کہ میں نے حضرت خواجہ محمد سماسی سے جو عہد کیا تھا وہ پورا کر دیا پھر اپنے سینے کی جانب اشارہ کر کے فرمایا میں نے یہ پستان تمہارے واسطے خشک کیے ہیں اور تمہاری روحانیت کا مرغ بشریت کے بیضہ (انڈے) سے نکل آیا ہے اور تمہاری ہمت کا مرغ بہت بلند واقع ہوا ہے ترک وتاجیک یا جس جگہ سے بھی کوئی خوشبو تمہارے دماغ میں پہنچے طلب کرو اور اپنی ہمت کے مطابق طلب میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو۔'' [۱]

اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ اب تم جہاں سے چاہو فیض حاصل کرو چنانچہ اس کے بعد حضرت خواجہ سید بہاؤالدین نقشبند نے متعدد مقامات سے روحانی فیوض وبرکات حاصل کیے اس کے بعد آپ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک جلیل القدر بزرگ حضرت مولانا عارف دیک کرانی کی خدمت میں رہے اور ان سے فیض حاصل کیا۔

''دیک کرانی ایک گاؤں ہے جو بخارا سے ۲۷ میل کے فاصلے پر واقع ہے مولانا عارف دیک کرانی کا مزار مبارک گاؤں سے باہر قصبہ ہزارہ کو جانے والے راستہ پر واقع ہے'' [۲]

آپ نے مولانا عارف کے علاوہ حضرت شیخ قثیم کی خدمت مین بھی چند ماہ گزارے اور فیض حاصل کیا سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مرید حضرت نظام یمنی اپنی کتاب لطائف اشرفی میں یہ عبارت نقل کرتے ہے۔ وہ لکھتے ہیں ''شیخ قثیم ترکستان کے مشائخ میں سے ہیں اور حضرت خواجہ احمد یسوی کے خاندان سے ہیں خواجہ بہاؤالدین نے بھی آپ سے سلوک میں فائدہ حاصل کیا تھا شیخ قثیم کے نو بیٹے تھے خواجہ بہاؤالدین کو وہ اپنا دسواں بیٹا کہتے تھے خواجہ بہاؤالدین تین مہینے شیخ کی خدمت میں رہے'' [۳]

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند نے حضرت خلیل اتا سے بھی فیض حاصل کیا یہ بھی مشائخ ترک سے تھے

---

[۱] صادق قصوری از تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ۔ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۲۷۴

[۲] صادق قصوری از تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ۔ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور، صفحہ ۲۷۴

[۳] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی، اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۴۲۔

اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے روحانیت میں بھی عظیم مقام پر فائز تھے آپ بارہ سال حضرت خلیل اتا کی خدمت میں رہے باطنی فیوض و برکات حاصل کئے آپ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی روحانیت سے بھی فیض پایا اور حضرت خضر علیہ السلام سے بھی ملاقات کی ان تمام بزرگان دین کی صحبت اور روحانی فیض نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کو روحانیت و معرفت کا ایسا خزینہ بنا دیا کہ جو بھی آپ کی صحبت میں بیٹھا اور جس پر آپ نے نظر کرم ڈال دی اسے کامل بنا دیا آپ کے مرید حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ فرمایا کرتے تھے ''کہ ہمارے مرشد حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی نظر عنایت کی برکتوں سے طالبوں کا یہ حال تھا کہ قدم اوّل میں سب کے سب سعادت مراقبہ سے مشرف ہو جاتے تھے جب نظر عنایت زیادہ ہوتی تو درجہ عدم کو پہنچ جاتے جب اس سے بھی زیادہ نظر عنایت ہوتی تو مقام فنا کو پہنچ جاتے اور فانی از خود اور باقی بحق ہو جاتے'' [1]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی نگاہ میں کتنی تاثیر تھی کہ ایک نگاہ کرم سے اپنے مریدین کو منازل سلوک طے کراویا کرتے تھے اور ذرا سی توجہ ڈالتے تھے تو مقام فنا تک پہنچا دیا کرتے تھے اور یہ وہی کر سکتا ہے جس کے اندر روحانی طاقت ہو اور جو خود ان تمام منازل سلوک سے گذر چکا ہو اور ان مقامات عالیہ کو طے کر چکا ہو کیونکہ آپ خود مرکز روحانیت تھے اور اکابر مشائخ سے فیض حاصل کر چکے تھے اس لئے آپ کے اندر یہ صلاحیت و طاقت تھی کہ جس کو چاہیں ایک نظر سے مقامات سلوک طے کرا دیں۔

ڈاکٹر وحید اشرف لکھتے ہیں '' کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند سمنان بھی تشریف لے گئے اور شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کے خلفاء میں سے کسی کے پاس پہنچے اور وہاں سے استفادہ کیا۔ [2]

لیکن انہوں نے شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کے خلیفہ کا نام نہیں لکھا کہ حضرت بہاؤ الدین نے کس سے فیض حاصل کیا (واللہ اعلم)۔ حضرت نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ لطائف اشرفی کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں غالباً یہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا قول ہے۔

چوں بشرف ملازمت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند مشرف شدیم ایشان بہمین مشرب وجہ خاص اشتغال میکردند

---

[1] صادق قصوری از تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ۔ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۴۷۵

[2] ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر سرفراز قومی پریس لکھنو۔ صفحہ ۱۳۹

وہمہ طالبان خود را بایں سلوک بحق تعالیٰ می رسانیدند۔ از حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بعضے از عزیزان استفسار کردند بناء پر التزام ایں مشرب فرمودند کہ ہمت مردم روزگار و نہت طالبان کردگار درین زمانہ کوتاہ شدہ است و آفات راہ سلسلہ و تربیت وتجلیات سلوک راہ ترکیب بر سالکان راہ پوشیدہ نیست پس ضرورت شد کہ طالبان خدا و سالکان راہ داری را بایں سلوک مختصر بمقصد می رسانم و بر اورنگ وصول می نشانم ،،
(لطائف اشرفی لطیفہ نہم)

ترجمہ: جب ہم خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی ملازمت سے مشرف ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ بھی اسی مشرب وجہ خاص سے اشتغال رکھتے تھے اور اپنے سبھی طالبین کو اسی سلوک کے ذریعے حق تعالیٰ تک پہنچاتے تھے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند سے بعض عزیزان نے پوچھا کہ اس مشرب کی بنیاد کیا ہے آپ نے فرمایا چونکہ اس زمانہ میں طلب حقیقت میں لوگوں کی ہمتیں بہت کم ہوگئیں اور راہ سلوک کی آفات سالکین سے پوشیدہ نہیں ہیں اس لئے مجبوراً سالکین کو اس مختصر سلوک کے ذریعے مقصد تک پہنچاتا ہوں [۱]

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے حضرت بہاؤ الدین نقشبند سے ملاقات کی اور ان سے روحانی استفادہ بھی کیا اس ملاقات میں حضرت سید عبد الرزاق نور العین بھی آپ کے ساتھ تھے چنانچہ اس ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے سید اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے ہیں۔

”وقتیکہ (عبد الرزاق) بحضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بردیم التفات وعنایات دوبارہ ومبذول کردند“

ترجمہ: جس وقت میں عبد الرزاق کو حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کے پاس لے گیا آپ نے ان کو التفات وعنایات سے نوازا۔ [۲]

اس معلوم ہوا کہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں سے تھے اور آپ نے ان سے بھی فیض حاصل کیا۔

صاحب مراۃ الاسرار حضرت بہاؤ الدین نقشبند کے وصال کے متعلق لکھتے ہیں“ کہ آپ کی عمر چھہتر سال تھی آپ کا وصال امیر تیمور کے عہد شب دوشنبہ تین ماہ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ کو ہوا اور قصر عارفان میں ہی دفن ہوئے آپ کی تاریخ وصال کا شعر یہ ہے۔

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۶۵۔

[۲] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۶۶۔

مسکن و ماوی اوچوں بود قصر عارفاں
قصر عارفاں زین سبب آمد حساب رحلتش

آپ کا مزار ولایت ماورالنہر کے لوگوں کا قبلہ حاجات ہے [۱]

۲ حضرت سید جلال الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ:

حضرت سید جلال الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۷۸۵ھ المعروف ''مخدوم جہانیاں جہاں گشت'' اکابر اولیاء میں سے تھے ریاضت ومجاہدہ اور بزرگان دین سے کسب فیض میں اپنے معاصرین میں منفرد مقام رکھتے تھے کیونکہ آپ نے کثیر تعداد میں بزرگوں سے فیض حاصل کیا تھا آپ کا نام سید جلال الدین بخاری اور لقب مخدوم جہانیاں ہے۔

''کہ سیر العارفین نے مخدوم جہانیاں کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی ہے کہ ایک دفعہ شب عید میں آپ حضرت شیخ بہاؤ الدین رحمتہ اللہ علیہ کے مقبرہ میں (مراقبہ میں) مشغول تھے آپ نے عیدی طلب کی کیونکہ بچے ہمیشہ باپ سے ہی عیدی حاصل کرتے ہیں اندر سے آواز آئی کہ حق تعالیٰ نے تجھے مخدوم جہانیاں کا خطاب عطا فرمایا ہے تمہاری عیدی یہی ہے اس کے بعد آپ شیخ صدر الدین کے مقبرہ پر حاضر ہوئے اور یہی درخواست کی وہاں سے بھی یہی آواز آئی کہ تمہاری عیدی وہی ہے جو تمہیں مل چکی ہے وہاں سے آپ شیخ رکن الدین یعنی اپنے پیرومرشد کے روضہ پر حاضر ہوکر متوجہ ہوئے وہاں سے بھی یہی جواب ملا کہ عیدی وہی ہے جو میرے والد اور داد نے دی ہے جب صبح ہوئی تو جو شخص آپ سے ملتا تھا مخدوم جہانیاں کے لقب سے پکارتا تھا'' [۲]

صاحب خزینۃ الاصفیاء لکھتے ہیں کہ ''سید جلال الدین کا لقب شیر شاہ تھا آپ کے بہت سے خطاب تھے جیسے۔ میر سُرخ، شریف اللہ، ابوالبرکات، ابواحمد، میر بزرگ، مخدوم اعظم، جلال اکبر، عظیم اللہ'' [۳]

لیکن سب سے مشہور لقب ''مخدوم جہانیاں'' ہے اور اکثر بزرگوں نے آپ کو جہانیان جہاں گشت کے لقب سے یاد کیا ہے آپ صحیح النسب سید تھے لطائف اشرفی میں آپ کا شجرہ نسب اس طرح بیان کیا گیا

---

[۱] عبدالرحمٰن چشتی از مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز داتا گنج روڈ اردو بازار لاہور۔ صفحہ ۹۶۷

[۲] عبدالرحمٰن چشتی از مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز داتا گنج روڈ اردو بازار لاہور۔ صفحہ ۹۷۱

[۳] مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیاء۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۶۳

ہے۔

''اشرف الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ارادت اور علوم و حقائق و معرفت کی نسبت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہے۔ امام زین العابدین علی اصغر نے علوم و معارف و حقائق اپنے والد گرامی امام حسین رضی اللہ عنہ سے اخذ کئے۔ امام سید محمد باقر نے معدن علوم و مخزن حقائق نا متناہی اپنے والد امام زین العابدین سے حاصل کئے اور شرائط سلوک کی تحصیل کی امام جعفر صادق کے اخذ علوم و معارف و فہوم عوارف کی نسبت آپ کے والد امام محمد باقر سے ہے امام سید موسیٰ الکاظم نے تربیت سلوک اور پرورش اپنے والد امام جعفر صادق سے پائی امام سید علی رضا نے تربیت و پرورش اپنے والد امام سید موسیٰ الکاظم سے پائی امام سید محمد ن التقی الجواد نے تربیت و پرورش اپنے والد سید علی رضا سے پائی امام سید علی نقی الہادی نے ارشاد و تربیت اپنے والد سید محمد ن التقی الجواد سے پائی امام سید جعفر مرتضیٰ حسن عسکری نے ارشاد و تربیت اپنے والد سید علی الہادی سے پائی امام حسن عسکری سے سید علی اصغر نے تربیت پائی ان سے سید عبداللہ نے ان سے سید احمد نے ان سے سید محمود بخاری نے ان سے سید محمد بخاری نے ان سے سید جعفر بخاری نے ان سے سید علی ابی المویدِ بخاری نے ان سے سید جلال اعظم بخاری نے ان سے سید احمد کبیر الحق والدین بخاری نے اور ان سے سید المتاخرین ارشد المرشدین حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں بخاری نے تربیت و خلافت و اجازت حاصل کی حضرت سید جلال اعظم بخاری کو خلافت و تربیت حضرت شیخ الاسلام کبیر بہاؤ الحق والدین ذکریا ملتانی سے بھی حاصل تھی''[1]

اس شجرے کے مطابق آپ کا سلسلہ نسب ۱۶/ واسطوں سے نبی کریم ﷺ تک پہنچتا ہے۔

ولادت باسعادت:

حضرت سید جلال الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے سن ولادت میں اختلاف ہے مختلف مورخین نے ۵۵۷ھ، ۶۰۷ھ اور ۷۰۷ھ سنین لکھے ہیں۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے لکھا ہے کہ ''حضرت سید جلال الدین بخاری کی ولادت باقوال صحیح ۵۹۵ھ میں ہوئی'' انہوں نے قطعہ تاریخ ولادت بھی لکھا ہے

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی، اشرفی انٹر پرائزڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۰۸۔

جو یہ ہے۔

شیخ ذی رتبہ بادشاہ کمال　　　شاہ دنیا و دین جلال الدین
آفتاب جلال والا جاہ　　　سال تولید او بخوان و بہ بیں [۱]

تعلیم و تربیت:

حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت دینی و روحانی ماحول میں ہوئی آپ کے گھر کا ماحول نہایت پاکیزہ تھا ’’آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار حضرت سید احمد کبیر اپنے عم محترم سید صدر الدین محمد اور شیخ جمال خنداں رو کے زیر سایہ ہوئی فقہ اور اصول فقہ کی معیاری کتابیں مثلاً ہدایہ اور اصول بزدوی وغیرہ آپ نے علامہ شیخ بہاؤ الدین اوچی سے پڑھیں حضرت علامہ بہاؤ الدین کی وفات کے بعد آپ ملتان تشریف لے گئے جہاں آپ ایک سال رہے اور شیخ ابوالفتح رکن الدین شاہ رکن عالم ملتانی کی نگرانی میں مولانا موسیٰ نبیرہ حضرت ذکریا ملتانی اور ان کے چچازاد بھائی مولانا مجد الدین کے زیر تدریس رہے۔ ملتان کے زمانہ قیام میں آپ نے مولانا شاہ رخ عالم سے بھی استفادہ علمی کیا درّ منظوم میں ہے کہ آپ سبعہ قرأت کے قاری تھے آپ تحصیل علم کی غرض سے حجاز بھی تشریف لے گئے جہاں مکہ معظمہ میں آپ نے شیخ عبداللہ یافعی سے اور مدینہ منورہ میں شیخ عبداللہ مطری سے تصوف و حدیث کی کتابوں کا درس لیا مدینہ منورہ میں شیخ عبداللہ مطری کی صحبت میں دو برس کا عرصہ گذارا صحاستہ کے علاوہ شیخ شہاب الدین سہروردی کی مشہور تصنیف عوارف المعارف کا سبق بھی شیخ عبداللہ مطری سے لیا معمول یہ تھا کے تہجد کے وقت سبق پڑھتے تھے شیخ عبداللہ مطری کی آپ کے حال پر خصوصی شفقت و عنایت تھی مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ایک مرتبہ مسجد نبوی میں امامت کا شرف بھی حاصل کیا حضرت مخدوم نے عوارف المعارف کا درس جس نسخہ سے لیا تھا وہ خود حضرت شہاب الدین سہروردی کے زیر نظر رہ چکا تھا جب شیخ عبداللہ مطری کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے خاص طور پر وہ نسخہ امام عبداللہ یافعی کے پاس مکہ مکرمہ بھجوادیا کہ وہ اسے سید جلال الدین بخاری کے پاس پہنچادیں چنانچہ انہوں نے وہ نسخہ آپ کو دے دیا حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت اس نسخہ کو

---

[۱] مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیاء۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۶۶۔ ۶۷

بہت زیادہ عزیز رکھتے تھے حضرت مخدوم جہانیاں نے عوارف المعارف کا سبق شیخ شرف الدین محمود تستری سے بھی ان کے وطن شوکارہ (عراق) پہنچ کر حاصل کیا۔[1]

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ عالم باعمل اور صوفی باصفا تھے علم سے گہرا شغف رکھتے تھے اور علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے اور نہایت متواضع شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ کو صاحب نزہتہ الخواطر نے بڑے خوبصورت الفاظ میں بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

" وکان عالماً بارعا مجتهدافی الطاعات و الخیرات متعبداً مرتا ضاً فقهیا محدّثا حنفیا فی الاصول و الفروع یفتی علی مذهب الامام ابی حنیفة رحمة اللّٰه ویعمل بالعزیمة ولا یتبع الرخص۔ وله مختارات فی المذهب، وکان یجوز القراة خلف الامام فی الصلاة (کمافی جامع العلوم) وکان یجوز الصلاة علی الغائب من الموتیٰ (کما فی الخزینة) وکان رحمه اللّٰه متوقد الذهن جموم القریحة فی نهایة من الفطنة و سرعة الخاطر و حلاوة المنطق و عذوبة البیان و حسن الانشاء وشرف الطبع و کرم الاخلاق اشتغل علیه خلق کثیر من قاص و دان وتخرج علیه جماعات من الفضلا و قصد ته الطلبة و المسترشدون حتیٰ صار عالماً مفرداً فی الهند و انتهت الیه المشیخته ولا السلطان محمد شاه تغلق مشیخته الاسلام فی ارض السند و بایعة فیروز شاه و هو قدم دهلی فی عهده غیر مرة وله خطب مبتکرة و انشاء ات بدیعة و فوائد جمة۔"

ترجمہ: حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت بڑے نکتہ رس عالم نہایت نیک، صالح، پارسا اور عبادت گذار تھے نیکی اور بھلائی کے جملہ امور میں حد درجہ کوشاں، ریاضت کیش دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے، حدیث کے عالم اور اصول و فروع میں مسلکاً حنفی تھے۔ فتویٰ بھی امام ابوحنیفہ کے فقہ کے مطابق دیتے تھے عزیمت پر کاربند اور رخصتوں سے دامن کش تھے۔ مذہب میں بعض تفردات رکھتے تھے امام کے پیچھے نماز میں قرات کے جواز کے قائل تھے (جامع العلوم) نماز جنازہ غائبانہ کے بھی قائل تھے (خزانہ جلالی) انتہائی روشن

---

[1] مسعود حسن شہاب از خطہ پاک اوچ۔ ناشر اردو اکیڈمی بہاولپور صفحہ ۲۲۶۔۲۲۸

دماغ بلا کے نکتہ رس بے حد ذہین و ذکی تھے، حاضر دماغی، شیریں کلامی اور خوش اسلوبی تحریر میں امتیازی حیثیت کے حامل تھے۔ طبعیت میں شرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اخلاق کریمانہ اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ نزدیک و دور کے بے شمار بندگان حق نے ان سے فیض حاصل کیا اور اہل علم و فضل کے گروہ کے گروہ ان سے استفادہ کرتے رہے طلباء اور مریدین ہر وقت گھیرے رہتے تھے اپنی ان خصوصیات کی بناء پر پورے ہندوستان میں نمایاں مقام حاصل کر گئے شیخ الاسلامی کا منصب بھی آپ کو ملا۔ سلطان محمد تغلق نے آپ کو سندھ کا شیخ الاسلام مقرر کیا اور سلطان فیروز شاہ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوا آپ کے خطبات عجیب و غریب نکات کے حامل آپ کی تحریریں نہایت عمدہ اور آپ کے فیوض بے پایاں تھے“ [۱]

حضرت سید جلال الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ جلیل القدر عارفین میں سے تھے آپ صاحب کشف و کرامات اور صاحب تصرف تھے آپ کی ذات بابرکات سے بے شمار خرق عادت واقعات کا ظہور ہوا آپ نے کثیر تعداد میں مشائخ طریقت سے فیض حاصل کیا اور اس مقصد کے لئے دور دراز مقامات کے سفر کئے آپ نے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح قدس سرہ متوفی ۷۳۵ھ کے دست مبارک پر بیعت کی حضرت شیخ نے آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی پیر و مرشد کے علاوہ آپ کو دیگر مشائخ سے مختلف سلسلوں میں اجازت و خلافت حاصل تھی سید اشرف جہانگیر سمنانی نے آپ سے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے جس کا ذکر لطائف اشرفی میں ہے حضرت نظام یمنی رحمتہ اللہ علیہ لطائف اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔

”حضرت قدوۃ الکبریٰ می فرمودند کہ منشائے سلسلہ سادات بخاریہ مبدائے نسبت و مقامات عالیہ بسیاری شدہ و آں مقدار حقائق و معارف و دقائق و عوارف و خوارق عادات سنیہ و طوارق مقامات یقینیہ کہ از وی صادر شدہ از ہیچکس ازیں طایفہ در متاخرین ظاہر نشدہ است و مظہر العجائب و مصدر الغرائب شدہ ہر گاہ کہ در ملازمت حضرت قدوۃ الکبریٰ ذکر سلسلہ شریف وی و یاد اسم لطیف وی شدی عجائب کیفیت ایشان را نمودار شدی و می گفتند کہ چہ مظہر العجائب بودہ اند ہر چند کہ اکابر دیار و مآثر روزگار از مشائخ مختلفہ و اولیائے متنوعہ استخراج علوم معارف و حقائق کردہ اند نہ مثل مخدوم جہانیاں کہ در ربع مسکون و در تحت قبہ گردون دو یشی نماند کہ

---

[۱] علامہ شریف عبدالحیٔ بن فخر الدین الحسنی از نزھۃ الخواطر جلد۲ ناشر طیب اکادمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان صفحہ ۳۰

بشرف ملازمت وی مشرف نشد واند واخذ فوائد نکردہ چنانکہ چندی از مشہوران راذکر کردہ اند حضرت مخدوم جہانیاں را اوّل نعمت خلافت از آباؤاجداد مسلسل بحضرت علی علیہ رضوان رسید۔

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ سادات بخاریہ کا سلسلہ نسب بہت بلند ہے اور متاخرین میں جتنے خوارق عادات اور علوم وحقائق حضرت مخدوم جہانیاں سے ظاہر ہوئے کسی سے نہیں ہوئے آپ مظہر العجائب اور مصدر الغرائب ہیں جب کبھی حضرت قدوۃ الکبریٰ کے سامنے مخدوم جہانیاں یا آپ کے سلسلے کا ذکر آجاتا تو آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوجاتی کہتے تھے کہ کیسے مظہر العجائب ہیں اگر چہ بہت سے اکابرین ومشائخ وقت نے مختلف مرشدین کامل سے علوم ومعارف اور فیوض وبرکات حاصل کئے ہیں لیکن مخدوم جہانیاں کی کوئی مثال نہیں ہے روئے زمین پر کوئی ایسا درویش نہیں ہے جس کی ملازمت میں وہ نہ پہنچے ہوں اور ان سے استفادہ نہ کیا ہو جیسا کہ چند مشہور ہستیوں کا ذکر کیا ہے حضرت مخدوم جہانیاں کو اوّل نعمت وخلافت اپنے ہی آباؤاجداد سے ملی جس کا سلسلہ مسلسل حضرت علی علیہ رضوان تک پہنچتا ہے۔ [1]

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں نے کثیر تعداد میں بزرگوں سے روحانی فیوض وبرکات اور اجازت وخلافت حاصل کی یہی وجہ ہے کہ آپ کی ذات بابرکات روحانی علوم ومعارف کا مرکز منبع بن گئی اور آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور رہا آپ نے جن بزرگوں سے فیض حاصل کیا سید اشرف جہانگیر سمنانی نے لطائف اشرفی میں تفصیلاً اس کا ذکر کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

”حضرت مخدوم جہانیاں کو سب سے اوّل نعمت طریقت وخلافت اپنے آباؤاجداد جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ ہے سے حاصل ہوئی۔ آپ نے اپنے عم محترم سید محمد بخاری سے بھی تربیت حاصل کی آپ نے اپنے عم محترم سید واحد الدین بخاری سے بھی تربیت حاصل کی آپ نے تربیت وخلافت حضرت امام عبداللہ یافعی سے حاصل کی آپ نے شیخ ربانی اللہ سرہ فی الارضین شہاب الحق والملۃ والدین (شہاب الدین) ابی سعید سے تربیت وخلافت حاصل کی جو محمود بن محمد کرمانی شافعی کے صحبت یافتہ تھے آپ کو خلافت حاصل ہوئی شیخ محمد عبید غیثی سے اور انہوں نے تربیت وخلافت حاصل کی اپنے والد شیخ عبید اللہ سے اور انہوں نے اپنے والد شیخ فاضل بن غیثی سے اور انہوں نے خلافت وتربیت حاصل کی قطب یمن ابو الغیث بن جمیل

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۳۹۰۔

سے اور انہوں نے خلافت پائی شیخ علی افلح سے اور انہوں نے خلافت پائی شیخ علی حداد سے اور انہوں نے تربیت وخلافت غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے پائی۔ حضرت مخدوم جہانیاں کو خلافت حاصل ہوئی شیخ قطب الدین منور سے اور ان کو شیخ نظام الدین اولیاء سے نسبت حاصل ہے۔ حضرت مخدوم جہانیاں نے خلافت حاصل کی مولانا شمس الدین یحییٰ اودھی سے۔ آپ کو خلافت ملی شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے اور انہوں نے تربیت وخلافت پائی شیخ نظام الدین اولیاء سے۔ آپ نے تربیت وخلافت پائی شیخ نورالدین علی بن عبداللہ طراشی سے اور ان کو خلافت حاصل ہوئی سلسلہ بسلسلہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے۔ آپ (مخدوم جہانیاں) نے خلافت پائی شیخ رکن الدین علی بن بہچی سے ان کو خلافت ملی سلسلہ بسلسلہ سید التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے اور ان کو خلافت حاصل ہوئی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے۔ آپ (مخدوم جہانیاں) کو خلافت حاصل ہوئی حمید الدین ابی الوقت محمد حسین سمرقندی سے۔ آپ کو خلافت حاصل ہوئی قطب العالم شیخ رکن الدین ابوالفتح بن صدر الدین بن بہاؤالدین ذکریا ملتانی سے۔

حضرت مخدوم جہانیاں کا سلسلہ دو خانوادوں کے وسیلوں سے ہی رائج ہوا ایک شیخ رکن الدین سے دوسرا شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے اگرچہ آپ نے بے شمار خانوادوں کے معارف وحقائق کی چاشنی چکھی ہے۔ آپ کو شیخ الاسلام محمود تستری سے عالم خواب میں اجازت حاصل ہوئی۔ آپ کو خلافت واجازت شیخ نجم الدین اصفہانی سے حاصل ہوئی۔ آپ کو فقہ یصال قطب عدن سے خلافت ملی۔ آپ کو خلافت و اجازت وتربیت قراۃ علم العوارف وکتب سلوک اور اخذ طریقت قطب المشائخ شیخ عبداللہ قطری سے حاصل ہوئی آپ کو اجازت وخلافت سلطان عیسیٰ سے حاصل ہوئی۔ آپ کو خلافت واجازت بعالم خواب وبیداری حضرت شیخ مرشد سلطان ابواسحاق گازرونی قدس اللہ سرہ سے ملی۔ آپ کو خلافت واجازت عالم خواب میں شیخ نجم الدین کبریٰ سے حاصل ہوئی۔ آپ کو اجازت وخلافت عالم خواب میں حضرت قطب الاولیاء سید احمد کبیر رفاعی سے ملی آپ کو اجازت وخلافت عالم خواب میں حضرت شیخ نظام الدین اولیاء سے ملی آپ کو خلافت واجازت وتربیت غوث الٰہی حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے حاصل ہوئی آپ نے خرقہ حضور سرور کونین ﷺ کے دست مبارک سے بغیر کسی واسطے کے زیب تن کیا حضرت شیخ اشرف الدین

مشہدی لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم جہانیاں کو خلافت واجازت ایک سو چالیس سے زیادہ علمائے راسخین اور صاحبان ارشاد مشائخ سے حاصل تھی جن کے خرقہ اور سلسلہ کی نسبت عن فلاں عن فلاں کے واسطے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے آپ نے علم شریعت وطریقت وحقیقت وعلم تصوف ان سب سے حاصل کیا اور جتنے مشائخ کرام کا ہم نے ذکر کیا ہے ان بزرگوں سے اجازت وخلافت ارشاد اور تلقین کا شرف حاصل کیا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ جب میں آخری بار حضرت مخدوم جہانیاں قدس اللہ سرہ کی خدمت بابرکت میں شہر اوچ میں پہنچا اور مجھے آپ سے شرف اختصاص حاصل ہوا تو اس موقع پر حضرت نے تمام اکابر وشیوخ کے نام گن گن کر وہ سب فیوض وبرکات عطا فرمائے جو آپ ان مشائخ سے حاصل کر چکے تھے۔ نہ چندان نعمتم ایثار کردند　　کہ آں راء متیوان کردن حسابی

نبات از شکر او بیرون نباید　　کہ گردد سیر از دست سحابی

ترجمہ: آپ نے اتنی نعمتیں عطا کی ہیں کہ ان کا حساب نہیں ہوسکتا شکر سے نبات نہیں نکل سکتی جب تک بادل سے سیراب نہ ہو[1]

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں نے بے شمار بزرگوں سے اجازت وخلافت اور دیگر فیوض وبرکات حاصل کئے پھر آپ نے ان تمام بزرگوں کے نام بھی گن گن کر سید اشرف جہانگیر سمنانی کو بتائے اور ان سے حاصل کردہ وہ تمام روحانی نعمتیں عطا فرمائیں اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی بڑی عقیدت ومحبت سے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا ذکر کرتے تھے اور ان کا ذکر کرتے وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوجاتی تھی سید اشرف جہانگیر سمنانی نے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے دو مرتبہ ملاقات کی ایک مرتبہ ترک سلطنت کے بعد جب آپ نے ہندوستان کا رخ کیا تو سب سے پہلے ملتان کے نواح میں اوچ شریف پہنچے یہاں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے ملاقات کی آپ کی زیرنگرانی ریاضت ومجاہدہ کیا پھر حضرت مخدوم نے آپ کو فیوض وبرکات سے مستفیض فرمایا اور آپ اگلی منزل کی جانب روانہ ہوگئے یہ آپ کی حضرت مخدوم سے پہلی ملاقات تھی پھر عرصہ دراز کے بعد جب آپ سفر کرتے ہوئے اُوچ تشریف لائے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی خدمت میں بھی

---

[1] نظام یمنی۔ از لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی ناشر۔ اشرفی انٹر پرائز ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۲۱۰ لطیفہ ۱۵۔

حاضر ہوئے اس مرتبہ بھی آپ نے ان سے بہت سی روحانی نعمتیں حاصل کیں غالباً یہی آخری ملاقات تھی اس ملاقات کا ذکر سید اشرف جہانگیر سمنانی نے مکتوبات اشرفی میں کیا ہے مکتوبات اشرفی میں ۲۹واں مکتوب جو آپ نے شیخ عمادالدین کے نام تحریر فرمایا اس میں آپ اس ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔''اس مرتبہ میں ملتان صانھا اللہ عن الحدثان (اللہ تعالیٰ اس شہر کو حوادث سے بچائے) کہ مزارات متبرکہ کی زیارت کے لئے اُوچ کی جانب گیا اور قدوۃ العارفین وعمدۃ المحققین قطب الدائرۃ فی الزمانیان حضرت مخدوم جہانیاں خلد اللہ تعالیٰ علی منصبہ (اللہ تعالیٰ انہیں اپنے منصب پر قائم و دائم رکھے) کی ملازمت کے شرف سے مشرف ہوا اور انواع مقامات واصناف معاملات بنایا مقامات ثلثہ جو کہ تجلی بسیط نوری اور مقطوع الاعضاء سے عبارت ہے اور یا غفور کا تعویز بھی عنایت فرمایا اس مرتبہ میں چودہ خانوادہ سے خلافت واجازت اور وہ تمام نعم جسے آپ نے ایک سو چودہ مشائخ عظام سے حیات و وفات میں پائی ان تمام اکابر موصولہ و اماشر محصولہ کا نام بنام شمار کرایا اور جن سے جو کچھ پایا ان تمام نعمت ہائے متعددہ و فضیلت ہائے متنوعہ متصلہ کو اس درویش پر ایثار فرمایا۔

زہے ماہ و چرخ و ستارہ فروز کہ از ہر فلک بردسیارہ
زہر بارہ کو یافت ہر بارہ بمن کرد ایثار یکبارہ

ترجمہ: کیا خوب چاند آسمان اور روشن ستارہ ہیں کہ ہر فلک سیارہ لے جاتا ہے ہر دوست سے جو دولت پائی وہ سب مجھ پر یکبارگی ایثار کر دیا۔ [۱]

مکتوبات اشرفی کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے جن مقامات سے اور جن مشائخ سے فیض حاصل کیا وہ کمال مہربانی فرماتے ہوئے سید اشرف جہانگیر سمنانی پر ایثار کر دیے یعنی عطا فرما دیے تمام روحانی باطنی نعمتیں عطا فرما دیں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت ظاہری و باطنی علوم و معارف کا مرکز تھے آپ کی ذات بابرکات سے بے شمار خرق عادت واقعات کا ظہور ہوا آپ نے بھی سیاحت کی دور دراز مقامات کا سفر کیا اور ہر اس مقام پر پہنچے جہاں اللہ کا کوئی ولی موجود تھا پھر اس سے فیض حاصل کیا اور شاید ہی کوئی ولی ایسا ہو جس سے آپ نے کسب فیض نہ کیا ہو صاحب خزینۃ الاصفیاء آپ کی

---

[۱] سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی جلد اوّل۔ مترجم مولانا سید ممتاز اشرفی ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار سیکٹر ۱۶ اورنگی ٹاؤن کراچی صفحہ ۳۱۰

سیاحت کے بارے میں لکھتے ہیں ''کہ جب سید جلال الدین نے بخارا سے سفر کا ارادہ کیا تو پہلے نجف اشرف تشریف لے گئے حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے مرقد مبارک سے فیوض باطنی حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچے اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت کی وہاں سے شام گئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے مقبرہ کے تابوت کے مجاور رہے وہاں سے واپس مدینہ منورہ آئے مدینہ منورہ کے سادات کرام نے آپ کے سید ہونے کا انکار کیا اور صحیح النسب سید ہونے کی سند طلب کی بہت جھگڑا ہوا آخر فیصلہ یہ ہوا کہ اس سلسلے میں سید الابرار ﷺ کے روضہ پُر انوار پر جا کر استفسار کیا جائے چنانچہ سید جلال الدین سادات عظام مدینہ کے ساتھ روضہ عالیہ پر حاضر ہوئے آپ نے عرض کی " السلام علیکم یا والدی" روضہ رسول سے آواز آئی "یاولدی قرۃ عینی و سراج کل امتی انت منّی و عن اهل بیتی'' یہ آواز سن کر تمام سادات نے آپ کی شرافت کی گواہی دی اور آپ کی بے حد تعظیم وتوقیر کی۔ [۱]

وصال مبارک: سن ولادت کی طرح سن وصال میں بھی اختلاف ہے مورخین نے اختلاف کے ساتھ ٦٥٢ھ/۷۸۵ھ/۷۸۸ھ سنین لکھے ہیں جبکہ لطائف اشرفی میں لکھا ہے'' ۷۸ سال قید حیات میں رہ کر بروز چہارشنبہ عید الاضحیٰ ۱۰/ذی الحجہ ۷۸۵ھ غروب آفتاب کے وقت انتقال فرمایا۔ [۲]

اس طرح علم ومعرفت اور طریقت کا آفتاب غروب آفتاب کے وقت غروب ہوگیا لیکن اس کی پُرنور شعاعیں آج بھی اہل ایمان وعرفان کے قلوب کو منور کر رہی ہیں۔

(۷) حضرت خلیل اتا رحمتہ اللہ علیہ:

حضرت خلیل اتا رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۷۸۲ھ بھی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے آپ صاحب شریعت وطریقت تھے اور ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے آپ خوارزم میں پیدا ہوئے اور جلیل القدر مشائخ سے کسب فیض کیا آپ کا نام ''خلیل اَتا'' ہے بعض مورخین نے حکیم آقا بھی لکھا ہے۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے لکھا ہے کہ آپ ''آق فوزعان'' نامی بستی میں رہائش پذیر تھے۔ ہوسکتا ہے کہ اس بستی آق کی وجہ سے آپ کے نام کے ساتھ ''آقا'' لکھا جاتا ہو (واللہ اعلم) لیکن اکثر نے آقا کے بجائے اَتا لکھا ہے آپ کا سلسلہ بیعت ترکستان کے عظیم بزرگ حضرت خواجہ احمد یسوی رحمتہ اللہ علیہ سے

---

[۱] مفتی غلام سرور لاہور۔ خزینۃ الاصفیاء۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ٦٤

[۲] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر اشرفی انٹرپرائز ڈے بلاک فیڈرل بی ایریا صفحہ ٦١٠

ہے جو خود مرکز روحانیت اور منبع فیوض و برکات تھے اکثر مشائخ طریقت کے پیرو مرشد تھے حضرت خواجہ احمد یسوی رحمتہ اللہ علیہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حقیقی نانا تھے حضرت خلیل اتا رحمتہ اللہ علیہ آپ کے مرید و خلیفہ تھے۔

”خواجہ احمد یسوی کے بھی چار خلفا تھے پہلے خلیفہ منظور اتا بن خواجہ باب ارسلام جنہوں نے شروع میں اپنے والد سے تربیت حاصل کی ان کے بعد اپنے والد کے اشارے سے خواجہ احمد یسوی کے ہاں سلوک طے کیا آپ کے دوسرے خلیفہ سید اتا تھے آپ سے بھی اکثر خلق نے ہدایت پائی تیسرے خلیفہ سلیمان ہیں جو اپنے ظاہری و باطنی کمالات کی وجہ سے ترکستان بھر میں مشہور ہیں آپ فرماتے ہیں کہ جس رات حضرت خضر علیہ السلام نظر آئیں سمجھ لو کہ یہ شب قدر ہے آپ کے چوتھے خلیفہ حکیم اتا ہیں جو سالہا سال مسند ارشاد پر متمکن رہے۔ حکیم اتا کا مسکن خوارزم ہے“۔ [1]

حضرت خواجہ احمد یسوی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ تیس سال مسند رشد و ہدایت پر جلوہ گر رہے اور مخلوق خدا کو فیض پہنچایا آپ کشف قلوب میں کمال رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ ہر شخص کے دل کی بات جان لیا کرتے تھے آپ کے کشف باطنی کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے جو مکتوبات اشرفی میں موجود ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے مکتوب میں جو انہوں نے شیخ راجا کے نام تحریر فرمایا تھا لکھتے ہیں۔

”حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ راہ سلوک کی ابتداء میں ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حکیم آتا جو کہ ترک کے مشائخ کبار میں سے ہیں کسی بزرگ سے میری سفارش فرما رہے ہیں اس بزرگ کی صورت میرے دل و دماغ میں پیوست ہوگئی صبح بیدار ہو کر میں نے یہ خواب اپنی دادی جو کہ صالحہ تھیں اپنی والدہ اور والد کو بتایا ان سب نے مجھے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ اے فرزند مشائخ ترک سے تجھے ایک حصہ پہنچے گا چنانچہ میں اس درویش کا دائم طالب ہو گیا یہاں تک کہ ایک روز بخارا کے بازار میں ان سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان کی صورت پہچان لی ان سے نام پوچھا تو معلوم ہوا کہ ان کا نام خلیل ہے اس وقت مجالست و مکالمت نہ ہو سکی جب میں گھر پہنچا تو ایک قاصد میرے پاس آیا کہ تمہیں خلیل درویش طلب فرما رہے ہیں میں صد خوشی لے کر ان کے پاس پہنچا اور میں نے چاہا کہ اپنے خواب کو

---

[1] عبدالرحمن چشتی۔ مرآۃ الاسرار، ناشر: ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ اردو بازار لاہور صفحہ ۵۳۴

ان سے بیان کروں انہوں نے زبان ترکی میں مجھ سے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے وہ سب ہمارے سامنے عیاں ہے یہ سن کر میری حالت دیگر ہوگئی میرا دل ان کی رفاقت کی طرف مائل ہوا پھر ان کی صحبت میں احوال شگرف چیز ہائے غریب اور امور عجیب کا مشاہدہ کیا کچھ عرصے بعد ماوراء النہر کی بادشاہت انہیں سپرد کی گئی اور پھر ان کی ملازمت وخدمت پر مامور کیا گیا اس ملازمت میں بھی بزرگی کی چیزوں کا مشاہدہ کیا اور مجھ پر بہت زیادہ شفقت فرماتے کبھی نرمی کے ساتھ اور کبھی سختی سے مجھے خوب آداب سکھایا اس جہت سے مجھے بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوا جو کہ مقام سیر وسلوک میں بہت کام آیا اس خدمت کی مدت چھ ماہ رہی پھر رعایت آداب سلطنت کے ملازمین دوران کی صحبت محرم کے خلا میں ان کی مملکت کی مدت ھباء منثورہ (باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے) پھر مجھے رخصت کر کے بخارا کے نواحی دیہاتوں میں سے ایک دیہات میں اشتغال فرمایا'' [1]

مکتوبات اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ خلیل اتا رحمتہ اللہ علیہ کا کشف روحانی کتنا عظیم تھا ان کی روحانی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے بھی ان سے کسب فیض کیا یہی وجہ ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ان سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور نہایت عزت واحترام سے ان کا ذکر کرتے تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے نہ صرف یہ کہ خود ان سے فیض حاصل کیا بلکہ اپنے فرزند معنوی اور خلیفہ برحق حضرت سید عبدالرزاق نورالعین کو بھی حضرت خلیل اتا کی خدمت میں لے کر گئے اور ان سے مستفیض کروایا حضرت نظام یمنی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب لطائف اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

''بعد ازاں (سید عبدالرزاق) بخلیل اتا بردیم ایشان نیز بعنایت و التفات صوری و معنوی مخصوص ساختند، ترجمہ: اس کے بعد سید عبدالرزاق کو خلیل اتا کے پاس لے گیا انہوں نے بھی ظاہری اور باطنی عنایات والتفات سے نوازا'' [2]

---

[1] سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی جلد اول۔ مترجم مولانا سید ممتاز اشرفی، ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار سیکٹر ۱۲ اورنگی ٹاؤن کراچی صفحہ ۱۲۵

[2] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۳۸۷۔

وصال مبارک:

حضرت خلیل آتا رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ۵۸۲ھ یا ۸۸۲ھ میں ہوا لیکن ان دونوں میں کسی کو درست قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اس میں محققین کا اختلاف ہے صاحب خزینۃ الاصفیاء نے جو قطعہ تاریخ لکھا ہے وہ یہ ہے

چو پیوست با احکم الحاکمین — حکیم جہاں اہل حکمت حکیم
بخواں ''آفتاب زماں'' ۵۸۲ھ — دگر ہم بدان اہل حکمت حکیم ۵۸۲ھ [۱]

آپ کا مزار پُر انوار موضع ''آق'' فورعان میں ہے۔

(۸) حضرت میر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ:

کاشف اسرار ربانی واقف راز ہائے نہانی حضرت میر سید علی ہمدانی قدس سرہ کا شمار ان اکابرین طریقت میں ہوتا ہے جو علم ظاہری و باطنی دونوں کے جامع تھے آپ کی ولادت ہمدان میں ہوئی اسی لئے آپ کے نام کے ساتھ ہمدانی لکھا جاتا ہے تاریخ ولادت ۱۳۱۴ء ہے جو صرف ایک کتاب میں درج ہے بقیہ کتب میں صرف مختصر حالات ملتے ہیں آپ کے والد گرامی کا نام سید شہاب الدین تھا جو ہمدان میں ایک بڑے عہدے پر فائز تھے لیکن اس کے باوجود نہایت نیک اور متقی انسان تھے آپ نے وقت کے عظیم بزرگ حضرت شیخ شرف الدین محمود بن عبداللہ مزدقانی کے دست مبارک پر بیعت کی ابتدائی عمر میں آپ حضرت سید علاؤ الدین رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے جو آپ کے ماموں تھے انہوں نے راہ طریقت کی ابتدائی منازل میں آپ کی راہنمائی فرمائی آپ نے بہت سے بزرگوں سے فیض حاصل کیا جن میں حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کا نام بھی قابل ذکر ہے بعض کتب میں لکھا ہے کہ آپ چھ سال ان کی صحبت میں رہے (واللہ اعلم) ان کے علاوہ آپ نے حضرت قطب الدین یحییٰ جامی نیشاپوری اور تقی الدین علی دوستی سمنانی سے بھی فیض حاصل کیا یہ دونوں حضرات حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

''آپ نے شیخ شرف محمود کی طرف رجوع کیا اور عرض کیا کہ کیا فرمان ہے انہوں نے باطن کی طرف متوجہ

---

[۱] مفتی غلام سرور لاہوری خزینۃ الاصفیاء ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۳۹

ہوکرفرمایا فرمان یہ ہے کہ تم دنیا کی سیر کرو۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ آپ نے اپنے شیخ کی اجازت سے تین مرتبہ ربع مسکون (ساری دنیا) کی سیر کی اور ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ کی صحبت حاصل کی چار سو اولیاء اللہ کو ایک مجلس میں دیکھا اور سب مشائخ سے کسب فیض کیا اور ان مشائخ سے چار سو کلمات جمع کیے جس کا نام آپ نے اوراد فتحیہ رکھا ہے اوراد فتحیہ کے وظائف تمام کاموں کے لئے نہایت مجرب ہیں'' [1]

مراۃ الاسرار کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید علی ہمدانی نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ شرف الدین محمود بن عبداللہ مردقانی کے حکم سے پوری دنیا کی سیاحت کی اور کثیر تعداد میں مشائخین طریقت سے فیض حاصل کیا سید اشرف جہانگیر سمنانی بھی ایک سفر میں آپ کے ہمراہ تھے انہوں نے مکتوبات اشرفی میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس سفر میں جو روحانی نعمتیں اور فیوض و برکات حاصل ہوئے ان کو بیان کیا ہے ڈاکٹر وحید اشرف مکتوبات کے حوالے سے یہ عبارت نقل کرتے ہیں ''ایں درویش در روئے زمین ربع مسکون و در صحرائے ربع مشحون بسیار سیر کردہ بلکہ در ملازمت علی الثانی حضرت میر سید علی ہمدانی یک مرتبہ ہر چہار گوشہ روئے زمین و مآثر و اکابر بسیار و یمین دیدہ و از ہر باغی گلی چیدہ''۔

ترجمہ: اس درویش نے روئے زمین کی سیر کی بلکہ ایک بار علی ثانی حضرت میر سید علی ہمدانی کی ملازمت میں زمین کے چاروں گوشے (مراد عالم اسلامی) دیکھے اور اکابر مشائخ سے ملاقات کی اور ہر باغ سے گل چینی کی۔ [1]

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ''حضرت قدوۃ الکبری می فرمودند کہ سید علی ہمدانی جامع بودہ است در علم ظاہری و باطنی شیخ شرف الدین محمود گفت کہ فرمان چیست؟ وی توجہ کردہ گفت کہ فرمان آنست کہ اقصای عالم بگردے سہ نوبت ربع۔ مسکون را سیر کردہ یکبار چون آفتاب گرد گیتی گشت۔ ایں فقیر اشرف است برکاب او چوں ذرہ میگردد و دیدے از فوائد سلوک و موائد ملوک و مواجد و اذواق کہ از حضرت سید یافتم اگر ہر سر موے لسان گردد شکر او از ہزار یکی نتوانم گردید۔

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ سید علی ہمدانی علم ظاہری و باطنی کے جامع تھے شیخ شرف الدین محمود سے انہوں نے پوچھا کیا حکم ہے انہوں نے مراقبہ کیا اور اس کے بعد فرمایا حکم یہ ہے کہ دنیا کا سفر کرو

---

[1] شیخ عبدالرحمن چشتی۔ مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ اردو بازار لاہور صفحہ ۱۰۳۱

تین بار انہوں نے دنیا کا سفر کیا اور ایک بار آفتاب کی طرح زمین کے گرد گھومے یہ فقیر اشرف ان کی رکاب میں ذرہ کی طرح گھومتا رہا اور سلوک کے بہت سے فائدے حضرت سید سے حاصل کیے اگر جسم کا ہر بال زبان ہوجائے اور ان کے احسانات کا شکریہ ادا کرے تو ہزار بال بھی ان کے ایک احسان کا شکریہ ادا نہ کرسکیں“ [۱]

مکتوبات اشرفی اور لطائف اشرفی کی ان عبارتوں سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے دل میں حضرت سید علی ہمدانی کا کتنا احترام تھا اور جو فیض انہوں نے سید علی ہمدانی سے حاصل کیا اس کو وہ ان کا بہت بڑا احسان سمجھتے تھے اسی لئے انہوں نے لکھا کہ اگر میرے جسم کا ہر بال زبان ہوجائے اور ان کا شکریہ ادا کرے تو بھی ان کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں ہوسکتا ایک مرتبہ سید علی ہمدانی نے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے فرمایا میں نے ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ کی صحبت دریافت کی اور ہر ایک سے میں نے فائدہ اٹھایا ان فوائد میں فرزند اشرف تمہارا بھی حصہ ہے۔ اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی پر بھرپور توجہ دی اور انہیں روحانیت سے وافر حصہ عطا فرمایا۔ لطائف اشرفی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر علمی مجلسوں میں یہ دونوں حضرات ایک ساتھ شریک رہے مثلاً حضرت عبدالرزاق کاشانی کی خدمت میں جب تصوف کے اسرار و رموز پر گفتگو ہورہی تھی اس وقت یہ دونوں حضرات موجود تھے اسی طرح حضرت امام عبداللہ یافعی کی مجلس میں نظریہ وحدۃ الوجود پر گفتگو ہے، دوران بھی یہ حضرات شریک محفل تھے۔

کشمیر میں تبلیغ اسلام:

حضرت سید علی ہمدانی نے پوری دنیا کا سفر کیا اور اس دوران تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا لیکن بطور خاص آپ نے جس علاقے کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا وہ شہر کشمیر ہے آپ کی آمد سے قبل کشمیر کی حالت بہت ابتر تھی یہاں کفر کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی لوگ اسلام سے دور تھے اور جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہے تھے ان کے نام اسلامی تھے لیکن کام کافروں جیسے تھے ان کی وضع قطع اور لباس بھی ہندوانہ تھے خود بادشاہ کا یہ حال تھا کہ اس نے دو بہنوں سے شادی کر رکھی تھی غرضیکہ وزراء امراء اور رعایا سب ہی

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۵۴۔

اسلامی تعلیمات سے بالکل بے بہرہ تھے جب آپ کشمیر تشریف لائے تو آپ نے باقاعدہ تبلیغ فرمائی لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کیا انہیں حلال وحرام کے متعلق بتایا آپ نے صرف رعایا ہی نہیں بلکہ بادشاہ وقت کو بھی تبلیغ فرمائی آپ کی تبلیغ کا یہ اثر ہوا کہ سلطان قطب الدین نے دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دے دی اور دوسری سے دوبارہ نکاح کر لیا اس نے آپ کے حکم سے غیر اسلامی لباس اتار کر اسلامی لباس پہن لیا اور اسلامی طریقے سے زندگی گزارنے لگا بادشاہ کے عمل کا رعایا پر بھی اثر ہوا اور سب نے اسلامی شعائر کی پابندی شروع کر دی اس طرح آپ کی تبلیغ سے کشمیر میں اسلام کا نور پھیلا اور لوگ سچے و پکے مسلمان بن گئے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ کشمیر میں آج جو اسلام نظر آرہا ہے وہ آپ ہی کی کوششوں اور تبلیغی خدمات کا نتیجہ ہے اگرچہ کشمیر میں بہت سے بزرگان دین نے تبلیغ فرمائی لیکن اس سلسلے میں اولیت سید علی ہمدانی ہی کو حاصل ہے کیونکہ مورخین کے مطابق تبلیغ اسلام کی غرض سے کشمیر میں داخل ہونے والے پہلے بزرگ ہیں۔

تصانیف:

حضرت سید علی ہمدانی نے تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر کا سلسلہ بھی جاری رکھا آپ نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں لیکن ان کی تعداد سے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ کتنی ہیں کیونکہ ان کی تفصیل نہیں ملتی مراۃ الاسرار اور لطائف اشرفی میں صرف تین کتب کے نام ملتے ہیں وہ یہ ہیں (۱) اسرار نقطہ شرح اسماء اللہ۔ (۲) شرح فصوص الحکم (۳) شرح قصیدہ خمریہ فارضیہ

وصال مبارک:

آپ کے وصال کے متعلق صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ ''آپ زیارت بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ کے راستے روانہ ہوئے لیکن راستے میں کردسواد کی ولایت میں ۶ ذوالحجہ ۷۸۶ھ کو وفات پائی وہاں سے آپ کے مریدین نعش کو ختلان لے گئے جو بدخشاں کے نواح میں ہے اور وہیں دفن کر دیا بسم اللہ الرحمن الرحیم آپ کی تاریخ وفات ہے۔ سید ماعلی ثانی بھی تاریخ وفات ہے آپ کا مزار ختلان میں قبلہ حاجات ہے''[1]

---

[1] عبدالرحمن چشتی از مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۱۰۳۲۔

(۹) حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہ:

واقف اسرار خفی وجلی حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہ صحیح النسب سید تھے آپ کا سلسلہ نسب حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے ملتا ہے۔ تاریخ ایران کے مطابق آپ کی ولادت ۷۳۰ھ میں حلب میں ہوئی۔ [۱]

آپ نے حضرت امام عبداللہ یافعی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور پھر ان کی زیر نگرانی راہ سلوک کی منازل طے کیں ان کے علاوہ بھی آپ نے بہت سے مشائخ سے کسب فیض کیا ان مشائخ میں حضرت صدرالدین شیرازی کا نام قابل ذکر ہے جو اپنے وقت کے بلند پایہ بزرگ تھے آپ نے چلہ کشی کے لئے بلخ میں ایک پہاڑ منتخب کیا۔ یہ پہاڑ رجال اللہ کی منزل گاہ مشہور ہے آپ فرماتے ہیں۔

ظاہرم اندر کہستان باطنم در کوہ صاف

صوفیان صاف را صد مرحبا باید زدن

ترجمہ: میرا ظاہر یعنی جسم کوہستان میں ہے اور باطن کوہ پاک میں یعنی ذات حق میں ہے لہذا صوفیان پاک کو صد آفرین۔ اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے آپ سے فیض حاصل کیا اس کا ذکر انہوں نے لطائف اشرفی میں بھی کیا ہے۔ حضرت نظام یمنی رحمتہ اللہ علیہ آپ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”حضرت قدوۃ الکبریٰ می فرمودند کہ مراد از منہج اول سفر اول باشد و حضرت شاہ نعمت اللہ ولی می فرمودند ہدایت سالک است در آغاز سلوک در ایں مختص ہر چہ از پارسی مذکور میگردد ہمہ از شاہ است کہ این گدا آوردہ است وبعضی از اصطلاع کبیر حضرت شیخ صدرالدین قونیوی قدس اللہ سرہ۔

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے منہج اول سے مراد سفر اول ہے اور حضرت شاہ نعمت اللہ ولی فرماتے تھے کہ آغاز سلوک میں سالک کی ابتداء ہے اس فصوص (اصطلاحات صوفیہ) میں جو رسالہ زبان فارسی میں مذکور ہے وہ سب شاہ نعمت اللہ ولی سے منقول ہے جسے اس گدا نے ان سے حاصل کیا اور بعض اصطلاح حضرت شیخ صدرالدین قونیوی سے منقول ہے۔ [۲]

---

[۱] ڈاکٹر عبداللہ رازی۔ تاریخ کامل ایران۔ ناشر کاظم کاظم زادہ ایرانشہر۔ خیابان دکتر علی شریعتی تہران صفحہ ۳۹۴۔

[۲] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۱۵۶۔

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے حضرت شاہ نعمت اللہ ولی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے اور سید اشرف نے ان سے سلوک کی تعلیم حاصل کی حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہ شاعرانہ ذوق بھی رکھتے تھے اور اشعار میں بڑے اسرار و رموز بیان فرماتے تھے اس کا ثبوت آپ کے یہ اشعار ہیں جو مراۃ الاسرار میں موجود ہیں آپ فرماتے ہیں۔

نعمت اللہ ہست دائم با خدا
نعمت از اللہ کے باشد جدا

ترجمہ: نعمت اللہ ہر دم با خدا رہتا ہے۔ نعمت خدا کب خدا سے جدا ہو سکتی ہے۔ یعنی نعمت عطا کرنا حق تعالیٰ کی صفت ہے اور صفت موصوف ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔ آپ نے اکثر شعر اہل بیت کی مدحت میں کہے ہیں۔ چنانچہ چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

دوشینہ بما درے کشودند   اسرار نہاں بمن نمودند
ما عاشق آل مصطفےٰ ایم   پیوستہ گدائے مرتضیٰ ایم
داریم وفا بہ آل حیدر   تا ظن نہ بری کہ بے وفا ایم
بے گانہ شدیم از خوارج   ما مست زبادہ خدا ایم
در میکدہ شو چو نعمت اللہ   ما مست زبادہ خدا ایم
تا ہست علی امام عالی است   بر مملکت دو کون والی است

ترجمہ: گذشتہ رات مجھ پر دروازہ کھولا گیا اور پوشیدہ رازوں سے مجھے آگاہ کیا گیا ہم آل مصطفےٰ کے عاشق ہیں اور ہمیشہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے در کے گدا ہیں ہم آل حیدر کے وفادار ہیں تو یہ گمان نہ کر کہ ہم بے وفا ہیں ہم خارجیوں سے بے گانہ ہیں کیونکہ آل علی کے دوست ہیں میخانہ میں تو بھی نعمت اللہ کی طرح مست ہو جا کیونکہ ہم خدائی شراب سے مست ہیں یعنی مست مئے وحدت۔ جس طرح ہمیں ازل سے دیکھایا گیا ہے ہم بھی خلق کو اسی طرح دیکھاتے ہیں یعنی جو امور مجھ پر ظاہر ہوئے ہم نے خلق پر ظاہر کر دیئے۔ جب تک علی کرم اللہ وجہہ امام عالی مقام ہیں اور دو جہاں کے بادشاہ ہیں۔[1]

---

[1] عبدالرحمن چشتی از مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۱۰۹۰۔۱۰۹۱

ان اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ آپ طریقت میں کتنے ڈوبے ہوئے تھے اور اہل بیت سے عشق رکھتے تھے نیز ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سربستہ راز بھی عطا فرمائے تھے جن کے آپ امین تھے اور یہ آپ کے مقرب باللہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ خدا جس کو اپنا قرب عطا فرماتا ہے اسی پر اپنے راز منکشف فرماتا ہے۔

کتب:

آپ کے کلام کے جو نمونے پیش کئے ہیں یہ صرف مراۃ الاسرار میں ہی ملتے ہیں اس کے علاوہ کسی کتاب میں مفصل حالات زندگی اور اشعار نہیں ہیں لطائف اشرفی میں اور دیگر کتب میں صرف مختصر حالات پر ہی اکتفا کیا گیا ہے اشعار کی روانی سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ پورا کلام ہوگا لیکن وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ آپ کا پورا کلام موجود ہے یا صرف چند اشعار ہیں (واللہ اعلم) صاحب مراۃ الاسرار نے ایک رسالے کا بھی ذکر کیا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کلمات کی شرح میں آپ نے لکھا تھا لیکن اس کا نام درج نہیں ہے۔

وصال مبارک:

آپ کا وصال باختلاف روایت ۸۲۷ھ یا ۸۳۴ھ میں ہوا یہ دور غالباً مبارک مرزا شاہ رخ بن امیر تیمور کا تھا آپ کا مزار مبارک قصبہ باماں میں مرجع خلائق ہے اور آج بھی لوگ مزار پر انوار سے فیوض وبرکات حاصل کر رہے ہیں۔

(۱۰) حضرت میر صدر جہاں قدس سرہ:

صدر اولیائے جہاں حضرت میر صدر جہاں قدس سرہ اپنے وقت کے عظیم بزرگ گزرے ہیں آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے علم وفضل اور روحانیت میں آپ کا مقام بہت بلند تھا بادشاہ وقت سلطان ابراہیم آپ کا بے حد احترام کرتا تھا اور آپ کی خدمت میں اکثر تحائف بھیجا کرتا تھا آپ ہمیشہ عبادت وریاضت میں مصروف رہتے تھے آپ نے راہ طریقت طے کرنے کے لئے اپنا رہبر حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ کو بنایا اور ان کے دست مبارک پر بیعت کی۔

بیعت کا واقعہ:

''میر صدر جہاں نے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے مرید ہونا چاہا آپ نے فرمایا تمہارے لئے ایک دوسرے بزرگ ہیں اور میرا کام یہ ہے کہ میں انہیں عربستان سے ہندوستان لے آؤں اس کے بعد سید اشرف جہانگیر سمنانی نے حجاز کا قصد کیا پھر وہاں سے حضرت بدیع الدین مدار کے ہمراہ واپس ہوئے آپ کا قیام کالپی میں تھا میر صدر جہاں نے لکھا کہ کالپی میں آپ کی قدم بوسی کے لئے صرف اس صورت میں حاضر ہوسکتا ہوں کہ ابراہیم شاہ کی ملازمت سے مستعفی ہوجاؤں آپ کا کیا حکم ہے حضرت شاہ مدار نے جواب میں لکھا ملازمت سے استعفیٰ دینے کی ضرورت نہیں میں ہندوستان میں کچھ لوگوں کی تربیت کے لئے مامور کیا گیا ہوں ان میں تمہارا بھی نام ہے میں خود جونپور آؤں گا۔ [1]

اگرچہ اس عبارت میں حضرت شاہ مدار کے جونپور آنے اور آپ کو بیعت کرنے کا ذکر نہیں ہے لیکن قرین قیاس یہی ہے کہ آپ نے جونپور میں ہی ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کی زیرنگرانی منازل سلوک طے کیں حضرت میر صدر جہاں نے تکمیل سلوک کے بعد رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا اور بندگان خدا کو فیض پہنچایا آپ کے بلند مقام کا اندازہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس مکتوب سے لگایا جاسکتا ہے جو مکتوبات اشرفی میں موجود ہے۔ اس میں انہوں نے آپ کے لئے بہت ہی عمدہ اور چمکتے ہوئے الفاظ استعمال کئے ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے مکتوب میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''نتیجہ السادات وسلالتہ النقباء ملجاء الحسب مفخر الاعیان میر صدر جہاں اوصلہ اللہ تعالیٰ باجمل الحقائق و اکمل الدقائق از درویش اشرف سلام مشتاقانہ ودعائے شوق انجام درویشانہ قبول فرمایند''۔

ترجمہ: نتیجہ السادات وسلالتہ النقباء ملجاء الحسب مفخر الاعیان میر صدر جہاں (اللہ تعالیٰ انہیں اجمل حقائق و اکمل دقائق سے منزل مقصود تک پہنچائے)۔ درویش اشرف کی جانب سے سلام مشتاقانہ و دعائے شوق انجام درویشانہ قبول فرمائیں۔ [2]

مکتوبات اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی حضرت میر صدر جہاں کو کتنا محترم جانتے تھے اسی لئے انہوں نے مکتوب میں میر صدر جہاں کو شاندار القابات سے مخاطب فرمایا ہے

---

[1] ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی از حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر سرفراز قومی پریس لکھنؤ صفحہ ۱۲۵۔

[2] سید اشرف جہانگیر سمنانی از مکتوبات اشرفی مترجم مولانا ممتاز اشرفی۔ ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار سیکٹر ۱۲، اورنگی ٹاؤن کراچی صفحہ ۲۱۹۔

مکتوب میں حضرت میر صدر جہاں نے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے ایک مسئلہ دریافت کیا تھا جو فصوص الحکم کی ایک عبارت سے متعلق تھا اس سوال کے جواب میں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے یہ مکتوب تحریر فرمایا تھا آپ نے اس مکتوب میں مسئلہ کو پوری طرح واضح فرمایا ہے خط طویل ہے اس لئے صرف اس کا ایک حصہ ملاحظہ فرمایئے آپ لکھتے ہیں ''نامہ ونمیقہ برادر میں حقائق مضمون کے استفسار سے متعلق جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہے وہ فصوص الحکم کے غوامض کے کشف اسرار الٰہی وشرف انوار نامتناہی کو علمائے ظاہر وفضلائے باہر اس میں چنداں مہارت نہیں رکھتے اور نا اسے تجویز فرماتے ہیں آں برادر نے طائفہ علیہ سے ایک ماہر وزمرہ علیہ سے ایک مدرک کے درمیان مسئلہ ھذا کو رکھا ہے۔ [۲]

اس مکتوب میں آپ نے طریقت کے بڑے اسرار و رموز بیان فرمائے ہیں اور معرفت وحقیقت کی عجیب و غریب باتیں کیں ہیں اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں بزرگوں میں بڑے گہرے روابط تھے اور خط و کتابت بھی تھی حضرت میر صدر جہاں کے نام مکتوباتِ اشرفی میں ایک اور خط بھی ملتا ہے اس میں بھی سید اشرف جہانگیر سمنانی نے طریقت کے اہم نکات بیان فرمائے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دونوں حضرات علم ظاہر و باطن کے جامع تھے اور ایک دوسرے کا بے حد احترام کرتے تھے حضرت میر صدر جہاں رحمتہ اللہ علیہ نے پوری زندگی تبلیغ دین میں گزاری آپ کے وصال کے متعلق لطائف اشرفی اور دیگر کتب میں کوئی تذکرہ نہیں ہے سب نے صرف حالات وواقعات ہی لکھے ہیں۔

۱۱) حضرت خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ مقتدائے سالکان طریقت اور واقف اسرار حقیقت تھے آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخاری ہے۔ خواجہ محمد پارسا کے نام سے مشہور ہوئے اس لقب پارسا کی وجہ تسمیہ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے لکھی ہے وہ یہ ہے ''پہلے دن خواجہ نقشبند اپنے گھر میں تشریف فرما تھے خواجہ پارسا گھر کی دہلیز پر گئے دستک دی اور دروازے کے باہر کھڑے ہو گئے اسی دوران خواجہ کی ایک کنیز باہر سے آئی اور گھر کے اندر گئی آپ نے اس سے پوچھا کہ باہر کون ہے تو وہ بولی ایک متقی و پارسا صورت شخص باہر کھڑا ہے آپ نے فرمایا فی الحقیقت ''پارسا'' ہے اور اب اس کا نام بھی اب پارسا ہی ہوگا بعد میں

---

[۱] سید اشرف جہانگیر سمنانی از مکتوبات اشرفی مترجم مولانا ممتاز اشرفی۔ ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار سیکٹر ۱۲ اورنگی ٹاؤن کراچی۔ صفحہ ۲۱۹۔

باہر تشریف لائے اور فرمایا تمہارا نام ہم نے پارسا رکھا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ تم اسم بامسمّیٰ بنو گے اس دن سے خواجہ محمد پارسا کہلانے لگے اور اسی نام سے مشہور ہوگئے۔ [1]

خزینۃ الاصفیاء کی اس عبادت سے اندازہ ہوتا ہے کہ یقیناً آپ کا چہرہ نہایت خوبصورت اور پُر نور ہوگا جبھی اس کنیز نے دیکھتے ہی کہا کہ ایک متقی و پارسا شخص باہر کھڑا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کے چہروں پر نور ولایت ہوتا ہے جسے دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ یہ اللہ کا ولی ہے۔ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۷۵۶ھ میں ہوئی آپ نے سلوک کی تعلیم حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی پھر حضرت خواجہ نے آپ کو اجازت وخلافت بھی عطا فرمائی اسی لئے آپ کا شمار حضرت خواجہ نقشبند کے مشہور خلفاء میں ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر خصوصی توجہ فرمائی اور ظاہری و باطنی نعمتیں آپ کو عطا فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا ”جو امانت اور حق خلفاء خاندان خواجگان قدس اللہ اسرارہم سے اس ضعیف کو پہنچا ہے اور جو کچھ اس راہ میں ہم نے کسب سے حاصل کیا ہے اس کو ہم تجھے سونپتے ہیں جیسا کہ برادر دینی مولانا عارف قدس سرہ نے تم کو سونپا۔ تم اس امانت کو قبول کرو اور اسے خلق خدا تک پہنچاؤ خواجہ پارسا نے بہت کچھ عاجزی کی اور اس کو قبول کیا نیز حضرت خواجہ نے آپ سے فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ تھا وہ تم لے گئے“۔ [2]

خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنے مشائخ ماسبق سے جو کچھ حاصل کیا وہ سب حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمادیا اور ان پر ایسی خصوصی توجہ فرمائی کہ انہیں علم ظاہر و باطن کا جامع بنادیا اگر انہیں حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا مظہر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا آپ کی کرامات تو بے شمار ہیں لیکن ایک کرامت جس کو تقریباً سبھی مؤرخین نے ذکر کیا وہ یہ ہے کہ۔

”رشحات میں لکھا ہے کہ جس وقت مرزا خلیل بن میران شاہ بن امیر تیمور سمرقند میں بادشاہ تھا اس زمانے میں مرزا شاہ رخ بن امیر تیمور سلطنت خراسان کا بادشاہ تھا خواجہ محمد پارسا کبھی کبھی مسلمانوں کی مشکلات دور کرنے کے لئے مرزا شاہ رخ کو خط لکھا کرتے تھے یہ بات مرزا خلیل کو ناگوار گزری اور بعض حاسدین کی

---

[1] مفتی غلام سرور لاہوری، از خزینۃ الاصفیاء، ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، صفحہ ۷۸۔

[2] علامہ بدر الدین سرہندی، از حضرات القدس، ناشر مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ، صفحہ ۲۲۴۔

ریشہ دوانیوں سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ مرزا خلیل نے کسی کو بخارا بھیج کر حکم دیا کہ خواجہ محمد پارسا کو صحرا کی طرف نکال دیا جائے خواجہ نے فرمایا بہت اچھا پہلے میں اپنے پیروں کے مزارات کا طواف کرتا ہوں پھر چلا جاؤں گا چنانچہ آپ نے گھوڑا طلب فرمایا اور سوار ہو کر خدام کے ساتھ قصر عارفان گئے اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور کچھ دیر مراقب رہ کر خوش وخرم باہر تشریف لائے اس کے بعد موضع سوخاری جا کر میر کلاں کے مزار کی زیارت کی اور گھوڑے پر سوار ہو کر ایڑھی لگائی اور باہر تشریف لا کر خراسان کی طرف روانہ ہو گئے اور یہ شعر کہا!

ہمہ را زیروزبر کون نہ زبر ماند و نہ زیر
تا بدانند کہ امروز دریں میدان کیست

ترجمہ: سب کو زیروزبر کردے نہ نیچے والا رہے نہ اوپر والا تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ مرد میدان کون ہے۔ وہاں سے واپس ہو کر گھر تشریف لے گئے اس کے فوراً بعد مرزا شاہ رخ کی فوج آ گئی اور ایلچی نے مرزا خلیل سے کہا کہ ابھی میدان جنگ مقرر کرو۔ میں آ رہا ہوں تھوڑی دیر مرزا شاہ رخ نے آ کر مرزا خلیل کو قتل کر دیا۔ [1]

اس قسم کی بہت سی کرامات مشہور ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ مقرب باللہ تھے اور جو آپ کی زبان سے نکل جاتا تھا وہی ہو جاتا تھا آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے لطائف اشرفی میں خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سید اشرف جہانگیر سمنانی کا ایک قول ملتا ہے فرماتے ہیں ” حضرت قدوۃ الکبریٰ می فرمودند کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ سرہ میگفتند کہ مرا در ہدایت حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ بہ تقلید خود امر کردند حق تعالیٰ مرا از آن حضیض تقلید بذروۂ تحقیق رسانید“۔

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے مجھے شروع میں خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ نے اپنی تقلید کا حکم دیا حق تعالیٰ نے مجھکو اس تقلید سے تحقیق کی اس بلندی تک پہنچا دیا سید اشرف جہانگیر سمنانی نے خواجہ پارسا کے اس قول کا ذکر اس سلسلے میں کیا ہے کہ شیخ کی تقلید بغیر شیخ کی اجازت کے نہیں کرنا چاہیے ،،۔ [2]

---

[1] شیخ عبدالرحمن چشتی از مراۃ الاسرار۔ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۱۰۷۔

[2] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۱۵۲۔

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یقیناً سید اشرف جہانگیر سمنانی نے خواجہ محمد پارسا کی صحبت میں روبرو فیض حاصل کیا ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ یہ قول جو انہوں نے نقل کیا ہے خواجہ محمد پارسا نے ان کی موجودگی میں ہی کہا ہو کیونکہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے کسی سے سنا ہے بلکہ یہ فرمایا کہ خواجہ محمد پارسا کہتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا یہ قول سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان سے سن کر نقل کیا ہے (واللہ اعلم)

وصال مبارک: حضرت محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد کے حکم سے رشد و ہدایت کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اسے آخری دم تک جاری رکھا آپ نے ۷۳ تہتر سال کی عمر پائی۔ ''آپ کی وفات مدینہ طیبہ میں جمعرات کے روز چہار جمادی الآخر ۸۲۲ ہجری کو ہوئی مولانا شمس الدین مناری رحمتہ اللہ علیہ نے اہل مدینہ اور ہر قافلے والوں نے آپ کے جنازے کی نماز پڑھی آپ کا مزار پُر انوار جنت البقیع میں امیر المومنین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کے قریب واقع ہے''[1]

جنت البقیع میں جتنے مزارات تھے نجدی حکومت نے وہ سب ڈھا دیئے اور اب کوئی مزار سلامت نہیں ہے بلکہ نام و نشان تک باقی نہیں ہے خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک بھی انہی مقدس مزارات میں سے ہوگا ان کی عظمت و رفعت کے لئے ایک یہی بات کافی ہے کہ جوار رسول ﷺ میں آرام فرما ہیں۔

صاحب خزینۃ الاصفیاء نے قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے۔

بادشاہ دین محمد پارسا۔ عارف حق پارسائے با کمال
چون ازیں دنیا بجنت رخت بست۔ ہست محی الدین تخی سال وصال [2]

(۱۲) حضرت شیخ قوام الدین قدس سرہ:

رازہائے سربستہ کے امین پیشوائے اہل یقین اولیاء و بزرگان دین حضرت شیخ قوام الدین قدس سرہ اپنے وقت کے مشائخین میں منفرد مقام رکھتے تھے تقویٰ و پرہیز گاری اور ریاضت و مجاہدے میں اپنی مثال آپ تھے آپ نے حضرت سید نصیر الدین روشن چراغ دہلوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور ان کی صحبت میں رہے پیر و مرشد نے خصوصی توجہ فرمائی اور طریقت کی تعلیم دی اس

---

[1] علامہ بدر الدین سرہندی از حضرات القدس۔ ناشر مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ۔ صفحہ ۲۲۶۔

[2] مفتی غلام سرور لاہوری از خزینۃ الاصفیاء۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔ صفحہ ۸۱۔

کے بعد آپ حضرت سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کئی برس ان کی صحبت میں رہے اور ان کی زیر نگرانی ریاضت ومجاہدے کئے حضرت مخدوم جہانیاں نے نہ صرف آپ کی روحانی تربیت فرمائی بلکہ تکمیل روحانیت کے بعد آپ کو خلافت بھی عطا فرمائی اور دیگر روحانی نعمتوں سے مالا مال کر دیا ان کے علاوہ آپ نے بہت سے مشائخ سے فیوض وبرکات حاصل کئے اور ان کی صحبت اختیار کی ان میں حضرت صدرالدین راجو قتال قدس سرہ کا نام قابل ذکر ہے کیونکہ آپ ان کے محرم راز تھے اور ان کی صحبت میں رہا کرتے تھے آپ سخی تھے جب کوئی سائل آپ سے کچھ طلب کرتا آپ فوراً عطا فرما دیتے۔ ''ایک مرتبہ آپ خانقاہ سے باہر نکلے کیا دیکھتے ہیں ایک کتا بھوک کے مارے بے چین پڑا ہے آپ نے بلند آواز دے کہا میں اپنے سات حج دو روٹی کے عوض فروخت کرتا ہوں کوئی ہے خریدنے والا ایک آدمی آ گیا آپ نے سات حج کے بدلے اس سے چند روٹیاں لے کر کتے کے آگے ڈال دیں'' ۱؎ اس سے آپ کی سخاوت کا اندازہ ہوتا ہے حضرت شیخ قوام الدین ادھمی قدس سرہ بلند پایہ بزرگ تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے آپ سے ذکر کی تعلیم حاصل کی۔ چنانچہ انہوں نے اس کا ذکر لطائف اشرفی میں کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ''ایں فقیر چوں بشرف ملازمت شیخ قوام الدین ادھمی مشرف شدوی مرا امر کرد در راہ و خانہ بذکر جلی۔ بناء بریں امر مداومت مینمائم در سفر وحضر مرویرا اگر چہ بعضی معاندان بسبب اقدام ایں امر کمر انکار بستہ در معرض جدل بودہ اند''۔

ترجمہ: یہ فقیر جب شیخ اقوام الدین ادھمی کی ملازمت سے مشرف ہوا تو انہوں نے مجھے سفر وحضر میں ذکر جلی کا حکم دیا اسی سبب سے میں سفر وحضر میں اس کی پابندی کرتا ہوں اگر چہ بعض دشمنوں نے اس اقدام کے سبب انکار پر کمر بستہ ہو کر جنگ وجدل کرنا شروع کر دیا۔ ۲؎

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلا کہ حضرت قوام الدین ادھمی قدس سرہ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کو سفر وحضر میں ذکر کی تعلیم دی تھی اور آپ اس پر پوری طرح کار بند تھے اگر چہ اس سلسلے میں بہت سے لوگوں نے آپ سے اختلاف کیا اور یہاں تک کہ جنگ وجدل پر آمادہ ہوئے لیکن سید اشرف جہانگیر سمنانی استقامت کے ساتھ اسی معمول پر ثابت قدم رہے۔ حضرت شیخ قوام الدین نے شیخ محمد مینا کو اپنی

عبدالرحمن چشتی از مراۃ الاسرار۔ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۱۱۰۳۔

۲؎ نظام یمنی لطائف اشرفی حصہ اول فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۱۲۲۔

فرزندی میں لے کر ان کی تربیت فرمائی اور روحانی منازل طے کرائیں آپ کے وصال کے بعد یہی آپ کے جانشین ہوئے اور سلسلہ چشتیہ کو پھیلایا بعض کتب میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ قوام الدین نے وصال سے قبل شیخ محمد مینا کو مخدوم شیخ سارنگ کے سپرد کر دیا تھا انہوں نے ہی تعلیم طریقت کی تکمیل کرائی اور اجازت و خلافت بھی عطا فرمائی۔ (واللہ اعلم)

شیخ قوام الدین کا وصال لکھنو میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق اور منبع فیوض و برکات ہے۔

(۱۴) حضرت خواجہ احمد قطب الدین چشتی قدس سرہ:

راہنمائے سالکین پیشوائے عاشقین رہبر دین متین حضرت خواجہ احمد قطب الدین چشتی قدس سرہ جامع کمالات شخصیت تھے آپ اپنے والد حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہ کے جانشین تھے علم و فضل اور روحانیت میں بلند مقام ہونے کے باوجود نہایت منکسر المزاج شخصیت تھے ہر ایک سے شفقت و محبت سے پیش آتے تھے آپ نے طریقت کی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی اور انہی سے خلافت و اجازت بھی پائی ان کے وصال کے بعد مسند رشد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا آپ نے اپنی علمیت اور کرامات کے ذریعے ہزاروں انسانوں کو راہ ہدایت دکھائی اور مشرف بہ اسلام کیا آپ کی ذات بابرکات سے سلسلہ چشتیہ کو بڑا فروغ حاصل ہوا آپ عاشق رسول تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ "ایک رات آنحضرت ﷺ نے آپ سے خواب میں فرمایا کہ اے احمد اگر تو ہمارا مشتاق ہے تو ہم بھی تمہارے مشتاق ہیں صبح ہوتے ہی آپ چپکے سے زیارت حرمین شریفین کے لئے روانہ ہو گئے آپ نے اس حالت میں سفر کیا کہ کسی نے آپ کو نہ پہچانا ارکان حج ادا کرنے کے بعد آپ فوراً مدینہ منورہ پہنچے اور چھ ماہ تک وہاں مقیم رہے کہتے ہیں کہ آپ کے طویل قیام سے روضہ اقدس کے مجاور تنگ آ گئے اور آپ کو تکلیف دینے کے درپے ہو گئے ایک دن روضہ اطہر سے آواز آئی اور سب لوگوں نے سنی کہ تم لوگ جسے تنگ کر رہے ہو وہ ہمارے عاشقوں میں سے ہے"۔[1]

یہ واقعہ بارگاہ رسالت ﷺ میں آپ کی مقبولیت کی دلیل ہے۔

---

[1] شیخ عبدالرحمٰن چشتی از مراۃ الاسرار۔ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۵۱۰۔

آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے انہوں نے لطائف اشرفی میں آپ سے ملاقات کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ''چوں ایں فقیر بشرف زیارت روضہ متبرکہ حضرت خواجہ مودود چشتی قدس اللہ سرہ و مشرف شدہ و بملازمت حضرت قطب مشائخ حضرت خواجہ قطب الدین مخدوزادہ کہ صاحب سجادہ بودند رسید وید کہ ایشان ذکر جہر بحلقہ نشستہ میکردند و می فرمودند کہ از عہد حضرت خواجہ بزرگ الی یومناء ذکر جہر در خاندان قدیم و دودمان کریم سے مشائخ چشت می آید''

ترجمہ: '' جب یہ فقیر حضرت خواجہ مودود چشتی قدس اللہ سرہ کے روضہ متبرکہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور حضرت قطب مشائخ خواجہ قطب الدین مخدوم زادہ جو صاحب سجادہ تھے ان کی ملازمت میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ حلقہ میں بیٹھ کر ذکر جہر کر رہے تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بزرگ کے زمانے سے ہمارے زمانے تک ذکر جہر مشائخ چشت کے خاندان میں ہوتا چلا آیا ہے'' ۔[1]

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ اشرف جہانگیر سمنانی کی ان سے ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ اپنے مریدین کے حلقہ میں ذکر بالجہر کر رہے تھے اور یہ طریقہ اوران کے والد حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے زمانے سے جاری تھا۔ خواجہ احمد قطب الدین نے ۷۷۷ھ میں وصال فرمایا۔

(۱۴) حضرت شیخ بدیع الدین مدار قدس سرہ:

صاحب عزت و وقار۔ غلام سید الابرار واقف اسرار حضرت شیخ بدیع الدین مدار قدس سرہ بزرگان طریقت میں ہم مقام رکھتے تھے۔ آپ کا نام بدیع الدین اور لقب ''قطب مدار'' ہے آپ صحیح النسب سید ہیں آپ کے والد ماجد کا نام سید علی اور والدہ محترمہ کا نام فاطمہ ثانی ہے ان کا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے اس طرح آپ والدہ کی جانب سے حسنی سید ہیں آپ کے سن ولادت کے متعلق اکثر کتب خاموش ہیں لیکن بعض روایات میں سن تاریخ ولادت یکم شوال ۲۴۲ھ بیان ہوا ہے آپ نے اس زمانے کے مشہور بزرگ حضرت طیفور شامی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی (بعض کتب میں ان کا نام طیفور بسطامی آیا ہے) واللہ اعلم۔ پھر آپ نے ان سے

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۱۵۳۔

طریقت کی تعلیم حاصل کی تکمیل روحانیت کے بعد شیخ نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا۔

"حضرت شاہ مدار کا سلسلہ خلافت شیخ طیفور شامی، شیخ یمین الدین شامی، امام عبداللہ علمدار اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان چار واسطوں سے آنحضرت ﷺ تک پہنچتا ہے اولین تین صاحبوں کی عمر تین سو اور چھ سو برس کی بھی بیان کی جاتی ہے مگر تین سو برس کی تصدیق کئی معتبر کتب سے ہوتی ہے۔[۱]

مذکورہ عبارت سے پتہ چلا کہ حضرت شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ طریقت صرف چار واسطوں سے حضور نبی اکرم ﷺ تک پہنچتا ہے اور اس کی وجہ ان بزرگوں کی درازی عمر ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں طویل عمریں عطا فرمائیں کسی کی عمر تین سو برس اور کسی کی چھ سو برس ہوئی اور خود حضرت شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کی عمر باختلاف روایت ۵۹۶ سال تھی یعنی عمریں زیادہ ہونے کی وجہ سے واسطے کم ہو گئے۔ آپ نے تبلیغ دین کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا اور اس مقصد کے لئے دور دراز مقامات کے سفر کئے حج بیت اللہ کے بعد جب آپ مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور مواجہ شریف میں مراقبہ کیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے حکم دیا کہ تم ہندوستان جا کر تبلیغ کرو آپ وہاں سے ہندوستان تشریف لائے اور گجرات میں قیام فرمایا یہیں سے تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا ہزاروں انسانوں کو راہ ہدایت دیکھائی اور لاکھوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا اس کے بعد مختلف شہروں میں قیام رہا اور ہر جگہ رشد وہدایت کا سلسلہ جاری رہا آپ سخت ریاضت ومجاہدہ کرتے تھے عبادت اور ریاضت اور تقویٰ وپرہیزگاری کی وجہ سے آپ کے چہرے پر ایسا نور تھا کہ جو شخص بھی ایک نظر آپ کے رخ انور کو دیکھ لیتا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ اکثر لوگ تو صرف آپ کے چہرے کو دیکھ کر ہی تائب ہوئے اور راہ ہدایت اختیار کی بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ کے حسن وجمال میں نور الٰہی کی جھلک نظر آتی تھی جس کی وجہ سے دیکھنے والا بے اختیار سجدے میں گر جاتا تھا اس لئے آپ چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے۔ آپ کی محفل میں جو بھی آتا آپ کی ایک نظر کیمیا اثر سے تائب ہو کر سچا مسلمان بن جاتا تھا آپ کے خلفاء کی تعداد لاکھوں میں ہے جبکہ مریدین کی تعداد بے شمار ہے روحانیت میں آپ کے بلند مقام کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اکابر اولیاء نے آپ کی صحبت اختیار کی اور فیض حاصل کیا ان میں سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ قاضی حمید الدین ناگوری مولانا حسام الدین مانکپوری اور دیگر جلیل القدر

---

[۱] حافظ عبدالحفیظ قادری بدایونی۔ ماہنامہ ترجمان اہلسنت جلد ۱۲ شمارہ ۱۰ اپریل ۱۹۸۲ء ناشر محمد مینشن مارسٹن روڈ کراچی صفحہ ۲۵۔

بزرگان دین کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک سفر میں آپ کے ساتھ رہے اور فیوض و برکات حاصل کیے اس کا ذکر انہوں نے لطائف اشرفی میں کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ”حضرت شیخ بدیع الدین مدار الملقب بشاہ مدار ایشان نیز اویسی بودہ اندیسی مشرب عالی داشتند وبعضی علوم نوادر از ہیما وسیما کیمیا وریما از ایشان معائنہ شد کہ نادر ایں طایفہ کسی راہ باشد دریک سفر مکہ معظمہ زادھا اللہ تشریفا وتکریما ہم صحبت بودہ ایم واستفادہ بہم دیگر واقع شدہ است“۔

ترجمہ: حضرت بدیع الدین الملقب شاہ مدار بھی اویسی تھی نہایت بلند مشرب رکھتے تھے بعض نادر علوم مانند ہیما وسیما وکیمیا وریما ان سے دیکھے گئے جو کہ اس گروہ صوفیاء میں نادر ہی کسی کو حاصل ہوگا مکہ معظمہ کے ایک سفر میں ہم دونوں ہمراہ تھے اور ایک دوسرے سے استفادہ کیا“۔[1]

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مرید حضرت نظام یمنی لطائف اشرفی میں ایک عبارت نقل کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شاہ مدار نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کو خرقہ بھی عطا فرمایا تھا اور اس کے علاوہ بہت سے روحانی انعامات بھی فرمائے اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی ان کا بے حد احترام کرتے تھے ان دونوں حضرات میں بڑی محبت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب سفر کے اختتام پر ایک دوسرے سے رخصت ہورہے تھے تو سید اشرف جہانگیر سمنانی اور حضرت شاہ مدار کی آنکھیں پُرنم تھیں۔

صاحب مراۃ الاسرار کے مطابق آپ سلطان الہند ولی الہند خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ کے روحانی اشارے پر مانک پور تشریف لائے اور تبلیغ دین شروع کی یہاں آپ کی آمد سے اسلام کا نور پھیلا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے اس کے بعد آپ جونپور تشریف لے گئے وہاں بھی یہ سلسلہ جاری رہا بعض روایات کے مطابق آخری ایام میں آپ نے مانک پور میں ہی مستقل سکونت اختیار کرلی تھی اور یہیں آخری وقت تک رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔

وصال مبارک: ”وصال سے دس دن قبل ۶ جمادی الاولیٰ ۸۳۸ھ کو آپ نے خطبہ دیا جس میں فرمایا! خضر علیہ السلام کے مجھ پر احسانات ہیں وہ میرے مقام استمرار (ہمیشگی) پر بضد ہیں کہ یہ خلعت خاص میرا ہے میں ان سے انکار نہیں کرسکتا لہٰذا میری عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا ہے آپ نے وصال کے بعد کے حالات

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۶۴۔

پر اکتشافی روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا میرے خلفاء دنیا کے ہر گوشے میں موجود ہیں ایک دور ایسا آئے گا کہ میرے دوستوں کو سخت امتحان سے گزرنا ہوگا جو بچیں گے وہ صاحب ایمان ہوں گے اور ان کی شفاعت کا وعدہ میرے نانا حضور ﷺ نے کیا ہے پھر قدرت ایسے لوگ بھیجے گی جو گمشدہ امانت کو جو بکھری پڑی ہوگی اور معدوم ہوگئی ہوگی اس کو فراہم کریں گے وہ حق پر ہوں گے وغیرہ یہ خطبہ حجت المدار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حی المدار، اسرار بدیع، جمال بدیع اور متعدد کتب کی روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار چار سو بیالیس خلفاء و مریدین کی موجودگی میں خطبہ دیا تھا اور اسی روز ایک ہزار چار سو بیالیس مریدین کو خلافت سے سرفراز کیا تھا۔ [1]

۱۶ جمادی الاولیٰ ۸۳۸ھ کو آپ نے وصال فرمایا بعض کتب میں ۱۷ جمادی الاولیٰ درج ہے (واللہ اعلم) آپ نے چھ سو سال سے زائد عمر پائی لاکھوں خلفاء اور بے شمار مریدین چھوڑے مزار مبارک کے بارے میں اکثر کتب خاموش ہیں جبکہ بعض کی رائے کے مطابق مزار شریف مانک پور میں ہے۔ (واللہ اعلم)

شیخ محمد اکرم نے لکھا ان کا مزار نواح قنوج میں موضع مکن پور میں ہے۔ [2]

(۱۵) حضرت سید جمال الدین خورد سکندر پوری قدس سرہ:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں حضرت سید جمال الدین خورد سکندر پوری کا نام بھی آتا ہے آپ صاحب علم و فضل تھے اور زہد و اتقا میں اپنی مثال آپ تھے لطائف اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی سے آپ کی ملاقات کا تذکرہ ملتا ہے جو اس طرح ہے۔ ''حضرت قدوۃ الکبریٰ بعد از ادائے جمعہ بقعہ نجولی می آمدند چون موضع سکندر پور رسیدند فرمودند کہ ازین قریہ بوی سیادت می آید میر سید جمال الدین رد کہ صاحب قریہ مذکور بودند بدیدن حضرت قدوۃ الکبریٰ آمدند فرمودند کہ بوئے سیادت زیادت می آید بعد از مدتی بوئے سیادت در دماغ رسیدہ است سید جمال الدین را بدیدن حضرت قدوۃ الکبریٰ اعتقاد کلی و انقیاد اصلی در دل متمکن شد اکثر اوقات بملازمت بارگاہ عالی و بخدمت درّہ و متعالی می آمدند و سید جمال الدین خورد دو سہ پشت گذشتہ بود کہ در ہر پشت یک فرزندی شد بناء بریں بحضرت قدوۃ الکبریٰ عرض کردند و در خاطر داشتند کہ بعزیزی دیگر از بہر بر آمدن ایں مہم عرض کنند دوزی حضرت قدوۃ الکبریٰ را حالت قوی است دادہ بود سید جمال الدین بر پائے خاست و در معارض نیاز آمدن فرمودند کہ میر شمارا

---

[1] حافظ عبدالحفیظ قادری بدایونی۔ ماہنامہ ترجمان اہلسنت جلد ۱۲ شمارہ ۱۰ اپریل ۱۹۸۲ء ناشر محمد مینشن رستم روڈ کراچی صفحہ ۲۶۵۔

[2] شیخ محمد اکرام۔ رود کوثر۔ ناشر۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ ۲ کلب روڈ لاہور۔ صفحہ ۱۴۱۔

مبارک باد کہ اولاد و احفاد بسیار خواہد شد"۔

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ جمعہ ادا کرنے کے بعد منجولی سے آ رہے تھے جب موضع سکندر پور کے پاس پہنچے تو فرمایا کہ اس قریہ سے بوئے سیادت آ رہی ہے میر سید جمال الدین خورد جو اس قریہ کے مالک تھے حضرت قدوۃ الکبریٰ سے ملنے آ رہے تھے آپ نے فرمایا بوئے سیادت زیادہ آ رہی ہے اور ایک مدت کے بعد بوئے سیادت دماغ میں پہنچی ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ کو دیکھ کر سید جمال الدین کے دل میں آپ سے پورا اعتقاد ہو گیا اکثر اوقات بارگاہ عالی کی ملازمت اور درگاہ متعالی کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے سید جمال الدین خورد کے خاندان میں دو تین پشت سے صرف ایک فرزند ہوتا تھا اور ان کے دل میں آرزو تھی کہ کسی بزرگ سے ملاقات ہو تو عرض مدعا کریں ایک دن جب حضرت قدوۃ الکبریٰ جذب کے عالم میں تھے تو سید جمال الدین نے کھڑے ہو کر نیاز مندی کے ساتھ اپنی خواہش کا اظہار کیا آپ نے فرمایا میں تمہیں مبارک ہو تمہارے بہت اولاد و احفاد ہوں گے۔ [1]

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید جمال الدین خورد کی سید اشرف سے ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے آپ کی اولاد کے لئے دعا فرمائی۔ مکتوبات اشرفی میں ۳۷واں مکتوب سید جمال الدین خورد کے نام ہے جس میں راہ سلوک کی آفات اور ان کے حل کا بیان ہے اور وظائف پر مواظبت کا حکم ہے اس مکتوب میں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان کو اچھے القاب سے یاد کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔" برادر اعز السادات سید جمال الدین درویش اشرف کی جانب سے دعائے درویشانہ و ثنائے بزرگانہ قبول فرمائیں چاہیئے کہ اوقات شریفہ و انات لطیفہ میں اپنے آپ کو وظائف ظاہری و وظائف باطنی پر معمور رکھیں وظائف ظاہری بشرائط تمام و روابط اہتمام صبح و شام کے ذکر سے عبارت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ (فاذکروا اللّٰہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبکم و سبح للّٰہ مافی السمٰوٰت و سبحو بکرۃً و عشیاً) ترجمہ: تو اللہ کی یاد کرو کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے اور اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بولو۔ اشارہ اس پر ہے کہ وظائف معہودہ مسبعات عشر اور دیگر تسبیحات پر مواظبت کرے خبردار خبردار یہ ترک نہ ہونے پائیں اگر وظائف روزانہ (یعنی دن کے

---

[1] نظام یمنی، لطائف اشرفی حصہ اول فارسی، ناشر نصرت مطابع دہلی صفحہ ۹۸۔

وظائف) اشتغال مہمات کے سبب سے نہ پڑھ سکے تو اسے شب میں پڑھ لینا چاہئیے اور اگر وظائف شب کسی وجہ سے متروک ہو جائیں تو اسے دن میں پڑھ لینا چاہئیے کیونکہ روز و شب ایک دوسرے کی نیابت رکھتے ہیں ۔ [1]

اس مکتوب سے پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں حضرات میں مراسلت تھی نیز یہ کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے خطوط کے ذریعے ان کی رہنمائی بھی فرماتے تھے جس طرح کہ اس مکتوب میں انہوں نے وظائف کی پابندی کی تلقین فرمائی اور یہاں تک فرمایا کہ جو وظائف کسی وجہ سے دن میں نہ پڑھے جاسکیں وہ رات میں پڑھ سکتے ہیں ۔ سید جمال الدین خورد نے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے بڑا فیض حاصل کیا اور ان کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف پر پوری طرح کاربند رہے لیکن یہ نہیں معلوم کہ ان کو خلافت ملی یا نہیں سید جمال الدین خورد نے ریاضت و مجاہدے میں زندگی گزاری آپ کے وصال اور مزار مبارک کے متعلق علم نہیں کہ کہاں ہے غالباً سکندر پور میں ہی ہوگا (واللہ اعلم)

(۱۶) حضرت شیخ قثیم قدس سرہ:

حضرت شیخ قثیم قدس سرہ اپنے وقت کے جلیل القدر بزرگ گزرے ہیں آپ ترکستان کے مشائخ میں سے تھے اور طریقت میں ممتاز مقام رکھتے ۔ وقت کے عظیم بزرگوں نے آپ سے کسب فیض کیا جن میں حضرت بہاؤ الدین نقشبند اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں لطائف میں لکھا ہے ” شیخ قثم از مشائخ ترکستان است خاندان خواجہ احمد یسوی خدمت خواجہ بہاؤ الدین را نیز ایشان فائدہ سلوک راہ شدہ و قثم شیخ را نہ پسر بودند ایشان را دھمی پسر خواندند و سہ ماہ در ملازمت ایشان بودند “ ۔

ترجمہ: شیخ قثیم ترکستان کے مشائخ سے ہیں اور خواجہ احمد یسوی کے خاندان سے ہیں خواجہ بہاؤ الدین نے بھی آپ سے سلوک میں فائدہ حاصل کیا تھا قثیم شیخ کے نو بیٹے تھے خواجہ بہاؤ الدین کو وہ اپنا دسواں بیٹا کہتے تھے خواجہ بہاؤ الدین تین مہینے شیخ کی صحبت میں رہے ۔ [2]

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت بہاؤ الدین نے شیخ قثیم کی خدمت میں رہ کر ان سے فیض حاصل کیا اور شیخ آپ سے اپنے بیٹوں کی طرح محبت کرتے تھے خصوصی توجہ اور نظر التفات

---

[1] سید اشرف جہانگیر سمنانی از مکتوبات اشرفی مترجم مولانا ممتاز اشرفی ۔ ناشر دار العلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار سیکٹر ۱۲ ، اورنگی ٹاؤن کراچی ۔ صفحہ ۳۶۲

[2] نظام الدین یمنی ۔ لطائف اشرفی ۔ ترجمہ ڈاکٹر خضر نوشاہی ۔ ناشر اشرفی انٹر پرائزڈ ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی ۔ صفحہ ۲۰۰ ۔

فرماتے تھے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے فرزند معنوی اور جانشین سید عبدالرزاق نور العین کو لے کر شیخ قثیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس ملاقات کا تذکرہ لطائف اشرفی میں موجود ہے۔ یہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے خود کیا ہے حضرت حاجی نظام یمنی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب لطائف اشرفی میں یہ عبارت نقل کی ہے۔ ''حضرت قدوۃ الکبریٰ می فرمودند وقتیکہ ایں فقیر بملازمت حضرت شیخ قثیم رسید التفات ظاہری و باطنی بسیار نمودند۔ بناء بر نسبتی کہ جدہ کبیرہ این فقیر از اولاد کبار سلطان احمد یسوی بودند و چند مرتبہ بر کنایت عنایت کردہ فرمودند کہ بسیار عجیب نمودہ کہ سیر سلوک باوجود ایں خاندان دیگر جائے کردہ اند۔ بعد استعذار عرض نمودند کہ ارادہ الٰہی چنیں بود کہ باشارت ابوالعباس گذر بجانب ہندوستان افتادہ و از آں مشائخ استفادہ نصیب شد فرمودند باکی نیست کہ ترکان ما میگویند یعنی اذا الفقراء کنفس واحد بعد ازآں بہ اذکار جہریہ واشتغال دوریہ سرفراز فرمودند چوں فرزندم سید عبدالرزاق بشرف تلقی ایشان مشرف ساختیم التفات ظاہری و باطنی بوی نیز مبذول ساختند واستفسار از حسب ونسب وی کردند عرض کردند کہ از سادات جیل است از اولاد و احفاد حضرت غوث الثقلین وی را فرزند خواندہ ایم وہمہ مشائخ قبول کردند فرمودند ما ہم قبول کردیم کہ فرزند تو فرزند ماست از حق تعالیٰ خواستہ ایم کہ شیخ الاسلام روزگار خویش شود انشاء اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ جس وقت یہ فقیر حضرت شیخ قثیم کی ملازمت میں پہنچا تو آپ نے بہت سے ظاہری و باطنی التفات سے نوازا اس لئے کہ اس فقیر کی جدہ کبیرہ شیخ احمد یسوی کی اولاد سے تھیں اور چند بار اشاروں میں فرمایا کہ اس خاندان کے ہوتے ہوئے سلوک کی تعلیم دوسری جگہ حاصل کی حضرت سید اشرف نے معذرت کے ساتھ فرمایا کہ اللہ کی مرضی یہی تھی حضرت ابوالعباس کے ایما سے ہندوستان کی طرف میرا گذر ہوا اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ ہوا شیخ قثیم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے ترکستان میں مشہور ہے کہ فقراء سب ایک جان ہیں اس کے بعد اذکار جہریہ اور اشغال دوریہ کی تلقین کی۔ جب فرزند سید عبدالرزاق کی ملاقات آپ سے کرائی تو ان کی طرف ظاہری و باطنی توجہ فرمائی اور ان کے حسب نسب کے متعلق دریافت کیا میں نے عرض کیا کہ سادات جیل سے ہیں اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں میں نے انہیں اپنا فرزند بنالیا ہے اور سبھی مشائخ نے ان

کو قبول کیا ہے فرمایا کہ ہم نے بھی قبول کیا کہ تمہارا فرزند ہمارا فرزند ہے حق تعالیٰ سے ہم نے دعا کی ہے کہ یہ اپنے زمانے کے شیخ الاسلام ہوں ان شاء اللہ۔ ۱؎

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلا کہ حضرت شیخ قثیم نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کو ظاہری و باطنی نعمتوں سے نوازا اور ان کے فرزند سید عبدالرزاق نور العین کو بھی شرف توجہ بخشا اور ان کے حق میں دعا فرمائی

(۱۷) حضرت خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ:

حضرت خواجہ حافظ شیرازی اکابر طریقت میں اہم مقام رکھتے ہیں وہ ایک صوفی شاعر تھے انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے تصوف کے بہت سے اہم نکات کو بیان کیا ہے ان کے اشعار حقیقت و معرفت پر مبنی ہیں ان کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ عشق حقیقی میں ڈوبے ہوئے تھے خواجہ حافظ شیرازی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں سے تھے ان دونوں حضرات کی ملاقات شیراز میں ہوئی حضرت نظام یمنی نے لطائف اشرفی میں اس ملاقات کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ”حضرت قدوۃ الکبریٰ می فرمودند کہ چوں بخطۂ شیراز در آمدیم و با کابر آنجائے مشرف شدیم و پیش از التقائے او ایں شعر وے بما رسیدہ بود حافظ از معتقدانست گرامی داریش زانکہ بخشائش بس روح مکرم با اوست از ایں جا دانستہ بودیم کہ او اویسی است چوں بہم رسیدیم صحبت درمیان ما را او بسیار محرمانہ واقع شد مدتی بہم دیگر در شیراز بودیم اما مشرب وے بسیار عالی یافتیم در آں روزگار ہر کہ ادعیہ دانستن نیابت ایشان معہودی بوی توجہ میکرد و اشعار او بسیار معارف نمائے و حقائق کشائی واقع شدہ است اکابر روزگار اشعار وے را لسان الغیب گفتہ اند بلکہ بزبان درین وادی گفتہ است کہ ہیچ دیوانی بہ از دیوان حافظ نیست اگر مرد صوفی باشد بشناسد“۔

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ میں شیراز پہنچا اور وہاں کے اکابر سے ملاقات کی تو خواجہ حافظ سے ملاقات ہوئی پہلے ان کا یہ شعر مجھ تک پہنچ چکا تھا۔

حافظ بھی معتقد ہے رکھو اس کو تم عزیز
ہیں اس پہ ایک روح مکرم کی بخششیں

۱؎ نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۳۸۷۔

میں نے اس شعر سے سمجھ لیا کہ وہ اویسی ہیں جب ملاقات ہوئی تو ہم دونوں میں بڑی محرمانہ باتیں ہوئیں ایک عرصے تک ہم دونوں ایک ساتھ شیراز میں رہے ان کا مشرب میں نے بہت بلند پایا اس زمانے میں جس کو ان کی نیابت جاننے کے خواہش ہوتی وہ ان کی طرف رجوع کرتا تھا۔ ان کے اشعار سے معارف کا اظہار اور حقائق کی پردہ کشائی ہوتی ہے اکابر روزگار نے ان کے اشعار کو لسان الغیب کہا ہے کہ بلکہ ایک بزرگ نے تو یہاں تک کہا ہے کہ کوئی دیوان حافظ کے دیوان سے بڑھ کر نہیں ہے مرد صوفی اسے سمجھ سکتا ہے۔ [1]

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں ہستیوں میں بڑی قربت رہی اور راز و نیاز کی باتیں بھی ہوتی رہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے خواجہ حافظ شیرازی کا جس انداز سے ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بلند پایہ صوفی تھے اکثر نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ مجذوب تھے کیونکہ ہر وقت جذب کی کیفیت میں رہتے تھے ان کے اشعار ان کی قلبی کیفیات کے آئینہ دار ہیں جن میں طریقت کے بڑے اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ مشائخ وقت نے آپ کے اشعار کو لسان الغیب سے تعبیر کیا ہے لطائف اشرفی میں متعدد مقامات پر حافظ شیرازی کا ذکر خیر ملتا ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ وہ اویسی تھے یعنی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مشرب پر تھے ایک مقام پر یہ بھی فرمایا کہ جب حقائق و معارف پر گفتگو ہوتی تو آپ ایسے نکات اور حقائق بیان فرماتے کہ اہل محفل دنگ رہ جاتے اور آپ کی علمیت و روحانیت کے قائل ہو جاتے۔

وصال مبارک:

حضرت خواجہ حافظ شیرازی کے سن وصال میں اختلاف ہے بعض نے ۷۹۲ھ لکھا ہے تاریخ اسلام میں ۷۹۱ھ درج ہے وہ لکھتے ہیں "۷۹۱ھ میں سلطان مراد خان بروصہ میں مقیم تھا اسی سال خواجہ حافظ شیرازی اور حضرت خواجہ نقشبند (بہاؤالدین) نے وفات پائی تھی"۔ [2]

حضرت نظام یمنی نے لطائف اشرفی میں ۸۰۰ھ لکھا ہے اکثر حضرات نے اسی کو درست قرار دیا کہ ان کا سن وصال ۸۰۰ھ ہی صحیح ہے (واللہ اعلم)

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۳۷۰۔

[2] مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی۔ تاریخ اسلام جلد دوم ناشر اسلامی اکادمی ۱۷۔ اردو بازار لاہور صفحہ ۵۰۵۔

(۱۸) حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی قدس سرہ:

صاحب صدق و صفا حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی قدس سرہ صاحب حال بزرگ تھے آپ کا سلسلہ بیعت حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملتا ہے آپ نے مشہور بزرگ حضرت ابوالفتح رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی شیخ نے آپ کی روحانی تربیت فرمانے کے بعد اپنا خرقہ عطا فرمایا اور اجازت وخلافت سے بھی نوازا حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی نے اپنے مشائخ کا سلسلہ ان اشعار میں بیان فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں۔

رسید فیض علی را ز احمد مختار   پس از علی حسن آمہ خزینہ اسرار
حبیب طائی و معروف پس سری و جنید   از علی است یکے مغربی سر اختیار
عقیب ایں ہمہ ابوالقاسم و پس از نساخ   م احمد و پس سہروردی و عمار
پس از اکابر مذکور شیخ نجم الدین   در محمد پس بوالفتح فخر کبار
کمال احمد و نخبہ بہاد ملت دین   کہ بودقدوہ احیاء وسرور ابرار[1]

ان اشعار سے شیخ ابوالوفا خوارزمی کا سلسلہ بیعت معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ ایک بہترین شاعر تھے آپ نے اپنے اشعار میں تصوف وروحانیت کو بیان کیا ہے جن سے اہم اسرار منکشف ہوتے ہیں آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ہمعصر تھے اور ہمہ وقت ان کی خدمت میں رہا کرتے تھے آپ کی ملاقات سید اشرف جہانگیر سمنانی سے کہاں ہوئی اس کے متعلق وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کیونکہ لطائف اشرفی اور دیگر کتب میں ملاقات کا مقام درج نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی سے کسی سفر کے دوران ملاقات ہوئی ہو بہر حال ملاقات جب بھی اور جہاں بھی ہوئی ہو آپ پہلی ملاقات میں ہی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے گرویدہ ہو گئے اور پھر ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے اور سفر و حضر میں آپ سے فیض حاصل کیا اسی لئے لطائف اشرفی میں مختلف مقامات پر آپ کا ذکر سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مصاحبین میں آیا ہے نظام یمنی نے لطائف اشرفی میں ایک مجلس کا حال نقل کیا ہے جس میں شیخ ابوالوفا خوارزمی اور سید اشرف جہانگیر سمنانی موجود تھے اور ان کے علاوہ دیگر مشائخ تشریف فرما تھے وہاں ان حضرات کے

---

[1] شیخ عبدالرحمن چشتی، مرآۃ الاسرار ـ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۲۵۹ ـ

درمیان حقائق ومعارف کے متعلق بڑی اہم گفتگو ہوئی۔ نظام یمنی لکھتے ہیں کہ ”قدوۃ الکبریٰ می فرمودند کہ فرزند ابوالوفاء خوارزمی را از مشارب صوفیاء ارباب توحید واصحاب اذواق مواجید شربی تمام بودہ است و دربیان حقائق ومعارف بصورت نظم وظرائف نسبتی تمام داشتہ روزی در بیان ارادت وقدرت وچیز یکہ از ممکنات صادر گردد وفی الحقیقت از جائے دیگر است سخن رفتہ فرمودیم کہ رباعی مناسب حال درمثال میباید آوردہ بدیہہ فرمودند۔ بدکردن واعتذار بدتر گناہ چوں ہست دریں عذر سہ دعویٰ تباہ۔ دعویٰ وجود قدرت و دعویٰ فعل لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حضرت قدوۃ الکبریٰ می فرمودند صد ہزار آفریں ازیں اقتباس۔ ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ فرزند ابوالوفاء خوارزمی صوفیاء کے مشرب سے پوری طرح بہرہ ور تھے اور نظم میں حقائق ومعارف کا بیان کرنے میں پوری مہارت رکھتے تھے ایک بار اللہ تعالیٰ کی ارادت وقدرت اور ان چیزوں کے بارے میں جو موجودات میں صادر ہوتی ہیں لیکن ان کا محرک اور حقیقت ذات باری ہے۔ گفتگو ہو رہی تھی ہم نے کہا کہ ایک رباعی اس گفتگو کی مناسبت سے کہنی چاہیئے ابوالوفاء خوارزمی نے برجستہ یہ رباعی پڑھی۔ بدکرنا گناہ واعتذار و بدتر گناہ اس عذر میں پوشیدہ تین دعوائے تباہ دعوائے وجود قدرت ودعویٰ فعل لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے اقتباس پر صد ہزار آفرین۔ [1]

اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ ابوالوفاء خوارزمی حقیقت ومعرفت میں بلند مقام رکھتے تھے اور برجستہ اشعار کہتے تھے جس طرح کہ اس موقع پر انہوں نے موضوع کی مناسبت سے اشعار کہے اور سید اشرف جہانگیر سمنانی سے داد تحسین حاصل کی۔ شیخ ابوالوفا خوارزمی کے دیگر اشعار بھی حکمت ومعرفت کے بیش بہا خزانے ہیں جن کو سمجھنا عام انسان کے بس کی بات نہیں ان کو وہی سمجھ سکتا ہے جو صاحب عشق ومحبت ہو اور راہ طریقت کا مسافر ہو۔ حضرت ابوالوفا خوارزمی نے بہت سے بزرگوں سے فیض حاصل کیا لیکن جب سید اشرف جہانگیر سمنانی سے ملے اور آپ کی زیارت کی تو آپ کے ہی ہو کر رہ گئے پھر ہمیشہ سفر وحضر میں ساتھ رہے۔ روحانی فیوض وبرکات حاصل کئے سید اشرف جہانگیر سمنانی بھی ان سے بڑی محبت فرماتے تھے اور طریقت کے اسرار ورموز سے آگاہ فرماتے تھے۔

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۵۱۔

وصال مبارک:

حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی قدس سرہ کے سن وصال ۸۳۵ھ پر مراۃ الاسرار، لطائف اشرفی اور دیگر کتب متفق ہیں لہٰذا وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے ۸۳۵ھ میں وصال فرمایا۔

(۱۹) حضرت شیخ اسماعیل سمنانی قدس سرہ:

حضرت شیخ اسماعیل سمنانی قدس سرہ سمنان کے مشائخین میں سے تھے اور طالبان راہ سلوک کی تربیت فرماتے تھے آپ کے حالات زندگی تفصیلاً درج نہیں ہیں لیکن جو اشارات ملے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ عظیم المرتبت بزرگ تھے اور ولایت کے درجے پر فائز تھے لطائف اشرفی میں ایک عبارت ملتی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے حضرت نظام یمنی لطائف اشرفی میں لکھتے ہیں۔ ’’حضرت شیخ طٰہٰ در ملازمت شیخ اسماعیل سمنانی بودند و برخی منازل سلوک در خدمت ایشان قطع کردہ شیخ اسماعیل چوں ظرف قابلیت شیخ بغایت وسیع یافتند بخدمت حضرت قدوۃ الکبریٰ آوردند و سفارش تمام نمودند کہ البتہ از فرزند طٰہٰ تربیت دریغ ندارند کہ آخرین موعظت ما ہمین خواہد بود حضرت ایشان ہم نموجب فرمودہ ایشان دربارہ شیخ طٰہٰ سعی بلیغ و جہدی تمام کردہ اند و می فرمودند کہ فرزند طٰہٰ یادگار سمنان است گوہری نفیس از معدن لطیف یافتہ ام در پرداختن وی تقصیر نکردہ ام‘‘

ترجمہ: حضرت شیخ طٰہٰ شیخ اسماعیل سمنانی کی ملازمت میں تھے اور سلوک کی بہت سی منزلیں ان کی تربیت میں طے کی تھیں جب شیخ اسماعیل نے ان کی قابلیت کا ظرف بہت وسیع پایا تو حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خدمت میں لائے اور پرزور سفارش کی کہ شیخ طٰہٰ کی تربیت میں کچھ دریغ نہ کریں یہی میری آخری نصیحت ہے حضرت قدوۃ الکبریٰ نے شیخ اسماعیل کے کہنے کے مطابق شیخ طٰہٰ کی تربیت میں پوری کوشش کی اور فرماتے تھے کہ فرزند طٰہٰ سمنان کی یادگار ہیں میں نے ایک نفیس موتی لطیف معدن سے پایا ہے ان کی تربیت میں میں نے کوئی کمی نہیں کی ہے۔ [1]

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ اسماعیل سمنانی نے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے ملاقات بھی کی تھی اور ان سے شیخ طٰہٰ کی تربیت کے لئے خصوصی سفارش بھی کی تھی ان کی سفارش ہی کی وجہ

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۲۰۲۔

سے سید اشرف نے شیخ طہٰ کی تربیت فرمائی اس واقعہ کے علاوہ ہمیں لطائف اشرفی میں دوسرا کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا لیکن امکان یہی ہے کہ اس کے علاوہ بھی ان دونوں حضرات میں ملاقاتیں رہی ہوں گی اور ایک دوسرے سے کسب فیض کیا ہوگا۔ واللہ اعلم

(۲۰) حضرت شیخ نورالدین ابن اسدالدین قدس سرہ:

حضرت شیخ نورالدین ابن اسدالدین قدس سرہ جونپور کے اکابرین طریقت میں تھے آپ کا نام بھی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں آتا ہے لطائف اشرفی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ جب سید اشرف جہانگیر سمنانی جونپور میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت شیخ نورالدین ملاقات کے لئے آئے اور پہلی ملاقات میں سید اشرف کے گرویدہ ہوگئے انہوں نے آپ سے خرقہ طلب کیا تو سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنا خرقہ اتار کر انہیں پہنا دیا شیخ نورالدین بے حد خوش ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے کہ یہ خرقہ مجھے بہت پسند ہے اور امید ہے کہ ہمارے سلسلے میں اس طرز کا خرقہ جاری رہے گا[۱]۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے شیخ نورالدین پر خصوصی توجہ فرمائی اور انہیں طریقت کے اسرار و رموز سے آگاہ فرمایا اس کے علاوہ بہت سی روحانی نعمتیں بھی عطا فرمائیں یہی وجہ ہے کہ شیخ نورالدین سید اشرف جہانگیر سمنانی کا بے حد احترام کرتے تھے اور ہمہ وقت ان کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے۔ خرقہ ملنے کے بعد شیخ نورالدین نے اپنا سلسلہ شروع کیا اور عرصہ دراز تک رُشد و ہدایت اور تبلیغ دین میں مصروف رہے۔

(۲۱) حضرت سید جعفر بہرائچی قدس سرہ:

حضرت سید جعفر بہرائچی قدس سرہ اپنے وقت کے عظیم المرتبت بزرگ گذرے ہیں علم وفضل تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے اور روحانیت میں نہایت بلند مقام رکھتے تھے لطائف اشرفی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی سے آپ کی ملازمت بہرائچ شریف میں ہوئی بہرائچ میں ایک عظیم بزرگ حضرت سید سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے سید اشرف جب ان کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے وہاں گئے تو فرماتے ہیں کہ زیارت کے بعد سید جعفر بہرائچی

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ حصہ اوّل، مطبع نصرت المطابع دہلی۔ صفحہ ۳۲۷

کی خدمت میں بھی گیا اس کے بعد ہم دونوں سیر کے لئے دریا کی طرف گئے جہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں دونوں نے ایک دوسرے سے اکتساب فیض کیا ہوسکتا ہے کہ اس کے علاوہ بھی ان حضرات میں ملاقاتیں رہی ہوں لیکن لطائف اشرفی میں صرف اسی ملاقات کا ذکر ہے جس کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سید جعفر بہرائچی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے اور ان دونوں حضرات میں بڑا گہرا تعلق تھا۔

(۲۲) حضرت شیخ صالح سمرقندی قدس سرہ: حضرت شیخ صالح سمرقندی قدس سرہ سید اشرف جہانگیر سمنانی سے بڑی عقیدت و محبت رکھتے تھے اور ہمہ وقت ان کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے آپ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ کے مرید تھے اور تکمیل سلوک بھی انہی سے کیا تھا لطائف اشرفی میں حضرت نظام یمنی لکھتے ہیں" درویش صالح سمرقندی کہ از مریدان کار کردہ و طالبان منزل بدریار بردہ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی بود مدتی در رفاقت حضرت قدوۃ الکبری طریق اتحاد سپردہ در راہ وداد بسر بردہ چوں از خانقاہ شیخ سماءالدین از قصبہ ردولی بجانب سمنان تشریف بردند حضرت ایشاں خرقہ تبرک بوی دادند و کار عقیدہ و آثار بندیہ او بمرتبہ ای رسیدہ بود کہ از مریدان و طالبان تفرقہ کردن ممکن نبود"

ترجمہ: درویش صالح سمرقندی شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے ان مریدوں میں تھے جنہوں نے اپنے سلوک کی تکمیل ان کی تربیت میں کر لی تھی ایک مدت تک حضرت قدوۃ الکبری کی رفاقت میں رہے جب قصبہ ردولی سے شیخ سماءالدین کی خانقاہ سے سمنان واپس جانے لگے تو انہوں نے ان کو خرقہ تبرک عنایت کیا حضرت قدوۃ الکبری سے شیخ صالح کو ایسی عقیدت تھی کہ آپ کے مریدوں اور شیخ صالح میں امتیاز کرنا ممکن نہ تھا[1] نظام یمنی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ صالح سمرقندی کو سید اشرف جہانگیر سمنانی سے بے پناہ عقیدت تھی اگرچہ وہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے مرید تھے لیکن عقیدت و محبت سید اشرف سے رکھتے تھے وہ عرصہ دراز تک سید اشرف کی خدمت میں رہے اور فیوض و برکات حاصل کئے۔ ان کی عقیدت اور والہانہ محبت کو دیکھتے ہوئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنی خاص نظر کرم ان پر فرمائی روحانی نعمتوں سے سرفراز فرمایا شیخ صالح سمرقندی کے تفصیلی حالات دیگر کتب میں ہماری نظر سے نہیں گذرے لیکن لطائف اشرفی

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ حصہ اول مطبع نصرت المطابع دہلی۔ صفحہ ۳۹۴۔

میں جو کچھ لکھا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک صالح متقی و پرہیزگار انسان تھے اور طریقت کے اہم درجے پر فائز تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مزار پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے آمین۔

(۲۳) حضرت میر سید یداللہ قدس سرہ:

حضرت میر سید یداللہ قدس سرہ صاحب کشف و کرامات بزرگ گزرے ہیں آپ حضرت سید محمد گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے تھے کیونکہ آپ کے والد حضرت گیسودراز کی زندگی ہی میں وصال فرما گئے تھے اس لئے انہوں نے آپ کو اجازت و خلافت عطا فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی جب دوسری مرتبہ دکن تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت خواجہ گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ وصال فرما چکے تھے اور ان کی جگہ حضرت سید یداللہ موجود تھے سید اشرف نے ان سے ملاقات کی وہ فرماتے ہیں کہ میر یداللہ بڑے عالی مرتبت بزرگ تھے۔ صاحب اخبار الاخیار نے ایک واقعہ نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

''ایک مرتبہ حضرت خواجہ سید محمد گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ نے وضو کرتے ہوئے سر کا مسح کرتے وقت اپنی ٹوپی اتار کر ایک جگہ رکھ دی اسی اثناء میں سید یداللہ (جو اس وقت بچے تھے) ادھر آئے اور ٹوپی کو دیکھ کر بچوں کی طرح اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی یہ دیکھ کر سید محمد گیسودراز نے فرمایا کہ یہ خلعت ہے اور الحمدللہ کہ امانت اس کے حقدار اور اہل کو مل گئی اس کے بعد سید گیسودراز جس کو مرید کرتے اس کو سید یداللہ کے سپرد کر دیا کرتے البتہ ذکر وغیرہ کی تلقین خود فرمایا کرتے تھے۔[1]

اس واقعہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت گیسودراز نے حضرت سید یداللہ کو بچپن ہی سے اپنی نیابت کے لئے چن لیا تھا اس لئے انہوں نے سید یداللہ پر خصوصی توجہ فرمائی اور جب وہ سن شعور کو پہنچے تو انہیں اجازت و خلافت عطا فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا حضرت میر سید یداللہ نے اپنے دادا سے روحانی تربیت حاصل کی اور ان کے سلسلہ کو آگے بڑھایا مسند رشد و ہدایت کو اپنے وجود مسعود سے رونق بخشی اور اپنے آپ کو ان کا صحیح جانشین ثابت کیا۔

(۲۴) حضرت شیخ نور الحق پنڈوی قدس سرہ:

حضرت شیخ نور الحق پنڈوی قدس سرہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے پیر و مرشد

---

[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار۔ ناشر مدینہ پبلیشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی۔ صفحہ ۳۷۱۔

حضرت شیخ علاؤالدین گنج نبات رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند تھے آپ کا نام احمد اور لقب نور الحق تھا آپ کو شاہ نور قطب عالم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ قطبیت کے مرتبے پر فائز تھے آپ نے راہ سلوک طے کرنے کے دوران بڑے سخت ریاضت اور مجاہدے کئے جو عام انسان کے لئے ناممکن ہے حضرت شیخ علاؤالدین گنج نبات رحمتہ اللہ علیہ نے تکمیل سلوک کے بعد آپ کو اجازت وخلافت عطا فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا'' سید اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ حضرت علاؤالدین گنج نبات کی وفات کے بعد آپ کے دوسرے لڑکوں نے حضرت شیخ نور الحق سے خلافت وسجادگی کے بارے میں جھگڑا کیا اور یہ قصہ بہت طویل ہو گیا اتفاقاً ان ایام میں میر سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے شیخ کی فاتحہ کے خاطر وہاں تشریف لے گئے ان کو معلوم تھا کہ حضرت شیخ علاؤالدین کی وصیت کے مطابق شیخ نور الحق ہی حق پر تھے اس لئے ایک دن آپ شیخ نور الحق کو باہر لے گئے اور ایک پہاڑ کے قریب جا کر فرمایا کہ یہ لوگ آپ کی مخالفت ہرگز نہیں چھوڑیں گے مصلحت یہ ہے کہ کل آپ ان کو یہاں لے آئیں اور ان سے کہیں کہ جو شخص اس پہاڑ کو ہلا دے والد بزرگوار کے سجادہ کا وہی مستحق ہوگا آپ نے ابھی بات ختم نہ فرمائی تھی کہ پہاڑ ہلنے لگا میر سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا میں ابھی مخدوم زادہ سے بات کر رہا ہوں تم فی الحال ساکن رہو پہاڑ ساکن ہو گیا دوسرے دن فریقین مع خلقت پہاڑ کے قریب پہنچ گئے دوسرے فریق کے لوگوں نے جس قدر کوشش کی اور مراقبے کئے پہاڑ میں کوئی جنبش نہ ہوئی لیکن جونہی شیخ نور الحق نے اشارہ کیا پہاڑ کو جنبش ہوئی اور چلنے لگا اسی دن سے مخالفت ختم ہوگئی اور آپ تربیت مریدین میں مشغول ہو گئے۔ [1]

مراۃ الاسرار کی اس عبارت سے حضرت شاہ نور الحق کی ولایت اور آپ کی روحانی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے ایک اشارے سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل گیا آپ ایسے مقبول بارگاہ تھے کہ جو آپ کی زبان سے نکل جاتا وہی ہو جاتا تھا جس پر بھرپور نظر ڈالتے اسے منزل مقصود پر پہنچا دیا کرتے تھے آپ کی زبان اور نگاہ میں بلا کی تاثیر تھی ہمہ وقت آپ کے گرد عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا تھا آپ ہر ایک کی استعداد کے مطابق اس کی تربیت فرماتے تھے آپ کے خلفاء مریدین بڑے باکمال بزرگ گزرے ہیں جو آپ ہی کی تربیت اور نگاہ کرم سے اس مقام پر پہنچے۔

---

[1] شیخ عبدالرحمن چشتی از مر :الاسرار۔ ناشر: ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۱۱۶۹۔

حضرت شیخ نور الحق پنڈوی نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آخری وقت تک رشد و ہدایت کے سلسلے کو جاری رکھا اور بندگان خدا کو راہ ہدایت دیکھائی معتبر روایات کے مطابق آپ نے ۱۰ ذیقعد ۸۱۸ھ کو وصال فرمایا تاریخ وصال ان الفاظ سے نکالی گئی نور با نور رشد یعنی نور نور سے مل گیا۔

(۲۵) حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ:

ملک العلماء حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ اپنے وقت کے جید عالم اور صوفی گزرے ہیں آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ہمعصر تھے۔ علم و فضل میں اپنی مثال آپ تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خصوصیات سے نوازا تھا بیک وقت عالم محقق، مصنف، مقرر، مدرس اور اسی قسم کی دیگر خصوصیات آپ کے اندر موجود تھیں اس زمانے میں شہرہ آفاق علماء داکابر موجود تھے اور علم و فضل میں بلند مرتبہ رکھتے تھے لیکن جو عزت و شہرت اور مقام عوام و خواص میں آپ کو حاصل تھا وہ کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ ''آپ کی تصنیفات میں ایک کتاب مشہور کتاب کافیہ کا حاشیہ ہے جو اپنی مثال آپ ہے اور وہ حاشیہ آپ کی زندگی ہی میں تقریباً تمام جہان میں شہرت پذیر ہو گیا تھا اسی طرح علم نحو میں آپ کی ایک کتاب بنام ''ارشاد'' ہے جس میں مسائل کے تحت امثلہ بھی بیان کی ہیں اور ایک اچھوتے طرز پر کتاب لکھی ہے اس کی عبارت میں تسلسل اور نہایت عمدگی ہے۔ نیز علم بلاغت میں قرین اور بدیع البیان بھی لکھی ہیں جس میں سجع کا بہت خیال رکھا گیا ہے اسی طرح فارسی زبان میں قرآن کی تفسیر ''بحر مواج'' کے نام سے لکھی ہے جس میں ترکیب اور معنیٰ وصل و فراق ہیں اس میں بھی سجع کے تکلفات ہیں یہ نہایت عمدہ کتاب ہے اسی طرح اصول بزدوی کی شرح بھی بحث امر تک اور اس کے علاوہ فارسی اور عربی زبان میں کتابیں تحریر فرمائی ہیں آپ فارسی زبان کے شاعر بھی تھے۔ [1]

آپ کی ایک کتاب ''مناقب السادات'' بھی مشہور ہے اس میں آپ نے اہل بیت کی فضیلت بڑی عقیدت و محبت سے تحریر کی ہے آپ کی یہ تمام تصانیف آپ کی علمیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی سے آپ کے بڑے گہرے مراسم تھے اور اکثر علمی مسائل میں یہ دونوں حضرات تبادلہ خیال کرتے تھے اور ایک دوسرے کی رائے کو تسلیم کرتے تھے۔ ان حضرات میں خط و کتابت بھی تھی اس کے

---

[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار۔ ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی۔ صفحہ ۳۹۰۔

ذریعے بھی تبادلہ خیال کرتے تھے قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے ایک مکتوب میں سید اشرف جہانگیر سمنانی سے فرعون کے ایمان کے بارے میں سوال کیا تھا کیونکہ فصوص الحکم میں بھی اس کا ذکر ہے اسی حوالے سے آپ نے چند حقائق معلوم کرنے کے لئے خط لکھا سید اشرف جہانگیر سمنانی نے قاضی صاحب کو تفصیلی جواب دیا اور دلائل کے ساتھ اپنے موقف کو واضح کیا عجیب وغریب حقائق بیان فرمائے آپ کے اس مکتوب کا ذکر شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں کیا ہے اس سے پتہ چلا کہ قاضی صاحب سے آپ کی مراسلت بھی رہی اور دونوں نے ایک دوسرے کے علمی فیضان سے استفادہ کیا قاضی شہاب الدین دولت آبادی اپنے وقت کے عظیم بزرگ اور جید عالم دین ہونے کے باوجود سید اشرف جہانگیر سمنانی سے مسائل دریافت فرماتے تھے اور ان کی علمی عظمت کو تسلیم کرتے تھے اسی طرح سید اشرف جہانگیر سمنانی بھی ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور ان پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی سلطان ابراہیم شرقی کے زمانے میں تھے اور اس وقت کے علماء میں آپ کا بڑا مقام تھا سلطان ابراہیم شرقی نیک دل انسان تھا اور علماء وصوفیاء کی بڑے قدر کرتا تھا اس نے اپنے عہد سلطنت میں اہل علم کو بہت نوازا تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ ''ابراہیم شرقی کے عہد حکومت کے علماء وفضلاء میں قاضی شہاب الدین جونپوری بڑی اہمیت رکھتے تھے قاضی صاحب کا آبائی وطن تو غزنی تھا لیکن ان کی نشو ونما دولت آباد دکن میں ہوئی ابراہیم شرقی قاضی صاحب کے علم وفضل کا بڑا قدردان تھا اور ان کا بہت خیال کرتا تھا قاضی صاحب کی توقیر وتعظیم کا یہ عالم تھا کہ مقدس دنوں میں قاضی صاحب شاہی مجلسوں میں چاندی کی کرسی پر بیٹھتے تھے کہا جاتا ہے کہ ایک بار قاضی صاحب سخت بیمار ہوئے ابراہیم شرقی ان کی مزاج پرسی کے لئے گیا اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد بادشاہ نے ایک پیالہ پانی کا طلب کیا پانی جب آ گیا تو ابراہیم شرقی نے اس کو قاضی صاحب کے سر پر سے تصدق کر کے خود پی لیا اور کہا! اے خدا جو مصیبت قاضی صاحب کے سر پر پڑی ہوئی ہے اس سے انہیں نجات دے اور مجھ کو اس مصیبت میں ڈال دے تاکہ قاضی صاحب صحت یاب ہو جائیں [1]

فرشتہ کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سلطان ابراہیم شرقی کو علماء کرام سے کتنی محبت وعقیدت تھی کہ اس نے

---

[1] محمد قاسم فرشتہ۔ تاریخ فرشتہ اردو جلد دوم، مترجم عبدالحئی خواجہ ایم اے۔ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلیشرز لاہور۔ صفحہ ۸۷۷

قاضی صاحب کی صحت کی خاطر اپنے آپ کو پیش کر دیا یہ وہی سلطان ابراہیم شرقی ہے جسے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے خطوط تحریر فرمائے تھے جو مکتوبات اشرفی میں موجود ہیں قاضی صاحب کی تصنیف کا ذکر ہم کر چکے لیکن جن مزید کتب کا ذکر فرشتہ نے کیا ہے وہ یہ ہیں۔ حاشیہ ہندی، بدیع البیان، فتاوی ابراہیم شاہی اور رسالہ شہابیہ۔ آپ کے سن وصال کے متعلق دیگر کتب خاموش ہیں تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے" قاضی صاحب کو بھی ابراہیم سے بہت خلوص تھا اس کی وفات سے وہ اس حد تک مغموم ہوئے کہ اس سال یعنی ۸۴۰ھ کو سفر آخرت اختیار کیا ایک روایت یہ بھی ہے کہ قاضی صاحب کا انتقال ابراہیم کی وفات کے دو سال بعد یعنی ۸۴۲ھ میں ہوا۔[1]

(۲۶) حضرت شیخ ابوالرضا بابا رتن رضی اللہ عنہ:

حضرت شیخ ابوالرضا بابا رتن رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں اور آپ نے براہ راست بارگاہ رسالت ﷺ سے فیض حاصل کیا اور پھر اسے آگے پھیلایا جلیل القدر علماء وصوفیاء نے آپ سے کسب فیض کیا" حضرت ابوالرضا المعروف رتن بابا رضی اللہ عنہ ریاست پٹیالہ کے شہر بھنڈا میں رہتے تھے آپ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے اور ہندوستان سے عرب جا کر رسول خدا ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے تقریباً آٹھ سو سال عمر پائی"۔[2]

حضرت شیخ ابوالرضا بابا رتن رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا کچھ لوگوں نے انکار کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ ہجرت نبوی سے تین سو بیس سال بعد پیدا ہوئے صاحب مراۃ الاسرار نے ان انکار کرنے والوں میں صرف میر جمال الدین محدث کا نام ذکر کیا ہے لیکن ہمارے نزدیک دو مستند ہستیاں اس بات پر شاہد ہیں ایک حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی اور دوسرے سید اشرف جہانگیر سمنانی مکتوبات اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ۲۸ ویں مکتوب میں ان کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں "جب میں حضرت بابا رتن کے پاس پہنچا یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے صرف ایک واسطہ سے حضرت۔ یہ السلام سے خرقہ پہنا جس وقت کہ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کے پاس پہنچا تو ان سے ظاہری و باطنی استفادہ کیا آپ فرماتے ہیں کہ میں

---

[1] محمد قاسم فرشتہ۔ تاریخ فرشتہ اردو جلد دوم عبدالحئی خواجہ ایم اے۔ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلیشرز لاہور۔ صفحہ ۸۷۷، ۸۷۸۔

[2] شیخ عبدالرحمن چشتی از مراۃ الاسرار۔ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۲۵۶۔

نے حضرت بابا رتن سے غرائب آثار و عجائب اسرار پایا۔ جب حضرت بابا سفر آخرت فرمانے لگے۔ صندوق کھولا اور اس میں سے ایک سو چودہ خرقہ نکالا جو کہ اکابر متعددہ سے حاصل ہوئے تھے خرقہ نبی اکابر سے حاصل کیا تھا اور ایک مربع چند ٹکڑوں پر مشتمل جو کہ لپٹا ہوا تھا کھول کر شانہ نکالا اس پر لکھا تھا ھٰذا مشط من امشاط رسول الله ﷺ یعنی یہ شانہ رسول اللہ ﷺ میں سے ایک ہے جب اسے کھولا تو ایک کلید (کنگھا) دندان سے پُر نکلا اس جگہ التفات بسیار و توجہات بیشمار اس درویش پر فرمایا اور سالہائے کثیرہ و حالہائے کبیرہ میں اپنی صحبت سے جدا کیا ایام قریب میں سفر آخرت کے سبب اعز الافاق سید عبد الرزاق کے سپرد کیا۔ [1]

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس مکتوب سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ بابا رتن رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے ایک واسطہ سے خرقہ پہنا اور سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان سے فیض حاصل کیا انہوں نے حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کو حضور علیہ السلام کا کنگھا عطا فرمایا اور اس کے علاوہ ایک سو چودہ خرقے جو آپ کو حاصل ہوئے تھے وہ سب عطا فرمائے یہ تمام تبرکات سید اشرف جہانگیر سمنانی کو ملے جو آپ نے سید عبد الرزاق نور العین کو عطا فرمائے۔ حضرت شیخ بابا رتن رضی اللہ عنہ سے ان دونوں عظیم شخصیتوں نے بھر پور استفادہ کیا اور ظاہری و باطنی نعمتیں حاصل کیں معتبر روایات کے مطابق آپ کا وصال ساتویں صدی ہجری میں ہوا مزار مبارک قصبہ بھٹنڈا ضلع فیروز پور بھارت میں مرجع خلائق ہے۔

(۲۷) حضرت علامہ نجم الدین قدس سرہ ابن صاحب ہدایہ:

حضرت علامہ نجم الدین قدس سرہ اپنے وقت کے جید عالم دفقیہ گذرے ہیں آپ صاحب ہدایہ حضرت علامہ برہان الدین مرغینانی کے صاحبزادے ہیں اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں سے ہیں مکتوبات اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی ان سے اپنی ملاقات کا ذکر یوں کرتے ہیں ’’حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا برہان الدین مرغینانی کے صاحبزادے حضرت علامہ نجم الدین ابن برہان الدین مرغینانی سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے ان کے والد کا وہ واقعہ جو چنگیز خاں کے ساتھ پیش آیا تھا دریافت کیا تو انہوں نے اپنے والد کا یہ شعر نقل کیا۔

---

[1] سید اشرف جہانگیر سمنانی از مکتوبات اشرفی مترجم مولانا ممتاز اشرفی۔ ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار سیکٹر ۱۲، اورنگی ٹاؤن کراچی۔ صفحہ ۱۸۷

مسکین دل چو محرم راز نیافت　　اندر قفس جہاں ہم آواز نیافت
اندر سر زلف مارہروی گم شد　　تاریک شب بود کشش باز نیافت

ترجمہ: مسکین دل نے جب محرم راز نہیں پایا تو جہاں کے پنجرے سے بھی آواز نہیں پائی مارہروی کے زلف میں گم ہوا شب تاریک تھی اس لئے باز کی کشش نہیں پائی۔[1]

اس سے معلوم ہوا کہ صاحب ہدایہ کے صاحبزادے علامہ نجم الدین سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے اور آپ کی ان سے ملاقات بھی ہوئی تھی اس ملاقات میں سید اشرف نے ان سے جس واقعہ کے متعلق دریافت کیا وہ واقعہ چنگیز خان کے ساتھ پیش آیا مکتوبات اشرفی کی جلد اول میں مکتوب نمبر ۲۴ میں یہ واقعہ تفصیل سے موجود ہے۔

(۲۸) حضرت شیخ صفی الدین ردولوی قدس سرہ:

حضرت شیخ صفی الدین ردولوی قدس سرہ اپنے زمانے میں علم وفضل کے لحاظ سے منفرد مقام رکھتے تھے نسبی لحاظ سے آپ کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے آپ کا شمار وقت کے اکابر علماء میں ہوتا تھا یہی وجہ تھی کہ علماء ومشائخ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور علمی برتری کو تسلیم کرتے تھے آپ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کا زمانہ پایا ان کی صحبت میں رہے شرف بیعت حاصل کیا اور خرقہ وخلافت سے نوازے گئے آپ کی بیعت کا واقعہ لطائف اشرفی میں اس طرح لکھا ہے۔ شیخ صفی الدین کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے سبب یہ ہوا کہ شیخ صفی الدین نے ایک شب خواب میں دیکھا۔ ایک بہت ہی باشان وشکوہ شخص اچانک نمودار ہوا اور انہوں نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور بڑی عزت وتوقیر کے ساتھ ان کو لاکر بٹھایا اس وقت موصوف کے ہاتھ میں اصول فقہ کی کوئی کتاب تھی تو ان صاحب نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے بہت سے اوراق سیاہ کئے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ سیاہ کو سفید میں بدل دو اور صفحات کو انوارِ دائمی سے روشن کردو ان آنے والے صاحب کی ان باتوں نے ان کے دل پر بہت اثر کیا ان پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی تب مولانا نے ان بزرگ سے کہا کہ میں نے تو آپ کی ارادت کا دامن پکڑ لیا ہے از راہِ عنایت مجھے سلوک کی راہ پر لگا دیجئے یہ

---

[1] سید اشرف جہانگیر سمنانی از مکتوبات اشرفی مترجم مولانا ممتاز اشرفی ۔ ناشر دار العلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار سیکٹر ۱۲، اورنگی ٹاؤن کراچی ۔ صفحہ ۳۵۴ ۔

سن کر ان بزرگ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنے قرب کے اسرار سے آگاہ کرنا چاہتا ہے تو حضرت خضر کو حکم فرماتا ہے کہ وہ اس بندے کی رہنمائی کسی ولی اللہ کی طرف کردیں پس میں تم کو ایک ایسے مردِ حق کا پتہ بتاتا ہوں جس کے انوارِ ولایت اور آثارِ ہدایت سے تمام جہاں مامور ہے اس سعادت ظہور جلد ہی ہوگا وہ ولی اللہ چند دنوں میں اس قصبہ میں تشریف لانے والے ہیں خبردار ہوشیار ان کی ملازمت اور خدمت کو غنیمت شمار کرنا اور اس میں ذرہ برابر بھی کوتاہی اور قصور نہ کرنا اس واقعہ کے چند روز بعد حضرت قدوۃ الکبریٰ نے قصبہ ردولی پہنچ کر جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ شیخ صفی الدین خواب مذکور کے حکم کے مطابق بہ عجلت تمام حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خدمت میں پہنچے جیسے ہی حضرت کی نظر ان پر پڑی تو فرمایا برادرم صفی خوش آمدید! آؤ آؤ مولانا بڑے ادب کے ساتھ خدمت میں حاضر ہوکر بیٹھ گئے حضرت نے فرمایا کہ ہاں جب اللہ تعالیٰ کسی فرد کو اپنے قرب سے سرفراز کرنا چاہتا ہے تو اپنے کسی دوست کی طرف اس کی رہنمائی فرما دیتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوالعباس خضر کو حکم دیا کہ وہ تمہاری رہنمائی کریں یہ سنتے ہی شیخ صفی کے صفائے عقیدہ اور خلوص میں اور بھی اضافہ ہوا اور اسی وقت وہ حضرت کے مرید ہوگئے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے خادم کو حکم دیا کہ مصری لاؤ تاکہ میں بھائی صفی کو سلوک کا شربت پلاؤں۔ خادم نے مصری بہت تلاش کی لیکن نہیں مل سکی مجبوراً وہ واپس آگیا اور عرض کیا کہ مصری کا تو کہیں پتہ نہیں۔ جب یہ سن کر حضرت قدوۃ الکبریٰ اس جگہ تشریف لے گئے جہاں مصری کو توڑا جاتا تھا مصری کا ایک ٹکڑا توڑتے وقت دور جاگرا تھا حضرت نے وہی ٹکڑا اٹھایا اور اپنے دستِ مبارک سے ان کو کھلایا اور دعا فرمائی نور الانوار کا حصول مبارک ہو پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تمہاری اولاد و احفاد سے علم کی دولت نہ لی جائے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے محض شیخ صفی الدین کے پاس خاطر سے چالیس دن تک قیام فرمایا تاکہ وہ اپنا چلہ مکمل کرلیں حضرت قدوۃ الکبریٰ نے وہ تمام آداب جو ابتداء سلوک سے انتہا تک درکار ہوتے ہیں ایک ایک کرکے ان کو تلقین کیے اور طریقت کے تمام رموز سے ان کو آگاہ فرمادیا اپنے دستِ مبارک سے ان کو خرقہ پہنایا اجازت وخلافت سے سرفرازی بخشی اور عطائے خلافت کا مجاز و ماذون بنادیا۔ جب حضرت قدوۃ الکبریٰ شیخ صفی کے حرم سرا میں تشریف لے گئے تو ان کے نومولود فرزند کو جو ابھی چالیس دن کے تھے اور شیخ اسمٰعیل نام رکھا گیا تھا آپ کے قدموں میں لاکر ڈال دیا گیا اس وقت آپ نے

فرمایا کہ یہ بھی ہمارا مرید ہے۔ [1]

پروفیسر اختر راہی اپنی کتاب تذکرہ مصنفین درس نظامی میں لکھتے ہیں۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے مرید کے بارے میں فرمایا کرتے تھے "در بلاد ہند کسے راہ کہ بفنون درخشندہ غرائب وشئون عجائب پراستہ دیدم وی بودہ یعنی بلاد ہند میں علوم وفنون میں درخشندہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا"۔ [2]

آپ نے متعدد علمی کتب تصنیف فرمائیں جو آج بھی درس نظامی کے کورس میں شامل ہیں وہ یہ ہیں۔ دستور المبتدی، حل التراکیب کافیہ، غایۃ التحقیق (شرح کافیہ (آپ کی تیسری کتاب غایۃ التحقیق جو کافیہ کی شرح ہے یہ آپ نے بڑی محنت اور تحقیق سے لکھی ہے حاجی خلیفہ اس کے متعلق لکھتے ہیں" ومنہا غایۃ التحقیق صفی ابن نصیر و ھو شرح ممزوج اولہ الحمدللّٰہ الذی انعم علینا بنعمۃ العظام (الخ) وھو من تلامذۃ الھندی ذکرہ فیہ و مدح حاشیۃ وقال ان شروح الکافیۃ لیست بوافیۃ الاحواشی استاذنا شہاب الدین احمد بن عمر الدولت آبادی و کثیر من الناس اکتفوا بما فہموہ من ظاہر ہا فانہ حقق فیہا و سماہا غایۃ التحقیق" [3]

ترجمہ:

اور غایۃ التحقیق جو صفی بن نصیر کی کتاب ہے یہ شرح ہے اس کی ابتداء میں حمد بیان کی گئی ہے اور وہ ہندوستان سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے اس میں اس کا ذکر کیا ہے انہوں نے کہا ہمارے استاد شہاب الدین احمد بن عمر دولت آبادی ہیں لوگوں میں سے بہت سوں نے اسی پر اکتفا کیا ہے یعنی اس کے ظاہری معنیٰ پر غایۃ التحقیق ایک بہترین کتاب ہے۔ کشف الظنون کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک بے مثال تصنیف ہے ان کتب سے ہی آپ کی علمی عظمت ظاہر ہوتی ہے ان کی افادیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ آج بھی یہ کتابیں درس نظامیہ کے کورس میں شامل ہیں حضرت شیخ صفی الدین ردولوی نے ۱۳ ذیقعد ۸۱۹ھ مطابق ۲ رجنوری ۱۴۱۷ء کو وصال فرمایا۔

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۲۳۰۔

[2] پروفیسر اختر راہی۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی۔ ناشر مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور۔ صفحہ ۱۱۲۔

[3] مصطفیٰ بن عبداللہ الشہیر حاجی خلیفہ۔ کشف الظنون جلد ۲ صفحہ ۱۳۸۶ ناشر داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

(۲۹) حضرت برھان الدین محمد بن النقی قدس سرہ:

حضرت برھان الدین محمد بن النقی قدس سرہ جلیل القدر عالم اور صوفی گزرے ہیں آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے خاتمہ مکتوبات اشرفی میں حضرت سید عبدالرزاق نورالعین نے ان کا ذکر کیا ہے (یاد رہے کہ سید عبدالرزاق نورالعین سید اشرف جہانگیر سمنانی کے فرزند معنوی۔ خلیفہ برحق اور جانشین ہیں) وہ لکھتے ہیں۔

''برھان الدین محمد بن النقی الحکیم الصوفی آپ صاحب تفسیر بدیع الہمدانی اور صاحب مقامہ ہیں آپ راستے سے کپڑے میں لپیٹ کر اس طرح گزرتے تھے جیسے شمشیر کو غلاف میں لپیٹا گیا وہ اس لباس میں لوگ آپ کو پہچان نہیں سکتے تھے۔ حضرت سید بشر بن غیاث آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ خلق ایوان وارحام ہیں آپ حیات ر ی کے متحمل ہیں علمائے تبریز آپ کی خدمت میں آتے تھے حضرت قدوۃ الکبریٰ نے آپ سے ملاق ی اور بعض اشکال کے بارے میں حل طلب کیا جوانہوں نے احسن طریقے سے حل فرمایا،،۔[1]

حضرت سید عبدالرزاق نور ن کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت برھان الدین محمد مفسر بھی تھے اور بہت سے علوم کے جامع تھے۔ م و مسائل پر انہیں قابل رشک عبور تھا مشکل سے مشکل مسئلہ نہایت آسانی سے حل فرمادیا کرتے تھے ما تصوف کے پیچیدہ مسائل اس خوبی سے بیان فرماتے تھے کہ سننے والے کا ذہن بالکل صاف ہو ج تا اور اس کے ذہن میں پھر کسی قسم کا اشکال باقی نہیں رہتا تھا یہی وجہ تھی کہ وقت کے جید علماء جب ـے میں دقت محسوس کرتے تو آپ ہی کی طرف رجوع کرتے اور آپ اپنی فہم وفراست، علمیت وقابلیت حانیت سے اس مسئلے کو حل فرمادیا کرتے تھے۔ ان کی علمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے یداشرف جہانگیر سمنانی جیسی عظیم المرتبت شخصیت نے ان سے فیض حاصل کیا۔

---

[1] بدالرزاق نورالعین ۔ خاتمہ مکتوب ی جلد دوم ۔ مترجم مولانا ممتاز اشرفی ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار اورنگی ٹاؤن کراچی ۔ صفحہ ۳۶۱۔

فصل دوم:

تصانیف، علمی و ادبی خدمات

سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک علمی و روحانی شخصیت تھے انہوں نے اپنے علم و روحانیت کے ذریعے تبلیغ دین کا فریضہ بخوبی انجام دیا اور اس مقصد کے لئے تحریر و تقریر دونوں ذریعوں سے یہ اہم کام کیا کسی کی علمیت کا جائزہ لینے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی تحریر یعنی کتب کا جائزہ لیا جائے اس سلسلے میں کتب نمایاں حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ یہی وہ علمی سرمایہ ہے جو کسی بھی عالم کی علمی حیثیت اور مقام کو واضح کرتا ہے علماء اور صوفیاء کا علمی سرمایہ درحقیقت ان کی تصانیف اور تعلیمات و ملفوظات ہیں جن کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ شخصیت علم و فضل کے لحاظ سے کس مقام پر فائز تھی اور اس نے کیا علمی خدمات انجام دیں اس فصل میں ہم سید اشرف جہانگیر سمنانی کی شخصیت کا علمی و ادبی لحاظ سے جائزہ لیں گے اور دیکھیں گے کہ انہوں کیا علمی کارنامے انجام دیئے۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے وقت کے جلیل القدر عالم اور برگزیدہ صوفی ہونے کے علاوہ صاحب تصانیف بزرگ تھے آپ بیک وقت مصنف، مؤلف، مترجم، مفسر اور شارح تھے بیشتر علوم و فنون میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ قرآن کریم کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا جو فارسی زبان کا عظیم شاہکار ہے۔ تصوف و طریقت پر بہت سی اہم کتب تصنیف فرمائیں کچھ کتابوں کا عربی سے فارسی میں اور کچھ کتابوں کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا کچھ کتابیں صرف عربی میں اور کچھ صرف فارسی میں تصنیف فرمائیں کچھ کتابیں ایسی ہیں جو اپنے موضوع کے اعتبار سے اہم مگر نہایت مشکل تھیں آپ نے ان کی شروح لکھیں اور آسان کر دیا اس کے علاوہ بے شمار تقاریظ لکھیں کیونکہ اس زمانے کے علماء و مشائخ میں آپ کی علمی و روحانی حیثیت مسلمہ تھی اور سب آپ کی علمی برتری کو تسلیم کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ اہل علم میں سے جو بھی کوئی کتاب تصنیف کرتا وہ اصلاح کی غرض سے آپ کی خدمت میں ضرور پیش کرتا اور جب آپ اس کی اصلاح فرما کر اس پر تقریظ تحریر فرماتے تو آپ کی تحریر اس کتاب اور مصنف کے لئے سند کا درجہ رکھتی تھی ہماری اس بات کی تائید جناب الحاج محمد زبیر صاحب (سابق اسٹنٹ لائبریرین و استاد لائبریری سائنس مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کی اس تحریر سے ہوتی ہے جو انہوں نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے متعلق اپنی

کتاب ''اسلامی کتب خانے'' میں لکھی ہے وہ لکھتے ہیں۔

''امراء حضرت کے مذاق علمی کو دیکھ کر اہم کتابوں کا تحفہ بھیجتے تھے اور علماء اصلاح ونظر ثانی کے لئے اپنی گراں قدر تصانیف کا نذرانہ پیش کرتے تھے قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے ایک موقع پر اپنی تصنیفات کے علاوہ بعض نادر کتابیں بھی حضرت مخدوم کی خدمت میں بھیجیں اور ایک عرصہ تک مراسلت کا سلسلہ جاری رکھا جس کی چند جھلکیاں ''مکتوبات اشرفی'' میں بھی ملتی ہیں۔[۱]

قاضی شہاب الدین دولت آبادی اپنے وقت کے جید عالم دین تھے یہ جب پہلی بار ملاقات کے لئے آئے اور آپ سے چند علمی سوالات کئے آپ نے ان کے تسلی بخش جواب دیئے تو وہ آپ کے تبحر علمی سے بہت متاثر ہوئے قاضی صاحب جیسے عالم کا آپ کے علم سے متاثر ہونا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ علم و فضل میں یگانۂ زمانہ تھے۔

قاضی شہاب الدین نے آپ سے بھرپور استفادہ کیا اور بعد میں خط وکتابت کا سلسلہ جاری رکھا شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اخبار الاخیار میں بھی ایک خط کا ذکر کیا ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی جہاں کہیں تشریف لے جاتے علماء آپ سے ملاقات کے لئے آتے اور علمی مباحثہ کرتے وہ ایسے ایسے علمی اور پیچیدہ سوالات لے کر آتے کہ بظاہر جن کا جواب ناممکن ہوتا تھا لیکن جب آپ اپنی علمیت و روحانیت سے ان کے جوابات دیتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے علم کا سمندر بہہ رہا ہے آپ کے جوابات اتنے مکمل اور جامع ہوتے پھر کسی کو بھی ان میں کلام کی گنجائش نہ ہوتی بلکہ سب مطمئن ہوجاتے مولانا علاؤالدین جائسی بھی اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم تھے ان کو سات علمی مسائل کے حل درکار تھے انہوں نے بہت سے علماء سے دریافت کئے لیکن کوئی ان کے جواب پر قادر نہ ہوسکا جب سید اشرف جہانگیر سمنانی جائس تشریف لائے مولانا علاؤالدین بھی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور اپنے سوالات آپ کی خدمت میں پیش کئے تو آپ نے فوراً ان کے ایسے جوابات عنایت فرمائے کہ مولانا کی تسلی ہوگئی اور وہ آپ کی علمی بصیرت سے متاثر ہوکر آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوگئے اسی طرح بہت سے علماء آپ کے تبحر علمی سے متاثر ہوکر آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے۔

---

[۱] الحاج محمد زبیر۔ اسلامی کتب خانے۔ ناشر ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔ صفحہ ۲۸۵۔

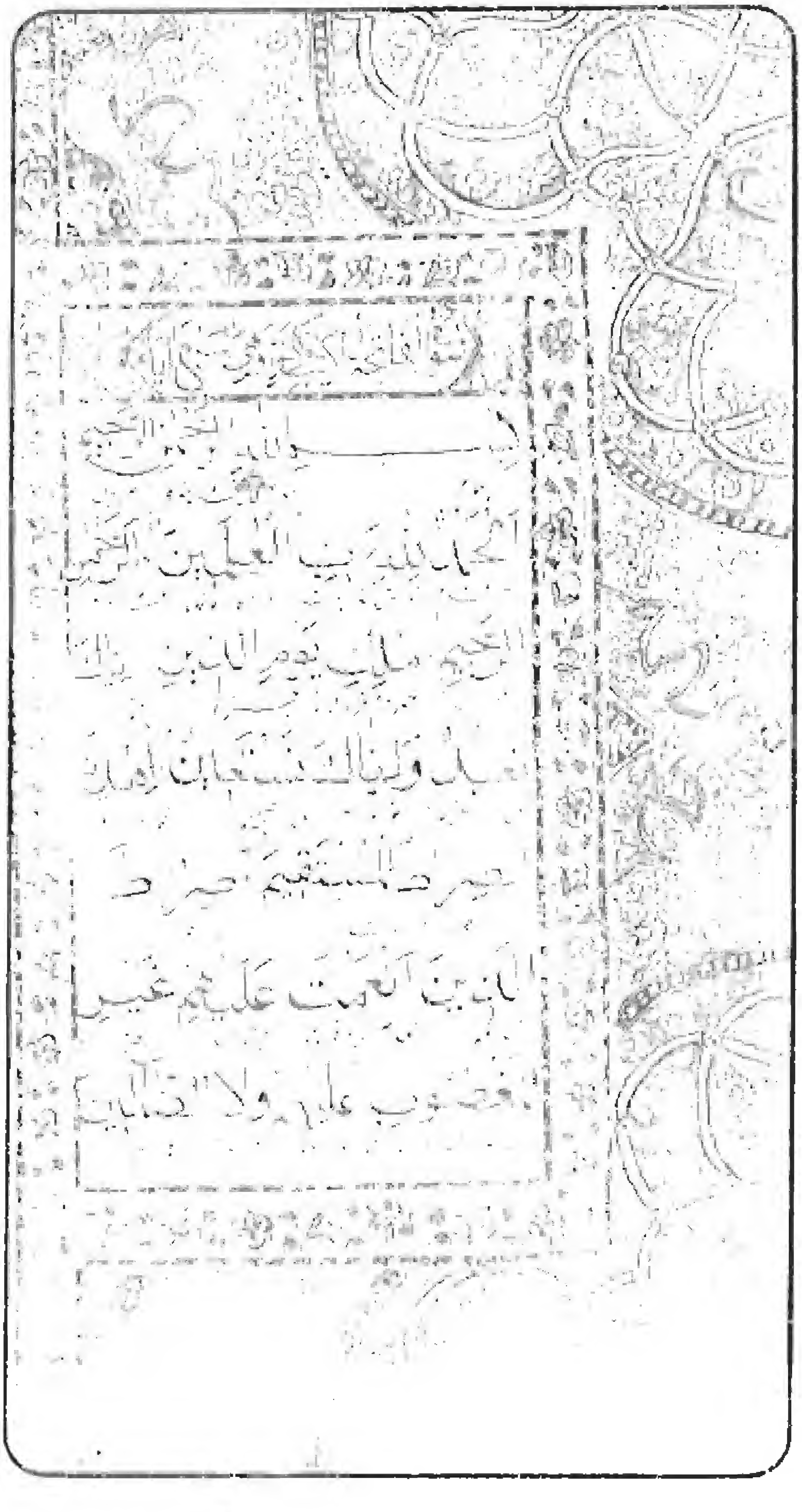

بسم الله الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العلمین الرحمن
الرحیم ملك یوم الدین ایا
ک نعبد وایاک نستعین اهدنا
الصرط المستقیم صرط
الذین انعمت علیهم غیر
المغضوب علیهم ولا الضالین

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے
ترجمہ قرآن کی سورہ فاتحہ کا عکس

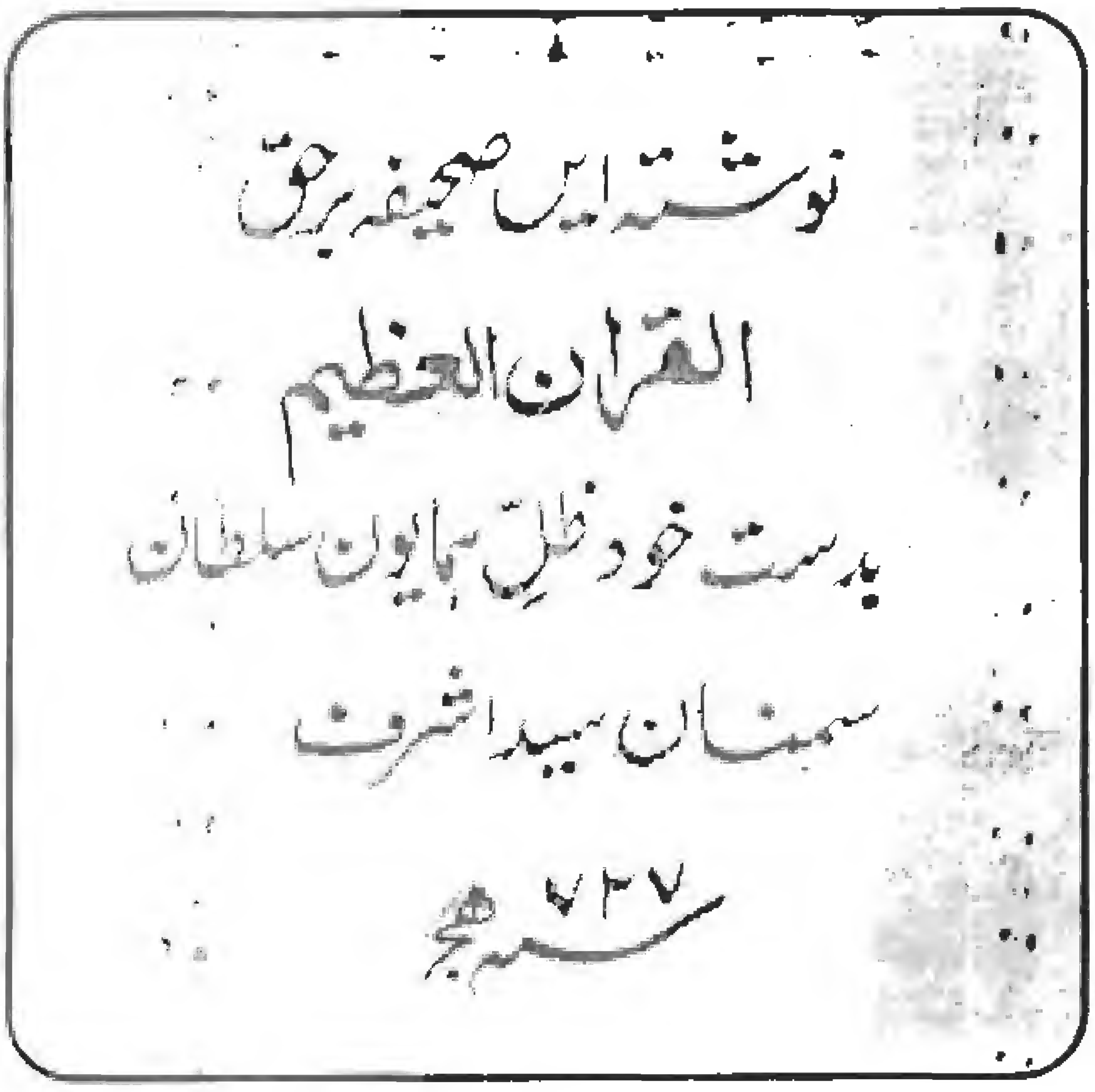

نوشتہ ایں صحیفہ برحق

القرآن العظیم

بدست خود ظلِ ہمایون سلطان

سمنان سید اشرف

۷۲۷

سنہ ھجر

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے
ترجمہ قرآن کے سب ٹائیٹل کا عکس

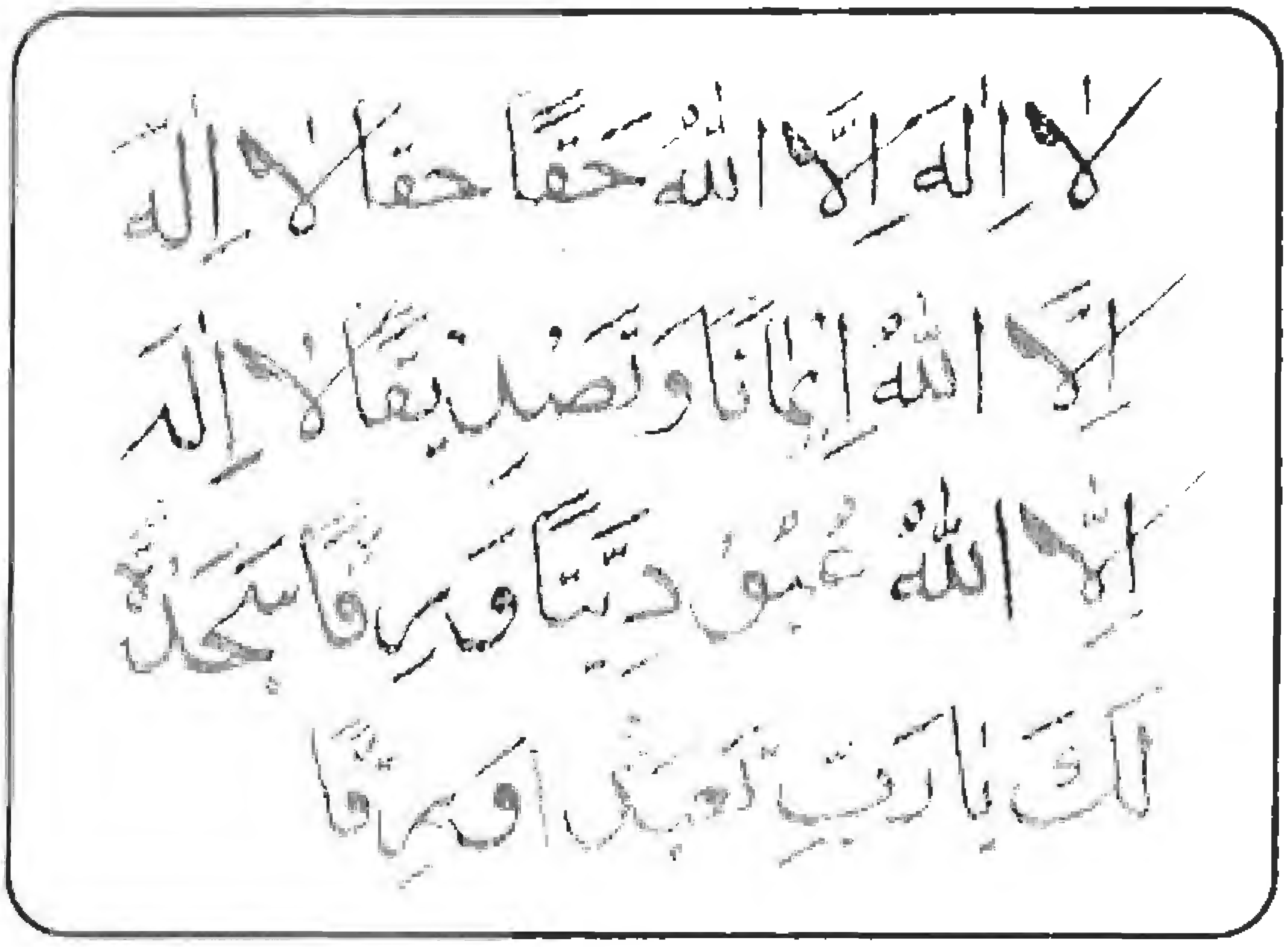

لا إله إلا الله حقا حقا لا إله
إلا الله إيمانا وتصديقا لا إله
إلا الله عبوديتا ورقا فاسجد
لك يا رب تعبدا ورقا

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے مختلف علوم و فنون پر بہت سی اہم کتب تصنیف فرمائیں جو اپنی افادیت کے لئے لحاظ سے آج بھی بڑی اہمیت کی حامل ہیں اور ان کتب سے آپ کے علم و فضل اور تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے سب سے پہلا علمی کام جو آپ نے کیا وہ قرآن کریم کا ترجمہ تھا جو آپ نے اپنے دور سلطنت میں ۷۲۷ھ میں کیا یعنی اس وقت آپ سمنان کے شہنشاہ تھے۔

قرآن کریم کا ترجمہ:

یہ ترجمہ قرآن فارسی میں ہے اور ایک عظیم علمی شاہکار ہے کیونکہ اس زمانے میں فارسی ہی بولی اور سمجھی جاتی تھی اس لئے آپ نے فارسی میں ترجمہ کیا اس کا اصل نسخہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد (اس کا نام اب بدل کر امبیڈکر نگر رکھ دیا گیا ہے) امبیڈکر نگر میں خانقاہ اشرفیہ کی لائبریری میں موجود ہے اور اس کی فوٹو کاپیاں مختلف مقامات پر اہل علم حضرات کے پاس ہیں راقم کے پاس بھی الحمدللہ اس ترجمہ کی ایک کاپی یعنی عکسی نسخہ موجود ہے جو میرے نہایت ہی قریبی دوست اور کرم فرما جناب مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی زید مجدہ نے عطا فرمایا اس کے ٹائٹل پر یہ عبارت درج ہے

''القرآن العظیم''

''نوشتہ ایں صحیفہ برحق بدست خود ظل ہمایوں سلطان سمنان سید اشرف ۷۲۷ھ''

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ قرآن سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے دور سلطنت سن ۷۲۷ھ میں خود تحریر کیا ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن پر آپ کی بڑی گہری نظر تھی کیونکہ بہت سے مقامات پر آپ نے اس انداز سے ترجمہ کیا ہے کہ قاری کے ذہن کے تمام شکوک و شبہات دور ہو جاتے ہیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ مترجمین اس طرف توجہ نہیں دیتے اور ایسا ترجمہ کرتے ہیں کہ جس کو پڑھ کر ذہن الجھ جاتا ہے اور انسانی عقل بھی اس بات کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی لیکن سید اشرف جہانگیر سمنانی کا یہ ترجمہ ان تمام چیزوں سے مبرا ہے اس ترجمہ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا گیا جس سے بارگاہ رسالت ﷺ میں ادنیٰ سی گستاخی کا شائبہ تک پیدا ہو بلکہ ادب ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت احتیاط سے ترجمہ کیا ہے آپ نے نہایت سلیس فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے اور اب تک فارسی میں جتنے ترجمے ہوئے ہیں ان سب تراجم میں یہ ترجمہ قرآن منفرد نظر آتا ہے نمونے کے طور پر سورہ فاتحہ کا ترجمہ ملاحظہ

فرمائیے۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العالمِیں۔	اَلرَّحمٰنِ الرَّحِیم
ثناو ستائش خدا براست پروردگار عالمہا۔	بخشائندہ مہربان۔
مَالِکِ یَومِ الدِیں۔	اِیَّا کَ نَعبُدُوَاِیَّا کَ نَستَعِین
خداوندروز جزا	ترامی پرستیم وتومددی طلبیم
اِھدِنَا الصِرَاطَ المُستَقِیم	صِراطَ الَّذِینَ اَنعمتَ عَلَیہِم
بنما مارا راہ راست	راہ آنانکہ انعام کردی برایشان

غَیرِ المَغضُوبِ عَلَیہِم وَلَا الضَآ لین۔

بجز آنانکہ خشم گرفتہ شد بانہاو بجز گمراہان۔[1]

سورہ فاتحہ کے ترجمہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ترجمہ جتنا عام فہم ہے بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہی ترجمہ فارسی زبان کا پہلا ترجمہ ہے کیونکہ یہ ۷۲۷ ہجری میں کیا گیا اور اس سن سے پہلے کوئی اور ترجمہ ثابت نہیں فارسی کے دیگر تراجم بعد کے ہیں اس لحاظ سے اوّلیت اسی ترجمہ کو حاصل ہے۔ یہ ترجمہ عرصہ دراز تک کچھوچھہ شریف کی لائبریری میں محفوظ رہا اور اس کی نقول بصورت فوٹو اسٹیٹ اہل علم حضرات کے پاس تبرکاً محفوظ رہیں لیکن کسی نے اس کی طباعت واشاعت کی طرف توجہ نہیں دی بالآخر خانوادہ اشرفیہ کی عظیم روحانی شخصیت اور آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف کے سجادہ نشین شیخ ملت حضرت علامہ ابو المحمود سید محمد اظہار اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے اس طرف توجہ فرمائی کہ اس کی طباعت کا اہتمام کیا جائے لیکن اس کام میں دشواری یہ تھی کہ اگر اس ترجمہ کو بعینہ یعنی اسی طرح چھاپ دیا جاتا تو فارسی میں ہونے کی وجہ سے عوام الناس کے لئے اس کو سمجھنا ناممکن تھا اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ پہلے اس فارسی ترجمے کا آسان اردو میں ترجمہ کیا جائے تاکہ عوام وخواص اس سے مستفیض ہوسکیں چنانچہ حضرت صاحب سجادہ نے اپنے خلیفہ جناب مولانا سید ممتاز اشرفی زید مجدہ کو اس ترجمے کی اسٹیٹ کاپی عنایت فرمائی اور حکم دیا کہ وہ اس کا آسان اور عام فہم انداز میں ترجمہ کریں مولانا موصوف نے اپنے پیرومرشد کے حکم پر عمل

---

[1] سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ترجمہ قرآن قلمی۔ یہ ترجمہ انہوں نے اپنے دور سلطنت میں ۷۲۷ھ میں کیا۔

کرتے ہوئے اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا اور ابتداء کر دی اور اب تادم تحریر وہ اس ترجمے کے پندرہ پاروں کا ترجمہ اردو میں کر چکے ہیں اس ترجمے کے ساتھ حاشیہ بھی لکھ رہے ہیں جو اظہار العرفان کے نام سے ہے ان شاءاللہ جب یہ مکمل ہوگا تو یہ اہل علم حضرات اور خصوصاً اہل سلسلہ کے لئے ایک انمول تحفہ ہوگا اللہ تعالی مولانا موصوف کو یہ عظیم کام مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

لطائف اشرفی:

لطائف اشرفی درحقیقت سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ان ملفوظات کا مجموعہ ہے جو ان کے مرید حضرت نظام الدین غریب یمنی نے جمع کئے تھے یہ ملفوظات اس لحاظ سے زیادہ مستند مانے جاتے ہیں کہ نظام یمنی نے خود سید اشرف جہانگیر سمنانی کی صحبت یا فیض میں رہ کر انہیں تحریر کیا وہ ۷۵۰ھ میں حضرت کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور تیس سال سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہے اور ہمہ وقت ان کی صحبت سے فیضیاب ہوکر انہیں تحریر کیا دوسری چیز جو انہیں مستند کرتی ہے وہ یہ ہے کہ نظام یمنی نے انہیں ترتیب دینے کے بعد سید اشرف جہانگیر سمنانی کی خدمت میں پیش کیا اور آپ نے ان کی تصحیح فرمائی۔ یہ کتاب فارسی میں ہے اس میں ایک مقدمہ اور ساٹھ لطائف ہیں جن میں تصوف و طریقت کے بڑے اہم اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں جو دیگر کتب میں نہیں ملتے اس کا ہر لطیفہ اپنے اندر علم و عرفان کا ایک سمندر لئے ہوئے ہے اس میں اصطلاحات تصوف، شیخ طریقت کی ضرورت، ریاضت و مجاہدہ، سعادت و شقاوت، عشق و محبت یعنی عشق حقیقی، روح، قلب، جسم، ذکر و فکر، مراقبہ، مکاشفہ، مشاہدہ، صحو و سکر، ولایت، ولایت عامہ، ولایت خاصہ، وحدت الوجود، وحدت الشہود، سلاسل طریقت کی ضرورت اور تعلیمات، بزرگان دین کے مستند حالات ان کے شجرے اور ان کے خانوادوں کے متعلق معلومات اور بے شمار اہم مسائل شریعت و طریقت پر روشنی ڈالی گئی ہے غرضیکہ لطائف اشرفی علوم شریعت و طریقت کا ایک بیش بہا خزانہ ہے اور طالبان راہ سلوک کے لئے انمول تحفہ ہے یہ ہم نے اجمالی طور پر اس کا جائزہ لیا ہے، ورنہ اس میں بہت کچھ ہے یہی وجہ ہے کہ تمام سلاسل طریقت کے مشائخ نے اس کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا اور فیض حاصل کیا مشائخین نے اپنی کتب میں اس کے حوالے دیئے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے نزدیک لطائف اشرفی اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کی شخصیت معتبر ہے۔

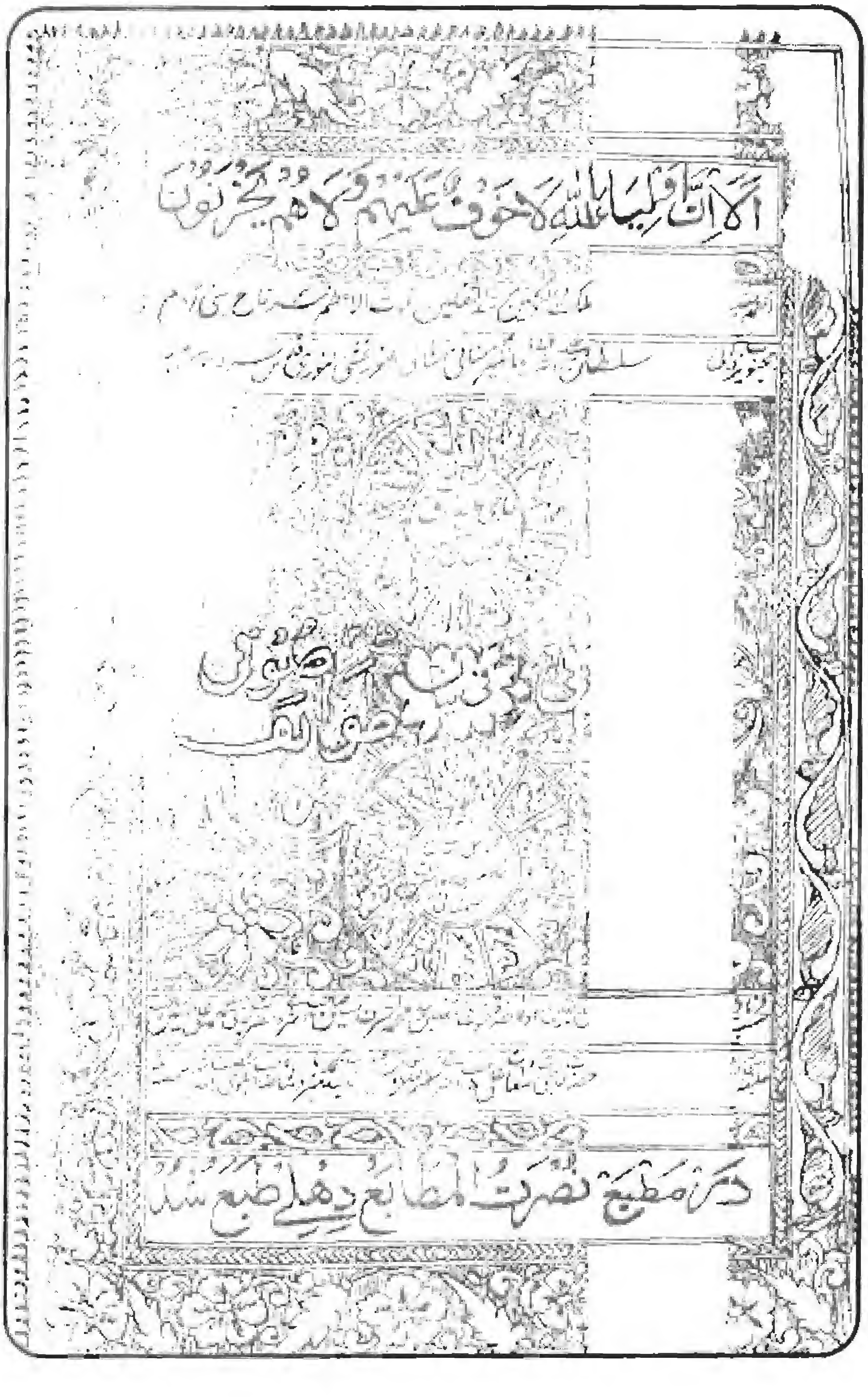

الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

در مطبع نصرت المطابع دهلی طبع شد

لطائف اشرفی کے قدیمی نسخہ کا عکس

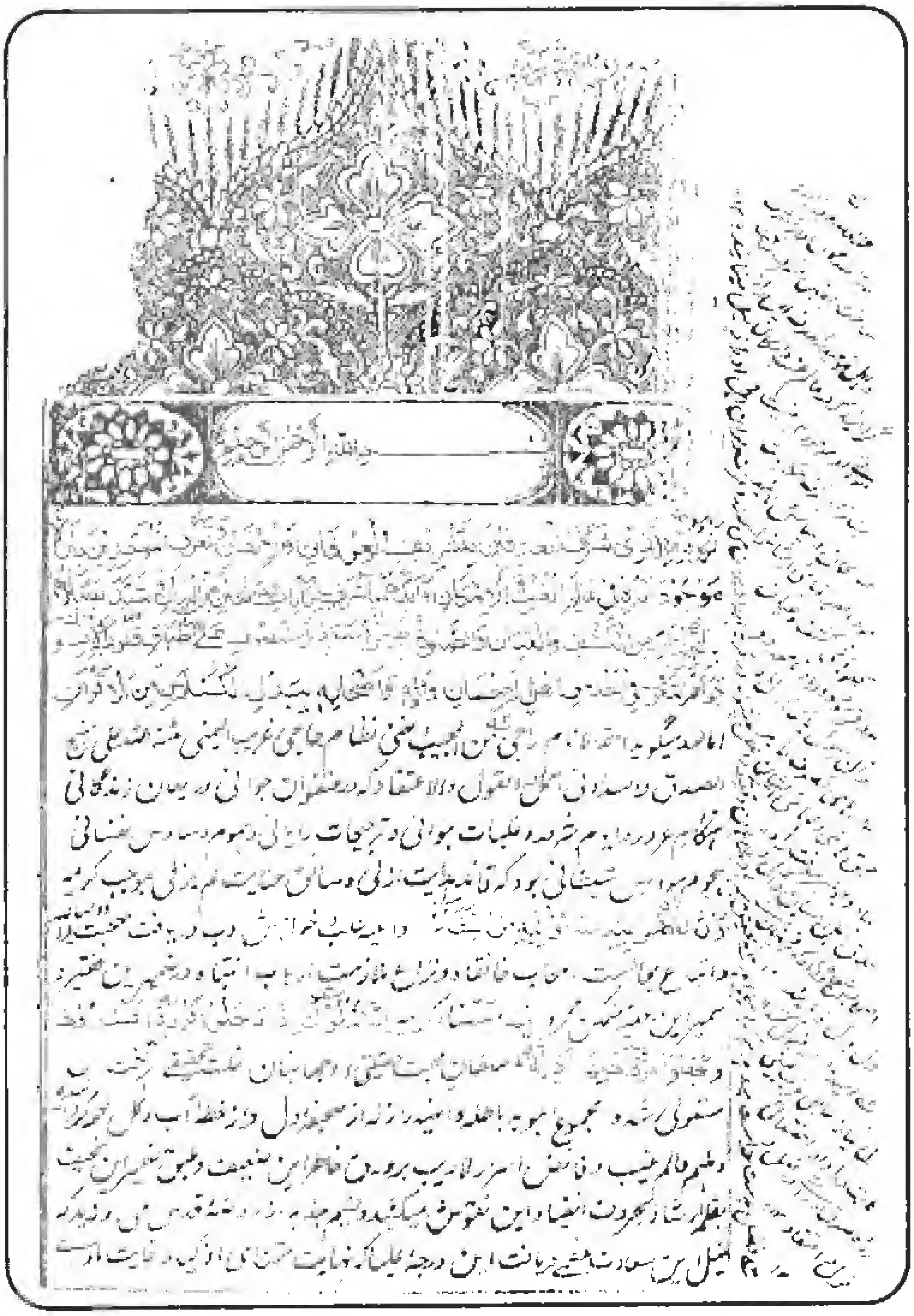

لطائف اشرفی کے قدیمی فارسی نسخہ کے پہلے صفحہ کا عکس

لطائف اشرفی اہل علم کی نظر میں:

پروفیسر اسلم فرخی لطائف اشرفی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''لطائف اشرفی کو برصغیر کے فارسی ملفوظات میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے ملفوظات کا یہ تفصیلی مجموعہ سر چشمہ اہل بصیرت بھی ہے گنجینہ علم وعرفان بھی ہے اور انسانی زندگی کے رموز حسن اور سلیقے کی کلید بھی ہے بزرگوں کی ہر بات بزرگانہ انداز کی حامل ہوتی ہے۔ گہری معنویت کی حامل ہوتی ہے اور انسانی کردار واخلاق کی تشکیل میں ممد ومعاون ثابت ہوتی ہے دل بیدار اور چشم بینا کا مشاہدہ کچھ اور ہوتا ہے۔ عفت قلب ونظر کا تقاضا کچھ اور ہوتا ہے یہ باتیں ہی کچھ اور ہیں اولیائے کرام اپنے مشاہدوں اور تجربوں کو اس دلآویز انداز سے بیان کر دیتے ہیں کہ وہ ساری دنیا کے انسانوں کے لئے مشعل راہ بن جاتے ہیں پڑھنے والے پڑھتے ہیں فیض حاصل کرتے ہیں غور کرنے والے بات کی تہہ تک پہنچتے اور موتی رولنے کی کوشش کرتے ہیں عمل کرنے والے عمل کرتے ہیں اور دین ودنیا میں سرخرو ہوتے ہیں بزرگوں کے ملفوظات فیض جاریہ ہیں جس کا جی چاہے فیض اٹھائے اور اپنی عاقبت سنوارے، لطائف اشرفی کا فیض بھی دائمی ہے۔ [1]

خانوادہ اشرفیہ کی ایک جلیل القدر شخصیت حضرت سید شاہ ظفر الدین اشرف رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ومتولی درگاہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد لطائف اشرفی کے متعلق لکھتے ہیں۔

''یہ گراں قدر تصنیف نہ صرف خانوادہ اشرفیہ کے نیاز مندوں اور درگاہ جہانگیری کے عقیدت مندوں کے لئے گذشتہ صدیوں میں چراغ ہدایت بنی رہی بلکہ دنیائے اسلام میں اسلامی تصوف کے اسرار ورغوارض پر ایک لاثانی تصنیف اور ذخیرہ علم وحکمت کی حیثیت سے سر آنکھوں پر رکھی گئی ہندوستان میں تصوف کے رموز اور تزکیہ نفس کے موضوع پر اس عالمانہ، فلسفیانہ اور حکیمانہ کتاب کا کوئی جواب نہیں جو اپنے مصنف کے گداز قلب، حیرت انگیز معلومات، اعلیٰ شعری وادبی ذوق کی آئینہ دار ہے فارسی ادب میں اسلوب اور طرز ادا کے اعتبار سے اور ہم عصر فارسی شعراء کے حکیمانہ اشعار کے لاجواب انتخاب کے اعتبار سے جو اس کی عبارتوں کے درمیان جگہ جگہ نگینوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں لطائف اشرفی اپنا جواب نہیں رکھتی۔ [2]

---

[1] پروفیسر اسلم فرخی، لطائف اشرفی حصہ دوئم، مترجم: پروفیسر ایس ایم لطیف اللہ۔ ناشر اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۔

[2] سید شاہ ظفر الدین اشرف۔ لطائف اشرفی مترجم: عبدالحق۔ ناشر دانش بکڈپو ٹانڈہ ضلع فیض آباد یوپی انڈیا۔ صفحہ ۳۔

ممتاز مذہبی اسکالر جناب ڈاکٹر خضر نوشاہی جو لطائف اشرفی کے مترجم بھی ہیں اور اس کے تراجم پر نظر ثانی بھی کر چکے ہیں اس کے متعلق اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''یہ حضرت کی سوانح عمری بھی ہے اور ان کی تعلیمات کا آئینہ بھی اس میں کہیں تصوف کی اصطلاحات ہیں کہیں ذکر و فکر کی تفصیلات ہیں کہیں صوفیانہ غوامض پر مباحث ہیں کہیں صوفیاء کرام کے مختلف خانوادوں کی مختصر تاریخ کہیں نبی کرم علیہ التحیہ والتسلیم۔ آل نبی ﷺ۔ خلفائے راشدین آئمہ کبار اور صوفیاء کے حالات ہیں اور کہیں صوفی شعراء پر دلچسپ تبصرہ ہے غرض اسے تصوف کی ایک قاموس کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ اس عہد کی علمی دینی اور عرفانی تاریخ بھی ہے اور بزرگان دین کا تذکرہ بھی بہر حال اپنے موضوع کی منفرد اور لاجواب کتاب ہے۔ [۱]

ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی لطائف اشرفی کے متعلق لکھتے ہیں۔

''لطائف اشرفی خود آپ کے وسعت علمی اور بصیرت کا پتہ دیتی ہے یہ کتاب تصوف اسلامی کی تمام بنیادی کتابوں کا نچوڑ ہے اس میں تصوف کے مختلف مسائل کو عالمانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے اور حکایات و واقعات اور مثالوں کے ذریعے ان کی مزید تشریح کی گئی ہے فارسی ادب سے بھی آپ کو دلچسپی تھی لطائف اشرفی میں سیکڑوں اشعار مختلف شعراء کے موجود ہیں مثلاً رودکی، فردوسی، نظامی، رومی، سعدی، ظہیر فاریابی، حافظ شیرازی اور خسرو وغیرہ۔ بعض خطوط اور لطائف اشرفی کا ایک باب کچھ شعراء کے پیچیدہ اشعار کی تشریح پر صرف ہوئے ہیں۔ [۲]

اہل علم حضرات کی ان آراء سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ لطائف اشرفی اپنے موضوع کے اعتبار سے کتنی اہم کتاب ہے ہر دور میں اس کی اہمیت وافادیت مسلم رہی اور علماء ومشائخ نے اس سے فیوض و برکات حاصل کئے سب سے پہلے اس کتاب کو مجدد سلسلہ اشرفیہ اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں قدس سرہ نے ۱۲۹۵ھ میں نصرت المطابع دہلی سے طبع کرایا اور تمام عالم اسلام میں بھیج کر متعارف کروایا ورنہ اس سے قبل لطائف اشرفی کے قلمی نسخے مختلف مقامامات پر موجود تھے جس طرح

---

[۱] ڈاکٹر خضر نوشاہی۔ لطائف اشرفی مترجم شمس بریلوی۔ ناشر اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۰

[۲] ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر سرفراز قومی پریس لکھنو۔ صفحہ ۲۰۱

اس کا ایک قلمی نسخہ ہندوستان کے شہر گورکھپور میں سبز پوش صاحب کے کتب خانے میں اب بھی موجود ہے اس کے بعد ۱۲۷۸ھ فارسی نسخہ دہلی سے شائع ہوا لیکن اب نایاب ہے۔ اسی طرح مختلف ادوار میں یہ کتاب چھپتی رہی لیکن اس کے ترجمے کا اہتمام نہ ہو سکا جس کی وجہ سے عوام اس کے فیض سے محروم ہے۔

لطائف اشرفی کے تراجم:

لطائف اشرفی کیونکہ فارسی میں ہے اس لئے ہر شخص اس سے استفادہ نہیں کر سکتا تھا ضرورت تھی کہ اس کا اردو ترجمہ کیا جائے تاکہ عوام الناس بھی اس سے فیضیاب ہو سکیں چنانچہ خانوادہ اشرفیہ کے بزرگوں میں سب سے پہلے حضرت محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی الجیلانی کچھوچھوی قدس سرہ کے والد محترم حضرت مولانا حکیم شاہ سید نذر اشرف کچھوچھوی قدس سرہ نے ۹ لطائف کا ترجمہ کیا اور محدث اعظم ہند نے اپنے رسالے ”ماہنامہ اشرفی“ میں اسے قسطوار شائع کیا محدث اعظم ہند نے جنوری ۱۹۲۲ء کو ماہنامہ اشرفی کا اجرا فرمایا جو عرصہ دراز تک کچھوچھہ شریف سے شائع ہوتا رہا۔ یہ معلوم نہیں کہ ان ۹ لطائف کا ترجمہ علیحدہ سے کتابی صورت میں شائع ہوا یا نہیں پھر عرصہ دراز کے بعد جناب مشیر احمد کاکوروی نے لطائف اشرفی کا مکمل ترجمہ اختصار کے ساتھ کیا یہ تلخیص دو جلدوں میں شائع ہوئی مخدوم اشرف اورنٹل کالج درگاہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد نے اسے شائع کیا اس ترجمے کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی یہ ترجمہ حضرت مولانا حکیم عبدالحیٔ اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے حکم سے جناب مشیر احمد کاکوروی لکھنوی نے کیا اور سن ۱۹۴۳ء/۱۳۶۲ھ کو تین تین سو صفحات کی دو جلدوں میں شائع ہوا اور اس کے نسخے ملک و بیرون ملک کتب خانوں اور یونیورسٹیوں میں بھیجے گئے اور عرصہ دراز تک یہی ترجمہ ہر جگہ دستیاب رہا اور اب بھی ہے اس کے بعد حضرت شاہ سید ظفر الدین اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے حکم سے جناب مولانا عبدالحق صاحب نے صرف دو لطائف کا ترجمہ کیا جو مقدمہ کے ساتھ شائع ہوا راقم کے پاس جو نسخہ موجود ہے اس کے سب ٹائٹل پر سن طباعت ”۱۹۸۷ بار دوم“ درج ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ نسخہ ۱۹۸۷ء میں دوسری بار شائع ہوا یعنی اس سے قبل ایک مرتبہ شائع ہو چکا ہے لیکن طباعت اوّل کا سن معلوم نہیں اس نسخے کو دانش بکڈپو ٹانڈہ ضلع فیض آباد یوپی نے شائع کیا اس کے بعد مولانا محمود عبدالستار بھولیپور بنسور (فیض آباد) نے لطائف اشرفی کے مزید چار لطائف کا ترجمہ کیا جو لطیفہ نمبر ۳ سے لطیفہ ۶ تک ایک

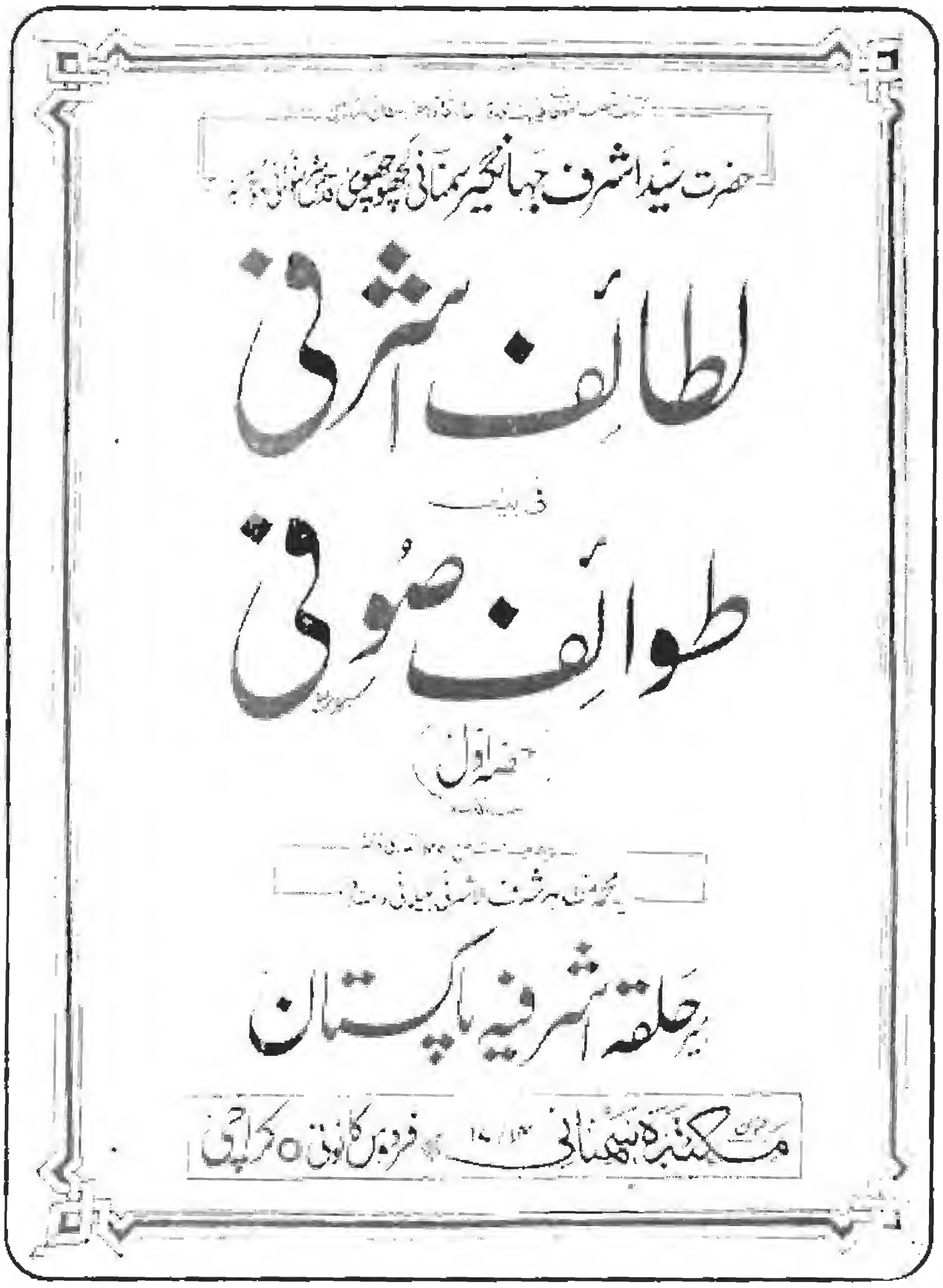

[illegible]

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی قدس سرہ النورانی

لطائف اشرفی

فی بیان

طوائف صوفی

(حصہ اول)

[illegible]

[illegible]

حلقہ اشرفیہ پاکستان

مکتبہ سمنانی [illegible] فردوس کالونی ٥ کراچی

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ

سنو! بلاشبہ اللہ کے اولیاء کو نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

لطائفِ اشرفی

حصہ سوئم

ملفوظات

امام العارفین زبدۃ الصالحین غوث العالم محبوب یزدانی

مخدوم حضرت میر اوحد الدین سلطان **سید اشرف جہانگیر سمنانی** قدس سرہ

جامع ملفوظات

حضرت نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

[illegible] شیخ [illegible] اللہ

مدیر و ناشر

نذر اشرف شیخ محمد ہاشم رضا اشرفی

[illegible] پاکستان

خلیفہ مجاز مخدوم المشائخ حضرت سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی

سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف انڈیا

جلد میں شائع ہوا راقم کے پاس اس کا جو نسخہ موجود ہے یہ حصہ دوم ہے اور ۳۰۲ صفحات پر مشتمل ہے ترجمہ بہت آسان اور سلیس اردو میں کیا گیا ہے اس کو بھی دانش بکڈ پو ٹانڈہ فیض آباد نے شائع کیا ہے اس کے سب ٹائٹل پر سن طباعت ۱۹۹۲ء درج ہے معلوم نہیں اس کے بعد مزید لطائف کا ترجمہ ہوا یا نہیں راقم کے پاس یہی مذکورہ دو نسخے موجود ہیں اس کے بعد خانوادہ اشرفیہ کی عظیم روحانی شخصیت آفتاب اشرفیت حضرت ابوالمسعود شاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ نے اپنے خلیفہ شیخ ہاشم رضا اشرفی کو حکم دیا کہ وہ لطائف اشرفی کا ترجمہ کرائیں چنانچہ انہوں نے اپنے شیخ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ممتاز مستند مترجم جناب شمس بریلوی (مرحوم) سے رابطہ کیا مرحوم و مغفور نے بڑی محبت سے ترجمہ کا آغاز کیا لیکن پیرانہ سالی اور علالت کی وجہ سے مجبور ہو گئے چنانچہ اس کام کو مکمل کرنے کے لئے جناب ڈاکٹر خضر نوشاہی مدظلہ العالی کی خدمات حاصل کی گئیں موصوف خود ایک علمی و روحانی خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت نوشہ گنج بخش قادری رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں اور ساہن پال شریف کے سجادہ نشین ہیں انہوں نے بڑی عقیدت و محبت اور محنت سے اس کام کو مکمل کیا اور لطائف اشرفی کے بیس لطائف کا ترجمہ کیا یہ ترجمہ جون ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا یہ نسخہ راقم کے پاس موجود ہے یہ ۷۷۰ صفحات پر مشتمل ہے بڑے عام فہم انداز میں ترجمہ کیا گیا ہے عوام الناس بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں ان بیس لطائف کے ترجمے کی اشاعت کے بعد مزید لطائف کے ترجمے کے لئے پروفیسر ایس ایم لطیف اللہ صاحب خدمات حاصل کی گئیں موصوف نے دن رات ایک کر کے بڑی محنت اور تحقیق سے بقیہ چالیس لطائف کا ترجمہ کیا یہ ترجمہ جون ۲۰۰۲ء میں دو جلدوں میں شائع ہوا ترجمہ نہایت آسان سلیس اردو میں کیا گیا ہے اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ مشکل الفاظ کے معنی مترجم نے حاشیہ میں دیئے ہیں تا کہ قاری کو پریشانی نہ ہو اور جن بزرگوں کا تذکرہ آیا ان کی تاریخ ولادت و وصال بھی حاشیہ میں دی ہے اور جن کتابوں میں ان کا ذکر آیا ہے ان کے نام بھی لکھے ہیں۔ قرآن کریم جو آیتیں آئیں ہیں ان کا حوالہ یعنی آیت نمبر سورہ اور پارہ بھی حاشیہ میں لکھ دیا ہے اسی طرح فارسی اشعار کے ترجمے بھی جن چیزوں کی وضاحت نہ ہو سکی وہ حاشیہ میں کی ہے جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صرف کنیت لکھی ہے مترجم نے حاشیہ میں ان کے مکمل نام معہ ولدیت لکھ دیے ہیں اور ساتھ ہی ان کا مختصر تعارف لکھا ہے جو الفاظ کسی ایسی زبان کے لطائف اشرفی میں آئے ہیں جن

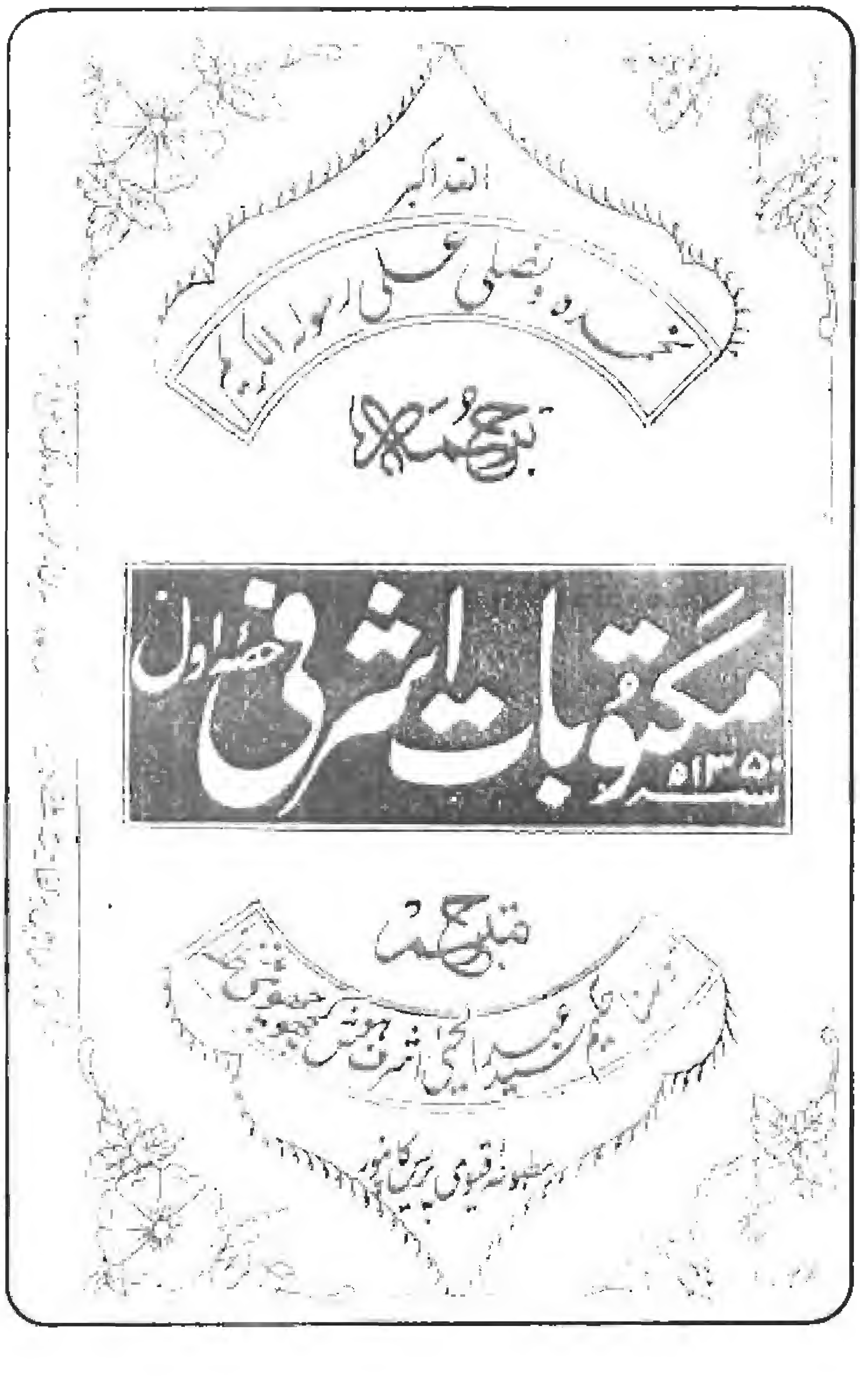

اللہ اکبر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ترجمہ

مکتوبات اشرفی حصہ اول

سنہ ۱۳۵۰ھ

مترجمہ

مولانا حکیم سید عبد الحی اشرف کچھوچھوی حسینی چشتی

مطبوعہ قیومی پریس کانپور

ترجمہ ناممکن تھا جیسے (ترکی زبان) مترجم نے وہ الفاظ بعینہ حاشیہ میں نقل کردیئے ہیں غرضیکہ یہ ترجمہ ہر لحاظ سے بہترین ترجمہ ہے لطائف اشرفی کے اب تک جتنے ترجمے ہو چکے ہیں ان میں اس کو سب سے بہتر قرار دیا جا سکتا ہے لطائف اشرفی کا یہ پہلا مکمل ترجمہ ہے کیونکہ اس سے قبل جتنے ترجمے شائع ہوئے وہ چند لطائف پر مشتمل تھے کسی نے ۹ اور کسی نے چھ لطائف کے ترجمے پر اکتفا کیا جناب مشیر احمد کاکوروی نے جو ترجمہ کیا وہ دو جلدوں میں شائع ہوا راقم کے پاس اس کی دوسری جلد موجود ہے جو نوے لطیفے سے شروع ہو کر اٹھاونوے ۵۸ لطیفے پر اختتام پذیر ہوتی ہے جبکہ لطائف کی تعداد ساٹھ ہے اس لحاظ سے بھی اس ترجمے کو مکمل نہیں کہا جا سکتا جناب پروفیسر ایس ایم لطیف اللہ صاحب کا ترجمہ ہر لحاظ سے مکمل اور بہترین ہے کتابت وطباعت بھی شاندار ہے جس نے اس میں مزید چار چاند لگا دیئے ہیں لطائف اشرفی کا مکمل ترجمہ تین جلدوں پر مشتمل ہے پہلی جلد میں مقدمہ کے ساتھ بیس لطائف کا ترجمہ ہے جو جناب شمس بریلوی صاحب مرحوم ومغفور نے کیا تھا لیکن علالت کے باعث مکمل نہ کر سکے بعد ازاں وصال فرما گئے بعد میں جناب ڈاکٹر خضر نوشاہی صاحب نے اسے مکمل کیا باقی چالیس لطائف کا ترجمہ پروفیسر ایس ایم لطیف اللہ صاحب نے کیا جو دو جلدوں پر مشتمل ہے اس طرح یہ تین جلدوں میں مکمل ساٹھ لطائف کا ترجمہ ہے ان شاء اللہ تعالیٰ عوام الناس اس سے استفادہ کر سکیں گے۔

مکتوبات اشرفی:

مکتوبات اشرفی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ان مکتوبات کا مجموعہ ہے جو آپ نے مختلف اوقات میں مریدین ومعتقدین اور بادشاہان وقت کو تحریر فرمائے ان مکتوبات میں آپ نے اللہ کی وحدانیت، الوہیت، رسالت، وحدت الوجود، عقائد صوفیاء، صوفیاء کے مراتب، خلفائے راشدین کے مناقب، شیخ سے حسن عقیدت، مراتب توحید، صوفیاء کی صحبت کے اثرات، خواب کی حقیقت، ارادت پیر کی شرائط، نماز تہجد، شب بیداری کی فضیلت، قبور اکابرین کی زیارت کے فوائد، ذکر نفی اثبات، ذکر حبس استغراق کی کیفیت، راہ سلوک کی مشکلات، اصطلاحات صوفیاء، فرعون کی موت اور اس کا ایمان، منصب قضاء اور اس کے آداب، سلوک کی ترغیب وتحریص، سادات ہندوستان کے نسب، اطوار ثلاثہ، حدیث قدسی کا ترجمہ وتشریح، رجال الغیب، حضرت خضر علیہ السلام کے احوال، راہ سلوک میں صبر، دلائل

عشق و مراتب مع چند نکات، توحید و معرفت کے مراتب، سلاسل اربعہ، فقر و غنا، حضرت علی اور اہل بیت، عشرہ مبشرہ، مشائخ معمریہ کے تبرکات، ارباب تصوف کے لطائف بزرگا دین کے حالات و واقعات بیان فرمائے ہیں بادشاہان وقت کو جو خطوط لکھے ان میں انہیں عدل و انصاف سے حکومت کرنے اور شریعت و سنت کی پیروی کرنے کا حکم دیا ہے۔ سلاطین کو نصیحتیں کیں اور انہیں استحکام سلطنت کے طریقے بتائے۔ آپ کے یہ خطوط عصر حاضر کے سلاطین وار باب اقتدار کے لئے آج بھی مشعل راہ ہیں اور طالبان راہ سلوک و مشائخین طریقت کے لئے راہنما کی حیثیت رکھتے ہیں چشم بینا سے دیکھا جائے تو ہر مکتوب اپنے اندر علم و معرفت و روحانیت کا ایک سمندر لئے ہوئے ہے یہ مکتوبات آپ کے فرزند معنوی خلیفہ برحق اور جانشین حضرت سیدنا عبدالرزاق نور العین نے جمع فرمائے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے کیونکہ تجرد میں زندگی گزاری اس لئے آپ کے سلاسل نسبی اور بیعت سید عبدالرزاق نور العین سے چلتے ہیں حضرت نور العین نے انہیں جمع کر کے باقاعدہ کاتب سے لکھوایا اس طرح یہ مکتوبات کتابی شکل میں آ گئے یعنی قلمی نسخہ تیار ہو گیا سید عبدالرزاق نور العین دیباچہ مکتوبات اشرفی میں تحریر فرماتے ہیں۔

''خوشہ چین خرمن اخلاق صوفیاء ریزہ گزین انجمن فرقہ علیہ خادم سید عبدالرزاق حسینی اشرفی جیلانی ثبتہ اللہ علی منہج الصدق والسداد عرض پرداز ہے کہ بعض مکتوبات جس کو حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی متع اللہ المسلمین وشرف المومنین بشریف بقائہ و معز لحیاتہ خاص احباب کو ارقام فرمایا تھا اور اس زمانے کے اکابر علماء و صوفیاء نے ان کو معرفت و ہدایت کلاہ افتخار میں آویزاں کیا تھا اور سبب حصول مراتب دارین تصور کیا تھا ابتدائی درمیانی مکاتب کو عمدۃ الخلفاء حضرت شیخ نظام الدین یمنی نے جمع کیا مگر وہ مکتوبات گرامی جس کا صدور آپ سے اواخر حال میں ہوا کسی نے اس کو جمع نہیں کیا جس وقت مجھے جمع کرنے کا اتفاق ہوا اور حضرت مخدوم صاحب علیہ الرحمتہ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ جو مکتوبات جمع نہیں کئے گئے ہیں ان کو جمع کر دو تو میں نے تعمیل ارشاد کے لئے مکتوبات اشرفی کو ایک ترتیب کے ساتھ جمع کرنا شروع کیا امید ہے کہ طالبان راہ حق کے لئے یہ مکاتیب ایک بہترین زاد راہ و درگاہ نامتناہی تک پہنچنے کے لئے ایک زبردست سرمایہ ہوں'' [1]

---

[1] سید عبدالرزاق نور العین۔ دیباچہ مکتوبات اشرفی حصہ اول۔ مترجم مولانا حکیم سید عبدالحئی اشرفی کچھوچھوی۔ ناشر: قومی پریس کانپور صفحہ ۱۱۔

سید عبدالرزاق نورالعین کی تحریر سے پتہ چلا کہ مکتوبات کو پہلے نظام یمنی نے جمع کیا اور دوسری مرتبہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حکم سے حضرت نورالعین نے باقاعدہ ترتیب کے ساتھ جمع کیا اور کاتب سے لکھوا کر قلمی نسخہ تیار کروایا لیکن طویل عرصہ گزر جانے کے بعد بھی زیور طباعت سے آراستہ نہ ہوسکا دنیا کی مشہور لائبریریوں میں مکتوبات اشرفی کے جو نسخے موجود ہیں وہ اسی قلمی نسخہ کی کاپیاں یعنی فوٹو اسٹیٹ یا مائیکرو کاپیاں ہیں یہ مکتوبات کس سن میں تحریر کئے گئے اس کے متعلق تو کچھ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ کسی مکتوب پر تاریخ درج نہیں ہے لیکن تحقیق سے یہ ضرور معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ کس سن میں جمع کئے گئے ہیں جب ہم نے اس سلسلے میں تحقیق کی تو مکتوبات اشرفی کے مترجم رفیق محترم مولانا ممتاز اشرفی زیدہ مجدہ کی تحریر نظر سے گذری وہ مکتوبات اشرفی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔ ’’ کچھ مکتوبات کو اولاً حضرت نظام یمنی رحمتہ اللہ علیہ نے (جو سن ۷۵۰ھ میں حضرت کی بیعت وارات میں داخل ہوئے) نے جمع فرمایا لیکن کتاب کی شکل میں نہیں تھے ان مکتوبات کی جمع کی تاریخ لفظ مرقومات سے (۷۸۷) حاصل ہوئی اس کے بعد حضرت سید عبد الرزاق نورالعین علیہ الرحمتہ نے کاتب سے باقاعدہ کتابی شکل میں جمع کروایا جیسا کہ خطبہ کتاب کے بعد ذکر ہوا ہے اس جمع ثانی کی تاریخ لفظ مکتوبات سے (۸۶۹) حاصل ہوئی اس اعتبار سے بعض مکتوبات کے مرتب اوّل حضرت شیخ نظام الدین یمنی رحمتہ اللہ علیہ ہیں اور مرتب ثانی حضرت سید عبدالرزاق نوالعین ہیں۔[1]

مولانا ممتاز اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلا کہ مکتوبات اشرفی کے مرتب اوّل حضرت نظام یمنی نے یہ مکتوبات ۷۸۷ھ میں جمع کئے اور مرتب ثانی حضرت عبدالرزاق نورالعین نے انہیں ۸۶۹ھ میں جمع کیا اور آج جو مکتوبات ہمارے پاس موجود ہیں وہی ہیں جو حضرت نورالعین کے جمع کردہ ہیں اور غالباً اسی کے نسخے مختلف مقاما پر موجود ہیں مکتوبات میں اکثر مکتوب وہ ہیں جو ان خطوط کے جوابات پر مشتمل ہیں جو اس دور کے علماء و صوفیاء نے آپ کے نام تحریر فرمائے اور ان میں آپ سے مسائل دریافت فرمائے آپ نے ان کے نہایت تسلی بخش جواب تحریر فرمائے چنانچہ سلسلہ اشرفیہ کی ایک روحانی شخصیت محترم جناب مولانا حکیم سید عبدالحیٔ اشرف ہوش کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ جو مکتوبات اشرفی کے مترجم اوّل ہیں اس کے مقدمہ

---

[1] مولانا ممتا شرفی، مکتوبات اشرفی، جلد اول ناشر: دار العلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار سیکٹر ۱۶ اورنگی ٹاؤن کراچی صفحہ ۴۴

میں لکھتے ہیں۔

''مکتوبات اشرفی جو حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے خطوط کا ایک نایاب مجموعہ ہے جس کے جامع حضرت سید عبدالرزاق نورالعین رحمۃ اللہ علیہ ہیں ہر مکتوب میں شریعت وطریقت کے مشکل وپیچیدہ مسائل ہیں جس کا استفسار اس زمانے کے علماء وصوفیاء نے کیا تھا اور حضرت مخدوم صاحب نے اس کا نہایت مدلل جواب دیا تھا۔ علاوہ ازیں ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے ایمان فرعون کے متعلق آپ سے دریافت کیا آپ نے تسلی بخش جواب دیا اس مکتوب کو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب اخبار الاخیار میں نقل کیا ہے''۔[1]

وقت کے اکابر علماء وصوفیاء کا آپ کی خدمت میں خطوط لکھ کر مسائل دریافت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک سید اشرف جہانگیر سمنانی کی شخصیت علمی وروحانی لحاظ سے مستند تھی اس کا ثبوت ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی کا وہ خط ہے جو انہوں نے فرعون کے ایمان کے بارے میں آپ کو تحریر کیا حالانکہ قاضی صاحب موصوف خود ایک علمی شخصیت تھے اور اس دور کے علماء میں ممتاز مقام رکھتے تھے آپ کے [illegible] علمی کی وجہ سے بادشاہ وقت بھی آپ کا احترام کرتا تھا لیکن اس تمام علم وفضل اور عزت اور احترام ہونے کے باوجود قاضی صاحب مشکل مسائل کے حل کے لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی ہی کی طرف رجوع کرتے تھے اور آپ ان مشکل مسائل کو بہت آسانی سے حل فرما دیا کرتے تھے ان دونوں حضرات میں خط وکتابت رہتی تھی اسی طرح دیگر علماء وصوفیاء بھی خطوط کے ذریعے آپ سے رہنمائی حاصل کرتے تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے یہ خطوط علوم شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت کا ایک سمندر ہیں۔

مکتوبات اشرفی کے تراجم:

لطائف اشرفی کی طرح مکتوبات اشرفی بھی فارسی میں تھے اس لئے ضرورت تھی کہ ان کا اردو میں ترجمہ کیا جائے لیکن کسی نے ان کے ترجمے کی طرف توجہ نہیں دی اکثر اہل علم واہل سلسلہ کی توجہ لطائف اشرفی کی طرف رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لطائف اشرفی کے تو متعدد ترجمے ہوئے جبکہ مکتوبات کا

---

[1] مولانا حکیم سید عبدالحیٔ اشرف کچھوچھوی۔ مقدمہ مکتوبات اشرفی حصہ اول۔ ناشر قومی پریس کانپور انڈیا صفحہ۴۔

مکتوباتِ اشرفی

از رشحاتِ قلم

غوث العالم حضرت سید شاہ اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]

جامعِ مکتوبات

مخدوم الآفاق حضرت سید شاہ عبد الرزاق نور العین رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ارشاد

شیخ [illegible] حضرت سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی [illegible]
سجادہ نشین سرکار کلاں درگاہ شریف کچھوچھہ

مترجم و محشی

[illegible] سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

[illegible] شاہ شیر محمد قادری

الناشر
دار العلوم اشرفیہ رضویہ
گلشن بہار سیکٹر 16 اورنگی ٹاؤن کراچی پاکستان

کوئی ترجمہ نہ ہوسکا ہمارے خیال میں اس کی سب سے بڑے وجہ اہل علم واہل سلسلہ کے پاس مکتوبات کی عدم موجودگی تھی کیونکہ مکتوبات کا قلمی نسخہ تھا وہ بھی ہر جگہ دستیاب نہیں تھا اسی لئے کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی اور عرصہ دراز تک وہی قلمی نسخہ لائبیر یریوں کی زینت بنا رہا پھر خانوادہ اشرفیہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت مولانا حکیم سید عبدالحیٔ اشرف کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس طرف توجہ دی اور مکتوبات اشرفی کے ترجمے کا آغاز کیا انہوں نے پانچ مکتوبات کا ترجمہ کر کے شائع کیا یہ نسخہ راقم کو میرے نہایت کرم فرما جناب سید محمود الحسن اشرفی گورکھپوری (مرحوم) نے اپنے ذاتی کتب خانے سے دیا یہ ترجمہ مکمل نہیں ہے اس میں مقدمہ۔ جامع مکتوبات حضرت سید عبدالرزاق نورالعین کے حالات اور اس کے بعد پانچ مکاتیب کا ترجمہ ہے اس کے ٹائٹل پر مکتوبات اشرفی حصہ اول سن ۱۳۵۰ھ درج ہے یہ ترجمہ قیومی پریس کانپور سے شائع ہوا اور ہمارے خیال میں مکتوبات اشرفی کا یہ پہلا ترجمہ ہے کیونکہ اس سے قبل کسی ترجمے کا راقم کو علم نہیں یہ ترجمہ ۱۳۵۰ھ میں شائع ہوا جیسا کہ اس کے ٹائٹل سے ظاہر ہے لیکن یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اس کے بقیہ حصے شائع ہوئے یا نہیں یہ ترجمہ نہایت آسان اور عام فہم ہے ہر شخص اس سے استفادہ کرسکتا ہے اکثر مکتوبات میں سے اشعار حذف کردیئے ہیں ہوسکتا ہے کہ ادق ہونے کی وجہ سے کیئے ہوں بہر حال مجموعی طور پر یہ بہترین ترجمہ ہے۔

مکتوبات اشرفی کے دوسرے مترجم مولانا ممتاز اشرفی ہیں جنہوں نے مکمل مکتوبات کا ترجمہ کیا آستانہ عالیہ اشرفیہ حسینیہ سرکار کلاں کے سجادہ نشین حضرت علامہ ابوالمحمود سید محمد اظہار اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی ۱۹۹۹ء میں پاکستان تشریف لائے اور اپنے ساتھ مکتوبات اشرفی کا قلمی نسخہ (جو جامع اشرف کچھوچھہ شریف کی لائبیری میں تھا) لائے اور اپنے مرید وخلیفہ مولانا ممتاز اشرفی زید مجدہ کو دیا اور حکم فرمایا کہ اس کا ترجمہ کریں مولانا موصوف نے اپنے پیرومرشد کے حکم سے بڑی محنت شوق اور لگن سے مکتوبات کا ترجمہ کیا یہ ترجمہ سن ۲۰۰۲ میں زیور طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آیا لیکن ہمارے خیال میں یہ ترجمہ بہت ادق ہے ترجمہ عام فہم ہونا چاہیئے تاکہ ہر شخص استفادہ کرسکے فاضل مترجم نے عربی عبارات کا ترجمہ نہیں کیا اور اکثر جگہ فارسی کے الفاظ استعمال کئے ہیں جو عوام کی فہم سے بالا ہیں لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ مکتوبات کا عام فہم اور سلیس اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے یہ مکتوبات دو جلدوں پر مشتمل ہیں پہلی جلد میں

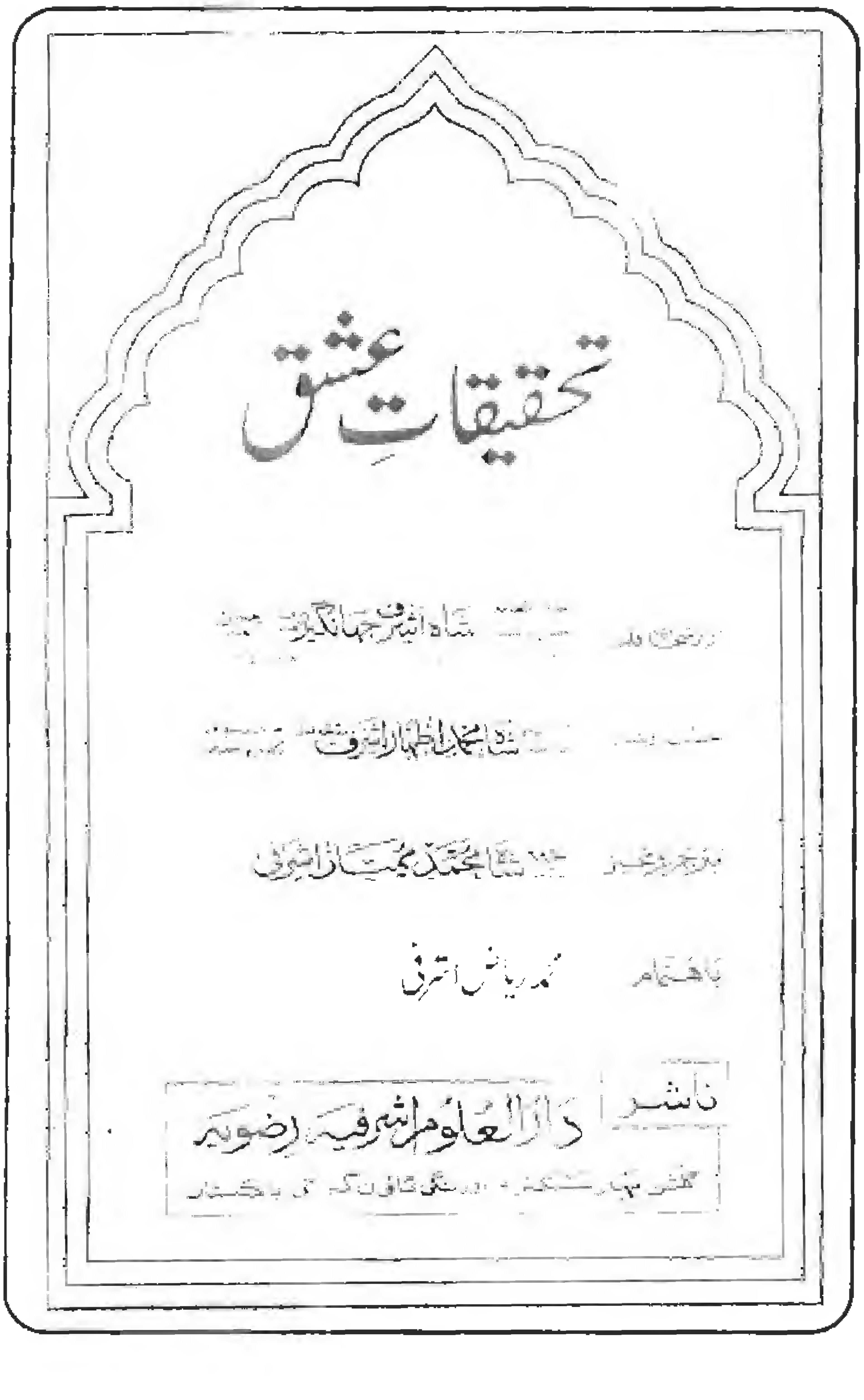

تحقیقاتِ عشق

[illegible] شاہ اشرف جہانگیری [illegible]

[illegible] شاہ محمد اظہار اشرف [illegible]

[illegible] محمد ممتاز اشرفی

باہتمام محمد ریاض اشرفی

ناشر
دار العلوم اشرفیہ رضویہ
[illegible] اورنگی ٹاؤن کراچی پاکستان

مقدمہ اور ۴۲ مکتوبات ہیں جبکہ دوسری جلد میں ۴۳ تا ۷۴ مکتوبات ہیں مکتوبات کی کل تعداد ۷۴ ہے اس طرح یہ کل مکتوبات کا مکمل ترجمہ ہے کتابت وطباعت بہترین ہے اور ٹائٹل بھی خوبصورت ہے جس سے اس میں چار چاند لگ گئے ہیں ہمارے خیال میں یہ پہلا مکمل ترجمہ ہے ورنہ اس سے قبل تمام مکتوبات کا ترجمہ نہیں ہوا اب یہ ہر جگہ دستیاب ہے اہل علم حضرات اس سے بخوبی استفادہ کر سکتے ہیں۔

تحقیقات عشق (رسالہ):

سید اشرف جہانگیر سمنانی کا یہ رسالہ ''تحقیقات عشق'' کے نام سے ہے یہ رسالہ فارسی میں ہے اس میں آپ نے عشق حقیقی کے متعلق گفتگو کی ہے اس کے علاوہ محبت، محبت کے معنی اس کی تشریح، فنا و بقا، ناسوت، ملکوت، جبروت، مراتب عشق منازل عشق اور اس راہ کے مصائب وخطرات کو بیان فرمایا ہے اس کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے ہر بات کو قرآن کریم کی آیات سے ثابت کیا اسی لئے ہمیں اس رسالے میں جا بجا آیات قرآنی نظر آتی ہیں پھر اس کے ساتھ آپ نے احادیث قدسیہ کو بھی بطور حوالہ پیش کیا ہے یہ ایک مختصر مگر جامع رسالہ ہے یہ رسالہ عرصہ دراز تک اہل علم کی نگاہوں سے پوشیدہ رہا اور کسی کو یہ علم نہ ہوسکا کہ یہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا تصنیف کردہ ہے ۱۳۵۱ھ میں خانوادہ اشرفیہ کی ایک روحانی شخصیت حضرت علامہ سید نعیم اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی (سجادہ نشین ضلع جائس رائے بریلی) احمد آباد تشریف لے گئے وہاں ایک ولی کامل حضرت محمد شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے آستانے سے ملحق کتب خانے گئے تو وہاں آپ نے اس رسالے کو دریافت فرمایا چنانچہ وہ اپنی کتاب ''محبوب یزدانی'' میں لکھتے ہیں۔ ''جب میں فن تصوف کی فہرست خود لے کر الٹنے لگا تو ایک کتاب عجیب کا نام اور ملا کتاب آنے کے بعد میری معلومات میں ایک نادر اضافہ اور ہوا اس لئے کہ یہ حضرت مخدوم صاحب کی کتاب ''رسالہ تحقیقات عشق تھا'' یہیں سے دل میں ایک نئی امنگ نے جنم لیا اور میں سیدھا بمبئی حضرت محدث صاحب قبلہ علیہ الرحمتہ کی خدمت میں پہنچا اور ان سے جب اس کتاب کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم پہلے شخص ہو جس نے حضرت مخدوم صاحب کی ایک اور تصنیف کا پتہ لگایا ہے''۔ [1]

سید نعیم اشرف صاحب کی تحریر سے پتہ چلا کہ اس رسالے کو انہوں نے دریافت کیا محدث صاحب کا جو ذکر

---

[1] سید نعیم اشرف۔ محبوب یزدانی۔ ناشر اسلامیہ لیتھوایڈ پرنٹنگ پریس چاٹگام صفحہ ج

کیا ہے اس سے مراد محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد اشرفی الجیلانی کچھوچھوی قدس سرہ ہیں۔ یہ رسالہ کیونکہ فارسی میں تھا اس لئے عوام الناس اس کے فیض سے محروم تھے سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف حضرت علامہ ابوالمحمود سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کے حکم سے جناب مولانا ممتاز اشرفی زید مجدہ نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا جو سن ۲۰۰۰ء میں زیور طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آیا یہ ترجمہ عام فہم اور آسان زبان میں کیا گیا ہے مزید آسانی کے لئے مصنف نے حاشیہ لکھا ہے جس میں مشکل الفاظ کی تشریح کی ہے اور جو طویل مباحث ہیں ان کو سمجھنے کے لئے تصوف کی دیگر کتب کے نام بھی حاشیہ میں دیئے ہیں ۶۴ صفحات پر مشتمل یہ ایک جامع ترجمہ ہے کتابت وطباعت کے علاوہ ٹائٹل بہت خوبصورت ہے جس نے اس میں مزید نکھار پیدا کر دیا یہ رسالہ اب ہر جگہ دستیاب ہے عوام و خواص سبھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

فتاویٰ اشرفیہ:

یہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو آپ کی خدمت میں علماء، وصوفیاء اور عوام کی جانب سے بطور استفتاء بھیجے جاتے تھے اور آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کے جواب مرحمت فرماتے تھے آپ علم فقہ پر مکمل عبور رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ علماء فقہ کے مشکل مسائل میں آپ سے رجوع کرتے تھے اہل علم کی کوشش کے باوجود یہ فتاویٰ اب تک دریافت نہ ہوسکے راقم کو ایک صاحب نے بتایا کہ یہ فتاویٰ جامعہ ازھر کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ حضرت سید عبد الرزاق نورالعین نے خاتمہ مکتوبات اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کی تصانیف کی جو فہرست دی ہے اس میں فتاویٰ اشرفیہ کا ذکر بھی کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یقیناً یہ فتاویٰ موجود ہوں گے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی حیات و تعلیمات پر لکھی گئی تقریباً تمام کتب میں ان کا ذکر ملتا ہے اگر یہ فتاویٰ کسی قدیم لائبریری سے حاصل ہو جائیں تو یہ بہت بڑا علمی کام ہوگا۔

بشارت المریدین:

یہ رسالہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنی قبر میں بیٹھ کر تحریر فرمایا تھا کیونکہ آپ نے

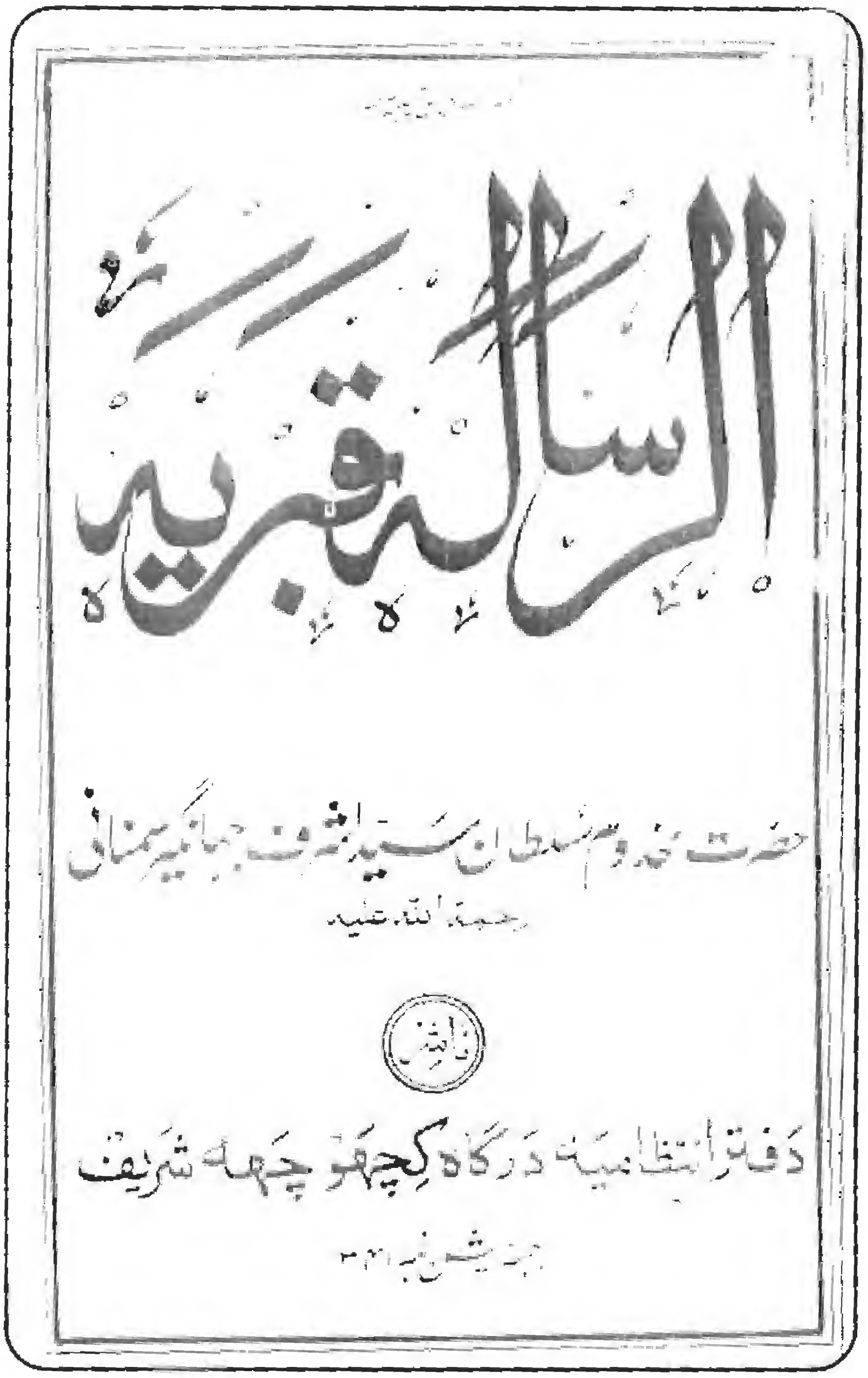

الرسالة قبریہ

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی

رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

دفتر انتظامیہ درگاہ کچھوچھہ شریف

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے رسالہ قبریہ کے ٹائٹل کا عکس، جو انھوں نے وصال سے قبل اپنی قبر میں بیٹھ کر تحریر فرمایا

اپنے وصال سے قبل اپنی نگرانی میں قبر تیار کروالی تھی چنانچہ جب قبر تیار ہوئی تو آپ کاغذ و قلم لے کر اس میں تشریف لے گئے اور یہ رسالہ تحریر فرمایا لطائف اشرفی میں اس کا ذکر اس طرح مذکور ہے۔

”بعد از اں چند ورق کاغذ سادہ بہمراہ گرفتہ در قبر در آمدند یک شبانہ روز در قبر بودند انچہ واقعات قبور و شرف یافتن بنور حضور بود و ہمہ در بیاض آوردند چنانکہ آں رسالہ موسوم شدہ۔ بشارت المریدین و ہمہ سخناں در آنجا بہ تفصیل نوشتہ انداز انجا معلوم خواہد شد“

ترجمہ: اس کے بعد آپ کاغذ کے چند سادہ ورق ساتھ لے کر قبر میں داخل ہوئے ایک رات اور ایک دن قبر میں رہے قبور کے واقعات اور نور حضور سے شرف پانے کے جو مشاہدات رونما ہوئے انہیں اوراق میں تحریر کیا اور اس رسالے کا نام ”بشارت المریدین“ رکھا اس میں تمام نکات تفصیل سے تحریر کئے گئے ہیں جو رسالے کے مطالعے سے معلوم ہوں گے۔[1]

لطائف اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ وصال سے چند روز قبل آپ نے اپنی قبر میں یہ رسالہ تحریر فرمایا یہ رسالہ عربی میں ہے یہاں ہم ایک اقتباس پیش کر رہے ہیں جس سے ظاہر ہوگا کہ آپ کا مقام روحانی لحاظ سے کتنا بلند تھا اور آپ کیا عقیدہ رکھتے تھے کیونکہ اس میں آپ نے اپنے عقائد کے متعلق بھی بیان فرمایا ہے اقتباس یہ ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

”سبحانہٗ من عز شانہٗ علی امرہٖ و برھانہٖ و الصلوٰۃ و السلام علیٰ نبیہٖ افضل الانبیاء محمد والہ اجمعین و السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ علیٰ اخواننا و احیانا و اصحابنا نحن امنا و صدقنا باللّٰہ کما ھو باسمائہٖ و صفاتہٖ و قلبت جمیع احکامہٖ و نحن نومن و نعتقد بجمیع اعتقاد اھل الاسلام و الایمان کماھی ارادت اللّٰہ و رسولہٖ کما قال اللّٰہ تعالیٰ امن الرسولُ بما انزل الیہ من ربہ المئومنون کل امنا باللّٰہ و ملئکتہٖ و کتبہٖ و رُسُلِہٖ لا نفرق بین احدٍ من رسہ و نومن باللّٰہ و نعتقد مفضل اصحابہٖ و احق الخلافتہ ابو بکر بن قحافہ علی سائر المسلمین و التابعین ثم افضل من اصحابہٖ و حق الخلافتہ عمرو ثم عثمان ثم علی رضی اللّٰہ عنھم اجمعین“۔

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ دوم۔ ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۲۱۰۔

ترجمہ: پاک ہے وہ اور وہ غالب ہے شان اس کی بلند ہے حکم اس کا اور حجت اسی کی اور درود و سلام او پر نبی کے جو اس کے جملہ انبیاء میں افضل ہیں محمد (ﷺ) اور تمام اولاد اس کی سلامتی ہو اوپر اس شخص کے جو نابالغ ہوا مرحق کا ہمارے بھائیوں یاروں اور ہمارے اصحاب پر اور ایمان لائے ہیں ہم اور تصدیق کی ہم نے جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں سے متصف ہے اور قبول کیا ہم نے اس کے تمام حکموں کو اور ہم ایمان لائے اور ہم معتقد ہیں مسلمانوں کے اور مومنین کے تمام اعتقادات کے ساتھ جیسا کہ ارادہ اللہ اور اس رسول (ﷺ) کا ہے جیسا کہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے یقین اپنے پیغمبر جو کچھ کہ آیا ہے اس کی جانب سے اس کے پروردگار کی طرف سے اور مومنوں کی طرف بھی تو سب ایمان لے آئے ہیں خدا پر، فرشتوں پر ،اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور جنہوں نے کہا کہ ہم فرق نہیں کرتے ہیں درمیان میں رسولوں کے خدا پر ایمان لائے ہم اور عقیدہ کامل رکھتے ہیں اصحاب پر اور ان کی فضیلت پر اور خلافت پر حضرت ابوبکر صدیق بن قحافہ پر اور تمام مسلمانوں اور تمام تابعین پر جو اصحاب کے بعد افضل ہیں اور حضرت عمر کی خلافت پر اور حضرت عثمان کی خلافت پر اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت پر سب فرزندان، برادران معتقدین اور دوستوں کو معلوم ہوا کہ اس پر تھے اور اسی پر ہیں اور قیامت تک کے لئے یہی چاہتے ہیں۔

"قال کما تعیشون تموتون تبعثون کما تبعثون تحشرون" جو شخص اس پر اعتقاد نہیں رکھتا گمراہ ہے اور زندیق ہے ہم اس سے بیزار ہیں اور خدا اس سے راضی نہیں ہے اس تھوڑی سی مدت میں ستر ہزار تجلی جمال خداوند عزوجل کی اس فقیر پر ہوئیں اور حضرت مقربان خاص نے بے انتہا اکرام و اعزازات اس فقیر پر مرحمت فرمائیں جو تحریر میں نہیں آتی ہیں حضرت ذوالجلال اور قادر کمال نے عالم ملکوت سے ندا کی ہے "اشرف" ہمارا محبوب ہے اور میرے مریدان صادق و کاذب موافق اور مخالف سب پر ہیں معافی کا حکم ان کی پیشانی پر کھینچ دیتا ہوں اور بخشتا ہوں تا کہ بخشے جائیں الحمد للہ علی ذٰلک یہ بشارت آخری برادران اور دوستوں کو پہنچاتا ہوں۔[1]

بشارت المریدین کے اس اقتباس سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی مسلک اہلسنت سے تعلق رکھتے تھے خلفائے راشدین کو ان کی فضیلت اور مقام کے مطابق حسب مراتب مانتے تھے اور انہوں نے

---

[1] سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ بشارت المریدین یعنی رسالہ قبریہ۔ مترجم سید تجمل حسین۔ ناشر دفتر انتظامیہ درگاہ کچھوچھہ شریف صفحہ ۲۲۔

اپنے مریدین و معتقدین کو انہی عقائد پر ثابت قدم رہنے کا حکم دیا ہے یہ رسالہ کیونکہ آپ نے قبر میں بیٹھ کر لکھا تھا اس لئے یہ رسالہ قبریہ کے نام سے مشہور ہے حالانکہ لطائف اشرفی میں اس کا نام ''بشارت المریدین'' ہے۔ ڈاکٹر وحید اشرف نے بشارت المریدین اور رسالہ قبریہ کو دو الگ رسالے قرار دیئے ہیں وہ لکھتے ہیں

''آپ کچھ سادہ کاغذ لے کر قبر میں تشریف لے گئے اور وہاں ایک دن ایک رات رہے اور رسالہ قبریہ اور بشارت المریدین کے نام سے دو رسالے لکھے۔ رسالہ قبریہ میں عالم ارواح کی باتیں ہیں جسے بلند مرتبہ صوفیاء ہی سمجھ سکتے ہیں بشارت المریدین میں آپ نے اپنے عقائد کا اظہار کیا ہے۔[1]

ڈاکٹر وحید اشرف نے یہاں دو رسالوں کا ذکر کیا ہے لیکن اپنی کتاب میں جہاں انہوں نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی تصانیف کی فہرست دی ہے اس میں ان دونوں رسالوں میں سے کسی ایک کا بھی ذکر نہیں کیا ہمارے خیال میں یہ ایک ہی رسالہ ہے جس کا نام لطائف اشرفی میں بشارت المریدین درج ہے یہی رسالہ بعد میں رسالہ قبریہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کا ترجمہ سید تجمل حسین نے کیا ہے یہی اس کا پہلا ترجمہ ہے۔ پاکستان میں اس کا کوئی ترجمہ نہیں ہوا، راقم ۱۹۹۶ھ میں جب کچھوچھہ شریف حاضر ہوا تو وہیں سے یہ رسالہ خرید کر لایا۔

شرح ہدایہ:

فقہ کی معرکتہ الآراء کتاب ہدایہ کی شرح ہے جو آپ نے تحریر فرمائی اور حاشیہ بھی لکھا مشہور عالم دین حضرت قاضی شہاب الدین جب آپ سے ملاقات کے لئے آئے تو آپ نے انہیں شرح ہدایہ اور حاشیہ ہدایہ کے وہ مقامات جہاں مولانا برھان الدین رحمتہ اللہ علیہ سے سہو ہوا ان سب کی تصحیح پر مشتمل قلمی نسخہ عطا فرمایا ہمارے خیال میں اس کی طباعت نہیں ہوئی یہ قلمی نسخہ نایاب ہے۔

نحو اشرفیہ:

جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ علم نحو میں لکھی گئی تھی اس میں آپ نے نحوی مسائل بیان فرمائے ہیں وقت کے جید علماء نے اس کو پسند کیا اور اسے اپنے لئے دستور بنایا یہ کتاب بھی اب نایاب ہے۔

---

[1] ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر سرفراز قومی پریس لکھنو۔ صفحہ ۲۱۲۔

شرح عوارف:

تصوف کی مشہور زمانہ کتاب عوارف المعارف کی شرح ہے جو آپ نے تحریر فرمائی اور اس میں نہایت تفصیل سے تصوف وطریقت کے مسائل کو بیان فرمایا ہے اور بہت سے اہم نکات اور اسرار ورموز کو بھی واضح فرمایا ہے غالبًا یہ بھی قلمی کتاب ہے۔

شرح فصوص الحکم:

کتب تصوف میں فصوص الحکم کو اہم مقام حاصل ہے آپ نے اس عظیم کتاب کی شرح لکھی حضرت سید عبدالرزاق نورالعین اشرفی الجیلانی نوراللہ مرقدہ مکتوبات اشرفی کے خاتمہ میں اس شرح کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''جس زمانے اعلم العلماء صاحب المعارف و بحر العوارف شیخ نجم الدین بن صدر الدین قونوی کتاب فصوص کا درس لینے آتے تھے اسی زمانے میں روحانیہ اکبریہ کے حکم سے فصوص کی شرح لکھی یہ شرح عرب میں بھی مشہور ہوئی اور عرب کے لوگ بھی تصوف کی جانب مائل ہوئے۔[1]

مکتوبات اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شرح عربی میں ہوگی جبھی عرب میں مقبول ہوئی۔

اخلاق وتصوف (اردو):

سید اشرف جہانگیر سمنانی کا ایک رسالہ ''اخلاق وتصوف'' بھی بتایا جاتا ہے یہ رسالہ آپ نے اردو زبان میں تحریر فرمایا محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہی رسالہ اردو کا پہلا رسالہ ہے چنانچہ پروفیسر حامد حسن قادری لکھتے ہیں۔

''خواجہ سید اشرف جہانگیر سمنانی (جن کا مزار کچھوچھہ شریف علاقہ اودھ میں ہے) اردو میں ایک رسالہ اخلاق وتصوف پر ۱۳۰۸ء/۷۰۸ھ میں تصنیف کیا میر نذر علی درد کاکوروی رسالہ نگار لکھنو بابت دسمبر ۱۹۲۵ء میں لکھتے ہیں کہ سید اشرف جہانگیر نے اپنے سلسلے کے ایک بزرگ مولانا وجہ الدین کے ارشادات کو اردو زبان میں (جس کو اس زمانے میں ''زبان ہندی'' کہا کرتے تھے) خود جمع کیا ہے میں نے اپنے ایک

---

[1] عبدالرزاق نورالعین۔ خاتمہ مکتوبات اشرفی۔ ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار سیکٹر ۱۶، اورنگی ٹاؤن کراچی۔ صفحہ ۳۸۶۔

بزرگ کے پاس خود اس کتاب کو دیکھا ہے یہ قلمی کتاب ۲۰۷ صفحات کی ہے اس کے صفحہ ۱۱۸ کی ایک عبارت کا ٹکڑا یہ ہے۔ ’’اے حالب آسمان زمین سب خدا میں ہے ہوا سب خدا میں ہے جو تحقیق جان اگر تجھ میں کچھ سمجھ کا ذرہ ہے تو صفات کے باہر بھتر سب ذات ہی ذات ہے‘‘۔

نثر اردو میں اس سے پہلے کوئی کتاب ثابت نہیں ہے سید اشرف صاحب ۱۲۸۹ء/۶۸۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۰ سال کی عمر کو بحساب قمری پہنچکر ۱۴۹۵ء ۸۰۸ھ میں وفات پائی ممکن ہے کہ سید صاحب کی کتاب ہی اردو زبان کی تصنیف اوّلین ہے۔ اب تک ارباب تحقیق متفق الرائے تھے کہ شمالی ہند میں اٹھارویں صدی عیسوی (بارھویں صدی ہجری) سے پہلے تصنیف وتالیف نثر کا کوئی وجود نہ تھا یہ فخر دکن کو حاصل ہے کہ وہاں شمالی ہند سے چار سو برس پہلے اردو کی تصانیف کا آغاز ہوا اب سید اشرف جہانگیر سمنانی کے رسالہ تصوف کی دریافت سے وہ نظریہ باطل ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ دکن میں اردو زبان کی بنیاد پڑنے سے پہلے شمالی ہند میں امیر خسرو اور سید اشرف جہانگیر نے نظم ونثر دونوں کی بنیاد ڈال دی تھی۔ [1]

پروفیسر حامد حسن قادری کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ اردو زبان کا پہلا رسالہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ہی نے نکالا دیگر محققین کی تحقیق بھی یہی ہے۔ درد کاکوروی کا ایک مضمون بعنوان اردو زبان کی ابتداء راقم کی نظر سے گذرا جو ماہنامہ سوداگر میں شائع ہوا اس میں وہ لکھتے ہیں۔ ’’حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی ۳۷ سال حضرت امیر خسرو کے ہم عصر رہے اردو زبان کی ہر دلعزیزی کی بناء پر انہوں نے اپنے مریدوں کے لئے اردو میں ایک صوفیانہ کتاب لکھی تھی کتاب ۷۰۸ھ مطابق ۱۳۰۸ء کی یادگار ہے حضرت شاہ قادر اولیاء کی درگاہ کے خادم محبوب علی شاہ کے پاس میں نے اس کو خود دیکھا تھا اور اس سے جو عبارت قدیم اردو نمونے کے لئے نقل کر لی تھی وہ یہ ہے۔ اے طالب آسمان زمین سب خدا میں ہے جو تحقیق جان اگر تجھ میں کچھ سمجھ کا ذرہ ہے تو صفات کے باہر بھتر تمام ذات ہی ذات۔ [2]

اور اکثر کتب میں اس رسالے کے حوالے بھی موجود ہیں جن کی وجہ سے اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن افسوس یہ ہے کہ وہ رسالہ آج کہیں دستیاب نہیں ہو سکتا ہے کہ کسی قدیم کتب خانے میں موجود ہو وہ

---

[1] پروفیسر حامد حسین قادری۔ داستان تاریخ اردو۔ ناشر اردو اکیڈمی سندھ ۲۴۔

[2] درد کاکوروی۔ ماہنامہ سوداگر۔ جلد ۲۱۔ شمارہ ۱، ۱۹۷۱ء صفحہ ۶۴۔

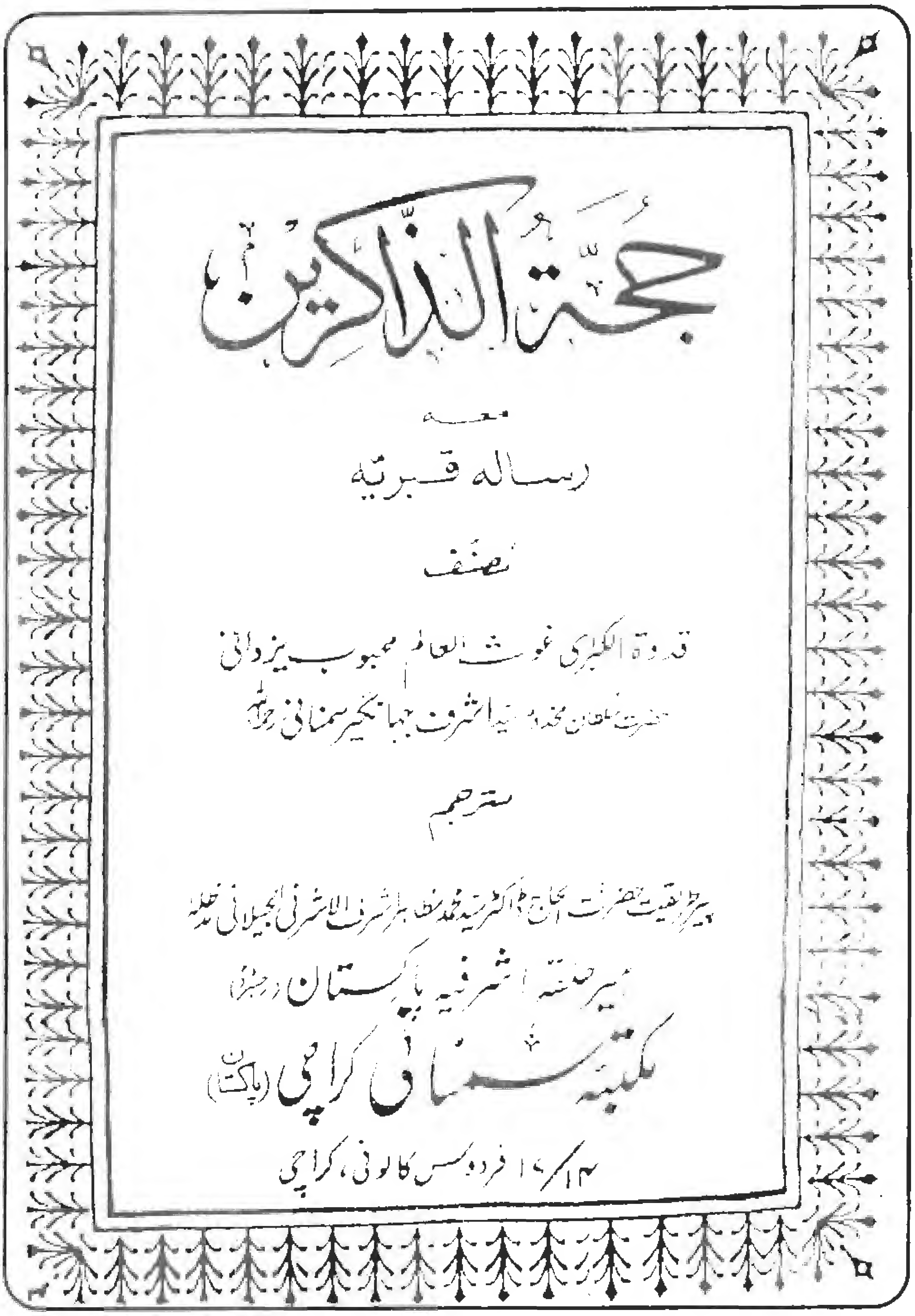

حجۃ الذاکرین

معہ

رسالہ قبریہ

مصنف

قدوۃ الکبریٰ غوث العالم محبوب یزدانی
حضرت سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحؒ

مترجم

پیر طریقت حضرت الحاج ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ
امیر جماعت اشرفیہ پاکستان (رجسٹرڈ)

مکتبہ سمنانی کراچی (پاکستان)

۱۴/۱۲ فردوس کالونی، کراچی

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی کتاب حجتہ الذاکرین
کے ٹائٹل کا عکس

کیونکہ قلمی رسالہ ہے اس لئے یقیناً مخطوطات میں ہوگا۔ (واللہ اعلم)

اشرف الانساب:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اس کتاب میں بادشاہ، علماء وصوفیاء کے شجرے بیان کئے ہیں اور بڑی تحقیق کے ساتھ لکھا ہے کیونکہ اس میں نسب نامے ہیں اس لئے اسی مناسبت سے اس کا نام اشرف النساب رکھا ہے یہ کتاب نایاب ہے لطائف اشرفی میں اس کا ذکر ملتا ہے۔

قواعد العقائد:

مکتوبات اشرفی میں لکھا ہے کہ اس کتاب میں آپ نے بڑی عجیب عبارات اور نکات بیان فرمائے ہیں اور مسائل تصوف بھی تفصیل سے بیان کئے ہیں یہ کتاب عربی میں ہے۔

حجۃ الذاکرین:

یہ رسالہ ذکر کے موضوع پر تحریر فرمایا اس میں آپ نے ذکر کی فضیلت۔ ذکر کی اقسام اور اس کا طریقہ بیان کیا ہے اور قرآن کریم کی آیتوں سے اسے ثابت کیا ہے یہ رسالہ عربی میں ہے اس کا اردو ترجمہ خانوادہ اشرفیہ کے بزرگ حضرت مولانا حکیم سید عبدالحیٔ اشرف کچھوچھوی کے حکم سے جناب سید تجمل حسین صاحب نے کیا یہ رسالہ ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے اسے بزم قادری ۱۲۷/۲ رڈرگ کالونی کراچی نے شائع کیا یہ رسالہ راقم کے پاس موجود ہے اس پر سن طباعت درج نہیں ہے اس لئے یہ معلوم نہ ہوسکا کس سن میں زیور طباعت سے آراستہ ہوا لیکن یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ حجۃ الذاکرین کا یہ پہلا ترجمہ ہے غالباً اس سے قبل ہندوستان میں بھی اس کا کوئی ترجمہ نہیں ہوا۔

رسالہ در مناقب خلفاء راشدین:

یہ رسالہ آپ نے حضرات خلفاء راشدین کی فضیلت اور ان کے مناقب میں تحریر فرمایا تھا جیسا کہ نام سے ظاہر ہے نظام یمنی اس کے متعلق لکھتے ہیں ''حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اصحاب کاملین کی مراتب اور خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) کے مناقب میں ایک رسالہ تالیف فرمایا تھا۔[1]

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل۔ مترجم شمس بریلوی۔ ناشر ڈی۔ ۱۰۸ ابلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۲۶

دیوان اشرف:

دیوان اشرف غالباً یہ آپ کا ہی دیوان ہوگا کیونکہ آپ خود شاعر تھے اور فی البدیہہ اشعار کہتے تھے آپ کے بہت سے اشعار لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی میں ملتے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ایک باذوق شاعر تھے لیکن آپ کا کوئی مکمل دیوان نہیں ملتا اگر دیوان دستیاب ہو جائے تو یہ فارسی نے ادب میں گراں قدر اضافہ ہوگا۔

ان کے علاوہ جن کتابوں کے نام ملتے ہیں ان میں ☆اصول فصول ☆شرح تربیت و بیان۔
☆بحرالاذکار ☆فوائدالاشرف ☆اشرف الفوائد ☆بشارت الذاکرین ☆تنبیہ الاخوان
☆بشارت الاخوان ☆زیج سامانی ☆تفسیرنوربخشیہ ☆کنزالاسرار ☆رسالہ غوثیہ۔

* * *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب چہارم

اخلاف کی دینی اور تبلیغی خدمات

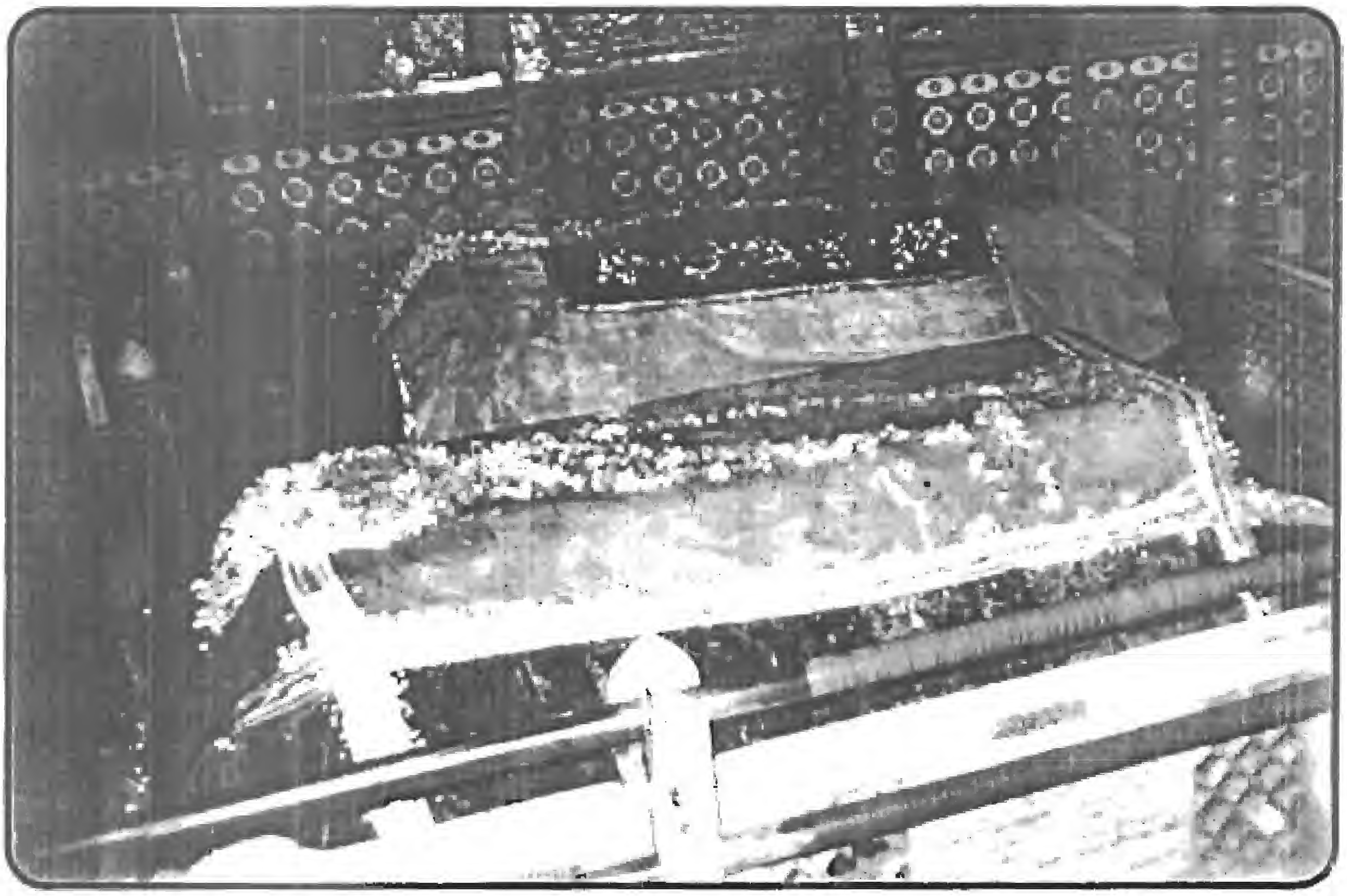

سید اشرف جہانگیر سمنانی اور سید عبدالرزاق نورالعین کے مزارات (کچھوچھہ شریف۔ انڈیا)

شجرہ نسب

حضرت سید عبدالرزاق نورالعین اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱)

فخر کائنات، محسن انسانیت، باعث تخلیق کون ومکاں نبی آخر الزماں سرور دو جہاں
سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ ﷺ

(۲)

سیدۃ النساء خاتو جنت، حضرت فاطمہ زہرہ ؓ بنت سرکارِ عالم حضرت محمد مصطفٰے ﷺ
زوجہ مبارک شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ

(۳)

سبطِ مکرم جگر گوشۂ بتول
حضرت سیدنا امام حسن ؓ

(۴)

حضرت سید حسن مثنیٰ ؓ

(۵)

حضرت سید عبداللہ محض ؓ

(۶)

حضرت سید موسیٰ الجون ؓ

(۷)

حضرت سید عبداللہ ثانی ؓ

(۸)

حضرت سید موسیٰ ثانی ؓ

(۹)

حضرت سید داؤد ؓ

(۱۰)

حضرت سید محمد ؓ

(۱۱)

حضرت سید یحییٰ زاہدؓ

(۱۲)

حضرت سید عبداللہ جیلیؓ

(۱۳)

حضرت سید ابوصالح سید موسیٰ جنگی دوستؓ

(۱۴)

شہباز لامکانی محبوب سبحانی، غوث الاعظم
حضرت سیدنا ابومحمد محی الدین عبدالقادر جیلانی
حسنی الحسینیؓ

(۱۵)

حضرت ابوبکر سید تاج الدین عبدالرزاق
الجیلانیؓ

(۱۶)

حضرت ابوصالح سید عماد الدین نصر الجیلانیؓ

(۱۷)

حضرت سید ابونصر محمد الجیلانیؓ

(۱۸)

حضرت سید سیف الدین یحییٰ حموی الجیلانیؓ

(۱۹)

حضرت سید شمس الدین الجیلانیؓ

(۲۰)

حضرت سید علاؤ الدین علی الجیلانیؓ

(۲۱)

حضرت سید بدر الدین حسن الجیلانیؓ

(۲۲)

حضرت سید ابوالعباس احمد الجیلانیؓ

(۲۳)

حضرت سید عبدالغفور حسن الجیلانیؓ

(۲۴)

حضرت ابوالحسن سید عبدالرزاق نور العین الاشرفی الجیلانیؓ
سجادہ نشین اوّل درگاہِ عالیہ اشرفیہ
کچھوچھہ شریف (بھارت ۹

فصل اوّل:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد اور خلفاء کی تبلیغی خدمات

سید عبدالرزاق نورالعین:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے زندگی تجرد میں گذاری اس لئے آپ کے سلاسل نسبی اور بیعت آپ کے فرزند معنوی اور خلیفہ برحق حضرت سید عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ سے چلتے ہیں حضرت نورالعین حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی الحسینی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں حضرت نورالعین کے والدین نے انہیں بچپن ہی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کے سپرد کر دیا تھا پھر آپ ہی نے ان کی تربیت فرمائی اور تکمیل روحانیت کے بعد انہیں اپنا جانشین مقرر فرمایا اور ارشاد فرمایا ان کی اولاد میری اولاد ہے یہی وجہ ہے کہ آج بھی حضرت نورالعین کی اولاد سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد کہلاتی ہے حضرت سید عبدالرزاق نورالعین کس طرح سید اشرف جہانگیر سمنانی کی فرزندی میں آئے یہ واقعہ لطائف اشرفی میں اس طرح مذکور ہے نظام یمنی لکھتے ہیں۔

''ایک روز حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اس خلوت خانے میں جو خانقاہ کے پہلو میں تھا اور جسے خود آپ ہی نے متعین کیا تھا (اس ارادے سے) کمر کے گرد چادر لپیٹی کہ باہر نکلیں اور حضرت مخدومی کی خدمت میں حاضر ہوں کہ اچانک آپ نے شیخ کی جوتیوں کی آہٹ سنی آپ کے باہر نکلنے تک شیخ خلوت خانے کے دروازے تک پہنچ گئے اور بہت ہی التفات سے دریافت فرمایا سید کس کام میں مشغول ہو؟ حضرت مخدومی جب بھی آپ سے مخاطب ہوتے تو اسی لفظ سے مخاطب ہوتے تھے جب آپ کے سمع مبارک میں حضرت مخدومی کے کلام کی آواز پہنچی اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا کر رہے ہو تو حضرت ایشاں نے جواب میں عرض کیا میں نے خدمت کے لئے کمر باندھ لی ہے موتی برسانے والی زبان سے فرمایا اگر کمر باندھتے ہو تو مضبوطی سے باندھنا کہ پھر کوئی چیز درمیان میں حارج نہ ہو عرض کیا کہ میں نے آرزوئے نفس درمیان سے اکھاڑ کر باہر پھینک دی ہے۔ جب تک زندہ ہوں (قائم رہوں گا) حضرت مخدومی نے فرمایا مبارک ہو جب باہر تشریف لائے تو حضرت قدوۃ الکبریٰ کے چہرے کا رنگ کسی قدر متغیر ہوا خیال پیدا ہوا کہ ہمارا

کوئی قائم مقام تو ہوگا نہیں جیسے ہی یہ خیال آپ کے دل میں آیا حضرت مخدومی سے پوشیدہ نہیں رہا اپنا سر گریبان میں لے گئے دو تین ساعت کے بعد سر اٹھایا اور تمام تر بشارت کے ساتھ کہا اے سید مبارک ہو کہ ہم نے تمہارے لئے حضرت پروردگار سے فرزند دینی عنایت کرنے کی درخواست کی ہے جو سلسلے کا سر حلقہ اور تمہارے خاندان کا پیشوا ہوگا اس کے باعث تمہاری بزرگی کا شہرہ جب زمانہ اور ادوار ختم نہ ہو جائیں روئے زمین پر باقی رہے گا اور وہ فرزند تمہارے خاندان سے ہوگا۔ قدوۃ الکبریٰ نے اس بشارت کے سنتے ہی شیخ کے قدموں میں سر رکھ دیا حضرت مخدومی اور اصحاب نے آپ کو مبارکباد دی اس کے بعد حضرت مخدومی کی خدمت میں رہے پھر حضرت مخدومی کے ارشاد کے مطابق دارالسلطنت جونپور میں قیام فرمایا وہاں سے آپ عراق کے سفر پر روانہ ہوئے راستے میں آپ کا گذر رصالحیہ جیلی کے علاقے میں ہوا وہاں کے سادات (آپ سے) عقیدت اور ارادت رکھتے تھے چنانچہ کافی عرصے وہاں قیام پذیر ہوئے حضرت سید عبدالرزاق سید حسن عبدالغفور کے فرزندوں میں سے تھے انہیں حضرت قدوۃ الکبریٰ سے عقیدت پیدا ہوگئی اس وقت ان سیدزادے کی عمر بارہ سال سے زیادہ نہ تھی انہیں حضرت ایشان کی ملازمت کی تمنا اور آرزو اس حد تک بڑھ گئی کہ اسے بیان کرنا محال ہے ہر چند ان کے پدر بزرگوار اور اقارب و اعزا نے نصیحت کی اور بہت کچھ سمجھایا لیکن ان تمام باتوں کا کوئی فائدہ نہ ہوا اور خدمت و سلوک کی جانب رخ کر لیا جب سید عبدالغفور نے دیکھا کہ وہ (سید عبدالرزاق) پند و نصیحت کے باوجود نہیں مانتے تو وہ انہیں لے کر حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت بزرگوار ہم اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے بیٹے کو آپ کی تشریف آوری پر نثار کرتے ہیں اور جو کچھ ہمارا حق ان کے ذمہ ہے اس سے دست بردار ہوتے ہیں اسی طرح عفیفہ والدہ نے بھی اپنے جگر گوشے کو حضرت قدوۃ الکبریٰ کے سپرد کیا اور اپنے حق سے جو ان کے ذمے تھا دست بردار ہوگئیں حضرت قدوۃ الکبریٰ نے سیدزادے کو بصد جان قبول فرما لیا اور خاندان سیادت و سرداری کی نسبتوں اور قربتوں کو تازہ کیا ان کی تربیت میں کوئی کسر باقی نہ رکھی نیز ان کے لئے خدمت و ملازمت کرنے کا ایسا طریقہ مقرر فرمایا اور اس کی مقدار اتنی رکھی کہ اس کا بجالانا نوع جن و بشر کے بس میں نہ تھا ان متبرک الفاظ اور اثر کرنے والی باتوں کو جمع کرنے والا (نظام الدین غریب یمنی) تقریباً تیس سال تک حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خدمت میں رہا اور سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہا اس مدت

میں حضرت ایشان نے جو حکم دیا سید زادے کے سوا شاید کسی نے سبقت کی ہوگی کوئی ایسا کام جس سے حضرت کے دل کو مسرت حاصل ہوا نہوں نے آپ کی رضا کے لئے سر کے بل دوڑ کر انجام دیا''۔ [۱]

لطائف اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سید عبدالرزاق نورالعین کو سید اشرف جہانگیر سمنانی سے کتنی محبت تھی کہ انہوں نے آپ کی محبت میں اپنا گھر بار وطن عزیز و اقارب سب کو چھوڑ دیا اور جب سید اشرف جہانگیر سمنانی نے آپ کو اپنی فرزندی میں قبول کیا تو آپ ہمہ وقت ان کی خدمت میں رہنے لگے ان کے ہر حکم کو بجالانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی بھی ان سے بڑی محبت فرماتے تھے۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے ان کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی اور اکثر علوم وفنون خود انہیں پڑھائے خصوصاً علم تصوف وطریقت کی تعلیم دی اور اپنی صحبت بافیض سے مستفیض فرمایا۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی مکتوبات اشرفی میں فرماتے ہیں۔

''سلسلہ نوربخشیہ میں ستر اشخاص نے اس درویش سے ایک سال میں قرآن پاک حفظ کیا جن میں بندہ عبدالرزاق نے بھی ایک سال کے دوران مخدومی خدمت میں قرآن پاک کو قرات سبعہ کے ساتھ حفظ کیا اس کے بعد علوم شرعیہ واصول فرعیہ کو حاصل کیا''۔ [۲]

اس سے پتہ چلا کہ سید عبدالرزق نورالعین حافظ قرآن بھی تھے اور آپ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی زیر نگرانی قرآن پاک سبعہ قرات سے حفظ کیا اس کے بعد دیگر علوم وفنون حاصل کئے۔

آپ سفر وحضر میں نورالعین کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اور دوران سفر بھی تعلیم وتربیت کا سلسلہ جاری رہتا تھا نورالعین کو بھی علم سے گہرا شغف تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے جو کتاب ''نورالعین'' کی مصنفہ نے بیان کیا ہے وہ لکھتی ہیں۔

''حضرت نورالعین نے اپنی تعلیم کے صرف ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے لیکن صرف اسی ایک واقعہ سے یہ اندازہ

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ حصہ سوئم، مترجم پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر ڈی۔۱۰۸ بلاک نمبر ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۲۱۵۔

[۲] عبدالرزاق نورالعین، مکتوبات اشرفی جلد دوم۔ مترجم: مولانا ممتاز اشرفی۔ ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار سیکٹر ۱۲۔ اورنگی ٹاؤن کراچی۔ صفحہ ۳۴۲

ہوتا ہے کہ حضرت غوث العالم کو علم سے کس درجہ شغف تھا اور انہوں نے حضرت نورالعین کی تعلیم کے لئے کیا کچھ نہ کیا ہوگا اس سے خود حضرت نورالعین کے بھی علمی ذوق وشوق کا پتہ چلتا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک بار جب حضرت غوث العالم نے سفر مکہ کا عزم کیا تو ایک بندرگاہ پر چند علماء اور اکابر روزگار کا ساتھ ہو گیا ان میں ایک نادرہ روزگار عالم مولانا جمال الدین بدخشانی بھی تھے جو تجارت کی غرض سے مختلف ممالک کا سفر کیا کرتے تھے اور اس وقت اسی غرض سے ملک روم کو جانا چاہتے تھے سفر میں ان سے مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی مولانا بدخشانی نے محسوس کیا کہ حضرت عبدالرزاق کو علم سے گہری دلچسپی ہے اور ساتھ ہی جوہر قابل بھی رکھتے ہیں ادھر سے علم سیکھنے کا شوق ظاہر ہوا اور ادھر مولانا بھی سکھانے پر آمادہ ہو گئے لیکن یہاں شاگرد واستاد کا رشتہ علوم دین نہ تھا کیونکہ علوم دینی کی تکمیل بہ تمام وکمال خود حضرت غوث العالم کے ذریعے ہو چکی تھی یہ علوم اقلیدس ومحیط وغیرہ سے متعلق تھے چنانچہ حضرت نورالعین لکھتے ہیں۔

”بندہ نے ہر چند علوم الٰہی کی تحصیل وتکمیل حضرت قدوۃ الکبریٰ سے کی تھی لیکن مولانا بعض عجیب علوم (ریاضی) سے پوری طرح واقف تھے تو طبیعت کا تقاضا ہوا کہ ان میں سے بعض علوم سیکھے جائیں خصوصاً اقلیدس اور محیط سے سیکھنا شروع کیا“۔ حضرت نورالعین نے مولانا جمال الدین سے علم سیکھنا شروع کیا اور جو کچھ سیکھتے اس کو لکھتے جاتے ابھی صرف مقدمہ ہوا تھا کہ بحری سفر ختم ہو گیا اور بندرگاہ آ گئی مولانا کو ملک روم کی طرف جانا تھا اس لئے اب تعلیم کا سلسلہ جاری نہیں رہ سکتا تھا حضرت نورالعین کی دلچسپی اس علم سے بڑھ چکی تھی حضرت غوث العالم نے اپنے نورالعین کے شوق کو دیکھ کر پوچھا کہ مولانا کا سامان تجارت روم میں کتنے داموں بکے گا اور روم سے اشیاء خریدی جائیں گی وہ چین میں کتنے داموں میں بکیں گی اور اس خرید وفروخت سے کس قدر نفع ہوگا۔ چند اصحاب نے حساب بنا کر حضرت غوث العالم کے سامنے پیش کیا حساب میں ایک لاکھ بیس ہزار دینار نفع دیکھایا گیا تھا آپ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ جو کچھ زر نقد ہے وہ مولانا کے خزانچی کو دے دیا جائے شمار کرنے پر معلوم ہوا کہ کل ایک لاکھ بیس ہزار دینار ہیں یہ سب مولانا کے خزانچی کو دے دیئے گئے اور مولانا سے وعدہ کیا کہ تعلیم ختم ہونے کے بعد سفر سے واپسی میں انہیں اسی قدر زر نقد اور دیا جائے گا مولانا کی رفاقت ایک سال رہی اور اس عرصے میں حضرت نورالعین ۔ نے آپ سے پورا استفادہ کیا اس کے بعد سفر سے واپسی پر مولانا کو ایک لاکھ بیس ہزار دینار حسب

وعدہ پھر دیئے گئے''۔ [۱]

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے کس طرح عبدالرزاق نورالعین کی تعلیم و تربیت کا اہتمام فرمایا اور چند علوم سکھانے کے لئے اس زمانے میں ایک لاکھ بیس ہزار دینا خرچ کئے جو آج کے کروڑوں روپے کے برابر ہیں نیز اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ آپ کے دل میں علم اور علماء کی کتنی قدر تھی کہ آپ نے ایک سال تک مولانا جمال الدین بدخشانی کو سفر میں ساتھ رکھا صرف اس لئے کہ وہ نورالعین کو علم سکھائیں اور اس کے معاوضے میں زر کثیر انہیں عطا فرمایا۔

نورالعین کا لقب:

سید عبدالرزاق نورالعین کے کئی القابات تھے۔ نورالعین، قرۃ العین، شیخ الاسلام وغیرہ لیکن ان میں ''نورالعین'' ہی مشہور ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی آپ سے بے حد محبت فرماتے تھے اور آپ کو محبت سے نورالعین کہا کرتے تھے مکتوبات اشرفی میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا'' لوگ صلب (پشت) سے اولاد پیدا کرتے ہیں میں نے عبدالرزاق کو آنکھوں سے پیدا کیا ہے پھر یہ شعر پڑھا:

چہ نور دیدہ ام از نور دیدہ کہ نور دیدہ باشد نور دیدہ

ترجمہ: میں نے اپنی آنکھوں کے نور سے کیا نور دیکھا جو میری آنکھوں کا نور بن گیا۔

اس دن سے آپ کا لقب ''نورالعین'' ہوگیا۔ نیز فرمایا کہ میں نے سید عبدالرزاق کی اولاد کو خزانہ الٰہی میں شریک کیا ہے اور حق تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ اگر عبدالرزاق کی اولاد قانع ہو تو ان کو کسی کا محتاج نہ کرنا ان کی ادنیٰ سی توجہ سے لوگوں کے کام بن جائیں گے آپ نے فرمایا میں حیات و ممات میں اپنی اولاد کے ساتھ ہوں۔ [۲]

شیخ الاسلام کا لقب:

حضرت سید عبدالرزاق نورالعین کا ایک لقب ''شیخ الاسلام'' بھی ہے جو اپنے وقت کے جلیل القدر بزرگ حضرت شیخ قثیم قدس سرہ نے آپ کو عطا فرمایا تھا حضرت شیخ قثیم ترکستان کے مشائخ میں سے تھے

---

[۱] سیدہ آل فاطمہ کچھوچھوی۔ نورالعین۔ ناشر: ادارہ علم و ادب کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد صفحہ ۱۲۔

[۲] سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی جلد دوئم۔ مترجم: مولانا ممتاز اشرفی۔ ناشر دار العلوم اشرفی رضویہ گلشن بہار سیکٹر ۱۶۔ اورنگی ٹاؤن کراچی۔ صفحہ ۱۹

اور طریقت میں بلند مقام رکھتے تھے آپ کی روحانی عظمت و شان کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند اور سید اشرف جہانگیر سمنانی جیسے شاہباز طریقت نے ان سے فیض حاصل کیا اور یہی نہیں کہ انہوں نے خود فیض حاصل کیا بلکہ اپنے فرزند معنوی اور جانشین سید عبد الرزاق نور العین کو لے کر حضرت شیخ قثیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس ملاقات کا ذکر لطائف اشرفی میں تفصیلا درج ہے لیکن ہم یہاں اختصار کے ساتھ بیان کر رہے ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے ہیں ”جب فرزند سید عبد الرزاق کی ملاقات آپ سے کرائی تو ان کی طرف ظاہری و باطنی توجہ فرمائی اور ان کے حسب نسب کے متعلق دریافت کیا میں نے عرض کیا کہ سادات جیل سے ہیں اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں میں نے انہیں اپنا فرزند بنا لیا ہے اور سب ہی مشائخ نے ان کو قبول کیا ہے فرمایا کہ ہم نے بھی قبول کیا کہ تمہارا فرزند ہمارا فرزند ہے حق تعالیٰ سے ہم نے دعا کی ہے کہ یہ اپنے زمانے کے شیخ الاسلام ہوں ان شاء اللہ۔“ [۱]

نور العین سے محبت:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کو سید عبد الرزاق نور العین سے بڑی محبت تھی اسی محبت کی وجہ سے آپ انہیں ”نور العین“ یعنی آنکھوں کا نور کہا کرتے تھے آپ اکثر فرماتے تھے کہ میں نے تمام بزرگوں سے جو کچھ حاصل کیا وہ سب فرزند نور العین کو بخش دیا آپ کو اپنے نور العین پر بڑا فخر تھا فرماتے تھے کہ جس طرح حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت امیر خسرو پر فخر تھا اسی طرح مجھے اپنے نور العین پر فخر ہے اور میں اس عطیہ الٰہی پر قیامت کے دن فخر کروں گا۔ ایک مرتبہ فرمایا! نور العین نے بیس سال تک پوشیدہ طور پر میرے وضو کا بچا ہوا پانی پیا ہے اور میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ اس آب حیات کے آثار و برکات فرزند نور العین اور ان کے فرزندوں میں ابدالآباد تک قائم رہیں بلکہ ان میں زیادتی ہوتی رہے۔

کتاب نور العین کی مصنفہ لطائف اشرفی کے حوالے سے ایک روایت نقل کرتی ہیں ”ایک بار شب میں حضرت غوث العالم کے کانوں میں آواز آئی اشرف تم نے دنیا میں ہماری نعمتوں میں سے سب سے اچھی

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ جلد دوئم فارسی۔ ناشر: نصرت المطابع دہلی صفحہ ۳۸۷۔

نعمت کیا پائی؟ حضرت غوث العالم نے جواب دیا الٰہی تو نے مجھے بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں جن کا شکر ادا نہیں ہو سکتا لیکن جن نعمتوں پر مجھے فخر ہے اوران شاء اللہ قیامت میں بھی جن پر مجھے فخر ہوگا وہ چار ہیں ایک تو یہ کہ تو نے مجھے امت محمدیہ ﷺ میں پیدا کیا اور درگاہ مصطفوی کے ملازمان اور جاروبان میں مجھے جگہ دی اور دوسرے یہ کہ شیخ علاؤ الدین گنج نبات کی ملازمت سے مجھے مشرف فرمایا تیسرے یہ کہ تو نے اپنی محبت سے میرے قلب کو معمور کیا چوتھے یہ کہ دریائے حقائق کے دو موتی مجھے عطا فرمائے ایک فرزند نورالعین اور دوسرے شیخ کبیر جونپوری اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی کہ ان شاء اللہ ان دونوں کی ولایت اور ہدایت کے آثار قیامت تک باقی رہیں گے۔ [1]

اس روایت سے پتہ چلا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کو نورالعین سے کتنی محبت تھی کہ وہ انہیں عطیہ الٰہی سمجھتے تھے اوران کے حق میں دعا فرماتے تھے اوران پر فخر کرتے تھے لطائف اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کی بہت سی دعائیں ملتی ہیں جو آپ نے نورالعین اوران کی اولاد کے بارے میں کیں تھیں سید عبدالرزاق نورالعین فرماتے ہیں ’’ایک روز قدوۃ الکبریٰ پر عجیب وغریب کیفیت طاری تھی اصحاب کے بارے میں بشارت انگیز اور مسرت آمیز باتیں کر رہے تھے جب میری باری آئی تو بہت غور کیا آخر میں خوش ہو کر فرمایا ہرگز ہرگز میں نے اپنا سب کا سب تم پر نثار کر دیا ہے اور کوئی چیز تم سے بچا کر نہیں رکھی ہے میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہاری اولاد کے لئے دعا کی ہے ہمیشہ مسعود اور مقبول رہیں تمہاری اولاد میں دستور کے مطابق ایک فرد رجال الغیب میں سے اور مجذوب ہوگا بلکہ ایک فرد پیدا ہوگا جس میں میرے احوال پیوست ہوں گے جب میں نے یہ سب احسان سن لئے تو میں نے اپنا سر حضرت کے قدموں میں رکھ دیا حضرت نے میرے سر کو اٹھایا اور بغل میں لے لیا۔ [2]

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے سید عبدالرزاق نورالعین اوران کی اولاد کے بارے میں بہت سی بشارتیں دی اوران کے حق میں دعائیں فرمائیں در حقیقت یہ ان کی دعاؤں ہی کا نتیجہ ہے کہ نورالعین کی اولاد میں ایسے جید علماء اور کبار صوفیاء پیدا ہوئے

---

[1] سیدہ آل فاطمہ کچھوچھوی۔ نورالعین۔ ناشر: ادارہ علم وادب کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد صفحہ ۱۹۔

[2] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ حصہ سوئم۔ مترجم: پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۶۴

جنھوں نے اپنے علم وعمل تقویٰ و پرہیز گاری اور روحانیت کی وجہ سے دنیا میں نام پیدا کیا اور عظیم علمی و دینی خدمات انجام دیں ان شخصیتوں میں حضرت شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں قدس سرہ، حضرت مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی قدس سرہ، حضرت محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی الجیلانی کچھوچھوی قدس سرہ، حضرت قطب ربانی ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ، حضرت ابوالمسعود شاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ، کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں یہ وہ شخصیات ہیں جن کی علمیت و روحانی اور تبلیغی خدمات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی دعائیں نورالعین کی اولاد کے بارے میں کس طرح پوری ہوئیں اور ان کا اثر آج بھی ان کی اولاد میں باقی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک باقی رہے گا۔

فنافی الشیخ:

سید عبدالرزاق نورالعین کو اپنے پیر و مرشد سید اشرف جہانگیر سمنانی سے بڑی محبت تھی کہ آپ نے اپنے آپ کو ان کے رنگ میں رنگ لیا تھا۔ علم و فضل تقویٰ و پرہیز گاری، روحانیت تبلیغ دین توکل و استغناء، صبر و رضا، استقامت اور عادات و اطوار، اخلاق و کردار، غرض یہ کہ ہر چیز میں وہ اپنے پیر کے نقش قدم پر نظر آتے ہیں اور حقیقت میں اگر ان دونوں بزرگوں کی زندگیوں کا جائزہ لیا جائے تو ان میں بڑی مطابقت و مماثلت نظر آتی ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی ابتدائے شباب میں سلطنت، گھربار عزیز اقارب اور وطن کو چھوڑ کر ریاضت و مجاہدے کے لئے نکل کھڑے ہوئے پوری دنیا کی سیاحت کی مختلف بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور پھر مخلوق خدا کو فیض پہنچایا اسی طرح عبدالرزاق نورالعین بھی بارہ سال کی عمر میں والدین، عزیز و اقارب، گھربار اور وطن کو چھوڑ کر سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ساتھ ہو گئے اور طلب معرفت و روحانیت کے لئے ریاضت و مجاہدے کئے دنیا کی سیاحت کی اور پھر ساری زندگی مخلوق خدا کو فیض پہنچایا دونوں علم و فضل اور روحانیت میں بے مثال تھے دونوں نے حصول معرفت میں بڑی محنت و ریاضت مجاہدے کئے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ایک سو بیس سال کی عمر میں وصال فرمایا اسی طرح حضرت نورالعین کی عمر بھی بوقت وصال ایک سو بیس سال تھی حقیقت میں وہ فنافی الشیخ تھے۔ فنافی الشیخ کا مطلب یہ

ہے کہ اپنے آپ کو اپنے شیخ کی ذات میں فنا کر دے یعنی شیخ کی عادات و اطوار، اعمال و افعال کو اس طرح اپنائے کہ لوگوں کو مرید پر شیخ کا گمان ہونے لگے یعنی وہ مرید کو دیکھ کر یہ سمجھے کہ شاید شیخ ہی آ رہا ہے۔ درحقیقت مرید صادق وہی ہے جو شیخ کے طریقے پر چلے۔ مقامات صوفیاء میں لکھا ہے۔

''طریقت میں کسی طرح بھی یہ جائز نہیں کہ مرید اپنے پیر کے علاوہ کوئی مسلک رکھے یا کسی طرح بھی اپنے مرشد کے عقیدہ اور حرکات و سکنات کے خلاف چلے۔[۱]

معلوم ہوا کہ مرید صادق وہی بن سکتا ہے جو اپنے شیخ کے طریقے کو اپنانے اس کا ہر حکم بجالائے اور اپنے آپ کو شیخ کی ذات میں فنا کر دے یہ تمام اوصاف عبدالرزاق نورالعین میں بدرجہ کمال موجود تھے یہی وجہ تھی کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی حیات و تعلیمات اور اوصاف و کمالات کا پورا عکس نورالعین کی ذات میں موجود تھا درحقیقت وہ اپنے پیر و مرشد کی شخصیت کا آئینہ تھے۔

نورالعین کی شادی اور اولاد:

جب سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے فرزند سید عبدالرزاق نورالعین کی ظاہری و باطنی تربیت فرما چکے اور انہیں علوم و فنون سے آراستہ فرما دیا تو آپ کو ان کی شادی کی فکر ہوئی چنانچہ آپ نے ہندوستان کے سادات گھرانوں میں ان کے لئے تلاش شروع کی اور ان خانوادوں کے نسب کی تحقیق بھی کی آپ کے پاس پہلے ہی سادات کے شجرے تھے کیونکہ آپ نے ایک کتاب ''اشرف الانساب'' کے نام سے تحریر کی تھی جس میں ہندوستان میں رہنے والے تمام سادات کے شجروں کی تحقیق کی تھی اس لئے آپ کو دشواری نہیں ہوئی اور آپ نے ایک صحیح النسب سید گھرانے میں نورالعین کی شادی کر دی۔ سید عبدالرزاق نورالعین کے پانچ صاحبزادے ہوئے پہلے صاحبزادے سید شمس الدین دوسرے سید حسن تیسرے سید حسین چوتھے سید احمد اور پانچویں سید فرید تھے یہ پانچوں صاحبزادے علم و فضل اور تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے کیونکہ ان کی تربیت دو عظیم ہستیوں یعنی سید اشرف جہانگیر سمنانی اور سید عبدالرزاق نورالعین کی زیر نگرانی ہوئی تھی جب تربیت کرنے والے ایسے ہوں تو پھر تربیت پانے والوں کے مقام کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنے وصال سے قبل ان صاحبزادگان کو تبرکات عطا

---

[۱] خواجہ محمد بن ابی سعد بن ابی طاہر بن ابی سعید میہنی۔ مقامات صوفیاء۔ مترجم پیرزادہ اقبال احمد فاروقی۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۱۰۱

فرمائے اور ان کے متعلق بشارتیں دیں لطائف اشرفی میں ان کا ذکر موجود ہے نظام یمنی لکھتے ہیں۔

’’آپ نے نور العین کے فرزندوں کو طلب فرمایا پہلے شیخ شمس الدین کو جن کی عمر اٹھارہ سال تھی اور جو علمی اعتبار سے عالم بن چکے تھے۔ سبز رنگ کا جامہ عنایت فرمایا اور فرمایا کہ یہ فرزند علوم کا بے حد حصہ رکھتا ہے لیکن اس کی عمر کم ہوگی۔ اس کے بعد شیخ حسن کو طلب کیا اور انہیں تبرک عطا کرنے کے بعد فرمایا کہ حسن بہ احسن الوجوہ بڑے اطاعت گزار ہوں گے پھر شیخ حسین کو طلب کیا اور تبرک عنایت کیا فرمایا کہ یہ ہمارے حسین ثانی ہیں ان سے ایک بڑا خاندان ظہور میں آئے گا اس کے بعد شاہ احمد کو طلب کیا تبرک عنایت کیا اور فرمایا کہ یہ احمد ثانی ہیں ان کا نام احمد نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی پر ہے اور صفات مصطفوی سے موصوف ہیں ان کی اولاد بزرگ اور سخی ہوگی اس کے بعد شیخ فرید کو طلب کیا اور تبرک عطا کیا پھر فرمایا۔ اے فرید ثانی آؤ تم سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور دوستی کی خوشبو آتی ہے۔ پھر شیخ قتال کو جو نور پور کے ترکوں میں سے تھے تبرک عنایت کر کے فرمایا۔ میں تمہیں عبدالرزاق کے جملہ فرزندوں میں سے خیال کرتا ہوں تمہیں چاہیئے کہ فرزندگی کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ اس کے بعد در یتیم کو طلب کیا اور تبرک عنایت فرمایا پھر ارشاد ہوا یہ ہمارے فرزند شیخ کبیر کی یادگار ہیں جو مجھے عزیز ہیں چنانچہ جو شخص حلقے میں داخل ہوا سے چاہیے کہ ان کا حلقہ بگوش ہو جس طرح میں نے عبدالرزاق کے فرزندوں کو خزانہ الٰہی اور گنج نا متناہی سپرد کیا ہے اسی طرح انہیں اور ان کی اولاد کے سپرد کیا ہے بشرطیکہ وہ قناعت اختیار کریں اس وقت ہم ان کے اسباب معاش کے ذمہ دار ہوں گے اس کے بعد فرمایا جو ہمارے فرزندوں کا دوست ہے وہ ہمارا دوست ہے اور جو ہمارے فرزندوں کا دشمن ہے وہ ہمارا دشمن ہے اور جو ہمارا دشمن وہ جملہ خاندان چشت اور دودمان اہل بہشت کا دشمن ہے۔[1]

نظام یمنی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ نے نور العین کے صاحبزادگان کو نہ صرف یہ کہ تبرکات عطا فرمائے بلکہ انہیں بشارتیں بھی دیں اور ان کے حق میں دعائیں فرمائیں اور وہ تمام بشارتیں اور دعائیں حرف بہ حرف پوری ہوئیں نور العین کے بڑے صاحبزادے کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ علم کا بے حد حصہ رکھتا ہے لیکن اس کی عمر کم ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ جید عالم ہوئے لیکن کم عمری میں انتقال

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ حصہ سوم۔ مترجم: پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۷۶۔

کر گئے اسی لئے عبدالرزاق نورالعین نے اپنی کنیت دوسرے صاحبزادے سید حسن سے منسوب کر کے ''ابوالحسن'' رکھی اور پھر یہی ان کے بڑے صاحبزادے کہلائے کیونکہ بقیہ صاحبزادگان میں یہ سب سے بڑے تھے۔

وصال:

سید عبدالرزاق نورالعین نے ۷ ذی الحجہ ۸۷۲ھ میں وصال فرمایا۔ معتبر روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سید عبدالرزاق نورالعین نے اپنی زندگی ہی میں اپنے صاحبزادگان کو تبرکات اور مختلف علاقوں کی ولایت عطا فرمادی تھی اور ان کے لئے مقام تجویز کر دیئے تھے تاکہ وہ اپنے اپنے مقام پر رہتے ہوئے تبلیغ دین کا فریضہ ادا کر سکیں چنانچہ بڑے صاحبزادے سید شاہ حسن کو اپنا جانشین بنایا اور ولایت کچھوچھہ عطا کی دوسرے صاحبزادے سید شاہ حسین کو ولایت جونپور عطا کی تیسرے صاحبزادے سید شاہ احمد کو ولایت جائس عطا کی اور چوتھے صاحبزادے سید شاہ فرید کو ولایت بارہ بنکی عطا کی اس طرح آپ نے تمام صاحبزادگان کو علاقے عطا فرمائے لیکن اپنا جانشین سید شاہ حسن ہی کو بنایا ہماری اس بات کی تائید حیات محدث اعظم ہند کے مصنف کی اس تحریر سے ہوتی ہے وہ لکھتے ہیں۔

''حضرت نورالعین نے ہر وجہ اور ہر لحاظ سے اکبریت حسن کا خاص کا خیال رکھتے ہوئے اپنا قائم مقام خلیفہ اور سجادہ نشین سید شاہ حسن خلف اکبر کو بنایا اور خدمت آستانہ و جاروب کشی بھی ان کے سپرد فرمائی جیسا کہ مولانا محمد صالح ردولوی خلیفہ سید شاہ کرم اللہ اشرف جائسی اپنے رسالہ ''خلافت نامہ اشرفیہ'' میں تحریر کرتے ہیں ''چنانچہ حضرت نورالعین وقت وفات خدمت جاروب کشی بخلف اکبر سپردند و سید حسین را بجون پور و سید احمد را بجائس و سید فرید را بردولی فرستادہ وصیت بجا آوردند'' اس بیان سے یہ حقیقت رونما ہوگئی کہ حضرت نورالعین کی وفات کے بعد درگاہ کچھوچھہ شریف کے تنہا واحد حقیقی اصلی اور جائز سجادہ نشین سید شاہ حسن خلف اکبر یا سرکار کلاں تھے سید شاہ حسن خلف اکبر یا سرکار کلاں کے عہد سجادگی میں ان کے چھوٹے بھائی سید شاہ حسین ایک عرصے کے بعد ولایت جونپور سے درگاہ کچھوچھہ شریف بغرض چلہ کشی پہنچے اور پھر مستقل سکونت اختیار کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ولایت جونپور چھوڑنے کی یہ وجہ بھی بتائی جاتی ہے کہ''

چوں بست و دو مواضع از بعض معتقدین بفتوح دارند حصہ سید حسین خلف ثانی نیز در آن قرار یافت بدیں وجہہ تعلق سکونت کچھوچھہ اختیار کردند''۔ (خلافت نامہ اشرفیہ۔)

بہر حال! سید شاہ حسین ثانی جب درگاد کچھوچھہ شریف پہنچے تو بڑے بھائی کی محبت وشفقت نے انہیں پناہ دی اور مستقل رہنے کی اجازت بھی ان کی بے نفسی وسیع القلبی اور والہانہ تعلق خاطر کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے یہ بھی گوارہ نہ کیا کہ خود تمام حقوق رکھنے کے باوجود تنہا مراسم عرس ادا کریں اور چھوٹے بھائی کے نام کا چراغ روشن نہ ہو لہٰذا انہوں نے بکمال اخلاص ومحبت اپنے چھوٹے بھائی سید شاہ حسین کو ۲۷ محرم کی تاریخ برائے ادائیگی مراسم عرس مرحمت فرمائی اور اپنے لئے ۲۸ محرم یعنی عرس حضرت مخدوم صاحب کی خاص تاریخ محفوظ رکھی اس طرح سید شاہ حسین خلف ثانی کو سید شاہ حسن سرکار کلاں کے بخشندہ یا مرحمت کردہ حقوق سجادہ نشینی حدود درگاہ کچھوچھہ شریف ملے ورنہ حضرت نور العین نے انہیں ولایت جونپور کا سجادہ نشین نامزد فرمایا تھا۔ [۱]

اس سے معلوم ہوا کہ نور العین کے وصال کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے سید شاہ حسن ہی درگاہ کچھوچھہ شریف کے سجادہ نشین تھے لیکن جب ان کے چھوٹے بھائی سید شاہ حسین ولایت جونپور چھوڑ کر کچھوچھہ شریف آئے تو انہوں نے کمال مہربانی اور خلوص ومحبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں جگہ دی بلکہ مراسم عرس بھی تقسیم کرلیں چنانچہ ۲۷ محرم کو سید شاہ حسین درگاہ شریف میں مراسم عرس ادا فرماتے اور اصل تاریخ یعنی ۲۸ محرم کو سید شاہ حسن جو درگاہ شریف کے سجادہ نشین تھے مراسم عرس ادا فرماتے تھے یہ سلسلہ عرصہ دراز تک اسی طرح جاری رہا انہی دونوں بھائیوں کی اولادیں آج بھی کچھوچھہ شریف میں موجود ہیں سید عبدالرزاق نور العین کے خلف اکبر سید شاہ حسن کی اولاد میں جلیل القدر علماء وصوفیاء گزرے جنہوں نے اپنے علم وفضل اور روحانیت کے ذریعے تبلیغ دین کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا اور ان کے ذریعے سلسلہ اشرفیہ کی اشاعت کماحقہٗ ہوئی پہلے سید شاہ حسن کی اولاد میں ان اہم اور بزرگ شخصیات کا ذکر کریں گے جنہوں نے تبلیغ دین اور سلسلہ کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا اور انہی کے دم قدم سے برصغیر پاک وہند میں اس سلسلے کو عروج حاصل ہوا۔

---

[۱] مولانا ذاکر حسین اشرفی۔ حیات محدث اعظم ہند۔ ناشر الاشرف اکیڈمی پھول بڑیا راج محل ضلع صاحب گنج (بہار) صفحہ ۱۲۔

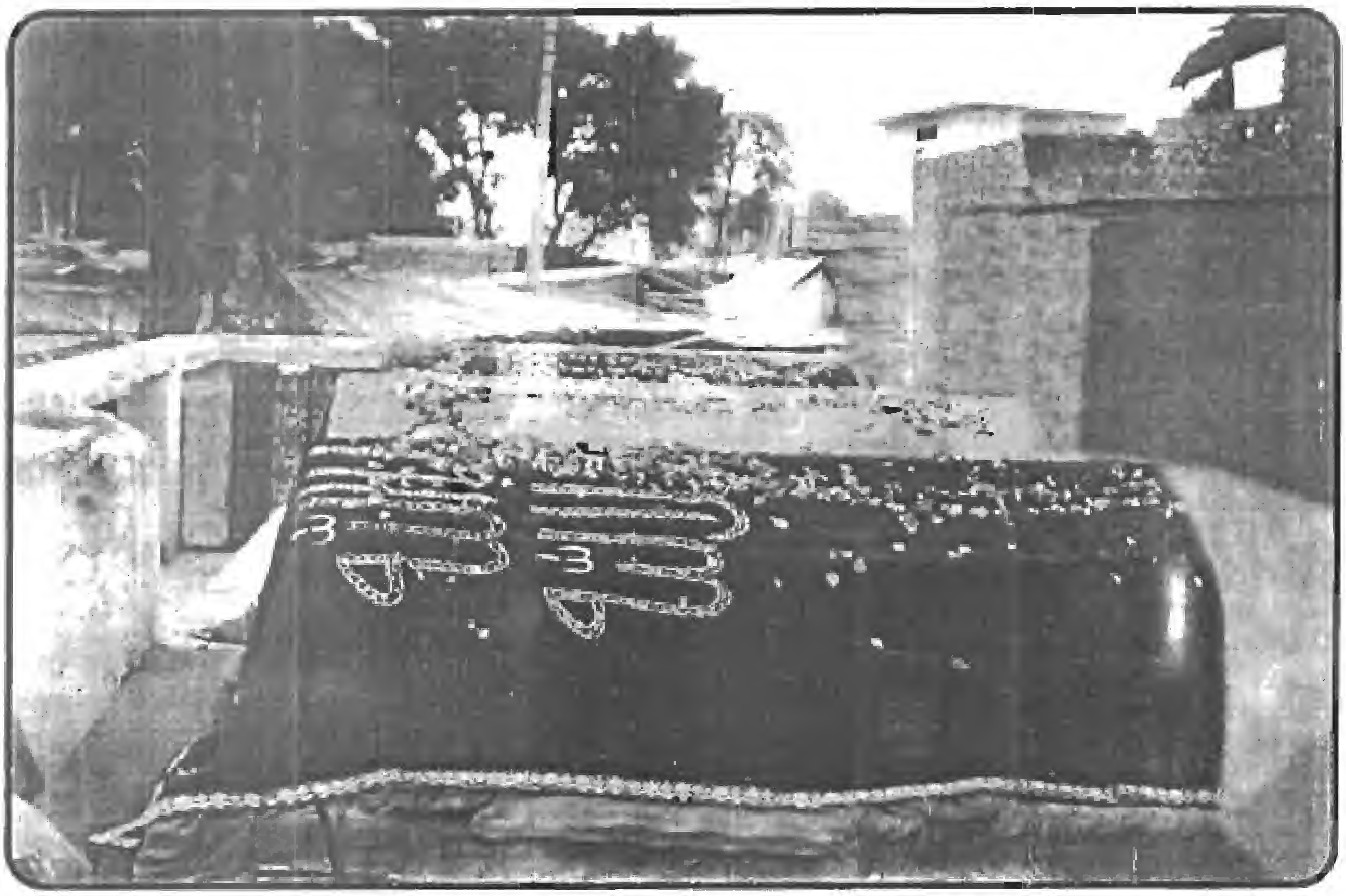

سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی کا مزار مبارک (کچھوچھہ شریف۔ انڈیا)

سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی:

سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں قدس سرہ متوفی ۱۳۵۵ھ کی ذات بابرکات سلسلہ اشرفیہ کے لئے ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہیں تھی آپ عالم باعمل اور صوفی باصفا تھے آپ کا سلسلہ نسب چودھویں پشت میں سید عبدالرزاق نور العین سے ملتا ہے کیونکہ آپ نور العین کے بڑے صاحبزادے سید شاہ حسن کی اولاد میں تھے عربی و فارسی کی تعلیم آپ نے وقت کے جید علماء سے حاصل کی دینی علوم سے فراغت کے بعد روحانیت کی جانب مائل ہوگئے آپ نے اپنے برادر اکبر حضرت سید شاہ اشرف حسین اشرفی الجیلانی قدسرہ متوفی ۱۳۴۸ھ کے دست مبارک پر بیعت کی اور پھر انہی کی زیرنگرانی منازل سلوک و عرفان طے کیں برادر محترم نے تکمیل روحانیت میں آپ کی بڑی مدد فرمائی آپ نے حصول روحانیت کے لئے سخت ریاضت و مجاہدہ کیا اور اس مقصد کے لئے ایک سال مسلسل سید اشرف جہانگیر سمنانی کی درگاہ پر چلّے کی غرض سے معتکف رہے جب آپ چلّہ کشی سے فارغ ہوئے تو آپ کی ذات سے جہانگیری آثار ظاہر ہونے لگے۔ آپ کی شخصیت میں ایسی کشش پیدا ہوگئی کہ جو شخص بھی ایک نظر آپ کو دیکھ لیتا آپ کا گرویدہ ہوجاتا تھا۔

سیاحت اور تبلیغ دین:

تکمیل روحانیت کے بعد برادر محترم نے آپ کو ۱۲۸۲ھ اجازت و خلافت عطا فرمائی چنانچہ آپ بزرگان سلف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سیاحت کے لئے روانہ ہوگئے آپ کا مقصد صرف تبلیغ دین تھا اسی نیک مقصد کے لئے آپ نے ہندوستان کے طول و عرض میں کامیاب تبلیغی دورے کئے ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا اور لاکھوں افراد آپ کے دست مبارک پر تائب ہوئے آپ کی ذات سے سلسلہ اشرفیہ کو بڑا فروغ حاصل ہوا آپ کی عظیم روحانی شخصیت کو دیکھتے ہوئے برصغیر پاک و ہند کے جید علماء نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اکثر علماء کو آپ نے روحانی تربیت کے بعد سلسلہ اشرفیہ کی خلافت سے نوازا ان علماء میں: علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمتہ، صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمتہ، ابوالمحامد علامہ سید محمد اشرفی الجیلانی علیہ الرحمتہ (

(محدث کچھوچھوی)، علامہ غلام جیلانی اشرفی علیہ الرحمتہ، علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمتہ، مولانا غلام بھیک نیرنگ اشرفی علیہ الرحمتہ، علامہ عارف اللہ شاہ قادری اشرفی علیہ الرحمتہ، علامہ ضیاء الدین مدنی اشرفی علیہ الرحمتہ، علامہ مفتی رفاقت حسین اشرفی علیہ الرحمتہ، ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمتہ، علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمتہ، علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی علیہ الرحمتہ، پیر طریقت حکیم سید اقبال احمد اشرفی علیہ الرحمتہ، ابوالمحمود شاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمتہ، مولانا غلام قادر اشرفی علیہ الرحمتہ، پیر طریقت سید آل حسن اشرفی علیہ الرحمتہ، مفتی عبدالرشید صاحب، مفتی محمد حسین سنبھلی، مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب علیہ الرحمتہ، حافظ ملت مولانا عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمتہ، مولانا سلیمان اشرفی بھاگلپوری، مولانا محمد یونس سنبھلی، مولانا سید محمد فاخر الہٰ آبادی علیہ الرحمتہ، مولانا غلام علی اوکاڑوی علیہ الرحمتہ، پیر طریقت حکیم سید اشفاق احمد اشرفی الجیلانی علیہ الرحمتہ، پیر طریقت حکیم سید اخلاق احمد اشرفی الجیلانی علیہ الرحمتہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں اشرفی میاں کے یہ وہ خلفاء ہیں جو علم و فضل و روحانیت میں اپنی اپنی جگہ بلند مقام رکھتے تھے اور ان کے ذریعے ہندوستان و پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کی خوب اشاعت ہوئی۔

جامعہ اشرفیہ کا قیام:

اشرفی میاں نے مبارکپور میں ایک عظیم الشان دارالعلوم قائم کیا اور اس کا نام ’’جامعہ اشرفیہ‘‘ رکھا اس میں درس نظامیہ کا مکمل اہتمام کیا آپ نے ہندوستان کے جید علماء کو اس دارالعلوم میں تدریس کے لئے راغب کیا آپ کے حکم پر علماء نے رضامندی ظاہر کی اور پڑھائی کا آغاز ہوگیا اور بہت تھوڑے عرصے میں یہ دارالعلوم ہندوستان کے بڑے مدارس میں شامل ہوگیا یہاں سے ہر سال کافی تعداد میں علماء فارغ التحصیل ہوتے تھے اشرفی میاں خود اس کی کفالت فرماتے تھے جب سالانہ جلسہ ہوتا تو آپ بنفس نفیس مبارکپور تشریف لے جاتے جلسے کی صدارت فرماتے اور آخر میں اپنے دست مبارک سے فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی فرماتے یہ دارالعلوم آج بھی مبارکپور میں موجود ہے اور اب تک بے شمار تشنگان علم یہاں آکر اپنی پیاس بجھا چکے ہیں یہ اشرفی میاں کا ایسا کارنامہ ہے جو ان شاء اللہ رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔

جامع مسجد اشرفی میاں خانقاہِ اشرفیہ سرکارِ کلاں (کچھوچھہ شریف۔ انڈیا)

خانقاہِ حسنیہ سرکارکلاں کی تعمیر:

سیدشاہ علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی درگاہ سے کچھ فاصلے پر اپنی الگ ایک خانقاہ قائم کی اوراس کا نام ’’خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں‘‘ رکھا آپ نے یہاں رشدو ہدایت کا سلسلہ شروع کیا ذکر وفکر مراقبہ اور دیگر معمولات مشائخ طریقت اس میں جاری کئے آپ ہر سال ۲۸، ۲۹ محرم الحرام کو سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عرس کی تقریبات اسی خانقاہ میں ادا فرماتے رہے۔ وظائف اشرفی میں لکھا ہے ’’اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ ۱۲۹۷ھ میں مسند نشینی پر متمکن ہوئے اور سال مذکور کی ۲۸ محرم کو خرقہ خاندانی جو حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کا عطیہ ہے زیب تن فرمایا‘‘۔ [1]

آپ کے مریدین ہندوستان کے دیگر شہروں سے آکر یہیں عرس میں شرکت کرتے تھے آپ نے اس خانقاہ میں ایک لائبریری بھی قائم کی تھی جس میں دنیا بھر سے کتب منگوا کر جمع کیں ان کتب میں بہت سی قدیم نایاب کتابیں بھی ہیں جو عظیم علمی سرمایہ ہیں آپ تاحیات اس خانقاہ کے سجادہ نشین رہے۔

تذکرہ مشائخ قادریہ کے مصنف لکھتے ہیں ’’آپ گاہے بگاہے اردو فارسی اور ہندی اشعار بھی کہتے تھے لیکن یہ اشعار آپ کے مسلک کے مطابق روحانیت میں ڈوبے ہوئے ہوتے تھے آپ کا پورا کلام عارفانہ ہے یہ کلام ’’تحائف اشرفی‘‘ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ [2]

آپ کی کتب میں وظائف اشرفی، صحائف اشرفی، اور تحائف اشرفی مشہور ہیں۔

صاحبزادگان:

اشرفی میاں کے دو صاحبزادے تھے ایک مولانا سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی اور دوسرے مولانا سید مصطفےٰ اشرفی الجیلانی بڑے صاحبزادے سید احمد اشرف جیلانی جید عالم دین اور بے مثل خطیب تھے آپ نے انہیں بھی روحانی تربیت کے بعد خلافت عطا فرمائی تھی اور وہی آپ کے جانشین تھے لیکن مشیت ربانی کچھ اور تھی وہ آپ کے سامنے ہی ایک مہلک مرض مبتلا ہو کر ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۴۷ھ بعمر ۶۱ سال وصال

---

[1] سید شاہ علی حسین اشرفی۔ وظائف اشرفی حصہ اول۔ ناشر اہلسنت برقی پریس مرادآباد صفحہ ۷۔

[2] محمد دین کلیم قادری۔ تذکرہ مشائخ قادریہ۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۲۴۶۔

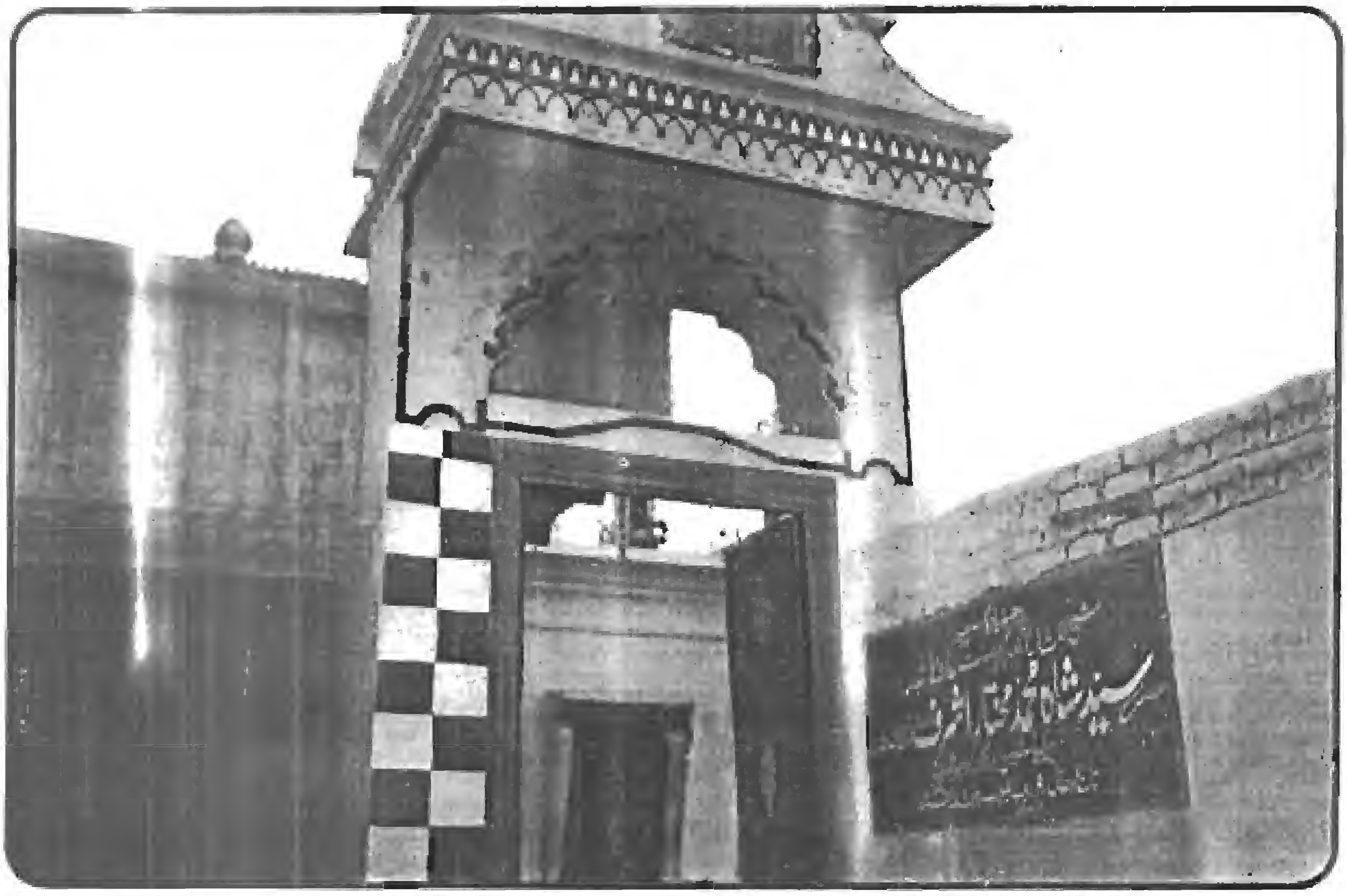
سید شاہ محمد مختار اشرف

سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی کے مزار مبارک کا بیرونی منظر (کچھوچھہ شریف۔ انڈیا)

فرما گئے مولانا احمد اشرف صاحب کے وصال کے بعد اشرفی میاں نے اپنے پوتے مولانا سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی کو اپنا جانشین مقرر فرمایا چنانچہ اشرفی میاں نے ۱۳۵۵ھ میں جب وصال فرمایا تو ان کے حکم کے مطابق سید مختار اشرف جیلانی خانقاہ اشرفیہ حسینیہ سرکار کلاں کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی:

ابوالمسعود شاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی متوفی ۱۹۹۵ء اپنے دادا اشرفی میاں کے وصال کے بعد مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے آپ کا سلسلہ نسب سید عبد الرزاق نور العین سے سولہویں پشت میں ملتا ہے آپ نے بھی اسلاف کے طریقے پر چلتے ہوئے رشد و ہدایت کے سلسلے کو شروع کیا سب سے پہلے خانقاہ اشرفیہ حسینیہ سرکار کلاں کو وسعت دی اور وہاں جدید تعمیر کروائی آپ نے خانقاہ میں ایک شاندار مسجد بنوائی تقریبات کے لئے ایک بڑا ہال تعمیر کروایا اس کے علاوہ ایک دار العلوم بنام ''جامعہ اشرف'' قائم کیا جس میں درس نظامیہ کی تعلیم کا مکمل انتظام ہے۔ اشرفی میاں کی قائم کردہ لائبریری کو وسعت دی اور اس میں مزید کتابوں کا اضافہ کیا اور ان کی کتاب وظائف اشرفی کو دوبارہ چھپوایا اسی طرح اپنے جد اعلیٰ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی لطائف اشرفی کا ترجمہ کروایا یہ ترجمہ آپ کے مرید اور خلیفہ شیخ ہاشم رضا اشرفی نے تین جلدوں میں شائع کیا۔ آپ نے بھی بزرگان سلف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سیاحت و تبلیغ دین کو اپنا مشن بنایا اور اس مقصد کے لئے ہندوستان پاکستان کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک کا سفر کیا آپ کے دست مبارک پر بھی ہزاروں نے توبہ کی اور سلسلہ اشرفیہ میں داخل ہوئے آپ کی ذات سے بھی سلسلہ اشرفیہ کو بڑا عروج حاصل ہوا آپ نے پچاس سال سے زائد عرصے تک مسند رشد و ہدایت کو رونق بخشی۔

خلفاء:

سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی کے خلفاء میں برصغیر پاک و ہند کے جید علماء و مشائخ شامل ہیں جن کی فہرست درج ذیل ہے۔

حضرت مولانا سید حسن مثنیٰ انور اشرفی الجیلانی، شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی،

غازی ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی الجیلانی، شیخ ملت علامہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی الجیلانی، مولانا سید انوار اشرف اشرفی الجیلانی، شیخ طریقت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی، ڈاکٹر سید مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی، مولانا محمد حسن حقانی اشرفی، جناب سید آل حسن اشرفی، جناب شیخ ہاشم رضا اشرفی، مولانا شاہد رضا اشرفی (انگلینڈ)، مولانا اسرار الحق اشرفی (ہالینڈ)، مولانا شاہدین اشرفی، مولانا شبیر احمد دہلوی، امین الحسنات علامہ سید خلیل احمد اشرفی، صاحبزادہ سید مسعود احمد رضوی اشرفی، صاحبزادہ محب اللہ نوری اشرفی، . صاحبزادہ سید سعادت علی قادری اشرفی، اور ڈاکٹر سراج کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

وصال:

آپ نے اپنی زندگی ہی میں اپنے فرزند اکبر مولانا سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی کو اپنا جانشین مقرر فرمایا چنانچہ جب ۹؍رجب المرجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۹۹۵ء میں آپ نے وصال فرمایا تو علماء وصوفیاء اور خانوادہ اشرفیہ کے بزرگوں کی موجودگی میں مولانا سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی کو خانقاہ اشرفیہ حسینیہ سرکار کلاں کا سجادہ نشین مقرر کیا گیا اور تادم تحریر وہی سجادہ نشین ہیں موصوف عالم باعمل ہیں اور اپنے اجداد کی خوبیوں کے حامل ہیں مولیٰ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی:

علامہ ابو المحمود سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی اس وقت خانقاہ اشرفیہ حسینیہ سرکار کلاں کے سجادہ نشین ہیں آپ کا سلسلہ نسب سید عبد الرزاق نور العین سے ستراہویں (۱۷) پشت میں ملتا ہے آپ عالم باعمل ہیں اور علوم وفنون میں مہارت رکھتے ہیں آپ نے اپنے والد محترم حضرت ابو المسعود شاہ سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ کے ساتھ خانقاہ حسینیہ اشرفیہ کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خانقاہ میں قائم جامع مسجد اشرفی میاں، مختار اشرف لائبریری احمد اشرف ہال، اور جامع اشرف درحقیقت آپ ہی کی کوششوں اور کاوشوں نتیجہ ہے والد محترم نے اپنی زندگی ہیں میں خانقاہ کا انتظام وانصرام آپ کے ہاتھ میں دے دیا تھا اور آپ ہی کی زیر نگرانی تمام تعمیری مراحل طے ہوئے۔

خطابت:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقریر کی بہترین صلاحیت عطا فرمائی ہے اپنی بات کو دلائل کے ساتھ دوسروں تک پہنچانا آپ ہی کا حصہ ہے جب کوئی بات کہتے ہیں تو پورے وثوق کے ساتھ اور دلائل و براہین سے مزین کر کے کہتے ہیں یہی وجہ ہے آپ کی تقاریر عوام وخواص میں مقبول ہیں تبلیغ دین کے سلسلے میں آپ نے ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک کے دورے کئے اور وہاں بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب فرمایا آپ کے دوروں سے سلسلہ اشرفیہ کو بڑا فروغ حاصل ہوا آپ کے خطابات کو سن کر کثیر تعداد میں لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔

علمی وادبی خدمات:

آپ کو علم سے گہرا شغف ہے خانقاہ میں قائم ''جامع اشرف'' کی تعمیر وترقی کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں آپ اس دارالعلوم کے مہتمم بھی ہیں اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عرس کے موقع پر خود ہی ختم بخاری فرماتے ہیں مختار اشرف لائبریری میں آپ نے گراں قدر کتب کا اضافہ کیا دو سال قبل جب آپ پاکستان تشریف لائے تو تین لاکھ روپے کی دینی کتب خرید کر ساتھ لے گئے اسی طرح دیگر ممالک سے بھی آپ نے کتب منگوا کر کچھوچھہ شریف میں جمع کیں جو ایک عظیم علمی خزانہ ہے آپ کے پاس مخطوطات اور قلمی کتب بھی ہیں آپ کا ایک بڑا علمی کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے جدامجد سید اشرف جہانگیر سمنانی کی قلمی کتب کے ترجمے کروا کر شائع کئے سب سے پہلے مکتوبات اشرفی جو فارسی میں تھے اور اب تک چھپ نہیں سکے تھے بلکہ قلمی نسخے کی شکل میں جامعہ اشرف کی لائبریری میں موجود تھے جب ۱۹۹۹ء میں پاکستان تشریف لائے تو اپنے ساتھ مکتوبات اشرفی کا قلمی نسخہ بھی لائے اور اپنے مرید وخلیفہ مولانا سید ممتاز اشرفی کو دیا اور حکم فرمایا کہ اس کا اردو میں ترجمہ کریں مولانا موصوف نے پیرومرشد کے حکم سے بڑی محنت، شوق اور لگن سے مکتوبات کا ترجمہ کیا یہ ترجمہ ۲۰۰۰ء میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آیا سید اشرف جہانگیر سمنانی کا ایک رسالہ تحقیقات عشق کے نام سے تھا اس کا ترجمہ بھی مولانا ممتاز اشرفی نے آپ کے حکم سے کیا اور یہ دونوں نایاب کتب یعنی مکتوبات اشرفی اور رسالہ تحقیقات عشق آپ ہی کی

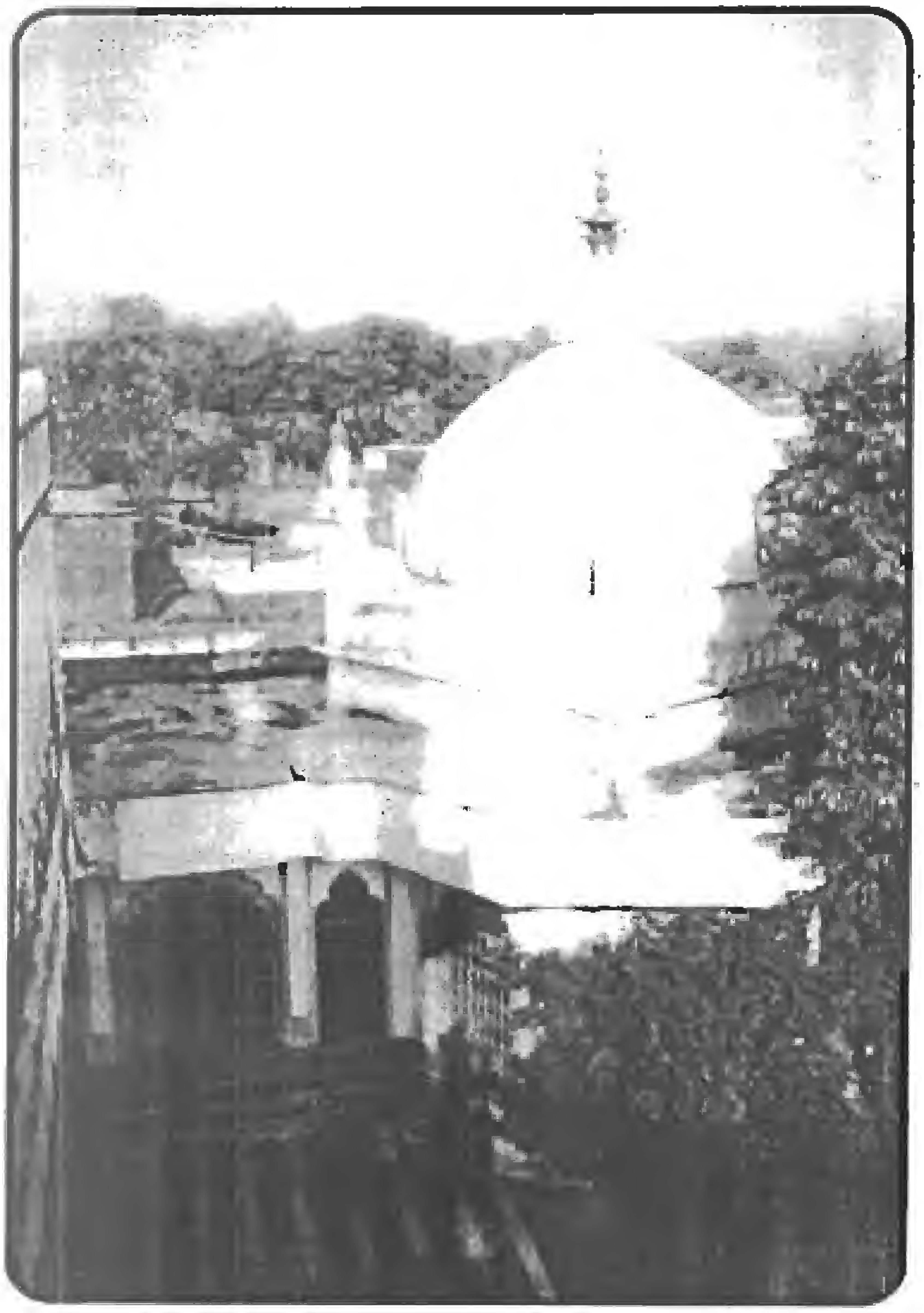

محدث اعظم ہند
سید محمد اشرفی الجیلانی کے مزار کا بیرونی منظر
(کچھوچھہ شریف۔ انڈیا)

توجہ اور حکم سے اردو میں منتقل ہوئے اور اب ہر خاص و عام ان سے استفادہ کر سکتا ہے

سید اشرف جہانگیر سمنانی کا ترجمہ قرآن جوانہوں ۷۲۷ھ میں اپنے دور سلطنت میں فارسی میں کیا تھا وہ بھی کچھوچھہ شریف کی لائبریری میں عرصہ دراز سے رکھا ہوا تھا آپ نے اس کی طرف توجہ دی اور مولانا ممتاز اشرفی کو ہی اس کے ترجمے کے لئے منتخب کیا مولانا موصوف نے اپنے شیخ کے حکم سے اس عظیم کام کا آغاز کر دیا اور اب تادم تحریر وہ ١٦ پاروں کا ترجمہ مکمل کر چکے ہیں جب یہ ترجمہ مکمل ہوگا تو ایک بڑا علمی کارنامہ ہوگا یہ تمام کام آپ ہی کی تحریک پر ہوا اگر آپ ان کتب کے تراجم کی طرف توجہ نہ دیتے تو قلمی کتب اسی طرح لائبریری میں رکھی رہتی اور عوام الناس اس عظیم خزانہ کے استفادہ سے محروم رہتے۔

ادبی ذوق:

سید اظہار اشرف جیلانی ادبی ذوق بھی رکھتے ہیں آپ کے اشعار میں بڑی حلاوت ہے شعر پڑھنے سے آپ کی قلبی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے آپ کے تمام اشعار عشق رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے ہیں آپ کا مجموعہ کلام ''اظہار اشرفی'' کے نام سے پاکستان میں چھپ چکا ہے اور ادبی حلقوں میں اسے بڑی پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔

جانشین:

آپ نے بزرگان سلف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے فرزند اکبر مولانا سید محمود اشرف جیلانی کو اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر کیا ہے موصوف فاضل نوجوان ہیں اور اپنے اسلاف کی امانتوں کے امین ہیں۔ اللہ تعالیٰ علامہ سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی اور ان کے ولی عہد مولانا سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی کی عمروں میں برکت عطا فرمائے آمین۔

علامہ سید محمد اشرفی الجیلانی محدث کچھوچھوی:

محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی الجیلانی محدث کچھوچھوی متوفی ١٩٦١ء اشرفی میاں کے نواسے تھے آپ کا سلسلہ نسب عبدالرزاق نورالعین سے ١٦ سولہویں پشت میں ملتا ہے کیونکہ آپ بھی نورالعین کے بڑے صاحبزادے سید شاہ حسن کی اولاد میں ہیں۔ محدث اعظم ہند اپنے علم و فضل، فہم و فراست، عقل و

دانش، اور بے مثال خطابت کی وجہ سے ہندوستان کے جید علماء و مشائخ میں ممتاز مقام رکھتے تھے آپ نے وقت کے عظیم المرتبت علماء سے علوم اسلامیہ کی تکمیل فرمائی آپ کے اساتذہ میں امام الوقت بحر العلوم علامہ عبد الباری فرنگی محلی لکھنوی قدس سرہ، استاذ زمن علامہ مولانا مفتی عبد الطیف علی گڑھی قدس سرہ، مولانا مفتی وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ، امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ، علامہ مقتدر اعظم سید شاہ مطیع الرسول بدایونی قدس سرہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

ان عظیم ہستیوں کی صحبت بافیض نے آپ کو علم و فضل کے بلند مقام پر فائز فرمادیا آپ کے تبحر علمی کو دیکھتے ہوئے ہندوستان کے جلیل القدر علماء نے جن میں آپ کے اساتذہ بھی شامل تھے آپ کو محدث اعظم ہند کا لقب دیا جو آپ کے نام کا جز بن گیا اور پھر ہندوستان کا ہر چھوٹا بڑا عالم اور محدث بھی آپ کو محدث اعظم ہند کہہ کر پکارتا تھا علم دین سے فراغت کے بعد آپ روحانیت کی جانب مائل ہوگئے آپ نے اپنے حقیقی ماموں حضرت مولانا سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت کی پیر و مرشد نے آپ کی روحانی تربیت فرمائی تکمیل روحانیت کے بعد آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا۔

ظاہری و باطنی علوم میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے بعد آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا کیونکہ آپ کو اس سے بڑی دلچسپی تھی چنانچہ اس مقصد کے لئے پہلے دہلی تشریف لائے۔

درس وتدریس:

محدث اعظم ہند نے دہلی میں علامہ سید محمد میر صاحب علیہ الرحمتہ کے تعاون سے ایک شاندار مدرسہ قائم کیا حیات محدث اعظم ہند کے مصنف لکھتے ہیں۔

’’۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۳ء میں مخدوم الملت محدث اعظم ہند قدس سرہ عقلیات ونقلیات کے جملہ علوم وفنون میں امتیازی شان حاصل کرنے کے بعد دلّی راجدھانی تشریف لائے اور علامہ سید محمد میر صاحب علیہ الرحمتہ والرضوان کی سرپرستی میں وہاں مدرستہ الحدیث قائم فرمایا اور بارہ سال تک وہاں درس حدیث کا فریضہ انجام دیا۔ رسالہ قیشریہ، قانون شیخ جیسی کتابیں بھی آپ کے زیر تدریس رہیں تصوف وطب کی بھی تدریس جاری رکھی‘‘ [۱]

---

[۱] مولانا ذاکر حسین اشرفی۔ حیات محدث اعظم ہند، ناشر الاشرف اکیڈمی پھول بٹریا راج محل ضلع صاحب گنج بہار صفحہ ۳۸۔

مصنف حیات محدث اعظم ہند کی تحریر سے پتہ چلا کہ آپ درس و تدریس سے بھی خاص دلچسپی رکھتے تھے اسی لئے بارہ سال تک تدریس فرمائی۔

تحریک پاکستان میں کردار:

محدث اعظم ہند نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس مقصد کے لئے ہندوستان کے طول وعرض میں تبلیغی دورے کئے اور عوام الناس کو تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لینے پر آمادہ کیا آپ کے ان دوروں کے بڑے مثبت نتائج برآمد ہوئے اور گاؤں دیہاتوں تک یہ پیغام پہنچ گیا آپ نے اس مقصد کے لئے بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب کیا آپ کے ان خطابات کو بڑی پذیرائی حاصل ہوئی علامہ صادق قصوری آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔

’’اپریل ۱۹۴۶ء میں بنارس سنّی کانفرنس کے موقع پر آپ نے صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ تحریک پاکستان کی جدوجہد میں آپ کا عظیم مقام متعین کرنے کے لئے کافی ہے آپ نے اس خطبے میں مسلمانوں کے جہاں دیگر مسائل ومصائب کا تذکرہ کیا ہے وہاں خاص طور پر وہ حصے قابل مطالعہ ہیں جہاں آپ نے پاکستان کا مفہوم اور اس کی شرعی ضرورت، قیام پاکستا پر اعتراضات اور اس کے جوابات' مسلم لیگ اور آل انڈیاں سنی کانفرنس کے پروگرام اور آل انڈیا سنی کانفرنس کی طرف سے مطالبہ پاکستان کی بے دریغ حمایت کے سلسلے میں اظہار خیال فرمایا آپ کا یہ خطبہ نہ صرف فصاحت و بلاغت کا ایک حسین اور دلنشین شاہکار ہے بلکہ اس میں، ذہین، دور رس، مدبر اور گہری سوچ وفکر کے حامل دردمند دل رکھنے والے کسی عظیم سیاستداں اور مایہ ناز مذہبی وروحانی رہنما کے ذہن کی کارفرمائی واضح طور پر نظر آتی ہے اس خطبے کا ایک ایک لفظ مسلمانوں کے تمام مسائل کا احاطہ کرتا ہے اور ان کا مداوا پیش کرتا ہے۔[1]

خطابت:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے محدث اعظم ہند کو خطابت کا ایسا ملکہ عطا فرمایا تھا کہ سننے والے دنگ رہ جاتے تھے آپ جس موضوع پر بھی خطاب فرماتے دلائل و براہین کے انبار لگا دیتے اور اپنے موقف کو اس انداز سے ثابت کرتے کہ مخالفین بھی ماننے کے لئے تیار ہو جاتے حیات محدث اعظم ہند کے مصنف آپ

---

[1] محمد صادق قصوری۔ تحریک پاکستان اور مشائخ عظام۔ ناشر ریاض برادر۔ ۴۰ اردو بازار لاہور صفحہ ۱۴۴۔

کی خطابت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''ایک مرتبہ شہر بھاگلپور بہار میں وکلاء کے ایک مجمع میں تبلیغی اور مودودی جماعت کے رد میں بیان فرماتے ہوئے تعزیرات ہند کے دفعات گنانا اور بیان فرمانا شروع فرمایا تو وکلاء عش عش کرنے لگے اور ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں بیان کے بعد وکلاء نے کہا کہ حضور تو تعزیرات ہند کے حافظ ہیں اور ایک بہت ہی کامیاب جج معلوم ہوتے ہیں حیرت ہے کہ بڑے بڑے وکیل اور بیرسٹر کو بھی شاید ہی اتنے دفعات یاد ہوں پھر ان میں گوشے شوشے نکالنا تو حضور ہی کا حق ہے آج ہمیں یہ معلوم ہوا کہ علماء میں ایسے حضرات بھی ہیں[1]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ محدث اعظم ہند خطابت کے بادشاہ تھے آپ نے اپنے خطبات کے ذریعے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا اور ہزاروں کو راہ ہدایت دکھائی بے شمار انسانوں نے آپ کی تقاریر سن کر صراط مستقیم کو اختیار کیا۔

تصنیف و تالیف:

آپ تقریر کی طرح تحریر پر بھی یکساں عبور رکھتے تھے تبلیغ دین کے سلسلے میں آپ نے ان دونوں طریقوں کو اختیار کیا اور بہت سے اہم موضوعات پر متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں جو آپ کی علمیت و قابلیت کا منہ بولتا ثبوت ہے سب سے پہلے آپ نے معارف القرآن کے کے نام سے قرآن کریم کا ترجمہ کیا جس کو برصغیر پاک و ہند کے جید علماء و صوفیاء سے قبولیت کی سند حاصل ہوئی یہ ترجمہ چھپ چکا ہے اور اب ہر جگہ دستیاب ہے اردو زبان کے بہترین ترجموں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی بہت تصانیف ہیں جو چھپ چکی ہیں اور اکثر زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوئیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ تفسیر قرآن پاک، آپ نے قرآن کریم کی تفسیر لکھنا شروع کی صرف تین پارے اور چند رکوع ہوئے تھے کہ آپ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ تقویٰ القلوب، قہر قہار بروئے ناہنجار، اتمام حجت ہر چند منکر نبوت، کما قال اقولی فی رد اہل الضلال والجھول، حیات غوث العالم، فرش پر عرش، بصارۃ العین فی ان وقت العصر بعد المثلین، التحقیق البارع فی حقوق الشارع، الاجاۃ بالدعا بعد صلوۃ الجنازۃ، دفع

---

[1] مولانا ذاکر حسین اشرفی۔ حیات محدث اعظم ہند، ناشر الاشرف اکیڈمی پھول بٹریا راج محل ضلع صاحب گنج بہار صفحہ ۳۸

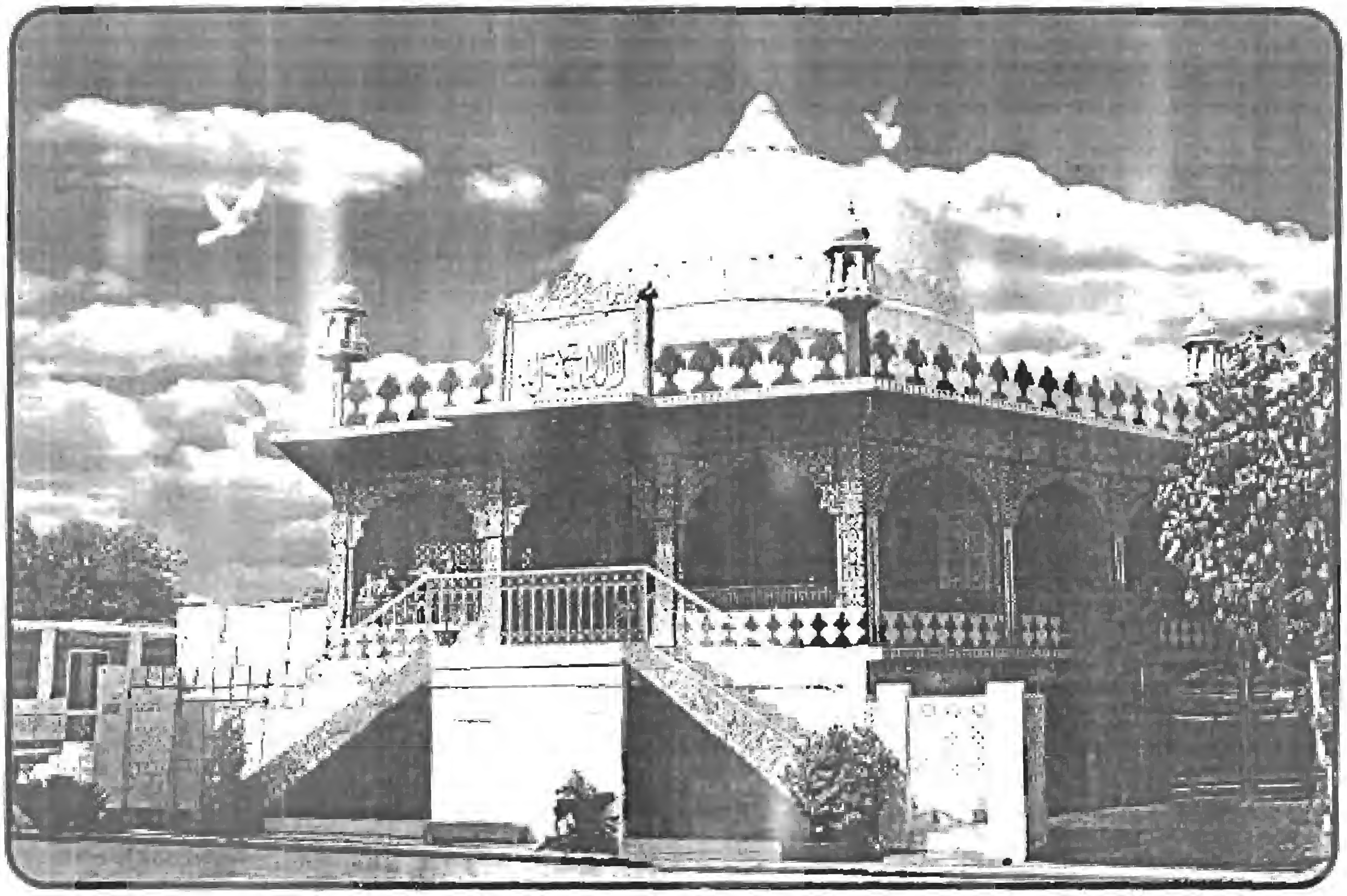

سید طاہر اشرف جیلانی کے مزار کا بیرونی منظر (کراچی۔ پاکستان)

الاستفاع عن جواز الدعا بعد صلوٰۃ الجنازۃ بالا جماع معرف بہ احسن التحقیقات فی جواز الدعا للاموات، مرقومات بے مثال، تحقیق التقلید، روداد مناظرہ کچھوچھہ شریف، نوک تیر، خدا کی رحمت یہ وہ تصانیف ہیں جن سے حضرت کے تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے۔

صاحبزادگان:

محدث اعظم ہند کے چار صاحبزادے تھے سب سے بڑے سید محامد اشرف تھے جو مجذوب ہو کر مفقود الخبر ہو گئے ان کی نسبت سے آپ اپنے نام کے ساتھ ابوالمحامد لکھا کرتے تھے۔ ان سے چھوٹے صاحبزادے سید حسن مثنیٰ انور ہیں جو جدید علوم میں مہارت رکھتے ہیں تیسرے صاحبزادے شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی ہیں یہی آپ کے جانشین ہیں اور علم وفضل کے لحاظ سے ہندوستان کے علماء میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ تحریر وتقریر میں اپنی مثال آپ ہیں پوری دنیا میں آپ ''شیخ الاسلام'' کے لقب سے جانے جاتے ہیں چوتھے صاحبزادے غازی ملت علامہ سید محمد ہاشمی میاں اشرفی الجیلانی ہیں جو علوم جدید وقدیم پر مکمل دسترس رکھتے ہیں اور خطابت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے آپ کی خطابت کی دھوم پوری دنیا میں ہے اب تک متعدد ممالک میں اپنی خطابت کا جادو جگا چکے ہیں غرضیکہ محدث اعظم کے صاحبزادگان اپنے والد کے مشن کو لے کر چل رہے ہیں اور رشد وہدایت کے سلسلے کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور اپنے مقام پر یہ تمام حضرات تبلیغ دین کے کاموں میں مصروف ہیں ان کی وجہ سے سلسلہ اشرفیہ کو بھی بڑا عروج حاصل ہوا ہے اب تک ہم نے خانوادہ اشرفیہ کی جن شخصیات کا ذکر کیا ہے یہ وہ ہیں جو سید عبدالرزاق نورالعین کے فرزند اکبر سید شاہ حسن کی اولاد میں ہیں اور اب ہم نورالعین کے فرزند ثانی سید شاہ حسین کی اولاد کا تذکرہ کریں گے جس سے اندازہ ہوگا کہ ان کی اولاد میں بھی کیسے کیسے عظیم المرتبت بزرگ گذرے جنھوں نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تبلیغ اسلام کے مشن کو جاری رکھا۔

ابومخدوم سید محمد طاہر اشرف اشرفی الجیلانی:

ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف اشرفی الجیلانی سید عبدالرزاق نورالعین کے دوسرے صاحبزادے سید شاہ حسین کی اولاد میں تھے آپ کا سلسلہ نسب نورالعین سے ستراویں پشت میں ملتا ہے

آپ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۸۹ء کو دہلی میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کی بعد ازاں درس نظامیہ کے لئے مدرسہ حسین بخش میں داخل ہوئے اور وقت کے جید عالم دین حضرت مفتی حبیب احمد علوی رحمتہ اللہ علیہ سے اکتساب علم کیا تکمیل علوم کے بعد مدرسہ حسین بخش ہی میں کئی سال تدریس کے فرائض انجام دیئے۔

ریاضت ومجاہدہ:

ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد آپ باطنی علوم کے حصول کی جانب راغب ہوگئے آپ کی ملاقات سلسلہ اویسیہ کے ایک بزرگ سید احمد حسین الملقب امیر علی شاہ عرف کمبل پوش رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی جنہوں نے راہ سلوک میں آپ کی رہنمائی فرمائی حضرت کمبل پوش صاحب کے ہمراہ آپ نے کشمیر کا دشوار سفر کیا اور سخت ریاضت ومجاہدہ کیا تذکرہ اولیاء سندھ کے مصنف لکھتے ہیں کہ۔

''آپ نے کمبل پوش صاحب کی زیرنگرانی کشمیر کی دشوار گزار پہاڑیوں میں تقریباً بارہ سال چلّہ کشی کی''[1]

اس سے پتہ چلا کہ آپ نے حصول روحانیت میں کتنی محنت کی اگرچہ والد گرامی نے بچپن ہی سے آپ کو چلّہ کشی شروع کرا دی تھی لیکن کمبل پوش صاحب نے اس سلسلے میں آپ کی بڑی مدد فرمائی طریقت کے اہم اسرار و رموز سے آگاہ فرمایا اور اپنی نگرانی میں چلّہ کشی کرائی اور سلسلہ قادری اویسیہ کی خلافت عطا فرمائی لیکن بیعت نہیں فرمایا بلکہ مرشد کامل کی بشارت دے کر رخصت ہوگئے۔

اشرفی میاں سے شرف بیعت:

جب کمبل پوش صاحب نے آپ کو مرشد کامل کی بشارت دی تو آپ کو مرشد کی تلاش ہوئی اسی دوران سلسلہ اشرفیہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت سید شاہ علی حسین اشری الجیلانی المعروف اشرفی میاں علیہ الرحمتہ دہلی تشریف لائے جب آپ نے انہیں دیکھا تو دل نے کہا کہ یہی تمہارا مرشد ہے چنانچہ آپ نے بیعت کی خواہش ظاہر کی تو اشرفی میاں نے اسی وقت بیعت سے مشرف فرمایا خاندانی اورادو وظائف کی تعلیم دی اور اجازت وخلافت سے نوازا اشرفی میاں کے علاوہ بھی آپ کو دیگر مقامات سے خلافت حاصل تھی جن بزرگوں سے آپ کو اجازت وخلافت حاصل ہوئی ان کی تفصیل ماہنامہ الاشرف میں

---

[1] مولانا اقبال حسین نعیمی۔ تذکرہ اولیائے سندھ۔ ناشر علمی کتاب گھر ناشران وتاجران قرآن مجید واسلامی کتب اردو بازار کراچی صفحہ ۲۹۷۔

اس طرح ہے۔ ''(۱) سلسلہ عالیہ صابریہ نقشبندیہ سہروردیہ قادریہ کی خلافت حضرت شاہ تسلیم احمد صاحب صابری امروہوی علیہ الرحمتہ سے حاصل ہوئی۔ (۲) سلسلہ عالیہ فخریہ نظامیہ شمسیہ کی خلافت حضرت میاں عبدالصمد شاہ صاحب علیہ الرحمتہ سے حاصل ہوئی۔ (۳) سلسلہ قادریہ اویسیہ کی خلافت حضرت سید احمد حسین المقلب امیر علی شاہ کمبل پوش علیہ الرحمتہ سے حاصل ہوئی۔ (۴) سلسلہ نقشبندیہ اصراریہ ابو العلائیہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت حضرت نوشہ میاں قادری مارہروی علیہ الرحمتہ سے حاصل ہوئی۔،، [۱]

سیاحت اور تبلیغ دین:

سید طاہر اشرف جیلانی اپنے مرشد گرامی اشرفی میاں کے حکم سے تبلیغ دین کے لئے روانہ ہو گئے اور اس سلسلے میں پہلا سفر کلکتہ کا کیا ابتداء میں لوگ آپ سے ناواقف تھے لیکن جب دھرم تلہ کے میدان میں آپ نے تقریر فرمائی تو اس تقریر کو سن کر سیکڑوں ہندو مسلمان ہوئے اور ہزاروں مسلمان تائب ہو کر سلسلہ اشرفیہ میں داخل ہو گئے پھر یہ سلسلہ شروع ہو گیا آپ ہر سال کلکتہ ممبئی تشریف لے جاتے اور وہاں مختلف جلسوں سے خطاب فرماتے کلکتہ کے علاوہ پونا، گوالیار، ضلع گیا، اور کانپور وغیرہ میں بھی آپ کے مریدین کثیر تعداد میں موجود تھے آپ نے ان علاقوں میں زبردست تبلیغی کام کئے وہاں مساجد قائم کیں مدارس کی بنیاد رکھی آپ وہاں مسلسل کئی گھنٹے درس دیتے تھے اور نومسلم افراد کو دین اسلام کے متعلق بتاتے تھے۔ تقریر کے ساتھ ساتھ آپ نے تحریر پر بھی توجہ دی اور ان کے لئے بہت سی کتابیں تحریر فرمائی جن سے عوام الناس نے بھرپور استفادہ کیا آپ کی زندگی کا مشن ہی تبلیغ دین تھا اور اس عظیم مقصد کے لئے آپ نے دور دراز شہروں کا سفر کیا بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ ہدایت دیکھائی۔ مفتی اطہر نعیمی اپنے ایک مضمون میں آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔ ''سید صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ساری زندگی روحانیت کی تعلیم و تربیت سے عبارت تھی ان کی ساری زندگی جہاد اکبر میں گذری روحانیت کے درس کے ساتھ ساتھ اتباع شریعت اور عقائد حقہ کی ترویج و اشاعت آپ کی زندگی کا مشن رہا''۔ [۲]

---

[۱] مخدوم زادہ سید محمد اشرف جیلانی۔ ماہنامہ الاشرف کراچی۔ شمارہ ۱۰ جلد ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۲۶۔

[۲] مفتی محمد اطہر نعیمی۔ مخدوم اہلسنت۔ ماہنامہ الاشرف۔۔ اکتوبر ۹۸ شمارہ نمبر ۱۰ جلد ۱۹ ناشر: الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس ناظم آباد صفحہ ۱۵۔

معمولات پر استقامت:

آپ شریعت وسنت پر سختی سے عمل کرتے تھے آپ کا کوئی عمل شریعت کے خلاف نہیں ہوتا تھا مریدین ومعتقدین کو بھی یہی حکم دیتے تھے کہ ہمیشہ شریعت کو مقدم رکھو اور کسی حال میں بھی اسے ترک نہ کرو خود اپنے معمولات نہایت پابندی سے ادا فرماتے اور کبھی کسی حال میں اس میں کمی نہیں آنے دیتے تھے اپنے تمام وظائف اور خصوصاً نماز تہجد وقت پر ادا کرتے تھے ڈاکٹر فرید الدین قادری لکھتے ہیں۔

''آپ انتہائی درجہ کے متبع شریعت تھے آپ کی زوجہ محترمہ کے بقول میں آپ کے ساتھ چالیس برس رہی مگر اس طویل عرصہ میں ایک روز بھی آپ کی نماز تہجد قضا نہ ہوئی،،[۱]

علامہ عبدالحکیم شرف قادری لکھتے ہیں۔ ''آپ کی طبیعت سادگی اور نفاست کا بہترین مرقع تھی اقوال و افعال اور نشست و برخاست میں سنت مبارکہ کی پیروی کو مدنظر رکھتے تھے''[۲]

تحریک پاکستان میں کردار:

سید طاہر اشرف جیلانی نے دیگر علماء ومشائخ اہلسنت کے ساتھ مل کر تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا اور اس مقصد کے لئے بہت سے جلسوں اور کانفرنسوں کا اہتمام کیا آپ نے اپنے تمام مریدین ومعتقدین اور متعلقین کو تحریک میں حصہ لینے کا حکم دیا آپ کے حکم پر سب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اسے کامیاب بنایا آپ نے محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی الجیلانی کچھوچھوی، مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اور صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کے شانہ بشانہ کام کیا اور قیام پاکستان کے لئے کی گئی تمام کانفرنسوں میں شرکت کی مولانا صادق قصوری لکھتے ہیں۔

''۱۹۴۶ھ میں بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس انعقاد پذیر ہوئی تو آپ نے اس کی کامیابی کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔ بذات خود شرکت کی اور اس موقعہ پر ایک بیان جاری فرمایا! بنارس سنی کانفرنس کا انعقاد وقت کا اہم تقاضا تھا جس کو علماء اہلسنت نے محسوس کیا اور اس کا بروقت انعقاد کیا ان شاء اللہ تعالیٰ قیام پاکستان کے سلسلے میں یہ ایک سنگ میل ثابت ہوگی،،[۳]

---

[۱] ڈاکٹر فرید الدین قادری، سندھ کے اکابرین قادریہ کی علمی و دینی خدمات (مقالہ برائے پی ایچ ڈی) ناشر قادر پبلیکیشنز کراچی صفحہ ۳۵۱۔

[۲] علامہ عبدالحکیم شرف قادری۔ تذکرہ اکابر اہلسنت، ناشر شبیر برادرز پبلیشرز اردو بازار لاہور۔ صفحہ ۱۹۵۔

[۳] مولانا صادق قصوری۔ تحریک پاکستان اور مشائخ عظام۔ ناشر ریاض برادرز ۴۰ اردو بازار لاہور صفحہ ۱۴۱

اس پتہ چلا کہ آپ نے تحریک پاکستان میں اکابرین کے ہمراہ کس طرح کام کیا بنارس کے علاوہ اجمیر سنی کانفرنس میں بھی آپ نے شرکت کی اور اس کے انعقاد میں بھرپور حصہ لیا آپ کی تقریروں سے لوگوں میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوا دہلی میں پہاڑی املی پر آپ کا قیام تھا اس علاقے میں آپ کا بڑا رعب اور دبدبہ تھا کسی کانگریسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہاں آ کر تقریر کر سکے آپ اس علاقے میں علماء اہلسنت کو مدعو کرتے اور وہ حضرات وہاں آ کر پاکستان کے لئے تقاریر کرتے اور لوگوں کو قیام پاکستان کے مقصد سے آگاہ کرتے تھے۔

صاحبزادگان:

سید طاہر اشرف جیلانی کو اللہ تعالیٰ نے چار فرزند عطا فرمائے فرزند اکبر سید مخدوم اشرف جیلانی آپ کی زندگی ہی میں وصال فرما گئے انہی کی نسبت سے آپ نے اپنی کنیت ''ابومخدوم'' رکھی تھی سید مخدوم اشرف جیلانی کے دو صاحبزادے سید محبوب اشرف جیلانی اور سید صابر اشرف جیلانی الحمدللہ بقید حیات ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت عطا فرمائے آمین۔ سید مخدوم اشرف جیلانی کی وفات کے بعد آپ نے اپنے دوسرے صاحبزادے ابومحمد سید احمد اشرف جیلانی کی درحانی تربیت فرمائی منازل سلوک طے کرانے کے بعد وقت کے جید علماء وصوفیاء کی موجودگی میں اجازت وخلافت عطا فرمائی اور اپنا جانشین مقرر فرمایا چنانچہ ۱۹۶۱ء میں سید طاہر اشرف جیلانی نے وصال فرمایا تو ان کے حکم کے مطابق سید احمد اشرف جیلانی ہی ان کی درگاہ۔ درگاہ عالیہ اشرفیہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ سید طاہر اشرف جیلانی کے تیسرے صاحبزادے سید طیب اشرف جیلانی تھے انہوں نے اپنے بڑے بھائی سید احمد اشرف جیلانی کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہی سے اجازت وخلافت حاصل کر کے بنگلور چلے گئے۔ رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا اور وہیں ان کا وصال ہوا۔ چوتھے صاحبزادے سید مظاہر اشرف جیلانی ہیں جو تبلیغ دین میں مصروف ہیں۔

ابومحمد سید احمد اشرف جیلانی:

ابومحمد شاہ سید احمد اشرفی الجیلانی سید عبدالرزاق نورالعین کی دوسرے صاحبزادے سید شاہ حسین کی اولاد میں ہیں آپ کا سلسلہ نسب اٹھارہویں پشت میں نورالعین سے ملتا ہے آپ اس وقت

پاکستان میں خانوادہ اشرفیہ کی سب سے بڑی روحانی شخصیت ہیں آپ نے نو سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا ابتدائی عربی و فارسی کی تعلیم اپنے والد محترم سید طاہر اشرف جیلانی سے حاصل کی بعد ازاں جامع مسجد فتحپوری دہلی سے ملحق مدرسہ میں داخل ہوکر درس نظامیہ کی تکمیل فرمائی دینی علوم سے فراغت کے بعد حصول روحانیت کی جانب مائل ہوگئے والد محترم نے آپ کو اپنی نگرانی میں نہایت سخت چلّے کرائے آپ نے اس سلسلے میں ریاضت و مجاہدہ کیا آپ کے مجاہدات و ریاضات کا سلسلہ بارہ سال پر مشتمل ہے والد گرامی کے وصال کے بعد آپ مسند رشد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے اور درگاہ عالیہ اشرفیہ کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہوگئے اور اس مقصد کے لئے آپ نے بہت سے اہم کام کئے۔

دینی و روحانی اور تبلیغی خدمات:

سید احمد اشرف جیلانی کی دینی و روحانی اور تبلیغی خدمات کا آغاز ۱۹۶۱ء سے ہوتا ہے جب آپ درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی کراچی کے سجادہ نشین مقرر ہوئے سب سے پہلے آپ نے درگاہ اشرفیہ میں جامع مسجد قطب ربانی کی بنیاد رکھی اور اب یہ مسجد ایک شاندار مسجد بن چکی ہے عرصہ دراز تک آپ نے اس مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دیئے اس کے بعد ایک دارالعلوم قائم کیا اس کا نام ''جامعہ طاہر اشرف'' رکھا یہاں حفظ و ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم جاری ہے اور اب تک کثیر تعداد میں طلباء یہاں سے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اس کے بعد ملتان میں ایک مدرسہ ''درسگاہ اشرفیہ'' کے نام سے قائم کیا اور وہاں بھی جید اساتذہ کی نگرانی میں قرآن کریم کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا جو ہنوز جاری ہے ہر سال کافی تعداد میں طلباء و طالبات اس مدرسہ سے سند فراغت حاصل کرتے ہیں آپ ہر سال ملتان تشریف لے جاتے ہیں اور اپنے دست مبارک سے طلباء و طالبات کو سند عطا فرماتے ہیں ۱۹۹۰ء میں آپ نے ہالینڈ کے شہر راؤٹرڈیم میں بھی ایک مدرسہ ''درسگاہ اشرفیہ'' کے نام سے قائم کیا اور یہاں بھی قرآن کریم کی تعلیم جاری ہے اس مدرسہ کی خاص بات یہ ہے کہ یہاں پڑھانے والے تمام اساتذہ آپ کے مرید ہیں آپ ہر سال یورپ کے تبلیغی دورے پر تشریف لے جاتے ہیں تو ہالینڈ بھی جاتے ہیں اور وہاں بچوں کی تعلیمی کیفیت کا جائزہ لیتے ہیں یہاں آپ کے مریدین اس مدرسہ کی نگرانی کرتے ہیں اب تک کثیر تعداد میں طلباء یہاں سے سند فراغت حاصل کر چکے ہیں۔

ماہنامہ الاشرف کا اجراء:

آپ نے ۱۹۷۹ء میں ایک دینی رسالہ بنام "ماہنامہ الاشرف" کا اجراء کیا یہ رسالہ خالص دینی وروحانی رسالہ ہے اس میں قرآن وسنت کی تعلیمات بزرگان دین کے حالات وواقعات اور دینی وروحانی مسائل کا حل پیش کیا جاتا ہے۔ یہ رسالہ گذشتہ تیئس ۲۳ سال سے برابر شائع ہورہا ہے عوام وخواص میں بے حد مقبول ہے علمی وادبی حلقوں میں بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک میں جہاں سلسلہ اشرفیہ سے تعلق رکھنے والے افراد موجود ہیں وہاں یہ رسالہ پابندی سے پہنچتا ہے اوراس کے ذریعے تبلیغ دین اور روحانیت کا فریضہ بہترین انداز میں ادا ہورہا ہے آپ نے اہم شخصیات اور موضوعات پر الاشرف کے نمبر نکالے جو علمی وادبی حلقوں میں بہت پسند کئے گئے یہ رسالہ مسلسل ترقی کی منازل طے کررہا ہے اوراب ملک کے مقبول رسائل میں اس کا شمار ہوتا ہے یہ سب آپ کی دن رات محنت اورکوشش کا نتیجہ ہے۔

سمنانی فاؤنڈیشن اسکول کا قیام:

اشرف آباد فردوس کالونی کے علاقے میں عرصہ دراز سے ایک ایسے اسکول کی کمی محسوس کی جارہی تھی جہاں دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی ہو کیونکہ اس علاقے میں ایسا کوئی اسکول نہیں تھا۔ سید احمد اشرف جیلانی نے اپریل ۲۰۰۲ء میں درگاہ عالیہ اشرفیہ کے قریب اشرف آباد میں سمنانی فاؤنڈیشن اسکول قائم کیا جس میں حفظ قرآن، ناظرہ اور انگریزی تعلیم ایک ساتھ دی جاتی ہے اس کے علاوہ دین کی بنیادی باتیں بھی طلباء کو بتائی جاتی ہیں۔ اس اسکول نے بہت جلدی ترقی کی ہے اوراب معیاری اسکولوں میں شمار ہوتا ہے۔ کافی تعداد میں طلباء اور طالبات اس میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

روحانی تربیت کے پروگرام:

آپ کیونکہ ایک علمی اور روحانی شخصیت ہیں اس لئے آپ نے مریدین کی تربیت پر خاص توجہ دی اوران کے لئے علیحدہ سے تربیتی پروگرام شروع کئے جو درگاہ شریف میں جاری ہیں۔ مریدین ان میں شرکت کرتے ہیں آپ انہیں شریعت وطریقت اور حقیقت معرفت کے متعلق بتاتے ہیں ذکر وفکر

،مراقبہ، مکاشفہ، مجاہدہ اور چلہ کشی کا طریقہ بتاتے ہیں اور ان کے خاص اسرار و موز آگاہ فرماتے ہیں۔

ڈاکٹر سید محبوب شاہ اشرفی اپنی کتاب میں آفتاب تازہ میں لکھتے ہیں۔

''یوں تو حضرت قبلہ شاہ صاحب کے دربار سے روزانہ سیکڑوں کی تعداد میں لوگ فیض پاتے ہیں اور دن کے ۱۱ بجے سے ۲ بجے تک اپنے اپنے مسائل و معاملات کا حل اس مقدس دربار سے حاصل کرتے ہیں اور اس کے علاوہ روزانہ رات دس بجے سے رات ۱۲ بجے تک حضرت کی ذات اقدس سے فیضیاب ہوتے ہیں مگر ان کے علاوہ کچھ خاص پروگرام بھی حضرت قبلہ نے اپنے مریدوں کے لئے مخصوص دنوں میں ترتیب دیئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

☆ ہر جمعرات کی شب دس بجے کے بعد ذکر وافکار اور حلقہ کی محفل منعقد کی جاتی ہے جس کے اختتام پر حضرت قبلہ سب حاضرین اور مریدین کے لئے دعائے خیر فرماتے ہیں۔

☆ ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ ختم خواجگان کی محفل منعقد کی جاتی ہے جس میں مخصوص سورہ قرآن پاک اور درود شریف مطلوبہ تعداد میں پڑھا جاتا ہے نیز اس کے ساتھ حمد و نعت کی محفل بھی جاری رہتی ہے یہ بڑا روح پرور سماں ہوتا ہے آخر میں دعا ہوتی ہے۔

☆ ہر اتوار بعد نماز عصر مریدین کے لئے ایک خاص تربیتی نشست کا اہتمام ہوتا ہے جس میں حضرت قبلہ بڑے واضح انداز سے ایک مسلمان میں جو خوبیاں ہونا چاہیے اس کا ذکر کرتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ اللہ کے بندے اپنے مالک حقیقی کی زیادہ سے زیادہ عبادت کریں اور ہر طرح برائیوں سے بچنے کی سعی کو اپنا مرکز حیات بنائیں۔

قبلہ شاہ صاحب اللہ رب العزت کے حقوق سے حاضرین کو آگاہ کرتے ہیں اور کبھی بندوں پر بندوں کے حقوق یعنی حقوق العباد کی اہمیت اور ان کو ادا کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ کبھی بزرگانِ دین کے واقعات اور انبیاء کرام کے حالات بیان کرتے ہوئے حاضرین کو کسی مخصوص جانب سوچنے پر متوجہ کرتے ہیں۔

☆ ہر ماہ کی نوچندی جمعرات کو خاص پروگرام ہوتا ہے جس میں درود شریف، آیت کریمہ اور اللہ الصمد مطلوبہ تعداد میں پڑھا جاتا ہے یہ بڑی نورانی شب ہوتی ہے اور اہل مجلس بعد نماز فجر چائے اور تبرک کھا کر اپنے گھروں کو جاتے ہیں۔ بعض مبارک مہینوں میں روزے کے لئے قبلہ شاہ صاحب حاضرین کے لئے

اپنے خرچ سے سحری کا انتظام بھی فرماتے ہیں۔

☆ چاند کی ۱۷ اور ۲۷ تاریخوں کو بعد نماز عشاء محفل سماع کا اہتمام کیا جاتا ہے۔[1]

خلفاء:

ابومحمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کی سب سے بڑی علمی وروحانی شخصیت ہیں یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر کے جید علماء صوفیاء نے آپ سے سلسلہ اشرفیہ اور دیگر سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت حاصل کی ان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

☆ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی (جانشین محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہ)

☆ مناظر اہلسنت علامہ عبدالتواب اچھروی۔ (جانشین مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمتہ)

☆ استاذ العلماء علامہ عبدالحکیم شرف قادری اشرفی۔ (شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور)

☆ علامہ قاری نثار الحق صدیقی اشرفی۔ (خطیب جامع مسجد مصطفیٰ ولایت آباد کراچی)

☆ استاذ العلماء علامہ سید منور علی شاہ جیلانی اشرفی۔ (مہتمم جامعہ غوثیہ قادریہ ٹنڈو محمد خان)

☆ علامہ مظہر علی خاں لکھنوی مدنی اشرفی۔ (مقیم مدینہ منورہ)

☆ مولانا حافظ عبدالرشید اشرفی (ہالینڈ)۔ (امیر حلقہ اشرفیہ ہالینڈ و مہتمم جامعہ فریدیہ سری نام)

☆ مولانا حافظ سید ارشاد حسین اشرفی۔

☆ مولانا عبدالرشید اسماعیل اشرفی (موزمبیق)

☆ جناب حاجی غلام مجتبیٰ اشرفی (ملتان)۔

☆ مولانا غلام صابر اشرفی (ساؤتھ افریقہ)۔

☆ علامہ محمد غوث صابری اشرفی۔ (مہتمم دارالعلوم محمدیہ ملیر)

☆ محترم جناب صاحبزادہ ڈاکٹر خضر نوشاہی (سجادہ نشین ساہن پال شریف منڈی بہاؤالدین)

ان علماء کرام کے علاوہ آپ نے اپنے چھوٹے بھائی صاحبزادہ سید طیب اشرف جیلانی (مرحوم) کو بھی خلافت عطا فرمائی اور وہ آپ ہی کے حکم سے بنگلور تشریف لے گئے اور وہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع

---

[1] ڈاکٹر سید محبوب شاہ اشرفی۔ آفتاب تازہ۔ ناشر اشرف پبلیکیشنز پوسٹ بکس ۲۴۲۴۔ اشرف آباد کراچی۔ صفحہ ۱۳۳۔

کیا ان کی کوششوں سے بنگلور میں سلسلہ اشرفیہ کو بڑا فروغ حاصل ہوا انہوں نے بنگلور میں وصال فرمایا وہیں ان کا مزار ہے اور اب ان کے صاحبزادے سید حسنین اشرف ان کی درگاہ کے سجادہ نشین ہیں۔ صاحبزادہ سید طیب اشرف جیلانی کی پہلی بیوی سے چار صاحبزادے ہیں سید حامد اشرف جیلانی، سید عالمگیر اشرف جیلانی، سید اورنگ زیب اشرف جیلانی، سید علی حسین اشرف جیلانی پاکستان میں ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت عطا فرمائے آمین۔ سید احمد اشرف جیلانی اپنے تمام صاحبزادگان کو بھی خلافت عطا فرمائی۔ ان میں سب سے بڑا یہ راقم الحروف مخدوم زادہ سید محمد اشرف جیلانی۔ مجھ سے چھوٹے صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی۔ ان سے چھوٹے سید اعراف اشرف جیلانی۔ ان سے چھوٹے سید مصطفیٰ اشرف جیلانی۔ اور سب سے چھوٹے صاحبزادہ سید جمال اشرف جیلانی ہیں حضرت نے اپنے بھتیجے جناب مخدوم زادہ سید محبوب اشرف جیلانی کو بھی خلافت عطا فرمائی۔

ان کے علاوہ جن مخلص مریدین کو خلافت عطا فرمائی ان میں جناب فیض محمد اشرفی۔ جناب عبدالجبار اشرفی۔ جناب سید وراثت حسین اشرفی۔ جناب قاضی سید عشرت علی اشرفی۔ جناب ڈاکٹر ریاض احمد اطہر اشرفی (فیصل آباد)۔ جناب موتی میاں اشرفی۔ جناب غلام نبی اشرفی۔ جناب محمد عثمان اشرفی۔ جناب حافظ جلیل الرحمٰن اشرفی (ملتان)۔ جناب حافظ حبیب الرحمٰن اشرفی (ملتان)۔ جناب طاہر حسین اشرفی (پشاور)

یہ وہ خلفاء ہیں جو پاکستان اور اس کے علاوہ دیگر ممالک میں تبلیغ دین کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔

تصنیف وتالیف:

آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں جو زیور طباعت سے آراستہ ہو کر عوام وخواص میں مقبولیت حاصل کر چکی ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہیں۔ (۱) روضۃ المحدثین۔ (۲) اظہار حقیقت۔ (۳) بے نمازی کی سزا۔ (۴) فضائل رمضان۔ (۵) سوانح اعلیٰ حضرت۔ (۶) فضائل ومسائل شب برات۔ (۷) سوانح حضرت داتا گنج بخش۔ (۸) ملفوظات قطب ربانی۔ (۹) دعائے حزب البحر۔ (۱۰) درود مستغاث۔ (۱۱) غوث العالم کا علمی مقام۔ (۱۲) روحانی تربیتی کورس۔ (۱۳) فضائل ومسائل عیدین۔ (۱۴) حیات قطب ربانی۔ (۱۵) مقبول دعائیں۔

اب تک ہم نے سید عبدالرزاق نورالعین کے دو صاحبزادگان سید شاہ حسن اور سید شاہ حسین کی اولادوں کا ذکر کیا ہے اب تیسرے صاحبزادے سید شاہ احمد جن کو ولایت ضلع جائس عطا ہوئی تھی ان کا ذکر کریں گے سید شاہ احمد نے اپنے والد نورالعین کے حکم سے جائس کو اپنا مرکز بنایا اور وہیں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا آپ کا مزار مبارک جائس میں ہے آپ کی اولاد میں بھی بڑے جید علماء اور صوفیاء پیدا ہوئے جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا۔

مولانا سید نعیم اشرف اشرفی الجیلانی:

حضرت سید شاہ احمد کی اولاد میں اس وقت مولانا سید نعیم اشرف اشرفی الجیلانی ہیں جو جائس کے سجادہ نشین ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب سید عبدالرزاق نورالعین سے بیسویں پشت میں ملتا ہے آپ ایک علمی اور روحانی شخصیت ہیں اور دن رات سلسلہ اشرفیہ کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ آپ نے اپنی خانقاہ میں دارالعلوم اور کتب خانہ بھی قائم کیا ہے جہاں سے لوگ فیضیاب ہو رہے ہیں تبلیغ دین کے سلسلے میں آپ ہندوستان پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک کے تبلیغی دورے کر چکے ہیں آپ کے خلفاء اور مریدین ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں آپ نے اپنے جداعلیٰ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی حیات مبارکہ پر ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی جو ''محبوب یزدانی'' کے نام سے موجود ہے آپ کے صاحبزادے مولانا سید کلیم اشرف اشرفی الجیلانی ہیں جو مستند عالم دین ہیں اور علوم جدید و قدیم پر مہارت رکھتے ہیں آپ نے اپنی زندگی ہی میں ان کو اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر کیا ہے مستقبل میں ان سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کی عمروں میں برکت عطا فرمائے آمین۔

سید عبدالرزاق نورالعین کے چوتھے صاحبزادے سید شاہ فرید کے متعلق اشرف التواریخ کے مصنف لکھتے ہیں۔ ''ان کی اولاد میں بھی بزرگ صاحب احوال و کرامات پیدا ہوئے مگر اب اولاد سید فرید سے کوئی نہیں رہا ان کی نسل پسری کا سلسلہ شاہ محی الدین سے ختم ہو گیا''۔[1]

مندرجہ بالا تحریر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ شاہ فرید کی اولاد کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے (واللہ اعلم) اس لئے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اب تک ہم نے سید عبدالرزاق نورالعین کے تینوں صاحبزادوں کی اولاد ان کی تبلیغی

---

[1] سید سفیر احمد اشرفی۔ اشرف التواریخ۔ ناشر نشاط آفسٹ پریس ٹانڈہ ضلع فیض آباد صفحہ ۵۹۔

خدمات اور خانقاہوں کے سجادہ نشین حضرات کا ذکر کیا ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد اور ان کے خانوادہ سے تعلق رکھنے والے افراد کس طرح تبلیغی خدمات انجام دے رہے ہیں اور اپنے اپنے مقامات پر رشد وہدایت کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلفاء:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلفاء میں پہلا نام سید عبدالرزاق نورالعین کا آتا ہے جو آپ کے فرزند معنوی خلیفہ اور پہلے سجادہ نشین تھے ان کے متعلق اور ان کی اولاد کے متعلق ہم اسی باب میں تفصیلاً ذکر کر چکے ہیں لہٰذا اب دوسرے خلفاء کا ذکر کریں گے۔

شیخ نظام الدین یمنی:

شیخ نظام یمنی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مشہور خلیفہ تھے لطائف اشرفی کے مطابق ۷۵۰ھ میں آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور تیس سال سفر وحضر میں ان کے ساتھ رہے محبوب یزدانی کے مصنف لکھتے ہیں کہ ''اٹھاون سال پیرومرشد کی خدمت میں گذارے''[1]

نظام یمنی کا سب سے بڑا کارنامہ اپنے شیخ کے ملفوظات۔ حالات وواقعات اور مشاہدات کو جمع کرنا ہے جو لطائف اشرفی کی صورت میں آج بھی ہمارے پاس موجود ہے اسی وجہ سے رہتی دنیا تک ان کا نام زندہ رہے گا اللہ تعالیٰ نے انہیں طویل عمر عطا فرمائی وہ ساری زندگی پیرومرشد کے ساتھ رہے اور ان کے وصال کے بعد سید عبدالرزاق نورالعین کے ساتھ رہے وہ لطائف اشرفی میں لکھتے ہیں۔

''کہ نورالعین چالیس سال مسند سجادگی پر رونق افروز رہے،، [2]

اس سے چلتا ہے کہ وہ نورالعین کے وصال کے بعد بھی حیات تھے بہر حال نظام یمنی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے اور روحانیت میں بھی مقام رکھتے تھے انہوں نے اپنے شیخ سے جو کچھ حاصل کیا وہ لطائف اشرفی کی صورت میں آگے پہنچا دیا جو آنے والی نسلوں کے لئے بھی مشعل راہ ہے۔ جب تک لطائف اشرفی موجود رہے گی نظام یمنی کا نام بھی موجود رہے گا۔

---

[1] سید نعیم اشرف جیلانی۔ محبوب یزدانی۔ ناشر: اسلامی لیتھو اینڈ پرنٹنگ پریس چاٹگام۔ صفحہ ۱۳۳۔

[2] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ حصہ دوم۔ ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۳۸۱۔

شیخ کبیر:

شیخ کبیر اپنے وقت کے جید عالم دین تھے اکابر علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے لوگ آپ سے علمی استفادہ کرتے تھے آپ کے تلامذہ کثیر تعداد میں تھے آپ نے ایک خواب دیکھا اور اسی خواب کی وجہ سے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے دست مبارک پر بیعت ہوئے لطائف اشرفی میں اس خواب کا ذکر اس طرح ہے۔ ،،حضرت کبیر کے دل میں علوم عربیہ کی تحصیل و تکمیل کے بعد سلوک اور ارادت کا داعیہ پیدا ہوا وہ رات دن اس نعمت کے حصول کے آرزومند تھے انہوں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی صورت۔ میانہ قد اور سرخ بال والے تشریف لائے ہیں ان بزرگ نے مجھے بیعت کیا شربت اور روٹی کھلائی جب خواب سے بیدار ہوئے تو سلوک وارادت کا داعیہ حد سے بڑھ گیا دل میں خیال آیا کہ حضرت شیخ حاجی چراغ ہند اس علاقے کے صاحب ولایت ہیں شاید خواب میں یہ کشش انہی کی وجہ سے ہو یہ گمان کر کے انہوں نے ظفرآباد آنے کا قصد کر لیا حضرت کبیر بھی اپنا ایک گروہ رکھتے تھے اپنے شاگردوں کے ساتھ بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوئے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے بعد متردد ہوئے کہ جو شکل میں نے خواب میں دیکھی تھی وہ یہ نہیں ہے جناب شیخ کبیر سوچ میں پڑ گئے چنانچہ چند روز اچھی طرح غوروفکر کرنے کے لئے وہاں ٹھہر گئے انہی دنوں حضرت قدوۃ الکبریٰ کی ولایت جہاں گیری کی نسیم عالم میں ہر طرف چلنے لگے اور ہدایت سلطانی کی شمیم ساری دنیا میں پھیل گئی حضرت قدوۃ الکبریٰ نے مسجد ظفر خاں میں اپنے اصحاب سے فرمایا کہ دوست کی خوشبو آرہی ہے عجب نہیں کہ وہ بہت جلد یہاں پہنچے جب شہر کے چھوٹے بڑوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کیا تو حضرت کبیر کے دل میں بھی یہ داعیہ پیدا ہوا کہ حاضر ہو کر دیدار کا شرف حاصل کریں حضرت قدوۃ الکبریٰ نماز فجر کے بعد وظائف سے فارغ ہو کر اور نماز اشراق ادا کر کے اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ حضرت کبیر حاضر ہوئے جیسے ہی دور سے نظر پڑی فرمایا یہ وہ دوست ہیں جن کے بارے میں ہمیں پہلے ہی بتا دیا گیا تھا خادم نے شیخ کبیر کے آنے سے پہلے ہی شربت اور روٹی تیار کر رکھی تھی جب شیخ کبیر نے آپ کو دور سے دیکھا آپ کی صورت کا مشاہدہ کیا تو یہ آیت تلاوت کی ،،انی وجھتُ وجھی للذی فطر السمٰوٰت والارض، (سورہ انعام۔ آیت نمبر ۷۹۔ پارہ ۷)

ترجمہ: میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا۔ اپنا سر آپ کے قدموں رکھ دیا اور یہ مشہور مصرع زبان پر لائے۔

یار در خانہ و من گرد جہاں می گردم

دوست گھر میں ہے اور میں ساری دنیا میں پھر رہا ہوں۔

اور بیعت کی درخواست کی آپ نے انہیں ارادت کی شرف سے مشرف کیا حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اپنے ہاتھ سے نان و شربت کھلایا ارادت کا شرف پانے اور سعادت بیعت حاصل کرنے کے بعد اصحاب سے مصافحہ کیا سب نے مبارکباد دی۔[1]

لطائف اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلا کہ شیخ کبیر کس طرح سید اشرف جہانگیر سمنانی سے بیعت ہوئے بعد ازاں آپ نے انہیں خلافت عطا فرمائی شیخ کبیر کا شمار آپ کے محبوب خلفاء میں ہوتا ہے۔

شیخ محمد عرف دریتیم:

آپ کا نام شیخ محمد تھا دریتیم آپ کا لقب ہے جو سید اشرف جہانگیر سمنانی نے آپ کو عطا فرمایا تھا آپ شیخ کبیر کے فرزند تھے اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی آپ سے بہت محبت فرماتے تھے نظام یمنی لکھتے ہیں۔

” حضرت شیخ محمد ابھی کمسن ہی تھے کہ ان کے والد حضرت شیخ کبیر نے سفر آخرت اختیار کیا لہٰذا ان کی پرورش اور دوسری تمام ضروریات حضرت قدوۃ الکبریٰ نے انجام دیں یہاں تک کہ منگنی کے لئے سرور پور کے اطراف میں ایک تاجر کے یہاں آپ خود تشریف لے گئے ان کے ظاہری حال اور غربت کے باعث تاجر اس نسبت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھا لیکن حضرت قدوۃ الکبریٰ نے بڑے اصرار کے ساتھ اس کو آمادہ کر لیا تعلیم کے معاملے میں جو کچھ ظاہری تعلیم ضروری تھی ان کو دلوائی اور باطنی تربیت اول سے آخر تک بنفس نفیس فرمائی اس تعلق خاطر پر بسا اوقات حضرت نور العین رشک فرمایا کرتے تھے حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ شیخ کبیر کی یادگار یہی دریتیم شیخ محمد ہے جو اس لائق ہے کہ میرے اصحاب اس کو اپنے سر کا تاج بنائیں اگر میں اس کی تربیت میں کوتاہی کروں تو یہ بعید از انصاف ہوگا حضرت شیخ کبیر خود عجوبہ روزگار اور منتخب اولیائے زمانہ تھے یہ فرزند ان کی یادگار رہے پس آپ نے شیخ زادہ کو بیعت

کیا اور بہت سے چلّے کرائے اس کے بعد ان کو لباس خلافت عطا فرمایا اپنا خلیفہ نامزد کیا اور دُرِ یتیم کے خطاب سے نوازا۔ [1] لطائف اشرفی کے مطالعے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اپنے وصال سے قبل سید اشرف جہانگیر سمنانی نے جس طرح نور العین اور ان کے صاحبزادگان کو تبرکات عطا فرمائے اسی طرح در یتیم کو بھی عطا فرمائے اور ان کے حق میں دعا کی۔

(۲۸) حضرت شیخ صفی الدین ردولوی قدس سرہ:

حضرت شیخ صفی الدین ردولوی قدس سرہ اپنے زمانے میں علم وفضل کے لحاظ سے منفرد مقام رکھتے تھے نسبی لحاظ سے آپ کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے آپ کا شمار وقت کے اکابر علماء میں ہوتا تھا یہی وجہ تھی کہ علماء و مشائخ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور علمی برتری کو تسلیم کرتے تھے آپ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کا زمانہ پایا ان کی صحبت میں رہے شرف بیعت حاصل کیا اور خرقہ وخلافت سے نوازے گئے آپ کی بیعت کا واقعہ لطائف اشرفی میں اس طرح لکھا ہے۔ شیخ صفی الدین کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے سبب یہ ہوا کہ شیخ صفی الدین نے ایک شب خواب میں دیکھا۔ ایک بہت ہی باشان وشکوہ شخص اچانک نمودار ہوا اور انہوں نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور بڑی عزت وتوقیر کے ساتھ ان کو لاکر بٹھایا اس وقت مولانا کے ہاتھ میں اصول فقہ کی کوئی کتاب تھی تو ان صاحب نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے بہت سے اوراق سیاہ کئے ہیں اب وقت آ گیا ہے کہ سیاہ کو سفید میں بدل دو اور صفحات کو انوار دائمی سے روشن کر دو ان آنے والے صاحب کی ان باتوں نے ان کے دل پر بہت اثر کیا ان پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی تب مولانا نے ان بزرگ سے کہا کہ میں نے تو آپ کی ارادت کا دامن پکڑ لیا ہے از راہِ عنایت مجھے سلوک کی راہ پر لگا دیجئے یہ سن کر ان بزرگ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنے قرب کے اسرار سے آگاہ کرنا چاہتا ہے تو حضرت خضر کو حکم فرماتا ہے کہ وہ اس بندے کی رہنمائی کسی ولی اللہ کی طرف کر دیں پس میں تم کو ایک ایسے مرد حق کا پتہ بتاتا ہوں جس کے انوار ولایت اور آثار ہدایت سے تمام جہاں مامور ہے اس سعادت کا ظہور جلد ہی ہوگا وہ ولی اللہ چند دنوں میں اس قصبہ میں تشریف لانے والے ہیں خبردار ہوشیار ان کی ملازمت

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ حصہ اوّل۔ مترجم: شمس بریلوی۔ ناشر ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۷۴/۷۵۔

اور خدمت کو غنیمت شمار کرنا اور اس میں ذرہ برابر بھی کوتاہی اور قصور نہ کرنا اس واقعہ کے چند روز بعد حضرت قدوۃ الکبریٰ نے قصبہ ردولی پہنچ کر جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ شیخ صفی الدین خواب مذکور کے حکم کے مطابق بہ عجلت تمام حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خدمت میں پہنچے جیسے ہی حضرت کی نظر ان پر پڑی تو فرمایا برادرم صفی خوش آمدید! آؤ آؤ مولانا بڑے ادب کے ساتھ خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھ گئے حضرت نے فرمایا کہ ہاں جب اللہ تعالیٰ کسی فرد کو اپنے قرب سے سرفراز کرنا چاہتا ہے تو اپنے کسی دوست کی طرف اس کی رہنمائی فرما دیتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو العباس خضر کو حکم دیا کہ وہ تمہاری رہنمائی کریں یہ سنتے ہی شیخ صفی کے صفائے عقیدہ اور خلوص میں اور بھی اضافہ ہوا اور اسی وقت وہ حضرت کے مرید ہو گئے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے خادم کو حکم دیا کہ مصری لاؤ تا کہ میں بھائی صفی کو سلوک کا شربت پلاؤں۔ خادم نے مصری بہت تلاش کی لیکن نہیں مل سکی مجبوراً وہ واپس آ گیا اور عرض کیا کہ مصری کا تو کہیں پتہ نہیں ہے یہ سن کر حضرت قدوۃ الکبریٰ اس جگہ تشریف لے گئے جہاں مصری کو توڑا جاتا تھا مصری کا ایک ٹکڑا توڑتے وقت دور جا گرا تھا حضرت نے وہی ٹکڑا اٹھایا اور اپنے دستِ مبارک سے ان کو کھلایا اور دعا فرمائی نور الانوار کا حصول مبارک ہو پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تمہاری اولاد و احفاد سے علم کی دولت نہ لی جائے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے محض شیخ صفی الدین کے پاس خاطر سے چالیس دن تک قیام فرمایا تا کہ وہ اپنا چلہ مکمل کر لیں حضرت قدوۃ الکبریٰ نے وہ تمام آداب جو ابتداء سلوک سے انتہا تک درکار ہوتے ہیں ایک ایک کر کے ان کو تلقین کیے اور طریقت کے تمام رموز سے ان کو آگاہ فرما دیا اپنے دستِ مبارک سے ان کو خرقہ پہنایا اجازت و خلافت سے سرفرازی بخشی اور عطائے خلافت کا مجاز و ماذون بنا دیا۔ جب حضرت قدوۃ الکبریٰ شیخ صفی کے حرم سرا میں تشریف لے گئے تو ان کے نومولود فرزند کو جو ابھی چالیس دن کے تھے اور شیخ اسمٰعیل نام رکھا گیا تھا آپ کے قدموں میں لا کر ڈال دیا گیا اس وقت آپ نے فرمایا کہ یہ بھی ہمارا مرید ہے۔[1]

پروفیسر اختر راہی اپنی کتاب تذکرہ مصنفین درس نظامی میں لکھتے ہیں۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے مرید کے بارے میں فرمایا کرتے تھے'' در بلاد بند کسے راہ کہ بفنون درخشندہ غرائب وشئون عجائب پراستہ دیدم

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۲۳۰۔

وی بودہ یعنی بلاد ہند میں علوم وفنون میں درخشندہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا''۔ [1]

آپ نے متعدد علمی کتب تصنیف فرمائیں جو آج بھی درس نظامی کے کورس میں شامل ہیں وہ یہ ہیں۔ دستور المبتدی، حل الترکیب کافیہ، غایۃ التحقیق (شرح کافیہ (آپ کی تیسری کتاب غایۃ التحقیق جو کافیہ کی شرح ہے یہ آپ نے بڑی محنت اور تحقیق سے لکھی ہے حاجی خلیفہ اس کے متعلق لکھتے ہیں" ومنھا غابة التحقيق لصفی ابن نصیر و ھو شرح ممزوج اوله الحمدللّٰہ الذی انعم علینا بنعمة العظام (الخ) وھو من تلامذة الهندی ذکرہ فیه و مدح حاشية وقال ان شروح الكافية ليست بوافية الاحواشی استاذنا شهاب الدین احمد بن عمر الدولت آبادی و کثیر من الناس اکتفوا یما فهموه من ظاهر ها فانه حقق فها و سما ها غایة التحقیق'' [2]

ترجمہ: اور غایۃ التحقیق جو صفی بن نصیر کی کتاب ہے یہ شرح ہے اس کی ابتداء میں حمد بیان کی گئی ہے اور وہ ہندوستان سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے اس میں اس کا ذکر کیا ہے انہوں نے کہا ہمارے استاد شہاب الدین احمد بن عمر دولت آبادی ہیں لوگوں میں سے بہت سوں نے اسی پر اکتفا کیا ہے یعنی اس کے ظاہری معنیٰ پر غایۃ التحقیق ایک بہترین کتاب ہے۔ کشف الظنون کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک بے مثال تصنیف ہے ان کتب سے ہی آپ کی علمی عظمت ظاہر ہوتی ہے ان کی افادیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ آج بھی یہ کتابیں درس نظامیہ کے کورس میں شامل ہیں حضرت شیخ صفی الدین ردولوی نے ۱۳ ذیقعد ۸۱۹ھ مطابق ۲ رجنوری ۱۴۱۷ء کو وصال فرمایا۔

شیخ شمس الدین بن نظام الدین صدیقی اودھی:

آپ علم وفضل میں یکتائے زمانہ تھے ہم عصر علماء آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے سید جہانگیر سمنانی کے اجلہ خلفاء میں آپ کا شمار ہوتا تھا آپ کے بیعت ہونے کا واقعہ لطائف اشرفی میں اس طرح ہے نظام یمنی لکھتے ہیں۔

''آپ نے علوم عربیہ کی تکمیل مولانا رفیع الدین اودھی سے کی۔ تکمیل کے بعد ان ہی کے مرید ہو گئے۔

---

[1] پروفیسر اختر راہی۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی۔ ناشر مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور۔ صفحہ ۱۱۶۔

[2] مصطفیٰ بن عبداللہ الشہیر حاجی خلیفہ۔ کشف الظنون جلد ۲ صفحہ ۱۳۸۶ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

جب شیخ شمس الدین نے ان سے سلوک کی تحصیل کی التماس کی تو انہوں نے فرمایا کہ اے عزیزم! مقامات و وصول و ارادت ایک ایسے سید و بزرگ کے ہاتھوں میں ہے جو مسافرت کے طور پر جلد ہی یہاں پہنچنے والے ہیں۔ ہوشیار! ان کی خدمت کو غنیمت سمجھنا۔ تمہاری کشود کار ان ہی کے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ اس بات کو کہے ہوئے چند روز ہی گذرے تھے کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ بنگالہ کے سفر سے مراجعت فرما ہوئے اور کافی عرصہ تک روح آباد میں قیام فرمایا۔

آپ کبھی کبھی اپنے احباب واصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ اودھ کی طرف سے ایک دوست کی خوشبو آرہی ہے کچھ عرصہ کے بعد حضرت قدوۃ الکبریٰ خطۂ اودھ میں رونق افروز ہوئے ایک مسجد میں قیام کیا اکابر شہر حضرت قدوۃ الکبریٰ سے شرف نیاز حاصل کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے ان لوگوں کے پیچھے پیچھے شیخ شمس الدین بھی تھے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے ان کو دور ہی سے دیکھ لیا۔ جب یہ قریب آئے تو فرمایا فرزند شمس الدین! میں تو تم سے ملنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔ آپ کا یہ ارشاد سنتے ہی شمس الدین کے جسم میں آتش شوق بھڑک اٹھی اور بڑے خلوص و ارادت کے ساتھ انہوں نے حضرت کے سامنے سر جھکا دیا ان کے اندر ایک عجیب وغریب کیفیت پیدا ہوئی جس کی شدت سے ان کو بخار آ گیا۔ حضرت نے پانی کا پیالہ ان کو عطا فرمایا، پانی پیتے ہی بخار جاتا رہا۔ چند روز کے بعد حضرت قدوۃ الکبریٰ نے ان کو خلوت میں بٹھا دیا۔ خلوت میں جب کچھ وقت گذر گیا تو ان پر کچھ عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ حضرت نے خادم سے فرمایا خبردار! شمس الدین کی طرف سے غافل نہ رہنا۔ کچھ دیر کے بعد ان میں عجیب اضطراب اور حالت میں انقلاب پیدا ہوا۔ باوجود سنبھالنے کے خود پر قابو نہ رکھ سکے اور خلوت سے باہر نکل آئے خادم بڑی جدوجہد کے بعد ان کو پھر خلوت میں لے گیا اور دروازہ مضبوطی سے بند کر دیا۔ جب خلوت کی مدت ختم ہوگئی تب حضرت قدوۃ الکبریٰ نے ان کو خرقہ پہنایا اور انواع مقامات منتہیانہ سے سربلند کیا اور فرمایا۔

اشرف شمس ہے اور شمس اشرف ہے

ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں ان پر بعد میں مزید عنایت یہ کی گئی کہ بہت سے مریدوں اور حصول سعادت کے لئے حاضر ہونے والوں کی تربیت ان کے سپرد کر دی گئی۔ [1]

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۴۲۶

اس سے پتہ چلا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کس طرح اپنے مریدین کی تربیت فرماتے تھے اور انہیں دوسروں کی تربیت کے لئے تیار کرتے تھے۔

شیخ خیر الدین سدھوری:

آپ علوم فنون کے جامع تھے اور ان پر ماہرانہ دسترس رکھتے تھے آپ کو سید اشرف جہانگیر سمنانی سے بڑی عقیدت و محبت تھی لطائف اشرفی میں لکھا ہے۔

''آپ کو حضرت قدوۃ الکبریٰ سے شرف ارادت خطہ اُودھ میں حاصل ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ان کو اصول فقہ میں چند ایسے مشکل مسائل پیش آ گئے کہ وہ کسی طرح حل نہیں ہوتے تھے۔ انہوں نے بہت سے علماء وقت سے رجوع کیا لیکن ناکام رہے۔ خصوصاً مولانا علاؤ الدین جائسی سے ان مسائل کے حل کے سلسلے میں چند روز تک گفتگو ہوتی رہی۔ لیکن ان کو تسلی نہ ہوئی۔ شیخ خیر الدین کو بحث کے تمام مقامات اور نکات مستحضر تھے اس لئے مولانا علاؤ الدین ان کو مطمئن نہ کر سکے۔ اسی زمانے میں حضرت قدوۃ الکبریٰ نے حضرت شمس الدین اودھی کی خانقاہ میں نزول اجلال فرمایا۔ شیخ خیر الدین نے اسی جگہ آپ سے نیاز حاصل کیا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے شیخ خیر الدین کے استفسار کے بغیر ان مسائل کا اس طرح حل بیان فرما دیا کہ شیخ خیر الدین مطمئن ہو گئے اور حضرت قدوۃ الکبریٰ سے عقیدت کا جذبہ شدید ان کے دل میں پیدا ہو گیا۔ دوسرے روز پھر خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے شرف ارادت سے مشرف ہو گئے اور خدمت عالی میں نذر پیش کی۔ چار سال تک راہ طریقت میں سخت ریاضت اور معاملات میں کوشش بلیغ کرنے کے بعد ان میں خرقہ پہننے کی صلاحیت پیدا ہو گئی تب حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خلافت و اجازت کے شرف سے سربلند کئے گئے۔ جس روز شیخ خیر الدین کو خلافت عطا ہوئی اسی دن اودھ کے مضافات میں رہنے والے بارہ افراد بھی حضرت کے مریدوں میں داخل ہوئے ان میں شیخ سدہا اور قاضی سدہا بھی تھے جن کی تربیت حضرت شمس الدین کے سپرد کی گئی''۔ [1]

شیخ شمس الدین اپنے پیرومرشد سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حکم سے ان دونوں حضرات کی روحانی تربیت میں مصروف ہو گئے۔

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۳۲۔

شیخ معروف:

آپ بھی جید عالم دین اور جامع معقول والمنقول تھے نظام یمنی لکھتے ہیں۔ ’’آپ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے احباب اور منتخب اصحاب میں سے ہیں۔ آپ جامع فضائل اور صاحب کمالات تھے۔ علوم عربیہ کی تکمیل کی۔ بعدان کے دل میں حصول طریقت اور راہِ معرفت کو طے کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ اس زمانے میں حضرت قدوۃ الکبریٰ حضرت مخدومی شیخ علاؤالدین قدس سرہ کی خدمت میں موجود تھے۔ شیخ معروف کا رجحان بھی وقت کے دوسرے مشائخ میں سے کسی شیخ سے نسبت ارادت حاصل کرنے کا تھا کہ ایک رات ان پر یہ ظاہر ہوگیا کہ تمہارے مقدر کے خزانے کی کنجی سید اشرف جہانگیر کے خزانے میں محفوظ ہے۔ اور تمہارے دردِ نایاب کا علاج بس اسی مرشد کے پاس ہے۔ اب انہوں نے پتہ چلایا کہ آج کل قدوۃ الکبریٰ کہاں تشریف رکھتے ہیں معلوم ہوا کہ حضرت جلد ہی یہاں پہنچنے والے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ کے بعدان کے علم میں آیا کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ جونپور تشریف لانے والے ہیں۔ شیخ معروف نے جیسے ہی یہ خبر سنی وہ جونپور روانہ ہوئے، حضرت قدوۃ الکبریٰ جونپور تشریف لا چکے تھے۔ شیخ معروف جونپور پہنچتے ہی حضرت کی خدمت میں باریاب ہوئے اور حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے۔ مسلسل شدید ریاضت وعبادت کے بعد آپ کو خرقہ پہنایا گیا اور حضرت نے ان کو خلافت نامہ عطا فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: ’’اشرف معروف ہے اور معروف اشرف ہے‘‘[1]

شیخ سلیمان محدث:

آپ اپنے زمانے کے عظیم محدث گذرے ہیں علم حدیث وفقہ پر عبور رکھتے تھے لطائف اشرفی میں بڑے نابات کے ساتھ آپ کا ذکر کیا گیا ہے نظام یمنی لکھتے ہیں۔ ’قدوۃ المحدثین وعمدۃ المفقہین شیخ سلیمان محدث بھی حضرت قدوۃ الکبریٰ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کے اساتذہ حدیث بڑے عالی درجہ کے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ ہندوستان میں استاد کی محبت کم ہوگئی ہے مگر شیخ سلیمان محدث کی نہیں۔ کتاب حصن الحصین انہوں نے یہاں پڑھی اور حضرت بابارتن کی نسبت سے اس سلسلہ حدیث کی تصحیح

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۲۷

کی''۔ [۱] اس پتہ چلا کہ آپ کے خلفاء میں وقت کے عظیم فقیہہ اور محدث بھی شامل تھے۔

شیخ رکن الدین وشیخ قیام الدین شاہباز:

یہ دونوں حضرات سید اشرف جہانگیر سمنانی کے جلیل القدر خلفاء میں تھے ان کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ احمد یسوی سے ملتا تھا جو آپ کے نانا تھے اسی تعلق کی بنا پر آپ ان سے بے حد محبت فرماتے تھے نظام یمنی لکھتے ہیں۔

''یہ دونوں شیوخ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے نامدار احباب واصحاب کبار میں سے ہیں دونوں حضرت والا کے ان اصحاب ثلاثہ میں سے ہیں جو اصحاب طیر وسیر تھے۔ ان دونوں حضرات کا تعلق ترکان لاچین سے ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے دوسرے سفر میں جب آپ ولایت (سمنان) سے مراجعت فرمائے ہند ہوئے تو یہ حضرات بھی آپ کے ہمرکاب آئے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ ان کے حال پر جس قدر مہربان تھے دوسروں کے ساتھ ایسی مہربانی دیکھنے میں کم آئی۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ اسدین سامان کے زمانے سے جو بہرامیہ سلاطین ہیں حضرت کا سلسلہ جدی مادری ان سے ملتا ہے۔ سلطنت عراق اور اس کے قرب وجوار کا علاقہ اس زمانے میں اسی خاندان کی ملکیت تھا ان حضرات کی مائیں بھی اکثر لاچینی ترکوں کے خاندان سے ہیں ان کی آخری جدہ خواجہ احمد یسوی کی اولاد سے ہیں اور ترک لاچین ہیں اور ان کا مادری سلسلہ ابراہیمیہ، سمنانیہ سامانیہ سے ملتا ہے اس نسبت سے حضرت شیخ رکن الدین وشیخ قیام الدین شاہباز دیگر اصحاب سے ممتاز تھے۔ ان دونوں حضرات کو نبی پورہ کا مکان رہنے کے لئے دے دیا گیا تھا جو دریائے سرجو کے کنارے ہے۔ اولاً حضرت قدوۃ الکبریٰ کا یہ خیال تھا کہ خود یہاں قیام فرمائیں گے لیکن پھر یہ ارادہ بدل دیا اور شیخ رکن الدین اور قیام الدین کو عنایت کر کے حوالہ کر دیا''۔ [۲]

قاضی حجت:

آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے محبوب خلفاء میں تھے ہمہ وقت پیرومرشد کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور وصال کے وقت بھی موجود تھے نظام یمنی لکھتے ہیں۔

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۲۷۔

[۲] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۲۸۔

''آپ اسم با مسمیٰ تھے، دلائل عقلی و براہین نقلی سے آراستہ و پیراستہ تھے عالموں اور دانشوروں کی مجلس میں عجیب و غریب دلائل و براہین کے ساتھ بحث کیا کرتے تھے۔ جب آپ کو توفیق سلوک نصیب ہوئی تو حضرت قدوۃ الکبریٰ کی سرکار عالی میں حاضر ہوئے۔ جب آپ کا صدق ارادت و عقیدت ظاہر ہو گیا تب آپ کو رموز و دقائق معرفت و طریقت سے سرفراز کیا گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کو خلافت عطا کر دی گئی اور خرقہ پہنایا دیا گیا۔ روح آباد کے قریب ایک موضع آپ کا مسکن قرار پایا''۔ [1]

شیخ ابوالمکارم ہروی:

آپ عالم باعمل اور صاحب تصانیف تھے اور بہت سی کتابوں کے شارح بھی تھے نظام یمنی لطائف اشرفی میں آپ کے تعلق یہ فرماتے ہیں۔

''آپ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے خلفاء ولایت (بیرون ہند) سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے ملفوظات کو آپ کے مریدین نے جمع کیا ہے اور اس میں آپ کے حقائق معارف اس میں درج کیے ہیں کہ صوفیاء کی کسی ایک کتاب میں اتنے عوارف و معارف کا ہونا دشوار ہے۔ اسی کے ہم پایہ آپ کی ایک تصنیف شرح عوارف دوسری شرح لمعات (عراقی) اس قدر بلند پایہ ہیں کہ اپنا جواب آپ ہیں۔

شیخ ابوالمکارم حضرت قدوۃ الکبریٰ کے مخلص اصحاب اور احباب میں سے ہیں۔ شیخ ابوالمکارم امیر تیمور کے ایک امیر کے فرزند تھے اور ابتدائی حال میں ایک امیر زادے کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جب حضرت قدوۃ الکبریٰ حضرت بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے امیر علی بیگ کی منزل میں قیام فرمایا۔ امیر علی بیگ حضرت قدوۃ الکبریٰ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ امارت اور کر و فر کی بساط لپیٹ کر رکھ دی اور آپ کے مریدوں میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے علوم ظاہری سے بڑا حصہ پایا تھا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے ان کو محنت ریاضتوں اور معرفت کے مشغلوں میں لگا دیا۔ اس طرح بارہ سال تک ریاضت اور مجاہدے میں مشغول رہے جب آپ نے اس کٹھن راہ کو طے کر لیا اور آپ سے طرح طرح کے مکاشفات اور واردات کا ظہور ہونے لگا جن کا بیان کرنا دشوار ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے بھرپور التفات آپ پر فرمایا اور شرفِ خلافت سے مشرف کیا۔ آپ بڑے صاحب مکارم اخلاق اور بڑے

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۲۹۱۔

صاحب اخلاق تھے چنانچہ حضرت کے تمام معتقدین اس بناء پر آپ کو ابوالمکارم کہا کرتے تھے۔ سمرقند کی مملکت آپ کو تفویض کی گئی۔ چنانچہ وہاں کثرت سے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ جب آپ حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خدمت میں تھے تو حضرت نے طالبان معرفت کی تلقین اور مریدوں کی تربیت آپ کے سپرد کر دی تھی۔ اس اہم کام کو آپ نے بڑی خوبی سے انجام دیا"۔ [1]

شیخ اصیل الدین جرہ باز۔

آپ بھی اصحاب طیرہ سیر میں سے تھے۔ شدید ریاضت و مجاہدے کے بعد آپ حضرت کی خلافت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ جس قدر عنایت وحمایت حضرت کی آپ پر تھی دوسرے اصحاب پر نہ تھی۔ آپ کو سلسلہ کی توسیع و اشاعت کے لئے مقام نکانو میں متعین کیا گیا تھا۔ [2]

اس سے پتہ چلا کہ آپ صاحب روحانیت تھے جبھی آپ کو تبلیغ کے لئے ایک مقام پر متعین کیا گیا۔

شیخ سماء الدین ردولوی:

آپ ظاہری و باطنی علوم کے زیور سے آراستہ و پیراستہ تھے اور اتباع سنت پر سختی سے کاربند تھے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے خلفاء کبار میں سے تھے۔ آپ حضرت کی صحبت میں شریک ہونے والے مخصوص حضرات میں سے تھے۔ جب حضرت قدوۃ الکبریٰ پہلی بار اس طرف سے گذر رہے تھے ت حضرت شیخ سماء الدین آپ کے مرید ہو گئے اور روح آباد پہنچ کر طرح طرح کے مجاہدوں اور ریاضتوں کی تکمیل کی اور تقریباً چار سال تک یہاں رہ کر سلوک و آثار طریقت کی راہ طے کرتے رہے۔ انوارِ سبعہ کے طے کرنے میں کچھ فتور پیدا ہو گیا۔ بڑی کوشش سے ان کو اس افتاد سے نکالا گیا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ انوارِ سبعہ کے طے کرنے میں ہمارے بعض اور مریدوں کو بھی ایسا افتادہ پیش آیا ہے ان میں ایک شیخ ابو المکارم بھی تھے ان کو بھی مہلک ورطہ سے نکال لینے میں خاص اہتمام اور جدوجہد کرنا پڑی اور دوسرے شیخ سماء الدین تھے ان کو بہت محنت اور بے شمار کلفت سے اس ورطہ سے نکالا گیا تھا۔ شیخ سماء الدین نے حضرت قدوۃ الکبریٰ کے دست مبارک سے خرقہ پہنا اور ان کو خلافت عطا کی گئی پھر ان کو روح آباد سے ردولی جا کر

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ۔ ۶۲۹

[2] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۲۸

مقیم ہونے کا حکم دیا گیا۔ حسب الحکم یہ ردوح آباد سے یہاں آ کر مقیم ہو گئے اس قصبہ کے ایک درویش سے ان کی چشمک ہوگئی وہ بھی محض جگہ کے سلسلے میں (یہ جہاں ٹھہرنا چاہتے تھے وہ درویش بھی وہیں ٹھہرنے پر مصر تھے) انہوں نے حضرت قدوۃ الکبریٰ کو ایک عرضداشت ارسال کی۔ جب حضرت نے یہ عرضداشت ملاحظہ فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ ہم نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا ہے کہ جو کوئی ہمارے ادنیٰ خادم سے بھی پرخاش رکھے گا وہ درہم برہم ہو جائے گا۔

بیت

ہر آنچہ از خدا خواستم زین قیاس
خدا داد برداد کردم سپاس

یہی بیت آپ نے شیخ سماء الدین کی عرضداشت کی پشت پر لکھ کر ان کو روانہ کر دیا۔ چند ہی دنوں کے بعد ان کے دل کا مقصد پورا ہوا اور وہ درویش ذلیل و خوار ہوا۔ [۱]

قاضی محمد سدہوری:

اپنے وقت کے جید علماء و فقہاء میں آپ کا شمار ہوتا تھا لطائف اشرفی میں لکھا ہے:

''آپ جمیع علوم و فنون سے آراستہ و پیراستہ تھے خاص طور پر علوم اصول (اصول حدیث و اصول فقہ) پر آپ سند کا درجہ رکھتے تھے اس سلسلے میں ہر ایک آپ کی طرف اشارہ کرتا تھا آپ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے مخصوص خلفاء اور مخلص احباب میں سے تھے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت قدوۃ الکبریٰ کو برا اور کھوڑا کے مریدوں کے پاس خاطر سے اس طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں قصبہ سدہور میں نزول اجلال فرمایا۔ قصبہ کے اصاغر و اکابر حضرت شیخ خیر الدین کے ہمراہ استقبال کے لئے آئے۔ ان میں قاضی محمد صاحب بھی اپنے تمام شاگردوں اور احباب کے ساتھ موجود تھے۔ جب حضرت قدوۃ الکبریٰ سے ملاقات ہوئی تو تلقین کے بعد آپ نے دریافت کیا کہ جناب قاضی صاحب آپ نے تصوف و طریقت کا علم کس خانوادے سے حاصل کیا ہے؟ قدوۃ الکبریٰ نے تقریباً یہ کلمات فرمائے کہ جب حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی بندے کو شرف اختصاص سے مشرف فرمائے تو اس کو توفیق عطا فرما دیتا ہے اور وہ کسی

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۳۱۔

صاحب دولت کے قدموں پر اپنا سر جھکا دیتا ہے یا خود کسی صاحب دولت ونعمت کو اس کے سر پر سایہ فگن کر دیتا ہے۔ پھر حضرت نے یہ اشعار پڑھے۔

کسی کو را سعادت پیش آید　　دریغ از وی نباشد ہیچ نعمت
اگر توفیق باشد ہمعنانش　　ببوسد او رکاب اہل حشمت
اگر مقصود باشد بر سرِ او　　ہمائی از غیب آرد ظلِ دولت

ترجمہ: جب کسی کو سعادت ملتی ہے تو اسے کسی نعمت کی کمی نہیں ہوتی۔ جب اللہ تعالیٰ کسی پر اپنی رحمت نازل کرنا چاہتا ہے تو اسے اہل حشمت کے قدموں میں ڈال دیتا ہے۔ اگر اللہ کو منظور ہے تو ہما غیب سے دولت اور نعمت کو اس کے سر پر سایہ فگن کر دیتا ہے۔

قاضی محمد صاحب بہت اصرار کر کے حضرت قدوۃ الکبریٰ کو اپنے مکان پر لے گئے اس صورت میں کہ حضرت کی پالکی کا ایک بازو وہ پکڑے ہوئے تھے اور دوسرا شیخ خیر الدین نے پکڑا ہوا تھا اس طرح حضرت قدوۃ الکبریٰ کو اپنے گھر تک لائے وہاں حضرت کی مہمانداری اور خدمت حد سے زیادہ بجالائے اور حضرت کے ہمراہیوں کو بھی اپنی خدمت سے ممنون بنایا۔ جب صبح ہوئی تو سعادت کا دروازہ قاضی صاحب کے لئے وا ہو گیا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے قاضی صاحب کو یاد فرمایا اور شرف ارادت سے سربلند کیا۔ طریقت کے تمام اسرار ابتداء سے انتہا تک ان کو تعلیم فرمائے قاضی صاحب نے حضرت کی خدمت میں رہنا اختیار کیا جب حضرت نے سدہور سے قصبہ جائس شریف کو جانے کا قصد فرمایا تو قصبہ کے تمام خورد کلاں حاضر خدمت ہوئے اور سب نے شرف ارادت حاصل کیا آپ نے ان کی تربیت حضرت شیخ خیر الدین صاحب کے سپرد فرمادی اور خود قصبہ جائس روانہ ہو گئے۔ حضرت قاضی محمد صاحب قصبہ جائس تک حضرت کے محفہ کے ساتھ پاپیادہ آئے اور یہاں ایک مدت تک ریاضت اور مجاہدے میں مصروف رہے اور خود کو حضرت کے التفات ظاہری و باطنی کے قابل بنالیا اور تمام اسرار مصطفوی ﷺ کے لئے خود کو اہل ثابت کر دیا۔ تب آپ کو خرقہ خلافت اور اجازت کا شرف عطا ہوا۔ [۱]

لطائف اشرفی کی عبارت سے پتہ چلا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی جب تک اپنے مریدین کو ریاضت و

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۲۳۳۔

مجاہدہ نہیں کراتے تھے اس وقت تک خلافت نہیں دیتے تھے۔

سید عثمان:

آپ کا ذکر لطائف اشرفی میں مختصر انداز میں اس طرح ملتا ہے۔

’’حضرت اجل السادات سید عثمان بن خضر، حضرت قدوۃ الکبریٰ کے اعلیٰ خلفاء میں سے ہیں جن پر آپ اسرار محرمانہ اور انوار مخصوصانہ نثار فرماتے تھے۔ یہ سلسلہ سادات گیسودراز سے تعلق رکھتے ہیں‘‘ [1]

شیخ ابوالمظفر محمد لکھنوی:

آپ عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ شعروشاعری سے بھی دلچسپی رکھتے تھے آپ نے اپنے شیخ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی شان میں ایک قصیدہ بھی لکھا تھا جس کا ذکر لطائف اشرفی میں موجود ہے۔ نظام یمنی لکھتے ہیں۔’’آپ زمانے کے مشہور عالم اور اپنے شہر کے دانشوروں کے پیشوا تھے۔ آپ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے مخصوص رفقاء میں سے تھے چونکہ حضرت آپ سے بہت زیادہ التفات رکھتے تھے اس لئے ان کے پاس خاطر سے چندروز تک جامع مسجد لکھنو میں قیام فرمایا۔ قاضی ابوالمظفر بھی حضرت کی خدمت میں برابر حاضر ہوتے رہے قاضی صاحب نے حضرت قدوۃ الکبریٰ کی مدح میں ایک فصیح و بلیغ قصیدہ لکھ کر نذر کیا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے بہت پسند کیا اور ارشاد فرمایا! تم پر شاعری ختم ہے۔ یعنی شاعری میں تم نے کمال دکھایا ہے حضرت خیرالدین سدہوری بھی موجود تھے۔ انہوں نے حضرت کے ان مناقب میں جو قاضی ابوالمظفر نے بصورتِ قصیدہ نظم کئے تھے کچھ اصلاح کرنا چاہی تو حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا اصلاح کی ضرورت نہیں کہ یہ درویشانہ اور جذباتی اشعار ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے قاضی صاحب پر حددرجہ عنایات اور التفات مبذول فرمایا۔ ایسا التفات اور ایسی عنایات بغیر سعادت ازلی اور خوش بختی کے حاصل نہیں ہوتا۔ [2]

شیخ عارف مکرانی:

آپ صاحب طریقت و معرفت تھے اور روحانیت میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے نظام یمنی آپ کے

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۳۴۔

[2] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۲۹۔

متعلق اس طرح اظہار خیال فرماتے ہیں۔

''آپ علوم شریعت میں کامل اور علوم طریقت سے پیراستہ تھے جب حضرت قدوۃ الکبریٰ کی ارادت کے شرف سے مشرف ہوئے تو آپ کے لئے بہت سخت مجاہدہ و ریاضت مقرر کی گئی جب آپ نے تمام مراتب سلوک طے کر لئے اور انوار و اطوار سبعہ کی منزل گذر گئے تو آپ کو خرقہ پہنایا گیا اور خلافت عطا کی گئی۔ آپ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے نامور خلفاء اور ندماء میں شمار ہوتے ہیں آپ سے اس قدر خارق عادات ہوئی اور معاملات ظہور میں آئے کہ اس کتاب میں ان کا شمہ بھی بیان کرنا چاہوں تو ایک اور دفتر درکار ہوگا۔''[۱]

نظام یمنی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے فضائل و مناقب کتنے ہوں گے جن کے لئے دفتر درکار ہوں۔

شیخ جمیل الدین:

آپ کا لقب سفید باز تھا۔ آپ اصحاب ثلاثہ طیر وسیر میں سے تھے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خلافت کے شرف سے مشرف تھے۔ حضرت کے ظاہری و باطنی التفات کے مورد تھے جس قدر حقائق معرفت آپ سے صادر ہوئے حضرت قدوۃ الکبریٰ کے خلفاء میں سے شاید ہی کسی سے اس قدر ظہور میں آئے ہوں ایک بار آپ بادبانی جہاز میں سفر کر رہے تھے کھانے کا سامان کم ہو گیا۔ اور بعض چیزوں کی خاص طور ضرورت پڑھی آپ نے اشارہ کیا تھوڑی سی دیر میں تمام مطلوبہ سامان وہاں پہنچ گیا۔[۲]

لطائف اشرفی کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صاحب کشف و کرامات تھے اور عظیم روحانی قوت کے مالک تھے آپ کی ذات سے عجیب و غریب واقعات کا ظہور ہوا۔[۲]

مولانا غلام الدین جائسی:

اپنے وقت کے جلیل القدر عالم تھے ہم عصر علماء آپ کی علمی برتری کو تسلیم کرتے تھے اور مسائل میں آپ سے استفادہ کرتے تھے آپ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت سے

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۳۹۔

[۲] // // // // // // // // // صفحہ ۶۳۹

سرفراز ہوئے نظام یمنی آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔ ''غلام الہدیٰ مولانا غلام الدین جائسی علامہ روزگار اور فقہائے شہر میں سے تھے اور حضرت کے خلفاء کبار میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ دولتِ ارادت کا شرف ان کو اس طرح حاصل ہوا کہ جس زمانے میں جائس میں پہلی مرتبہ حضرت کا ورود ہوا اور ایک مقام پر پڑاؤ کیا گیا تو تمام اصحاب ذکر و جہر میں مشغول ہو گئے۔ جب طالبان حقیقت کے اس ذکر جہر کا غوغا بلند ہوا۔ آوازیں اس قدر بلند ہوئیں کہ ہر ایک کے کانوں میں ذکر کی آوازیں پہنچنے لگیں۔ مولانا غلام الدین نے اپنی بیوی سے کہا خدا جانے یہ شور و غوغا کرنے والے کہاں سے یہاں آگئے ہیں؟ مولانا اس وقت ہفت مسئلہ کو حل میں الجھے ہوئے تھے اور ان مسائل کے حل میں غور و خوض کر رہے تھے۔ مدتوں سے یہ اطراف و اکناف کے علماء سے ان مسائل کے حل کے لئے استفسار کرتے رہتے تھے مگر یہ مسائل حل نہیں ہو رہے تھے۔ لہٰذا انہوں نے طے کیا تھا کہ آج رات کو یہاں کے اکابر کے مزارات کی زیارت کر کے صبح کو عازم بنگالہ ہو جائیں اور بنگال کے علماء سے ان مسائل کا حل کرائیں۔ اتفاق سے حضرت قدوۃ الکبریٰ بھی اس رات زیارت قبور کے لئے تشریف لے گئے۔ دونوں حضرات کا آمنا سامنا حضرت شیخ بدر الدین کے مرقد منورہ پر ہوا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے ہمراہی سے مولانا نے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ ان کے جواب میں حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ ہمارے بارے میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے ہم غوغا کرنے والے لوگ ہیں۔ مولانا فوراً متنبہ ہوئے اور بیوی سے کہی ہوئی بات یاد آگئی۔ بہت ہی شرمندہ ہوئے اور حضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا اور عذر خواہی کرنے لگے۔

حضرت نے فرمایا! یہ تو بہت معمولی سی بات ہے ہم نے تو ایسی باتیں بہت سنی ہیں۔

اس کے بعد وہ حضرت ہی کے ساتھ اکابر کے مزارات کی زیارت میں مشغول ہو گئے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے تعریض کے طور پر مولانا غلام الہدیٰ کے لاینحل مسائل کو ایک ایک کر کے حل کرنا شروع کر دیا اور ایسی فصیح زبان میں ان مسائل کی وضاحت کی کہ دل پر نقش نگینہ بن کر وہ وضاحتیں بیٹھ گئیں۔ ان مسائل کے حل کو سن کر مولانا کی عقیدت کیشی سو گنا بڑھ گئی۔ یہ معذرت کرنے لگے اور کچھ اس طرح عذر خواہی کی کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے دل سے وہ شکایت رفع ہو گئی۔ دوسرے دن صبح کو مولانا اکابر شہر کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ تمام صاحبان حضرت قدوۃ الکبریٰ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔

مولانا نے اپنے تمام صاحبزادوں کو بھی حضرت سے بیعت کرایا۔ حضرت نے مولانا کو خلافت سے سر بلندی بخشی۔ مولانا نے قصبہ کے تمام مسلمانوں کو حضرت کے حلقہ ارادت میں شامل ہونے کا شوق دلایا۔

اسی مجمع میں مولانا نے اپنی یہ سرگذشت سنائی کہ آج سے تین سال پہلے کا واقعہ ہے کہ میں اور قصبہ کے چند لوگ جو اکابر میں سے تھے ردولی حضرت شیخ سلیمان کی خدمت میں گئے انہوں نے تنبیہ فرمائی کہ آئندہ تم ان لوگوں کو یہاں آنے زحمت نہ دینا کیونکہ قصبہ جائس کے لوگ ایک سید کے سپرد کردیئے گئے ہیں جو سیاح زمین ولایت اور دریائے ہدایت ہیں عنقریب وہ اس ملک میں وارد ہونے والے ہیں ان کے یہاں وارد ہونے سے پہلے ہی تمہاری ارادت و استفادہ کا مقدر ان کے حوالے کردیا گیا ہے وہی تمہارے حال اور اشغال کے محافظ ہوں گے۔ تم اس بات سے افسردہ خاطر نہ ہونا کہ چند باتوں میں وہ ہم سے بڑھ کر ہیں۔ ایک سیادت میں اور دوسرے قرات سبعہ میں حفظ قرآن کے ساتھ ان عزیز کے ارشاد کا مصداق آج نظر سے گزرا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ اس قصبہ میں تشریف لے آئے ہیں یہ یہاں کے رہنے والوں کی سرفرازی اور اقبال مندی کا باعث ہے'' [1]

لطائف اشرفی کی تحریر سے پتہ چلا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی علم و فضل کے لحاظ سے اس مقام پر تھے کہ جن مسائل کو جید علماء حل نہیں کرسکتے تھے انہیں آپ حل فرمادیا کرتے تھے جس طرح مولانا غلام الدین جائسی کے لاینحل مسائل کو حل کردیا۔

سید عبدالوہاب:

آپ کا شمار سید اشرف جہانگیر سمنانی کے جلیل القدر خلفاء میں ہوتا ہے آپ کو اپنے پیر و مرشد سے بڑی محبت تھی ان کی خدمت کرنے میں بڑی خوشی محسوس کرتے تھے اور مرشد کے ہر حکم کو بجالانے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے ہماری اس بات کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے جو لطائف اشرفی میں بیان کیا گیا ہے نظام یمنی لکھتے ہیں۔

'' آپ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے مخلص احباب اور خلفاء میں سے تھے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے شیخ عبدالکریم دہلوی کے پاس دہلی بھیجا راستہ بہت ہی دشوار تھا لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی اور یہ وہاں

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۲۳۵۔ ۔

پہنچ گئے۔ جب ان سے جواب لے کر واپس آئے تو ان کے پاؤں شدید زخمی ہو گئے تھے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اپنی نعلین مبارک اتار کر ان کو مرحمت فرما دیں۔ انہوں نے حضرت کی نعلین پاک کو تاج سر دولت سمجھا اور متبرک سمجھ کر اپنے پاس اس طرح رکھا کہ چالیس دن تک یہ تکیہ کی طرح اس پر سر رکھتے تھے۔ جب تک یہ نعلین ان کے پاس رہیں حق تعالیٰ نے ان کے گھر میں بہت ہی خیر و برکت پیدا فرما دی اور گھر کے لوگ آرام و آسائش سے زندگی بسر کرتے رہے''۔[1]

جمشید بیگ:

آپ امیر تیمور کے مصاحبین میں سے تھے امیر تیمور نے بہت سے تحائف لے کر آپ کو سید اشرف جہانگیر سمنانی کی خدمت میں بھیجا تو آپ ان کی شخصیت سے اتنے متاثر ہوئے ان کی خدمت میں ہی رہنے لگے۔ لطائف اشرفی میں نظام یمنی آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

''آپ ازبکی امیر تھے۔ جب حضرت قدوۃ الکبریٰ کے درویشوں کے قافلے کا گزر سرزمین یاغستان میں ہوا تو وہاں جوق در جوق اور گروہ در گروہ ترکوں نے خدمت گرامی میں حاضر ہونا شروع کر دیا اور شرف ارادت سے سرفراز ہوتے رہے۔ ان ارادت مندوں نے بہت سے گھوڑے اور بے شمار چیزیں حضرت کی خدمت میں بطور نذر پیش کئے جب حضرت کے مریدان گھوڑوں پر سوار ہوتے تو بالکل لشکر جیسا سماں بندھ جاتا تھا۔ لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا تھا۔ اس زمانے میں امیر تیمور سمرقند میں موجود تھے۔ ان کے کانوں تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ خانوادہ سامانیاں کا ایک شاہزادہ اور ملول سمنان کا ایک امیرزادہ مقام ایماق پر پہنچ گیا ہے اور ایک بڑا لشکر اور ساز و سامان اس کے پاس موجود ہے اور کئی ہزار ازبک، یرمک، قفچاق و لاچین اور توچین کے لوگ اس کے لشکر میں موجود ہیں اور جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امیر تیمور نے جب معاملہ کی تحقیق کی کہ ایسا کون ہے جس نے یہ لشکر ہم پر چڑھائی کے لئے جمع کیا ہے معلوم ہوا کہ وہ ذات گرامی سادات سمنان سے تعلق رکھتی ہے جو نسلاً سامانی ہیں لیکن سلوک و طریقت ان کا شعار ہے اور وہ دنیا سے کنارہ کش ہو چکے ہیں لیکن یہ پتہ نہیں چل سکا کہ اس قدر لوگ ان کے ساتھ کیوں ہیں؟ ادھر حضرت قدوۃ الکبریٰ جس راستے سے گذرتے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتے جاتے چونکہ آپ کا جدی مادری سلسلہ

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۳۷۔

خواجہ احمد یسوی سے تھا۔ آپ کے باپ دادا کے مریدین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو ایماق کی سرزمین تک لے آئے ان لوگوں نے بے شمار گھوڑے اور دوسرا ساز وسامان آپ کی نذر کیا (اس طرح ہجوم اور ساز وسامان نے ایک لشکر کی شکل اختیار کر لی) اور اس وجہ سے یہ شور وغوغاں بلند ہوا۔ یعنی ناواقف لوگ کہنے لگے کہ کوئی لشکر کشی کے ارادے سے آرہا ہے۔

آخر کار بعد تفتیش تیمور نے خود ہی فرمایا کہ میں نے اس سید زادے سے ملاقات کی ہے اور ان کو میں نے بعض علاقوں کی امارت وسرداری بھی پیش کی تھی لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا تھا ان کو قطعاً ملک گیری کی ہوس نہیں ہے۔ صاحب قرآن تیمور نے امیر جمشید بیگ کو حکم دیا کہ چند تحائف بطور نذر ساتھ لے کر تم ان سید زادے کی خدمت میں جاؤ۔ چنانچہ جمشید بیگ حاضر خدمت ہوئے اور نذر پیش کی اور اس ناگوار واقعہ سے حضرت قدوۃ الکبریٰ کو مطلع کیا کہ حضرت کی آمد سے لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہوگئے ہیں۔ چنانچہ حضرت نے ایماق سے اسی دن کوچ فرمایا قندوز کی طرف روانہ ہوگئے جو کچھ ساز وسامان ساتھ تھا وہ سب کا سب فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا۔ جمشید بیگ نے حضرت کی رفاقت اختیار کر لی اور آپ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو سلوک کی توفیق عطا فرمائی اور بعد میں وہ خلافت واجازت سے سرفراز ہوگئے۔ روح آباد پہنچ کر حضرت نے جمشید بیگ کو ان کے وطن واپس کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ تم وہاں رہ کر ہدایت میں مصروف ہوجاؤ اور اس مملکت کی شیوخت ان کو عطا کر دی۔ چونکہ حضرت قدوۃ الکبریٰ کا حضرت احمد یسوی کے متبرک خانوادہ سے نسبی تعلق تھا لہٰذا ان سب حضرات کو اسی روش کا حکم دیا۔ اور یہ حضرات یسوی کی نسبت سے مشہور ہیں''۔[1]

قاضی شہاب الدین دولت آبادی:

ملک العلماء حضرت، قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ اپنے وقت کے جید عالم اور صوفی گزرے ہیں آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلیفہ تھے۔ علم وفضل میں اپنی مثال آپ تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خصوصیات سے نوازا تھا بیک وقت عالم محقق، مصنف، مقرر، مدرس اور اسی قسم کی دیگر خصوصیات آپ کے اندر موجود تھیں اس زمانے میں شہرہ آفاق علماء واکابر موجود تھے اور علم وفضل

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۲۳۸۔

میں بلند مرتبہ رکھتے تھے لیکن جو عزت و شہرت اور مقام عوام و خواص میں آپ کو حاصل تھا وہ کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ ''آپ کی تصنیفات میں ایک کتاب مشہور کتاب کافیہ کا حاشیہ ہے جو اپنی مثال آپ ہے اور وہ حاشیہ آپ کی زندگی ہی میں تقریباً تمام جہان میں شہرت پذیر ہو گیا تھا اسی طرح علم نحو میں آپ کی ایک کتاب بنام ''ارشاد'' ہے جس میں مسائل کے تحت امثلہ بھی بیان کی ہیں اور ایک اچھوتے طرز پر کتاب لکھی ہے اس کی عبارت میں تسلسل اور نہایت عمدگی ہے۔ نیز علم بلاغت میں قرین اور بدیع البیان بھی لکھی ہیں جس میں سجع کا بہت خیال رکھا گیا ہے اسی طرح فارسی زبان میں قرآن کی تفسیر ''بحر مواج'' کے نام سے لکھی ہے جس میں ترکیب اور معنیٰ وصل و فراق ہیں اس میں بھی سجع کے تکلفات ہیں یہ نہایت عمدہ کتاب ہے اسی طرح اصول بزدوی کی شرح بھی بحث امر تک اور اس کے علاوہ فارسی اور عربی زبان میں کتابیں تحریر فرمائی ہیں آپ فارسی زبان کے شاعر بھی تھے۔[1]

آپ کی ایک کتاب ''مناقب السادات'' بھی مشہور ہے اس میں آپ نے اہل بیت کی فضیلت بڑی عقیدت و محبت سے تحریر کی ہے آپ کی یہ تمام تصانیف آپ کی علمیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی سے آپ کے بڑے گہرے مراسم تھے اور اکثر علمی مسائل میں یہ دونوں حضرات تبادلہ خیال کرتے تھے اور ایک دوسرے کی رائے کو تسلیم کرتے تھے۔ ان حضرات میں خط و کتابت بھی تھی اس کے ذریعے بھی تبادلہ خیال کرتے تھے قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے ایک مکتوب میں سید اشرف جہانگیر سمنانی سے فرعون کے ایمان کے بارے میں سوال کیا تھا کیونکہ فصوص الحکم میں بھی اس کا ذکر ہے اسی حوالے سے آپ نے چند حقائق معلوم کرنے کے لئے خط لکھا سید اشرف جہانگیر سمنانی نے قاضی صاحب کو تفصیلی جواب دیا اور دلائل کے ساتھ اپنے موقف کو واضح کیا عجیب و غریب حقائق بیان فرمائے آپ کے اس مکتوب کا ذکر شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں کیا ہے اس سے پتہ چلا کہ قاضی صاحب سے آپ کی مراسلت بھی رہی اور دونوں نے ایک دوسرے کے علمی فیضان سے استفادہ کیا قاضی شہاب الدین دولت آبادی اپنے وقت کے عظیم بزرگ اور جید عالم دین ہونے کے باوجود سید اشرف جہانگیر سمنانی سے مسائل دریافت فرماتے تھے اور ان کی علمی عظمت کو تسلیم کرتے تھے اسی طرح سید

---

[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی از اخبار الاخیار۔ ناشر مدینہ پبلیشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی۔ صفحہ ۳۹۰۔

اشرف جہانگیر سمنانی بھی ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور ان پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی سلطان ابراہیم شرقی کے زمانے میں تھے اور اس وقت کے علماء میں آپ کا بڑا مقام تھا سلطان ابراہیم شرقی نیک دل انسان تھا اور علماء وصوفیاء کی بڑے قدر کرتا تھا اس نے اپنے عہد سلطنت میں اہل علم کو بہت نوازا تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ ''ابراہیم شرقی کے عہد حکومت کے علماء وفضلاء میں قاضی شہاب الدین جونپوری بڑی اہمیت رکھتے تھے قاضی صاحب کا آبائی وطن تو غزنی تھا لیکن ان کی نشو ونما دولت آباد دکن میں ہوئی ابراہیم شرقی قاضی صاحب کے علم وفضل کا بڑا قدر دان تھا اور ان کا بہت خیال کرتا تھا قاضی صاحب کی توقیر وتعظیم کا یہ عالم تھا کہ مقدس دنوں میں قاضی صاحب شاہی مجلسوں میں چاندی کی کرسی پر بیٹھتے تھے کہا جاتا ہے کہ ایک بار قاضی صاحب سخت بیمار ہوئے ابراہیم شرقی ان کی مزاج پرسی کے لئے گیا ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد بادشاہ نے ایک پیالہ پانی کا طلب کیا پانی جب آ گیا تو ابراہیم شرقی نے اس کو قاضی صاحب کے سر پر سے تصدق کر کے خود پی لیا اور کہا! اے خدا جو مصیبت قاضی صاحب کے سر پر پڑی ہوئی ہے اس سے انہیں نجات دے اور مجھ کو اس مصیبت میں ڈال دے تا کہ قاضی صاحب صحتیاب ہو جائیں۔[1]

فرشتہ کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سلطان ابراہیم شرقی کو علماء کرام سے کتنی محبت وعقیدت تھی کہ اس نے قاضی صاحب کی صحت کی خاطر اپنے آپ کو پیش کر دیا یہ وہی سلطان ابراہیم شرقی ہے جسے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے خطوط تحریر فرمائے تھے جو مکتوبات اشرفی میں موجود ہیں قاضی صاحب کی تصانیف کا ذکر ہم کر چکے لیکن جن مزید کتب کا ذکر فرشتہ نے کیا ہے وہ یہ ہیں۔ حاشیہ ہندی، بدیع البیان، فتاویٰ ابراہیم شاہی اور رسالہ شہابیہ۔ آپ کے سن وصال کے متعلق دیگر کتب خاموش ہیں تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے'' قاضی صاحب کو بھی ابراہیم سے بہت خلوص تھا اس کی وفات سے وہ اس حد تک مغموم ہوئے کہ اسی سال یعنی ۸۴ھ کو سفر آخرت اختیار کیا ایک روایت یہ بھی ہے کہ قاضی صاحب کا انتقال ابراہیم کی وفات کے دو سال بعد یعنی ۸۴۲ھ میں ہوا۔

---

[1] محمد قاسم فرشتہ۔ تاریخ فرشتہ اردو جلد دوم عبدالحی خواجہ ایم اے۔ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلیشرز لاہور۔ صفحہ ۸۷۷، ۸۷۸۔

شیخ کمال جائسی:

یہ بھی آپ کے خلیفہ تھے اور بڑے صاحب فضل و کمال تھے نظام یمنی لکھتے ہیں۔

''حضرت قدوۃ الکبریٰ ایک مدت مدید تک اس قصبہ میں مقیم رہے۔ جب آپ نے یہاں سے روانگی کا قصد فرمایا تو یہ جگہ شیخ کمال کے سپرد فرمادی اور یہاں کے مریدوں کی تربیت بھی ان کے حوالے کردی کہ وہ صاحب ریاضت و صاحب معاملات تھے اور ان کے یہ اوصاف حد کمال تک پہنچ چکے تھے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے تشریف لے جانے کے بعد وہاں کے اکابر و اصاغر آپ ہی سے استفادہ کرتے تھے۔ شیخ کمال نے کئی سال تک سفر و حضر کی کلفت اور صعوبت اٹھا کر یہ مقام حاصل کیا تھا اور ان کو خرقہ خلافت و اجازت سے سربلندی حاصل ہوئی تھی''۔[۱]

اس پتہ چلا کہ شیخ کمال جائسی روحانیت کے اس مقام تک پہنچ چکے تھے کہ وہ دوسروں کی تربیت کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے انہیں مریدین کی اصلاح و تربیت کرنے کا حکم دیا

شیخ حاجی فخر الدین:

آپ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی خدمت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کئے اور روحانیت کے بلند مقام پر پہنچے آپ کو اپنے شیخ کے ہمراہ بیت اللہ کے طواف کی سعادت بھی حاصل ہوئی لطائف اشرفی میں آپ کا ذکر اس طرح ہے۔ ''آپ زیور تعلیم سے آراستہ اور لباس تصوف سے پیراستہ تھے، حضرت قدوۃ الکبریٰ کے بہت ہی مخلص خلفاء میں سے تھے اور آپ کے ہمراہ کعبۃ اللہ کی مجاورت اور طواف کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے آپ موضع اوسرہنہ پرگنہ انکلی کے رہنے والے تھے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے ان اطراف کے معتقدین و مریدین کو آپ کے سپرد کردیا تھا۔ حضرت شیخ فخر الدین نے حضرت قدوۃ الکبریٰ کی یہاں تک خدمت کی ایک روز حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ اے فخر الدین بس اب نہ کر (کافی ہے)''۔[۲]

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۲۶۔

[۲] // // // // // // // // // // صفحہ ۶۲۹۔

شیخ داود:

آپ شیخ حاجی فخر الدین کے چھوٹے بھائی تھے انہوں نے بھی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر خلافت سے نوازے گئے ان کی روحانی تربیت سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حکم سے ان کے بڑے بھائی نے کی۔

قاضی رکن الدین:

ان کے حالات کسی اور کتاب میں نہیں ملتے اس لئے لطائف اشرفی میں جو کچھ ان کے متعلق بیان ہوا ہے وہ ہم بعینہٖ نقل کر رہے ہیں۔ ''آپ حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خلافت، واجازت سے مشرف تھے۔ خلافت ملنے کے بعد آپ کو موضع دوبنیری کی جانب نزد مقام حاجی پور دبھیج دیا گیا آپ نے وہاں خانقاہ تیار کی اور گرد و پیش کے لوگوں کی راہنمائی اور ہدایت میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ وہ لوگ آپ کے مرید ہو گئے۔ ان (قاضی رکن الدین) کو شیخ آدم عثمان کے سپرد کیا گیا کہ باہم رہیں۔ جب شیخ آدم مذکور حاجی پور کی جانب روانہ ہوئے تو فرمایا کہ شمال میں گھوسی سے گوی تک پہاڑ کی طرف تمہیں دیتا ہوں۔ یہ دونوں بھائیوں کا حصہ ہے۔''[1]

شیخ نورالدین:

آپ علم و فضل میں یگانہ تھے ظاہر علوم کی تکمیل کے بعد جب حصول روحانیت کی جانب مائل ہوئے تو سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان کی روحانی تربیت فرمائی اور انہیں ایک علاقے کی جانب تبلیغ کے لئے روانہ کر دیا نظام یمنی لکھتے ہیں۔ ''آپ کی ذات گرامی عجوبہ روزگار تھی۔ یہ علوم شرعیہ میں یگانہ اور اصول و فرع میں وحید عصر تھے۔ اس زمانے میں جبکہ حضرت قدوۃ الکبریٰ بنگالہ سے حضرت مخدومی سے شرفِ نیاز حاصل کر کے براستہ دوبنیری واپس آ رہے تھے تو شدید بارشوں کے باعث چند روز یہاں دوبنیری میں ٹھہرنا پڑا تو یہ خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان میں نور عقیدت دیکھا اور ان کی ذات میں خلوص پایا تو ان کو شرف ارادت سے مشرف فرمایا آپ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے ہمرکاب وہاں سے روح آباد

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۴۰۔

آئے یہاں کئی چلّے کئے اور چند بار خلوت نشین ہوئے۔ جب یہ سخت ریاضتوں سے فارغ ہوئے تو واردات عالیہ اور مقامات کمالیہ سے سربلند ہوئے جب ان میں خلافت کی استعداد پیدا ہوگئی تو خلافت سے مشرف کئے گئے۔ عطائے خلافت کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اب تم اپنے ملک کو واپس جاؤ تاکہ وہاں کے لوگ تم سے بہرہ مند ہوسکیں لیکن شرط یہ ہے کہ حضرت شیخ آدم کے ساتھ ان کی اتباع میں کام کرنا قصہ کوتاہ یہ کہ تینوں بزرگوں کو اس علاقہ میں روانہ کیا گیا اور ہر ایک کو خلافت سے بھی نوازا گیا۔ [1]

شیخ الاسلام گجراتی:

یہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے ان کا لقب شیخ الاسلام تھا ان کا نام معلوم نہ ہوسکا کیونکہ لطائف اشرفی میں انہیں اسی لقب سے یاد کیا گیا ہے ان کے مرید ہونے واقعہ اس طرح ہے۔

''جب حضرت قدوۃ الکبریٰ گجرات کی طرف تشریف لے گئے تو شیخ الاسلام نے پہلی ملاقات میں چند علمی مسائل حضرت سے بطور آزمائش دریافت کئے۔ حضرت نے ان کا کافی ووافی جواب مرحمت فرمایا لیکن یہ محض اپنی خودنمائی کے لئے کج بحثی کرتے رہے اور بے کار شور وغل مچایا۔ بات نے مناظرے کا رنگ اختیار کرلیا۔ یہاں تک کہ ایک دن دارالخلافت احمد آباد کی جامع مسجد میں جہاں کثرت سے لوگ موجود تھے انہو نے بہت زیادہ دروغ گوئی سے کام لیا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اس پر بھی تحمل و برداشت کا مظاہرہ کیا۔ جب یہ گھر واپس آئے اور رات کو سوئے تو ان کو تنبیہہ کی گئی کہ خبردار سید (قدوۃ الکبریٰ) سے مناظرہ مت کرو اور اگر اب بھی تم باز نہ آئے تو پھر تم جانو۔ جب صبح بیدار ہوئے تو انہوں نے وہاں کے حاکم (والی احمد آباد) کو اپنا سفارشی بنایا اور گناہ سے عذر خواہی کی۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ اب تک تو ہماری طرف سے وفا اور تمہاری طرف سے جفا کا سلسلہ جاری تھا لیکن اب نہ وفا نہ جفا بلکہ یہ محفل صفا ہے۔ یہ کہہ کر حضرت نے ان کو معاف کردیا۔ شیخ الاسلام اسی وقت حضرت کے حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے اس سفر میں حضرت قدوۃ الکبریٰ دوسال تک سرزمین گجرات میں رہے۔ شیخ الاسلام ہر وقت حاضر خدمت رہتے تھے۔ جب یہ خدمات شائستہ بجالائے اور ضروری ریاضتوں سے فراغت پاچکے اور اہلیت اور صلاحیت ان میں پیدا ہوگئی تو ان کو شرف خلافت سے سربلندی بخشی گئی ہر چند کہ اس مملکت میں حضرت

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۲۹۔

کے اور بہت سے خلفاء اور اصحاب موجود تھے لیکن علاقہ گجرات کے ارادت مندوں کی تربیت ان کے سپرد کر دی گئی جس کی وجہ سے بعض لوگوں نے ان سے حسد بھی کیا۔ جب حضرت قدوۃ الکبریٰ نے دلی کا عزم سفر فرمایا تو یہاں کے احباب و اصحاب کے استفادہ کے لئے آپ نے ''اشرف الفوائد'' اور ''فوائد الاشرف'' کے نام سے رسالہ لکھ کر شیخ الاسلام کے سپرد فرما دیا۔ جیسا کہ حضرت نے اس رسالہ کے دیباچہ میں اظہار فرمایا ہے''۔ [1]

حضرت شیخ مبارک:

آپ کا تعلق بھی گجرات سے تھا علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے سخت ریاضت و مجاہدے کے بعد خلافت سے سرفراز ہوئے نظام یمنی لکھتے ہیں۔ ''آپ گجرات کے اکابر و اماثر سے ہیں شیخ صاحب علوم ظاہری و باطنی کے لباس سے آراستہ و پراستہ تھے اور فضائل حمیدہ اور شمائل پسندیدہ سے بہرہ ور تھے، آپ نے حضرت قدوۃ الکبریٰ کی اس قدر مالی و بدنی خدمت انجام دی ہے کہ اور کوئی دوسرا ایسی خدمت نہیں کر سکا۔ شیخ مبارک حضرت قدوۃ الکبریٰ کے ساتھ روح آباد آئے اور یہاں آ کر متعدد چلّے کئے اور سخت ریاضتوں میں مشغول رہے تب آپ کو خلافت و اجازت کے شرف سے مشرف کیا گیا۔ [2]

حضرت شیخ حسین:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے نامور خلفاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے لطائف اشرفی میں آپ کا ذکر اس طرح ہے۔'' آپ بھی حضرت کے اصحاب کبار اور اصحاب نامدار میں سے ہیں حضرت قدوۃ الکبریٰ نے جس قدر ظاہری و باطنی التفات ان پر مبذول کیں اور مقامات مصطفوی ﷺ سے آگہی ان کو عطا فرمائی کسی دوسرے شخص کے حصے میں نہیں آئی۔ ان کا تعلق دودمان خلجی و خاندان محمدی سے تھا۔ بڑے صاحب ثروت و صاحب منصب تھے لیکن جب توفیق ازلی اور سعادت لم یزلی نے دستگیری کی تو شرف ارادت سے مشرف ہوئے سخت مجاہدے کے بعد مقاماتِ طریقت سے جب انہوں نے خود کو آراستہ کر لیا تب خلافت اور خرقہ کا حصول ممکن ہوا آپ کا مقام سکونت دوبنیری تھا اور قرب و جوار کے لوگ ان سے خاص عقیدت

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۲۴۱

[2] // // // // // // // // // صفحہ ۲۴۱

رکھتے تھے۔ سرحد چنپارن دورمیکہ کی نیابت ان کے سپرد کی گئی بنگالہ کے بادشاہ کو شیخ سے خاص عقیدت تھی اس نے آپ کے اصحاب کی رفاہِ معیشت کے لئے کچھ رقم بطور نذرانہ بھیجی۔ [۱]

حضرت شیخ محمود کنتوری:

یہ بھی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اجلہ خلفاء میں سے تھے یہ سفر وحضر میں آپ کے ساتھ رہے اور ریاضت مجاہدے کئے آپ نے تکمیل روحانیت کے بعد خلافت عطا فرمائی اور تبلیغ کا حکم دیا۔ نظام یمنی لکھتے ہیں۔

’’ آپ بھی حضرت قدوۃ الکبریٰ کے منتخب اصحاب اور چیدہ احباب میں سے تھے حضرت ان پر اسقدر عنایات فرماتے اور اتنا التفات ان سے کرتے کہ دوسرے اصحاب سے ایسا کم ہی التفات تھا۔ وہ سفر وحضر میں حضرت کی ملازمت میں رہتے تھے جب ریاضت ومجاہدہ کی تکمیل ہوگئی تو خرقہ خلافت اور اجازت سے سرفراز کئے گئے اور ان کو وطن مالوف کی طرف روانہ کردیا گیا جہاں قرب و جوار کے سب لوگ آپ کے مرید ہو گئے اور ان سے استفادہ کرنے لگے ایک روز حضرت قدوۃ الکبریٰ سے کنتور میں استدعائے ضیافت کی۔ اور حضرت والا کو اپنے مکان پر لے گئے اور دوسرے اصحاب واحباب کو بھی مدعو کیا۔ یہاں سے حضرت قدوۃ الکبریٰ قصبہ کنتور کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ محمود کنتوری کے مکان میں نزول اجلال فرمایا، انہوں نے ضیافت ومہانداری کی خدمات شائستہ انجام دیں ضیافت سے فراغت کے بعد حضرت شیخ سعد اللہ کیسہ دار کی خانقاہ میں تشریف لے گئے اور ان سے ملاقات ہوئی۔ سادات کنتور یہ میں سے ہر ایک نے نوبت بہ نوبت حضرت قدوۃ الکبریٰ کی ضیافت کی آپ نے سادات کنتور کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ صحیح النسب سید ہیں اور ان کو تاکید فرمائی کہ تم لوگوں میں سے کوئی اطراف ونواح میں شادیاں نہ کرے جب روانہ ہوئے تو شیخ سعد اللہ نے خرقہ کی التماس کی آپ نے ان کی التماس قبول کی اور فرمایا الفقر اکنفس واحد (فقیر ایک جان کی مانند ہیں) بالخصوص خاندان چشت رضوان علیہم اجمعین۔ [۲]

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۴۱

[۲] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۴۲

شیخ عبداللہ صدیقی بنارسی:

ان کے متعلق لطائف اشرفی میں کوئی تفصیل نہیں ملتی صرف اتنا لکھا ہے۔ ’’آپ قدوۃ العلماء زبدۃ الصلحاءِ زمانہ تھے آپ حضرت کے خلفاء کبار میں سے تھے۔[1]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلفاء میں سے تھے اور علم وفضل میں بھی یکتائے زمانہ تھے۔

شیخ صفی الدین مسندِ عالی صیف خان:

نظام یمنی ان کے متعلق لکھتے ہیں۔

’’آپ نے جو اعلیٰ مرتبہ پر فائز اور صاحب ثروت امیر تھے اس بات کی خواہش کی کہ تمام دینوی معاملات سے دستبردار ہو جائیں لیکن حضرت قدوۃ الکبریٰ نے قبول نہیں کیا اور ان سے فرمایا کہ مقصود اصلی کام ہے نہ کہ اضطرار (بے چارگی) کہ حق تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو مراتب شان وشوکت کے باوصف اپنا قرب عطا فرمایا ہے چنانچہ ایک مثال شیخ ابوسعید الخیر کی ہے (کہ جاہ و مال کی فراوانی کے باوصف قرب خداوندی سے نوازے گئے) پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا۔

حاجت بکلاہ ترکی داشت نیست
درویش صفت باش وکلاہ تتری دار

ترجمہ: تم کو ترک. جادوانی کہ ٹوپی سر پر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے کلاہ ثروت و مال سر پر رکھو لیکن درویش صفت بن جاؤ۔

چنانچہ حضرت قدوۃ الکبریٰ ان کی اس خواہش کی پذیرائی سے ہمیشہ اعراض فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ دولت باطنی ان کی مددگار ہوئی۔ تب حضرت نے ظاہری و باطنی اشغال سے ان کو سرفراز فرمایا۔

ان میں بہت ہی قوی اور عالی جذبہ پیدا ہو گیا تھا لیکن پیروں کی حفاظت ان کے کام آئی۔ ان کو پہلے خرقہ تبرک عطا کیا گیا اس کے کچھ عرصے بعد حضرت نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ خان موصوف خرقہ کو خلعت خانی اور عبائے سرداری کے نیچے ہمیشہ پہنتے تھے۔ ایک روز حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خدمت میں اسی حالت

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۴۳

میں حاضر ہوئے تو حضرت نے ان کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا ۔

بزرگان کہ نقد صفا داشتند
چنیں خرقہ زیرِ قبا داشتند

ترجمہ: وہ امراء جو صفائے قلب کی نقدی سے مالا مال ہوتے ہیں وہ اسی طرح قبائے سروری کے نیچے خرقہ فقر پہنا کرتے ہیں۔

ہم نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ان تمام خلفاء کا ذکر کیا ہے جن کا تذکرہ لطائف اشرفی میں موجود ہے کیونکہ اس سلسلے میں لطائف اشرفی ہی مستند ماخذ ہے جن خلفاء کا ذکر دوسری کتابوں میں ہے ان کے حالات ان کتابوں کے حوالے سے بیان کئے ہیں اور جن کا ذکر صرف لطائف اشرفی میں ہے ان کے تذکرے میں لطائف اشرفی کی عبارتیں بعینہٖ نقل کی ہیں۔ شیخ راجا اور قاضی ابومحمد عرف معین مٹھن سدہوری کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بھی خلفاء میں تھے بہر حال جتنے خلفاء تھے ان کے حالات وواقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سب عالم باعمل اور صوفی باصفا تھے اور ان میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں تھا کہ جو اَن پڑھ ہو بلکہ بعض تو ان میں ایسے تھے جنھوں نے علمی کتب تصنیف فرمائیں اور بہت سی کتابوں کے ترجمے کئے جیسے قاضی شہاب الدین دولت آبادی، شیخ صفی الدین ردولوی اور شیخ سلیمان محدث وغیرہ۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان کی باطنی تربیت فرمائی ریاضت ومجاہدہ کرایا اور جب دیکھ لیا کہ ان کا تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب ہو چکا ہے تب انہیں خلافت عطا فرمائی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خلافت ملنے کے بعد نہایت خلوص نیت سے دین کی خدمت کی ان کی بے لوث تبلیغ کا اثر یہ ہوا کہ لوگوں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ان کے ذریعے سلسلہ اشرفیہ کو بھی بڑا فروغ حاصل ہوا سید اشرف جہانگیر سمنانی کے یہ خلفاء برصغیر پاک وہند میں پھیلے ہوئے تھے یہی وجہ ہے کہ آج ہندوستان پاکستان کے علاوہ دنیا کے بیشتر ممالک میں سلسلہ اشرفیہ کی خانقاہیں نظر آتی ہیں جو آج بھی رشد وہدایت کا مرکز ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد اور آپ کے خلفاء نے دین کی ترویج واشاعت میں بڑا اہم کردار ادا کیا اور زبردست تبلیغی خدمات انجام دیں جو تاریخ کا ایک حصہ ہیں اور سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔

فصل دوئم:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ملفوظات وتعلیمات۔

ملفوظات درحقیقت وہ انمول خزانہ ہیں جو اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھنے سے حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے نیک اور برگذیدہ بندے جب اپنے آپ کو اپنے رب کے لئے وقف کردیتے ہیں تو وہ ان کی زبان وقلب سے علم وحکمت کے چشمے جاری فرمادیتا ہے پھر ان کی زبان سے جو لفظ نکلتا ہے دلوں پر اثر کرتا ہے سننے والے سنتے ہیں اور عمل کرنے والے عمل کرتے ہیں کچھ وہ ہوتے ہیں جو اس کی تہہ تک پہنچتے ہیں اور موتی نکال کر لاتے ہیں صوفیاء کرام اپنے مشاہدات وتجربات کو ایسے دلآ ویز انداز میں بیان کرتے ہیں کہ وہ پھر ساری دنیا کے انسانوں کے لئے مشعل راہ بن جاتے ہیں ان کے ملفوظات گنجینہ علم وعرفان بھی ہوتے ہیں اور انسانی زندگی کے رموز حسن اور سلیقے کی کلید بھی ملفوظات کی تاریخ بڑی پرانی ہے بزرگان دین نے اپنے مشائخ کے ملفوظات جمع کئے اور انہیں عوام الناس کے استفادہ کے لئے کتابی شکل میں شائع کیا۔ ملفوظات لکھنے کا آغاز کب سے ہوا محترم جناب شمس بریلوی (مرحوم) لکھتے ہیں۔

''ان بزرگان طریقت نے تیسری صدی ہجری میں تصنیف وتالیف کی طرف اپنی توجہ کا رخ موڑ دیا تھا ان حضرات کی تصانیف کا موضوع توجہ الی اللہ ذکر الٰہی ، ذکر الٰہی کے آداب، اتباع شریعت اور پیروی خیرالانام ہوتا تھا آپ تصوف کی اولین تصانیف کا اگر مطالعہ کریں تو آپ پر یہ بات بخوبی واضح ہوجائے گی میں یہاں تصوف کی ابتدائی اولین کتاب سے چند عنوانات پیش کر رہا ہوں جن سے یہ واضح ہوجائے گا کہ ان تصانیف میں ان حضرات کا نصب العین کیا تھا حضرت حارث المحاسبی (۱۶۵ھ۔۲۴۳ھ) تیسری صدی ہجری کے ایک عظیم المرتبت بزرگ ہیں آپ کی کتاب ''کتاب الرعایۃ'' کے نام سے مشہور ہے اس کتاب میں شیخ حارث المحاسبی نے ان موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ محاسبہ نفس، توبہ کرنے والے مشاہیر حضرات، توبہ کا طریقہ، ریا اور اسکی مختلف صورتیں، اخلاص کی اہمیت وافادیت، خلوص کے ساتھ احکام الٰہی کی اطاعت، نیت اور اس کی اہمیت اعمال، (اعمال حسنہ کا پوشیدہ رکھنا بہتر ہے یا ظاہر کرنا) عجب وتکبر، تواضع، فریبِ نفس حسد اور اس کی برائیاں، سالک اپنی زندگی کس طرح اسلامی سانچے میں ڈھال سکتا

ہے۔ یہ تمام عنوانات ۶۱ ابواب پر مشتمل ہیں عنوانات پر نظر ڈالیے "کتاب الرعایۃ" اسلامی زندگی کا ایک مرقع اور فضائل اخلاق یا اسلامی اخلاق کا ایک دستور العمل ہے حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الرعایۃ" کی تصنیف سے صوفیائے کرام مین تصنیف وتالیف کا شوق پیدا کر دیا چنانچہ آپ کے بعد تیسری صدی ہجری میں لکھی جانے والی کتب تصوف بصراحت ذیل ہیں۔

تام کتاب	مصنف	وفات
کتاب الصدق	حضرت ابوسعید خراز	۲۸۶ ہجری
رسائل جنید	سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی	۲۹۸ ہجری

چوتھی صدی ہجری میں صوفیائے کرام نے جو کتب تصنیف فرمائیں وہ یہ ہیں۔

کتاب اطواف والمخاطبات۔	شیخ محمد بن الجبار النفری	۳۵۴ ہجری
کتاب اللمع۔	طائس الفقراء ابونصر سراج	۳۷۸ ہجری
کتاب التعرف	حضرت ابوبکر ابن ابی اسحاق کلاباذی	۳۸۵ ہجری
قوت القلوب	حضرت شیخ ابوطالب مکی	۳۸۶ ہجری

ان تمام کتب مذکورہ کی زبان عربی ہے۔ پانچویں صدی ہجری میں موضوع تصوف پر متعدد کتابیں لکھی گئیں ان کتب میں حضرت شیخ ابوالقاسم قشیری (۴۶۵ھ) کا رسالہ قشیریہ اور حضرت شیخ علی بن عثمان الہجویری یعنی حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کی "کشف المحجوب" نے بڑی شہرت حاصل کی کشف المحجوب تصوف میں پہلی گرانقدر کتاب ہے جو فارسی زبان میں لکھی گئی۔[1]

شمس بریلوی کی تحریر سے پتہ چلا کہ ملفوظات جمع کرنے کی ابتداء تیسری صدی ہجری سے ہوئی اس کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہا چنانچہ شیخ کمال الدین محمد نے شیخ ابوسعید ابوالخیر چشتی کے ملفوظات حالات، وسخنان شیخ ابو سعید ابوالخیر کے نام سے ۵۵ھ میں فارسی زبان میں جمع کیے۔ خواجہ معین الدین چشتی نے اپنے پیر و مرشد

---

[1] مولانا جلال الدین رومی۔ فیہ ما فیہ۔ مترجم شمس بریلوی۔ ناشر زردی پبلشنگ ہاؤس کراچی۔ صفحہ ۲۶

حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ملفوظات ۵۸۲ھ میں جمع کئے جو انیس الارواح کے نام سے موجود ہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اپنے پیرو مرشد خواجہ معین الدین چشتی کے ملفوظات ''دلیل العارفین'' کے نام سے ۶۱۴ھ میں جمع کئے یہ بھی فارسی میں ہیں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نے اپنے پیرو مرشد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ملفوظات ''فوائد السالکین'' کے نام سے ۶۲۰ھ اور ۶۳۰ھ میں جمع کئے۔ شیخ امیر علا حسن سنجری نے اپنے شیخ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کے ملفوظات ''فوائد الفواد'' کے نام سے ۷۰۷ھ میں جمع کئے۔ نظام یمنی نے اپنے پیرو مرشد سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حالات و واقعات اور ملفوظات ''لطائف اشرفی'' کے نام سے جمع کئے جو فارسی میں ہیں اس کتاب کی تدوین و تالیف کس سن میں ہوئی یہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا لیکن اس کا جو قلمی نسخہ ہے اس پر ۱۰۸۰ھ درج ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی سن میں اس کی تدوین ہوئی بہر حال یہ ملفوظات کی مختصر تاریخ تھی جو ہم نے پیش کی اب ہم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ملفوظات پیش کریں گے جس سے اندازہ ہوگا کہ انہوں نے کیسی عظیم باتیں اور طریقت کے اہم اسرار و موز اور نکات بیان فرمائے ہیں۔

اختیار کیا ہے:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا کہ اختیار دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک مجازی اور دوسرا حقیقی۔ اختیار مجازی کی نسبت مخلوق سے ہے اور اختیارِ حقیقی کی نسبت حق تعالیٰ سے ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ متکلمین نے مسئلہ اختیار کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے (لیکن حقیقت یہ ہے کہ) وہ صوفیاء کی بنسبت اس مسئلے کو صحیح طور پر بیان نہ کر سکے۔ (علمائے حقہ نے) اختیار کے مسئلے میں حد سے بڑھ جانے کے لئے منع کیا ہے۔ بہر حال تصوف کے کل عقائد میں سے مسئلہ اختیار کا جاننا ضروری ہے نیز ایک صوفی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ عقیدہ حافظیہ سے واقف ہو۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ مسئلہ اختیار کی تشریح خاص طویل ہے تاہم ایک تیز طبیعت شخص مندرجہ ذیل حکایت سے (اس مسئلے کی حقیقت) معلوم کر سکتا ہے۔

''بیان کرتے ہیں کہ کسی نے کاغذ سے پوچھا کہ تیرا چہرہ تو سفید تھا سیاہ کیسے ہو گیا۔ کاغذ نے جواب دیا کہ یہ بات روشنائی سے معلوم کرو کہ اس نے کس بنا پر میرے چہرے کو سیاہ کیا۔ روشنائی بولی کہ میں تو دوات کے

اندر تھی اور قطعی طور پر میرا باہر آنے کا خیال نہ تھا کیونکہ میں (دوات کے) تیرہ و تاریک گوشے سے مانوس ہوگئی تھی۔ قلم سے دریافت کیا جائے کہ اس نے فضول کی ہوس کی اور ظلم اختیار کرتے ہوئے مجھے گھر سے باہر نکالا قلم نے کہا یہ بات ہاتھ سے پوچھو جس نے مجھ پر جبر کیا اور مجھے جنگل سے باہر لا کر جڑ بنیاد سے اکھاڑا۔ پھر میرا سر چاقو سے پارہ پارہ کیا اور گردن اڑا دی میرے سینے میں شگاف ڈالا اور (دوات کی) تاریکی میں ڈال دیا۔ اس قدر زخم مجھے دیئے اور اب میرے زخموں پر نمک چھڑکتا ہے سائل نے ہاتھ سے پوچھا کہ تو نے قلم پر کیوں ظلم کیا۔ ہاتھ نے جواب دیا کہ مجھ میں کھال اور ہڈی کے سوا کچھ نہیں ہے میری حیثیت یہی ہے کہ کھال اور ہڈی سے ترتیب دیا گیا ہوں۔ کھال اور ہڈی کسی پر ظلم کرنے کے قابل نہیں ہوتی (کیونکہ) وہ خود سے حرکت کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔ مجھے دست قدرت نے حیران کیا جب دست قدرت سے دریافت کیا گیا تو دستِ قدرت نے کہا تم لوگ (اکثر دوسرے کو) ملامت کرنے کے عادی ہو۔ (اصل) محرک سے دریافت کرو، اور وہ ارادہ ہے۔ جب ارادے سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ حضرت دل نے میرے پاس قاصد علم بھیجا اس نے عقل کی زبان میں مجھے حکم دیا کہ قدرت کو ہلاؤ جلاؤ اور متحرک کرو میں بہ حالتِ اضطراب قدرت کو حرکت میں لایا کیونکہ میں سدا کا حیرت زدہ ہوں اور مجھ پر علم و عقل ہمیشہ غالب رہتے ہیں۔ میں کسی پر حکم نہیں چلاتا جب مجھے دل کی جانب سے حکم ملتا ہے تو میں اسے بجا لاتا ہوں آپ مجھ پر غصہ نہ ہوں بالآخر علم، عقل اور دل سے حقیقت دریافت کی گئی عقل نے کہا کہ میں ایک چراغ ہوں۔ چراغ خود بخود روشن نہیں ہوتا جس نے مجھے روشن کیا ہے اس سے معلوم کرو۔ دل نے کہا میں محض صورت ہوں اور خود سے خارج میں نہیں آیا مجھے اس طرح کا بنایا گیا ہے کہ اپنے آپ میں رہوں۔ جلائے ہوئے اور بنائے ہوئے کا حال جلانے والے اور بنانے والے سے پوچھنا چاہیئے علم نے کہا کہ میں لوح دل پر تحریر کردہ ایسا نقش ہوں (جس سے) بہت سے نقوش پیدا ہوتے ہیں۔ حقیقت قلم سے معلوم کرو کیونکہ میں اپنے باطن میں ایک تحریر دیکھتا ہوں ظاہر ہے کہ یہ قلم کا کام ہے کیونکہ بغیر قلم کے کوئی تحریر وجود میں نہیں آتی سائل نے کہا کہ میں سوائے اس کے کچھ نہیں جانتا کہ قلم محض نرکل ہے، لوح صرف لکڑی ہے تحریر سیاہی ہے اور چراغ صرف آگ ہے (مجھے میرے سوال کا جواب دو) تب علم نے کہا اے شخص جان لے کہ یہ تمام گفتگو قیل وقال سے زیادہ نہیں حقیقت وہی جانتا ہے جو صاحب حال ہے۔ ارشاد

باری تعالیٰ ہے: قُلْ کُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ۔ (آپ فرما دیجئے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے) [۱] سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ ہر چیز کا خالق و مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اس مثال کے ذریعے وہ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ کل اختیار اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے فاعل حقیقی وہی ہے مالک حقیقی وہی ہے اور رازق حقیقی بھی وہی ہے انسان مجازی طور پر ان چیزوں کا مالک ہے اور اسے ان پر اختیار دیا گیا ہے کشف المحجوب میں لکھا ہے۔ ''اختیار یہ ہے کہ حق کے اختیار کو اپنے اختیار پر اختیار کرے یعنی جو کچھ حق تعالیٰ نے ان کے لئے اختیار کیا ہے خواہ خیر ہو یا شر اسی کو پسندیدہ رکھے''۔ [۲]

اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور بندہ حقیقت میں وہی بندہ ہے جو اسے اختیار کرے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اختیار کیا ہے۔

حیرت کی تعریف اور اس کی اقسام:

سید اشرف جہانگیر سمنانی حیرت کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حیرت مذموم بھی ہوتی ہے اور محمود بھی۔ پہلی حیرت دلائل اور اسناد کے تقابل سے پیدا ہوتی ہے دوسری حیرت مسلسل واردات اور متواتر الہامات کی بدولت اہل کشف و وجدان کو نصیب ہوتی ہے۔ وہ حیرت جو اہل فکر و دلیل کا حصہ ہے اس سے پناہ مانگی ہے۔ دوسری حیرت کے لئے دعا کی ہے ''رب زدنی تحیراً'' یعنی اے میرے رب میرے تحیر میں زیادتی کر، اسی مقام سے عبارت ہے۔ وہ عقیدہ جو دلائل سے حاصل ہوتا ہے اس کا جھکاؤ شک کی طرف ہوتا ہے، بخلاف اصحابِ کشف و عرفان کے عقیدے کے۔ جب کہ عقل صافی جو غفلتوں اور شہوتوں سے مجرد ہو چکی ہو، اس کے ذریعے سے توحید تک رسائی محال ہے تو تاریک و محدود عقل کے ذریعے توحید تک پہنچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ عقل کا شکرہ جب عالمِ توحید میں پرواز کرتا ہے تو شکوک و شبہات کے سوا کوئی شکار اسے نہیں ملتا۔ متکلم توحید پر دلیل لاتا ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ وہ توحید پر یقین رکھتا ہے۔ لیکن (درحقیقت اس کا باطن شک و شبے میں آلودہ ہوتا ہے) [۳]

---

[۱] نظام یمنی لطائف اشرفی۔ حصہ اوّل، مترجم: پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر: ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی۔ صفحہ ۲۶

[۲] سید علی ہجویری۔ کشف المحجوب۔ مترجم علامہ ابوالحسنات قادری۔ ناشر: اسلامک بک فاؤنڈیشن ۲۴۹۔ ای سمن آباد لاہور۔ صفحہ ۵۹۴

[۳] نظام یمنی لطائف اشرفی۔ حصہ اوّل، مترجم: پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر: ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۲۶

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا، تحیر کے لغوی معنی سرگشتہ ہونے اور گم ہو جانے کے ہیں المتحیر لم یکن له مخرج من امره یمضی و عاد الیٰ حاله یعنی متحیر وہ شخص ہے جو اپنے کسی معاملے سے نہ نکل سکے اور اپنی حالت کی طرف غور نہ کر سکے۔ اگر مستغرق کو حالت استغراق میں صفاتِ افعالی کا کشف حاصل ہو جائے تو اس کیفیت سے لوٹ سکتا ہے اور جلد اپنی اصل حالت پر واپس ہو سکتا ہے۔ لیکن متحیر کو چوں کہ صفاتِ ذاتی کا کشف ہوتا ہے جو کچھ دنیا اور آخرت میں ہے اسے دکھایا جاتا ہے اور مملکت الٰہی میں جو کچھ ہے اس پر ظاہر کر دیا جاتا ہے اس لئے وہ از خود اپنی اصل حالت پر نہیں آ سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اس کو اپنی اصلی حالت پر نہ لائے۔[1]

غالباً اس ارشاد سے مراد مجذوب ہے جو خدا کی ذات میں گم ہوتا ہے اس کی نگاہوں سے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں اور کائنات کی ہر چیز اس پر آشکار ہو جاتی ہے۔ قطب ربانی حضرت ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی فرماتے ہیں ”مجذوب وہ ہے جو ہر وقت جذب کی کیفیت میں رہتا ہو وہ دنیا مافیہا سے بے خبر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے جلوؤں میں گم رہتا ہے اور ہمہ وقت نظارہ کرتا ہے اور ایک منٹ کے لئے بھی اس منظر سے نظر ہٹانا گوارہ نہیں کرتا۔[2]

سید اشرف جہانگیر سمنانی بھی یہاں یہی بتانا چاہتے ہیں جس شخص پر کیفیت طاری ہو جائے پھر وہ خود اس کیفیت سے باہر نہیں آ سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کیفیت سے باہر نہ لائے۔

علم کیا ہے:

ایک مرتبہ علم پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا! العلم بیضاء زھراء و سائر الفنون ذراتھا۔

(علم ایک چمکتا ہوا آفتاب ہے اور تمام ہنر اور پیشے اس کے ذرّے ہیں)۔

سید عبدالرزاق نورالعین نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حضور میں عرض کیا کہ طالبِ حقیقت کے لئے ان علوم کثیرہ میں کون سا علم حاصل کرنا اہم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ توحید جان لینے اور ایمان کے پہچان لینے کے بعد اول اول جس چیز کا جاننا ہر بندہ پر واجب ہے وہ تمام عقائد حقہ شریعت و طریقت کا جان لینا ہے اور

---

[1] نظام یمنی لطائف اشرفی۔ حصہ اول، مترجم: پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر: ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی۔ صفحہ ۲۷

[2] سید طاہر اشرف جیلانی۔ ملفوظات قطب ربانی۔ ناشر اشرف پبلیکیشنز۔ پوسٹ بکس ۲۴۲۴ اشرف آباد کراچی۔ صفحہ ۲۶

عبادت کا جاننا ہر درویش پر فرض ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے " ادبوا ثم افقهوا ثم اعتزلوا واعملوا" پہلے ادب سیکھو پھر علم دین حاصل کرو بعدازاں عزلت گزینی اختیار کرو اور جو کچھ حاصل کیا ہے اس پر عمل کرو۔

سید عبدالرزاق نورالعین نے عرض کیا کہ علمائے دنیا وعلمائے آخرت میں کیا فرق ہے؟ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا کہ ادنیٰ فرق ایسا ہے جیسے کھری کھوٹی چاندی میں ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عالم باللہ کی فضیلت عالم بالا حکام پر ایسی ہے جیسے دیکھنے کی سننے پر اور یہ ظاہر ہے کہ خبر معائنہ کے برابر نہیں ہے اسی طرح یہ بھی فرمایا ہے کہ بھٹکا ہوا عالم ایسا ہے جیسے کشتی کہ جب ڈوب جاتی ہے اس کے ساتھ ایک خلق کی خلق ڈوب جاتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی فرمایا ہے کہ عالم بے عمل مثل کمان بے چلہ کے ہے۔ سید اشرف جہانگیر نے فرمایا کہ عالم بے عمل ایسا ہے جیسے آئینہ بے قلعی کے، کیونکہ جب تک علم کے آئینے میں عمل کی قلعی نہ ہوگی احوال ومقامات کا چہرہ نظر نہ آئے گا اور لطائف قلبی کی لطافت نہ بڑھے گی۔ [1]

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ آپ علم کے ساتھ عمل پر کتنا زور دیتے تھے آپ کے نزدیک علم بغیر عمل کے بے کار ہے اسی لئے آپ نے فرمایا جب تک علم کے آئینے میں عمل کی قلعی نہ ہوگی احوال ومقامات نظر نہ آئے گا مطلب یہ ہے کہ جب تک علم پر عمل نہیں کیا جائے گا مقامات حاصل نہیں ہوسکتے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں۔ ''میں نے عوام میں ایک گروہ دیکھا ہے کہ وہ علم پر عمل کو فضیلت دیتا ہے اور ایک جماعت دیکھی ہے جو عمل پر علم کو مقدم رکھتی تھی اور درحقیقت یہ دونوں باطل پر تھے اس لئے کہ عمل بغیر علم عمل نہیں کیونکہ عمل، عمل جب مانا جاتا ہے جب کہ اس کا علم ہو عمل کنندہ جانے کہ اس عمل سے ہمیں یہ ثواب یا درجہ ملے گا جیسے نماز اور اس کی صحت اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ نماز پڑھنے والا احکام طہارت کا علم نہ حاصل کر لے اور جب تک پانی کے پاک ہونے کا علم نہ ہو جائے وضو صحیح نہیں ہوسکتا قبلہ کی سمت کا اگر علم نہیں نماز درست نہیں اسی طرح جب تک نیت کے معنی اور اس کی حقیقت کا علم نہ ہو نماز بے کار ہے اسی طرح اگر ارکان نماز نہیں جانتا تو نماز کہاں درست ہوسکتی ہے تو ثابت ہوا کہ عمل علم سے قریب ہوتا ہے تو وہ جاہل جو علم کو عمل سے علیحدہ کر رہا ہے

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۸۔

اور علم کو عمل پر فضیلت دے رہا ہے محض لغو اور بنا علی الباطل ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ علم کا وجود بغیر عمل نہیں [1] حضرت داتا گنج بخش اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ارشادات سے ثابت ہو گیا کہ علم اور عمل لازم و ملزوم ہیں یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے جہاں بھی علم ہو گا اس کے ساتھ عمل لازم ہو گا اور اگر ان کو جدا کیا جائے گا تو یقیناً خرابی پیدا ہو گی کیونکہ بغیر عمل کے علم کبھی فائدہ نہیں دے سکتا۔

علم فقہ کا جاننا ضروری ہے:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے علم فقہ کی متعلق ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی زندگی ایک ہفتہ سے زیادہ باقی نہیں ہے تب بھی اس کو چاہئے کہ علمِ فقہ کے حصول میں مشغول رہے (علم فقہ سیکھے) کہ ایک دینی مسئلہ کا جان لینا ہزار رکعت نفل ادا کرنے سے بہتر ہے۔ [1]

اس سے پتہ چلا کہ علم فقہ کی کتنی فضیلت ہے اور یہ علم کتنا اہم ہے کہ اگر زندگی کے ختم ہونے کا علم ہو جائے تو انسان علم فقہ کے حصول میں لگ جائے علم فقہ کیا ہے مولانا زوار حسین شاہ اس کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''متقدمین (صدر اسلام کے بزرگوں) کی اصطلاح میں فقہ کا لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے فقہ کی یہ تعریف منقول ہے کہ معرفتہ النفس مالھا و ما علیھا (یعنی نفس کا اپنے متعلق ان احکامات کو پہچاننا جو اس کے ظاہر و باطن سے متعلق ہیں اور ثواب و عذاب کو لازم کرنے والے ہیں۔ [2]

معلوم ہوا کہ اتنا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے جس سے وہ احکامات کو صحیح طریقے سے ادا کر سکے۔

ظاہر و باطن کو سنوارنا:

آپ نے فرمایا کہ اپنے اعضاء کا عمدہ عبادتوں سے آراستہ کرنا اور باطن کا پسندیدہ خوبیوں سے سنوارنا فیض الٰہی کا موجب اور لامتناہی الطاف کے ورود کا باعث ہے۔ اس بات کو تم ایک مثال سے سمجھو! اگر تم سے کوئی مخبر یہ کہے کہ اگلے ہفتے بادشاہ تم سے ملنے آئے گا تو تم آئندہ ہفتہ کسی کام میں مشغول نہیں ہو گے بجز اس کے کہ جس چیز کو تم سمجھتے ہو کہ وہ سلطان کو پسند آئے گی اور اس کی نظر اس پر پڑے گی اس کو پاکیزہ اور صاف

---

[1] سید علی ہجویری۔ کشف المحجوب۔ ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن۔ ۱۲۴۹ این سمن آباد لاہور صفحہ ۵۴۱۔

[2] مولانا سید زوار حسین شاہ۔ عمدۃ السلوک۔ ناشر: ادارہ مجددیہ۔ ۱۲/۵ ایچ ناظم آباد نمبر ۳ کراچی صفحہ ۱۸۲۔

کر کے سجا کر رکھو گے۔ تمام جگہ کو، اپنے لباس کو صاف اور ستھرا رکھو گے۔ (یعنی بادشاہ کی آمد کی خبر سن کر گھر کو خوب آراستہ و پیراستہ کرو گے) اب ذرا خود سمجھ لو کہ میرا یہ اشارہ کس طرف ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم یہ کرو یا وہ کرو بس اس قدر اشارہ کافی ہے۔[1]

اس مثال سے آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں جانے سے پہلے یعنی قیامت کے دن سے پہلے اس کی تیاری کی جائے اور اس دنیا میں وہی اعمال و افعال انجام دیئے جائیں جو خدا کو پسند ہیں تاکہ وہ ہمارے اعمال سے خوش ہو کر ہمیں جنت میں داخل فرمادے۔

صالحین کا ذکر:

شیخ اصیل الدین سفید باز جو کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلفاء میں سے ہیں انہوں نے مقالات اولیاء اور کلمات مشائخ کے سننے کے فوائد کے سلسلہ میں آپ سے درخواست کی' حضرت نے ارشاد فرمایا کہ صالحین کا ذکر اور عارفین کا تذکرہ ایک نور ہے جو ہدایت طلب کرنے والوں کے دلوں میں پرتو فگن ہوتا ہے۔[2]

مطلب یہ ہے کہ جہاں صالحین کا ذکر ہوتا ہے وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور جب انسان ان کا ذکر سنتا ہے تو اس کی روح میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور ان کے واقعات سے اسے ہدایت حاصل ہوتی ہے اسی لئے آپ نے اسے نور قرار دیا کیونکہ صالحین کا ذکر درحقیقت دلوں میں روشنی پیدا کرتا ہے اور سیاہی کو دور کر دیتا ہے سوچنے کا مقام ہے کہ جب ان کے ذکر کی یہ تاثیر ہے تو خود ان کی اپنی ذات میں کیا کمال ہوگا۔

صحبت اولیاء:

نظام یمنی لطائف اشرفی میں لکھتے ہیں۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا ہو جاؤ نیکوں کے ساتھ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنے چہروں کو عارفین کے آئینہ قلب میں دیکھو مخفی تر ہے کہ عارفوں کے آئینہ سے مراد ان کی معرفتوں کی حالتیں ہیں کہ اپنے حال کے چہرہ اور اپنے اعمال کے سایہ کو طالبان صادق اور سالکان واثق اس طائفہ کے واقعات و مقامات کے اسی آئینہ میں دیکھتے ہیں اگر غرور و پندار کا تنکا ان کے

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۸۔

[2] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۸۔

احوال کی داڑھی میں ہوتا ہے تو جھاڑ دیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہمارے اقوال و افعال ان مقدسوں کی طرح نہیں ہیں جبکہ غرور کو اپنے اعمال سے نکال دیتے ہیں اور اپنی کمزوری ان بزرگوں کے مقابلہ میں محسوس کرتے ہیں اور غرور و مکاری اور خود پسندی سے پرہیز کرتے ہیں جیسا کہ بعض بزرگ عارفوں نے فرمایا ہے کہ اپنے حالات کا خلق کے حالات سے موازنہ نہ کرو بلکہ صدیقین کے حالات سے موازنہ کرو تاکہ تم کو ان کی فضیلت اور اپنی ناداری معلوم ہو۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اسی سلسلہ میں مقام شیخ الاسلام سے نقل فرمایا کہ بزرگان زمانہ اور مشہور یادگاران سلف سے وصیت کی کہ ہر بزرگ کی کوئی بات یاد کرلو۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ان کا نام یاد رکھو کہ اس سے نفع پاؤ گے۔ اس کی بہترین نشانی یہ ہے کہ مشائخ کی باتوں کو سنو اور تم کو اچھا معلوم ہو اور دل سے اس طرف مائل ہو اور انکار نہ کرو جب اللہ تعالیٰ تم کو کوئی اپنا دوست دکھلائے اور تم کو پسند نہ پڑے اور کمتر معلوم ہو تو ہر بدتر گناہ سے یہ بدتر ہے، کیونکہ یہ محرومی و حجاب کی دلیل ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہ تَعَالیٰ مِنْ حِرْمَانِ هٰذا العِرْفَان (پناہ میں رکھے ہم کو اللہ تعالیٰ اس عرفان کی محرومی سے) بالفرض نگاہ میں غلطی ہوگئی اور وہ ذات وہ نہ ہو جس کے سبب تم نے قبول کیا تو تم کو نقصان نہ ہوگا کہ تمہاری نیت اس سے ٹھیک تھی۔[1]

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ہمیں صحبت کی اہمیت سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ صحبت کی بڑی اہمیت ہے نیکوں کی صحبت انسان کو نیک بنا دیتی ہے اور بدوں کی صحبت بد بنا دیتی ہے اسی لئے کہا گیا صحبتِ صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند۔

اچھوں کی صحبت اختیار کرو تاکہ تم اچھے بن جاؤ۔

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحبت مشائخ کی یہ بھی شرط ہے کہ جن کے پاس بیٹھے انہیں ان کے درجے کے مطابق پہچانے بوڑھوں سے باادب رہے اور ہم جنسوں سے عشرت میں زندگی بسر کرے بچوں سے شفقت کے ساتھ پیش آئے بلکہ معمر لوگوں کو باپ کی جگہ اور ہم عمروں کو بھائی کے برابر بچوں کو اولاد کی جگہ سمجھے ہر گناہ سے اجتناب کرے حسد سے بچتا رہے عداوت سے روگردانی کرے اور نصیحت کرنے میں دریغ نہ کرے مجلس میں دوسرے کی غیبت کرنا اور خیانت کرنا ایک دوسرے کی عقل اور

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۲۹، ۳۰

فعل پر حرف زنی کرنا بھی ادب صحبت میں ممنوع ہے۔ [۱]

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد سے پتہ چلا کہ وہ صحبت کی اہمیت کے ساتھ ساتھ اس کے آداب بھی بتا رہے ہیں تا کہ سالک جب صحبت اختیار کرے تو ان آداب کو بجالائے اسی صورت میں وہ پوری طرح مستفیض ہو سکتا ہے۔

اولیائے کرام کے کلمات:

اولیاء کے ارشادات کے بارے میں فرمایا کہ متقدمین صوفیہ حضرات کے کلمات اور ارباب کمال کی تالیفات اللہ تعالیٰ کے رموز میں سے ایک رمز ہے اور باری تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے ہر کسی کو اس سے آگہی حاصل نہیں ہوتی لیکن جس کا باطن نور وجدان سے اور جس کا قلب حضور عرفان سے بہرہ یاب ہوتا ہے (وہ اس سے آگاہی پا سکتا ہے) حضرات صوفیاء کے ارشادات کے سننے کا استحقاق اور اس پاک گروہ سے آگاہی کے حصول کے لئے ادنیٰ ترین قابلیت اور اہلیت یہ ہے کہ کشف خاص حاصل ہو یا فہم ناشی مقام اختصاص سے ہو حضرت کبیر نے عرض کی کشف خاص و فہم ناشی عن اختصاص سے کیا مراد ہے حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ کشفِ خاص سے مراد سالک کے دل میں نور الٰہی کا ایسے طریقہ پر ظاہر ہونا ہے کہ اس کو یقینی عقیدہ اور سچے علوم اس بارے میں حاصل ہوں کہ سوا اللہ کے لئے کوئی وجود نہیں اور بے شک جو کچھ ماسوا اللہ دیکھا جاتا ہے کچھ نہیں ہے سوائے اللہ کے جو اس کے ظاہر و باطن و بصیرت کو گھیرے ہوئے ہے اور یہ کشف خاص ہوتا ہے۔ یہ مقدمات عقلیہ اور براہین نظریہ اور مکشوفات ملکوتیہ وجنیہ وملکیہ سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ کشف الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ فہم ناشی عن مقام اختصاص سے مراد ارباب حقیقت کی تقلید ہے اور ان کے کلمات کے مطالعہ اور ان کے رموز و ارشادات کے سمجھنے سے ان کے اقوال کو قبول کرنا، احوال کو ماننا اور ان کے معارف اور کشفوں اور حقائق و دقائق کا ادراک کرنا ہے اور اسی کا نام کشف نظری ہے اور یہ مقام اختصاص و نہایت اخلاص ہی سے ہوتا ہے کیونکہ یہ طریقہ عقل کے طریقوں سے بالاتر ہے۔ [۲]

---

[۱] حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ۔ کشف المحجوب (اردو) ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن ۲۴۹ این سمن آباد لاہور صفحہ ۵۴۱۔

[۲] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۴۸، ۴۹

سید اشرف جہانگیر سمنانی یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اصل چیز اخلاص ہے اگر یہ نہیں ہے تو پھر کبھی کچھ حاصل نہیں کرسکتا کیونکہ آپ نے مقام اختصاص کے متعلق فرمایا یہ نہایت اخلاص سے حاصل ہوتا ہے یعنی اخلاص کو بڑی اہمیت حاصل ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں شریعت کے تین جز بتائے اور تیسرا جز اخلاص کو قرار دیا چنانچہ وہ فرماتے ہیں ''شریعت کے تین حصے ہیں علم، عمل اور اخلاص جب تک یہ تینوں چیزیں متحقق نہیں ہو جاتیں شریعت متحقق نہیں ہوسکتی اور جب شریعت متحقق ہوگئی تو پھر حق سبحانہ وتعالیٰ کی رضا حاصل ہوگئی جو تمام دینی و دنیوی سعادت سے بڑھ چڑھ کر ہے و رضوان من اللہ اکبر۔[1]

حضرت مجدد الف ثانی کے اس ارشاد سے بھی پتہ چلا کہ اخلاص ضروری ہے اور خصوصاً طالبان راہ سلوک کے لئے تو بے حد ضروری ہے کیونکہ راہ سلوک میں قدم قدم پر اخلاص کی ضرورت ہوتی ہے اور اسی سے منازل طے ہوتی ہیں۔

مشاہدہ کی دولت:

نظام یمنی لکھتے ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے ہیں کہ مشاہدہ کی دولت ہر شخص کو اس کے تصفیہ قلب اور تزکیہ باطن کے اعتبار سے مختلف اور متفاوت طور پر نصیب ہوتی ہے یکساں طور پر نہیں۔ بعض حضرات کو حق تعالیٰ اس مشاہدہ کے شرف سے ہمیشہ مشرف فرماتا ہے (ان کو یہ مشاہدہ علی الدوام حاصل ہوتا ہے) بعض کو شب و روز میں اکثر اوقات یہ مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور بعض کو بہت کم ساعات کے لئے یہ دولت حاصل ہوتی ہے اور بعض حضرات مرتبۂ شہود میں اس مرتبہ پر ہیں کہ ان کے کانوں میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُم کا نغمہ گونجتا رہتا ہے اور وہ اس کو کبھی نہیں بھولتے۔

اس موقع پر نور العین نے عرض کیا کہ اس گروہ میں دولت مشاہدہ کے اثر کا نشان اور علامت کیا ہے؟ (کس طرح سے معلوم ہو کہ یہ لوگ دولت مشاہدہ سے مستفید اور بہرہ ور ہیں اور توحید حالی کا ان پر غلبہ ہے) حضرت قدوۃ الکبریٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس اسرار کی بہت سی نشانیاں ہیں ان نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایسے حضرات کا دیدار حق تعالیٰ کے ذکر کا موجب بن جاتا ہے (ان حضرات کو دیکھ کر انسان

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی۔ مکتوبات امام ربانی (اردو) حصہ اول مکتوب نمبر ۳۶ ناشر ادارہ اسلامیات ۱۱۹ انارکلی لاہور صفحہ ۹۱۔

خدا کو یاد کرنے لگتا ہے اور وجدان حق کا سبب بنتا ہے)

اذ راو وجوھھم ذکراللّٰہ۔ جب وہ ان کے چہرے دیکھتے ہیں تو اللہ کی یاد کرنے لگتے ہیں ان علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ یہ حضرات کسی تکلیف کا اثر قبول نہیں کرتے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں منقول ہے کہ کافروں سے ایک جنگ کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بہت سے زخم آئے اور آپ کے جسم میں تیر کے پیکان بھی رہ گئے جب ان کے نکالنے کی تدبیر کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ابھی مت نکالو جب میں حرم کعبہ میں نماز میں اپنے جاں نواز کے ساتھ مشغول نیاز ہوں تو اس وقت اس پیکان کو نکال لینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ان کو کچھ بھی تکلیف کی خبر نہ ہوئی جب حال مشاہدہ ختم ہوا تب آپ کو معلوم ہوا۔ [۱]

اس سے معلوم ہوا کہ جب مشاہدہ ہوتا ہے تو انسان دنیا سے بالکل لاتعلق ہو جاتا ہے اس وقت وہ صرف اور صرف مشاہدہ حق میں محو ہوتا ہے رسالہ قشیریہ میں لکھا ہے۔ ''مشاہدہ حق تعالیٰ کے آگے اس طرح حاضر ہوتا ہے کہ صحیح حالات کو بندہ مشاہدہ کرے ان میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے چنانچہ جب اسرار کا آسمان پردوں کے بادلوں سے صاف ہوتا ہے شہود مشاہدہ کا سورج برج شرف سے جگمگا اٹھتا ہے۔ [۲]

علم توحید:

نظام یمنی لکھتے ہیں: حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ صوفیہ حضرات کو عقیدہ علم توحید سے ضرور آگاہ ہونا چاہیئے کہ اہل طریقت کا اصول اور خداوندان حقیقت کا وصول ہی علم شریعت ہے۔ اس موقع پر بابا حسین نے علم توحید کے فوائد سے آگاہ ہونے اور معالم تفرید سے بہرہ ور ہونے کی درخواست کی (عرض کیا علم توحید کے وائد اور عالم تفرید کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں) حضرت نے اپنی لسان گوہر بار سے ارشاد کیا کہ اصحاب توحید کے عقائد پر ایمان لانا اور ارباب تفرید کے قواعد سے وابستگی بہت ہی اہم چیز ہے۔ اس لئے کہ بہت سے محققین صوفیہ اور عارفانہ طائفہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ یقین جو صوفیہ کاملین کے مقدمات سے اور وہ عقیدہ جو صوفیہ متقدمین کے کلمات کے ملاحظہ اور مطالعہ سے حاصل ہوتا وہ اس

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ ابلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۴۹۔

[۲] امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری۔ رسالہ قشیریہ۔ ناشر ادارہ تحقیقات اسلامی جامعہ اسلامیہ اسلام اباد صفحہ ۲۲۵۔

زمانے کے اصحاب مجاہدہ کے مکاشفے سے کہیں بہتر ہے! ان حضرات نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ کشف کے بعد بیان کیا ہے اور کشف کے لئے ریاضت اور مجاہدہ شرط ہے۔ پس ان کے اقوال مجاہدہ و ریاضت سے اشرف و بہتر ہوئے۔ کَمَا قَالَ الاشرف ۔ مَنْ لَمْ یعمل اکتساب المجاهده لم یحصل له جناب المشاهده ۔ (جو عمل سے کسب ریاضت نہیں کرتا اس کو مشاہدہ سے بہرہ ور نہیں کہا جا سکتا) اور اگلے کاملوں کی ریاضت و مشقت علم و یقین پر ہے برخلاف پچھلوں کی ریاضت کے کہ رسمی اور کتابی ہے۔[1]

سید اشرف جہانگیر سمنانی یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مجاہدہ کے بغیر مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا اور یہ حقیقت ہے کہ بزرگان دین نے مشاہدہ حاصل کرنے کے لئے بڑے سخت مجاہدے کئے اور عبادت و ریاضت چلہ کشی کر کے یہ نعمت حاصل کی اب اگر کوئی مشاہدہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ مجاہدہ کرے یعنی تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کر کے عبادت و ریاضت کرے بغیر اس کے مشاہدہ ناممکن ہے جب انسان مجاہد کرتا ہے تو اس کا قلب گناہوں کی آلودگی سے پاک ہو جاتا ہے اور اس میں روشنی پیدا ہوتی ہے اور جب روشنی پیدا ہو تو اسی وقت مشاہدہ شروع ہو جاتا ہے لیکن یہ سب کچھ مجاہدے کے بغیر ناممکن ہے

ولایت کیا ہے:

نظام یمنی لکھتے ہیں۔ نور العین نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حضور میں درخواست کی کہ ولایت کے معنی سے آگاہ و سرفراز فرمائیں حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ ولایت ولا سے مشتق ہے جس کے معنی قرب کے ہیں۔ ولایت دو طرح ہے۔

ولایت عامہ:

ولایت عامہ تو تمام اہل ایمان میں مشترک ہے، ہر صاحب ایمان اس میں شریک ہے ولایت عامہ کو لطف الٰہی سے قرب ہے اور اس طرح تمام مومنین حق سبحانہ و تعالیٰ کے لطف سے قریب ہوئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے استغفار کے ذریعہ کفر سے ان کو نکال لیا ہے اور نور ایمان عطا فرما دیا ہے اور وہ اس کے نزدیک ہو گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ" (یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے اور ان کو وہ تاریکی سے روشنی میں نکال کر لایا) یہ تھی

ولایت خاصہ:

ولایت خاصہ ارباب سلوک میں جو حضرات واصلان حق ہیں ان کے لئے مخصوص ہے (اور اس سے مراد بندے کا حق میں اور اس کی بقا میں فنا ہونا ہے اور کہا ہے کہ ولی وہ ہے جو اللہ میں فانی ہو اور اس کے ساتھ باقی ہو)۔

ولی کی شرائط:

سید اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے تھے کہ ولی کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کا قولاً، فعلاً اور از روئے اعتقاد تابع ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِی۔ اے رسول فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔
پس سلوک وطریقت میں حضور ﷺ کی پیروری کے راستہ کو طے کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔ تابع پابند ہے اپنے متبوع کے حکم کا انہی لوگوں کے حق میں ہے ماسویٰ سے کلی طور پر اعراض کرے اور خواہشات (ہوا) سے قطعی گریزاں رہے اسی طرح دنیاوی خیر وشر کی طرف التفات نہ کرے کیونکہ ولی کی نظر میں کونین کا وجود اور عدم دونوں یکساں ہیں جس کو یہ دولت دارین (ولایت) مل گئی ہے اس کو تخت سلطنت پر جلوس فرمانے کی مطلقاً خواہش نہیں ہوتی۔
سید اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے تھے کہ ولی کی ایک شرط یہ اور ہے کہ وہ عالم ہو جاہل نہ ہو منفصل ہو متصل نہ ہو۔ جب منفصل ہو جائے گا تو پھر متصل ہو جائے گا جیسا کہ شیخ شبلی نے فرمایا ہے کہ طہارت انفصال ہے اور نماز اتصال ہے۔ اگر طہارت میں غیر خدا سے منفصل نہ ہوگا تو نماز میں اللہ سے متصل بھی نہ ہوگا۔ جب اتصال انفصال کا نتیجہ ہے تو منفصل صاحب کشف ہوگا اور صاحب کشف عالم ہوگا اور جاہل نہ ہوگا اور عالم ربانی ولی ہوتا اور حق تعالیٰ کا ولی جاہل نہیں ہوتا (اللہ تعالیٰ ہرگز کسی جاہل کو اپنا دوست نہیں بناتا)۔ [۱]

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۵۸۔

اولیاء اللہ کی رضا پر راضی ہیں:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اولیاء کرام کا ذکر کرتے ہوئے مریدین کی محفل میں ارشاد فرمایا! اولیاء بارگاہ الٰہی کے ندیم اور وزیر ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کام کرتے ہیں ان سے خوارق کا کبھی کبھار جو اظہار ہوتا ہے وہ بھی مشیت الٰہی کے مطابق ہوتا ہے وہ اپنی مراد سے کوئی تصرف نہیں کرتے (وگرنہ اصلا درظہور مراد خود قیام نمی نمایند) جس قدر اظہار خوارق کا خیال ان میں قوی ہوتا ہے اسی قدر ان کے مراتب میں نقصان سرایت کرتا ہے۔ ان کے پیش نظر ہر وقت یہ بات رہتی ہے کہ ماصنع اللہ فھو خیر (اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے وہی بہتر ہے) یہ حضرات (جو کچھ ظہور میں آیا ہے وہ محض خیر ہے) میں اس طرح مشغول و مستغرق رہتے ہیں کہ وہ کبھی یہ نہیں کہتے کہ یوں ہوتا یا یہ ہونا چاہئے خواہ اس میں تمام عالم کی خیر اور بھلائی ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً وبا کا پیدا ہونا کہ بظاہر وہ ایک بری چیز ہے اور ہر شخص کو لازم ہے کہ اس کے قہر سے نکلنے اور اس کے لطف کی پناہ میں آنے کی درخواست کرے اور وبا کے دفع ہونے کی دعا کرے لیکن اولیائے کاملین مراد خداوندی کو قبول کرتے ہیں اور کبھی یہ نہیں کہتے کہ وبا برطرف ہو جائے یا نہ ہو (وبا دور ہو جائے یا وبا نہ ہو)۔ [۱]

اس ارشاد کا مطلب یہ ہے اولیاء اللہ ہمیشہ اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں کبھی مشکل یا مصیبت کے وقت میں حرف شکایت زبان پر نہیں لاتے بلکہ مشکل حالات میں بھی صبر کرتے ہیں اور راضی بہ رضا رہتے ہیں حقیقت میں یہ لوگ صاحبان مقام رضا ہیں اسی لئے ہر حال میں خدا کی رضا پر راضی رہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ انہیں اس کے صلے میں اپنی رضا کی سند عطا فرما دیتا ہے۔

ضرورت شیخ:

سید اشرف جہانگیر سمنانی مکتوبات میں راہ سلوک پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے برادر جب اللہ تعالیٰ کسی کو دولت سلوک سے بہرہ مند کرنا چاہتا ہے تو پہلے عقیدت کسی پیر کامل کی اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ موافق ارشاد حق تعالیٰ کے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف آنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔ اور بموجب اس کے کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسے نبی امت کے لئے ہوتا ہے پھر وہ کسی شیخ کامل کے حلقہ

---

[۱] سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی۔ مترجمہ حصہ اول۔ مترجم مولانا عبدالحئی اشرف ہوشن کچھوچھوی۔ مطبوعہ۔ قومی پریس کانپور صفحہ ۱۴ تا ۱۸۔

ارادت میں داخل ہوجاتا ہے اور کسی باکمال درویش کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یعنی اس نے اللہ کی رسی مضبوط پکڑلی اس سے مراد یہی ہے کہ دست ارات کو کسی پیر کامل کے دامن سے وابستہ کیا جائے اور اس کی ہدایت کے متبرک راستے میں قدم رکھا جائے۔[۱]

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس ارشاد سے پتہ چلا کہ راہ سلوک طے کرنے کے لئے کسی مرد کامل کی ضرورت ہے بغیر کسی رہبر کے یہ کٹھن منزل طے نہیں ہوسکتی اس کے لئے کسی پیر کامل کی ارادت حاصل کرنا ضروری ہے نور الحقیقت میں لکھا ہے۔ ''مادی علوم وفنون میں آخر کون سا علم ہے جو استاد کے بغیر صرف کتاب سے حاصل ہوجاتا ہو اگر علوم بغیر استاد کے حاصل ہوجاتے پھر ان ہزاروں تعلیمی ادارو، اسکولوں اور کالجوں کی کیا ضرورت ہوتی، جب مادی اور دینوی علوم وفنون بغیر استاد اور بغیر ادارے کے حاصل نہیں ہوسکتے تو علم الٰہی، علم لدنی، علم معرفت، علم روحانیات استاد اور ادارے کے بغیر کیسے حاصل ہوگا اصطلاحی زبان میں اسی استاد کو مرشد، شیخ، پیر اور اسی ادارے کو خانقاہ کہتے ہیں۔[۲]

پس ثابت ہوا کہ راہ سلوک طے کرنے اور طریقت میں کوئی مقام ومرتبہ حاصل کرنے کے لئے رہبر کامل کی ضرورت ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جب دنیاوی علوم بغیر استاد کے حاصل نہیں ہوسکتے تو علوم طریقت بغیر پیر ومرشد کے کیسے حاصل ہوسکتے ہیں لہٰذا جو شخص راہ سلوک طے کرنا چاہتا ہے اس پر لازم ہے کہ پہلے کسی مرد کامل کی ارادت حاصل کرے اور پھر اس کے حکم کے مطابق عمل کرے جب وہ منزل مقصود کو پاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت:

سید اشرف جہانگیر سمنانی مکتوبات میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں بعض محققین وکاملین کے نزدیک یہ امر مسلمہ ہے کہ تقلید فاسد سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا دلائل سگانہ تین ہیں۔ اول دلیل وحدت یعنی اگر اللہ کے سوا آسمان وزمین میں کوئی اور معبود ہوتا تو انتظام عالم قائم رہتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یعنی اگر آسمان وزمین میں کوئی دوسرا معبود اللہ تعالیٰ کے سوا ہوتا تو نظم عالم قائم نہ رہتا

دوم دلیل رسالت معجزات ہیں جو پیغمبر علیہ السلام سے وقتاً فوقتاً ظاہر ہوئے۔

---

[۱] سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی۔ مترجم حصہ اول۔ مترجم مولانا عبدالحئی اشرف ہوشن کچھوچھوی۔ مطبوعہ۔ قومی پریس کانپور صفحہ ۱۵ تا ۱۸۔

[۲] شاہ سید اسماعیل حسینی قادری۔ نور الحقیقت۔ ناشر گردیزی پبلیشرز کراچی۔ صفحہ ۲۹۔

سوم دلیل معاد آیات قرآنی واحادیث نبوی جو بعث وحشر واحوال قیامت کے متعلق ہیں شاید ان دلائل سے یہ چیزیں بھی مراد ہوں۔ ایک مرید ہونا دوسرے مقراض پانا، تیسرے خرقہ کا حاصل ہونا۔

سمجھدار اور عقلمند اصحاب پر پوشیدہ نہ رہے کہ موجودات ممکنہ وممکنات موجودہ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ خود سے صحرائے وجود میں قدم رکھیں۔ یا وجود سے عدم کا راستہ لیں پس کیونکہ موجودات ممکنہ یعنی عالم نہ اپنے وجود کو چاہتا ہے اور نہ عدم کو بلکہ اللہ جل شانہ جسے چاہتا ہے موجود اور جسے چاہتا ہے معدوم کرتا ہے وجود کی تین قسمیں ہیں (۱) واجب الوجود یعنی جس کی ہستی ازلی ابدی ولا یزالی ہے (۲) ممکن الوجود یعنی وہ جو پہلے معدوم تھا پھر وجود میں آیا اور پھر معدوم ہوگا۔ (۳) ممتنع الوجود یعنی جس کا وجود ناممکن ہے جیسے اللہ کا شریک جس کا وجود نہ ہے اور نہ ہوگا۔ یہ ظاہر ہے کہ وجود عدم نہ اپنے وجود کو چاہتے ہیں کہ ان کو واجب الوجود کہا جائے اور نہ عدم ہی کو چاہتے ہیں کہ ان کو ممتنع الوجود کہا جائے بلکہ شان یہ ہے کہ ترجیح دہندہ جس کو چاہتا ہے موجود ومعدوم کرتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مخلوقات کا کوئی خالق وقادر ہے جس سے موجودات کے وجود وعدم وفنا وبقا کا تعلق اس خالق وقادر کی تعریف یہ ہے کہ جس کی ذات خود سے ہو اور اس کے وجود میں کسی زائد چیز کی گنجائش نہ ہو اگر ایسا نہ ہوگا تو اس کی ذات کو ناقص اور غیر کا محتاج ہونا لازم آئیگا۔ کیونکہ جو چیز کسی زائد چیز کے ملنے سے کامل ہو وہ ناقص ہے اور ناقص محتاج ہوتا ہے اور محتاج عاجز ہوتا ہے کبھی ناقص ذات خالق نہیں ہو سکتی۔ فی الحقیقت خالق وہی وجود مطلق ہے جو خود سے قائم ہو۔ اور دوسرے کا قائم کرنے والا ہو۔ جس کا ہر وجود محتاج ہے اور وجود عام ایک عرضی واعتباری چیز ہے اور عرض کی تعریف یہ ہے کہ جس کا قیام دوسری چیز سے ہو جب وہ خود اپنے وجود میں دوسرے کا محتاج ہے تو وہ قیوم کیسے ہوسکتا ہے قیوم وہی ذات عالی سمات ہے جو تمام نسبت وقیود درسم نمود سے پاک ہے اور صفات عالیہ سے آراستہ ہے اور اس کی ذات بے نیاز ہے اس کو کسی چیز کی حاجت نہیں ہے اور تمام عالم کا وجود وعدم اسی کی ذات سے متعلق ہے اگر ایسا نہ ہو تو اس کو خدا نہیں کہہ سکتے اس کے علاوہ موجودات کا جو کچھ حقیقت اشیاء کا انکشاف واسمائے قدرت معلوم ہوتے ہیں وہ منجانب اللہ ہیں اور ذات الٰہی کے اسماء وصفات بے شمار ہیں۔ یہ اسماء صفات اس لئے نہیں ہیں کہ اس کی خدائی کا اظہار ہو بلکہ اس کا منشاء کچھ اور ہے اس لئے کہ موجودات کی یہ شان نہیں ہے کہ خود سے بغیر خدا کے قائم رہے۔ لہٰذا اگر وہ آفتاب ذات خداوندی بغیر

جلوہ گر ہوتا تو تمام مخلوق جل کر خاک سیاہ ہو جاتی لیکن جب کائنات پر اس کے تابش نور کا کوئی اثر نہیں ہوتا تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اسماء صفات ہیں جس کے پردہ میں اسکی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے اس مقدمہ سے یہ ظاہر ہو گیا کہ عالم کا کوئی پیدا کرنے والا ہے جو تمام کمالات اپنی ذات میں رکھتا ہے جس کی ذات ازلی و ابدی و سرمدی ہے اگر ازلی نہ ہوگی تو خواہ مخواہ اس کو مسبوق بالعدم ماننا پڑے گا جب عدم سابق ہوگا تو اس کی ذات کو اس کے وجود سے جدا ہونا لازم آیا اور اس کے وجود کو عدم و انقلاب متصف ہونے میں تین چیزیں لازم آتی ہیں اول لازم کا ملزوم سے جدا ہونا دوم اجماع ضدین سوم انقلاب یا قلب حقیقت اور یہ ہر سہ چیزیں محال ہیں کیونکہ شق اول سے لازم کا ملزوم سے جدا ہونا لازم آتا ہے، اور خدا کے لئے وجود ہمیشہ لازم ہے شق دوم اگر وجود کو عدم سے متصف کریں گے تو دو ضد کا اجتماع ہوگا ایک وجود دوسرے عدم اور یہ محال ہے شق سوم انقلاب یا قلب حقیقت یعنی اصل شکل کا متغیر ہو جانا یہ بھی محال ہے۔ ان دلائل سے ذات خداوندی کا واحد و ازلی و ابدی ہونا لازم ہوا۔ کتب عقائد سے ثابت ہو چکا ہے کہ وجود مطلق کے مقابلہ میں عدم ہے مگر عدم کوئی چیز نہیں جو چیز معدوم ہوگی موجود نہیں ہو سکتی بہر حال یا تو حق سبحانہ تعالیٰ نے موجودات ممکنہ کو عدم سے پیدا کیا جس طرح ایک چیز کو دوسری چیز سے پیدا کرتا ہے یا عدم کو اس صورت و شکل میں اس نے ظاہر کیا یا اس کی ذات مختلف صورتوں میں ظاہر ہوئی یا اس کی تجلیات مختلف صورتوں میں نمودار ہوئی ہیں باوجود یہ کہ وہ اپنی وحدت وحدانیت ذات و حقیقت باقی ہے جو اس کی ذات کے لئے لازم ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اول و ثانی محال ہے کیونکہ عدم کوئی چیز نہیں کہ کسی صورت میں ظاہر ہو یا کسی چیز کا مادہ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو تیسرے سے ذات الٰہی میں تقسیم لازم آتی ہے حالانکہ خدا کی ذات تجزی و تقسیم سے پاک ہے یہ ظاہر ہے کہ اللہ ہر چیز سے پاک و برتر ہے وحدت و یکتائی اس کی ذات مطلق میں ہے کیونکہ اس معبود حقیقی کی ذات والا صفات ان تمام قیود و نسب سے جو مخلوقات کے لئے ہیں پاک و بالاتر ہے۔ اگر ذات الٰہی کو قابل تقسیم مان لیا جائے گا تو ایسے وجود کو جو منقلب ہو اس کے لئے لازم آئے گا۔ حالانکہ حقیقت انسانی کے لحاظ سے کوئی ایسا فرد نہیں ہے جس میں تقسیم لازم آتی ہو اس لئے عدم صفت نفسی ہے کہ وحدت جب صفت میں تو حیوان ناطق موصوف کے لئے زوال ضرور ی ہوا پس ان باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی تجلیات مختلف صور و اشکال میں متشکل ہو کر نمودار ہوتی ہیں اور ذات

الٰہی اپنی وحدت وحقیقت پر بغیر کسی تغیر وتبدیل کے باقی ہے اور اصل یہ ایک راز ہے۔[۱]

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے جس انداز سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر گفتگو کی ہے اور اس کی وحدانیت کو ثابت کیا ہے اس سے ان کا علمی مقام ظاہر ہوتا ہے انہوں نے اپنے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے اس کا وجود ہمیشہ سے ہمیشہ رہے گا

صوفی کی تعریف:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا! صوفی وہ ہے جو موصوف ہو اللہ کی صفات کے ساتھ سوائے وجوب اور قدم کے۔

نور العین نے اس جماعت کی قسموں اور ان کے مختلف ناموں کے بارے میں وضاحت چاہی، فرمایا ہم نے عوارف المعارف کے ترجمہ میں دیکھا ہے کہ مختلف درجات کے اعتبار سے لوگوں کے تین طبقے ہیں، پہلا طبقہ واصلین کاملین کا اور یہ سب سے اونچا طبقہ ہے دوسرا طبقہ سالکین طریق ہیں اور سالکین ابرار واصحاب الیمین ہیں اور مقیمین اشرار واصحاب شمال ہیں۔

صوفیاء کی مختلف قسمیں:

اہل وصول انبیاء (صلوات اللہ علیہم اجمعین) کی بعد دو گروہ ہیں اول مشائخ صوفیاء جو رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع کے واسطے سے وصول الی اللہ کا مرتبہ حاصل کئے ہوئے ہیں اور رجوع کے بعد متابعت رسول کی طرف مخلوق کو بلانے کے لئے مامور واجازت یافتہ ہیں اس کی مزید شرح یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے کامل ومکمل ہیں جنہیں فضل وعنایت ایزدی نے بحر توحید میں غرق ہونے کے بعد فنا کی تاریکی سے نکال کر ساحل بقا کی طرف پہنچادیا ہے تاکہ مخلوق کو وصول الی اللہ کے درجات عالیہ کی طرف دعوت دیں۔

صوفیاء کا دوسرا گروہ وہ ہے جسے کامل غیر مکمل کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں درجہ کمال کے حصول کے بعد مخلوق کی طرف رجوع اور ان کی تکمیل نہیں سونپی گئی یہ لوگ بحر فنا میں ایسا غرق ہوئے کہ ان کا کوئی نشان اور خبر

---

[۱] لطائف اشرفی مترجم مولانا محمد عبد الستار۔ بھولپور ہنسور (فیض آباد) ناشر دانش بکڈپو۔ ٹانڈہ فیض آباد یوپی۔ صفحہ ۳۹۔

ساحل بقا تک نہیں پہنچادیا حیرت میں گمنام اور حیران ہیں انہیں کمالِ حصول تو حاصل ہے مگر دوسروں کی تکمیل ان کے حوالہ نہیں۔ پہلے گروہ کے سامنے اعلیٰ ترین مقصد ہے یُریدون وجهه اللّٰهِ وہ اللہ ہی کے طالب ہیں دوسرا گروہ طالبین آخرت کا ہے جو اس سے کمتر درجہ ہے ومنكم من يريد الآخرة اور تم میں بعض وہ لوگ ہیں جو آخرت چاہتے ہیں۔ [1]

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ صوفیاء کی کئی قسمیں ہیں آپ نے یہاں دو قسمیں بیان کی ہیں اور انہیں قرآن کریم کی آیتوں سے ثابت کیا ہے پہلی قسم کو یریدون وجهه الله اور دوسری قسم کو منكم من يريد الآخرة سے بتایا ہے یعنی ایک وہ ہیں جو اللہ کے طالب ہیں اس کا دیدار چاہتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو آخرت کے طلب گار ہیں نیز اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی قرآن پر کتنی گہری نظر رکھتے تھے کہ آپ نے تصوف کی ان چیزوں کو آیات قرآنیہ سے ثابت کیا ہے۔ لطائف اشرفی میں بھی ہمیں آپ کے بہت سے ملفوظات ایسے ملتے ہیں جن میں آپ نے اپنے موقف کو قرآن سے ثابت کیا ہے۔

متصوف:

متصوفہ: وہ جماعت ہے جو بعض نفسانی صفات سے چھٹکارا پاچکے ہیں اور صوفیوں کے بعض اوصاف سے متصف اور ان کے احوال کی حقیقتوں سے مطلع ہوچکے ہیں مگر چونکہ ابھی بہت سی نفسانی صفات پر قائم ہیں اس وجہ سے اہل قرب صوفیہ کے مقامات عالیہ تک ان کی رسائی نہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں بعض علماء نے کہا نے کہ ان حضرات کا نام صوفی اس لئے رکھا گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صف اول میں ہیں بعض نے کہا کہ سنت مبارکہ پر عمل کرنے والوں کی پہلی صف میں ہیں کیونکہ تصوف کا خلاصہ اچھے اوصاف سے متصف ہونا ہے ایک قول یہ ہے کہ صوفی کی نسبت صفہ کی طرف ہے کیونکہ صوفیاء کرام کے احوال فقر بھوک اور خلق خدا سے الگ تھلگ رہنے میں اہل صفہ صحابہ کرام ایسے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یریدون وجهه وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلبگار ہیں اہل شام صوفیاء کو جوعیہ (بھوکے رہنے والے) کہتے تھے بعض علاقوں کے لوگ انہیں شکفیہ کہتے تھے

---

[1] لطائف اشرفی مترجم مولانا محمد عبدالستار۔ بھولپور ہنسور (فیض آباد) ناشر دانش بکڈپو۔ ٹانڈہ فیض آباد یوپی۔ صفحہ ۴۰۔

ان کی زبان میں شکفت غار کو کہتے ہیں شکفیہ کا معنیٰ ہوا غاروں میں رہنے والے لوگ۔ [1]

سید اشرف جہانگیر سمنانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ان ارشادات کا خلاصہ یہ ہے کہ صوفی وہ ہے جو سنت رسول ﷺ پر پوری طرح عمل پیرا ہو اور اچھے اخلاق سے متصف ہو اور اس کا مطمع نظر صرف اور صرف خدا کی ذات ہو یعنی وہ ہر حال میں خدا کی رضا چاہتا ہو اگر یہ اوصاف اس کے اندر نہیں ہیں تو وہ پھر صوفی کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

ملامتی:

ملامتیہ: وہ جماعت ہے جو اعمال میں صدق و اخلاص کی انتہائی کوشش کرتے ہیں اور طاعات و خیرات میں مخلوق سے چھپانے کا مبالغہ کی حدتک اہتمام کرتے ہیں باوجود یہ کہ اعمال صالحہ کی ادائیگی اور تمام فضائل کا حصول اور نوافل کا اہتمام لازم شمار کرتے ہیں حق تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی نگاہ سے اپنے اعمال و احوال کو اس طرح چھپاتے ہیں جس طرح ایک گنہگار اپنے گناہوں کو چھپاتا ہے اور ایسا اس لئے کرتے ہیں تاکہ صدق و اخلاص میں کوئی خلل نہ واقع ہو۔ حضرت والا نے اسی مناسبت سے یہ شعر پڑھا

چو روئے پرستیدنت در خداست جب عبادت میں تیری نیت خدا کی طرف ہے
اگر جز خدا کس نہ بیند رواست تو بہتر ہے کہ اس کے سوا اور دوسرا نہ دیکھے

بعض نے کہا ہے۔ ملامتی وہ ہے جو خیر کو ظاہر نہ کرے اور شر کو نہ چھپائے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا روم کے سفر کے دوران جنگل میں ایک شخص میرے ہمراہ چل رہا تھا کچھ پتہ نہیں تھا کہ کون سا مذہب رکھتا ہے اور کس مذہب کی عبادت میں مشغول رہتا ہے بعد میں معلوم ہوا کہ اسی گروہ (ملامتیہ) کے اولیاء کاملین میں سے تھا، فقیر، (سید مخدوم) کی صحبت میں کمال جوگی بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں، اسی سلسلے میں فرمایا سبزوار کی جامع مسجد میں گذر رہا تھا ایک سبزہ زار میں دیکھا ایک جوان بیٹھا ہوا ہے سامنے ایک حسین عورت ہے صراحی اور قسم قسم کے کھانے وغیرہ بھی موجود ہیں زبان سے ترنم آمیز اشعار گنگنا رہا ہے اور ظرافت آمیز باتیں کر رہا ہے آخر میں یہ ظاہر ہوا کہ وہ عورت اس کی منکوحہ تھی اور صراحی میں شربت تھا حضرت فرماتے تھے کہ یہ گروہ ہر چند کہ نادار الوجود اور شریف الاحوال ہے مگر چونکہ نفسانی حجاب ابھی پوری

---

[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ تعارف فقہ و تصوف۔ اردو ترجمہ: علامہ عبدالحکیم شرف قادری۔ ناشر المتاز پبلی کیشنز لاہور صفحہ ۹۷

طرح سے ان کی نظروں کے سامنے سے نہیں ہے اس لئے جمال توحید کے مشاہدہ سے حجاب میں ہوتے ہیں جس طرح اپنے احوال کی تعمیر کے لئے مخلوق کی نظر سے اپنے اعمال کو پوشیدہ رکھتے ہیں وہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وجود خلق اور خود اپنا نفس (جو معنی توحید کے لئے مانع ہے) ابھی اپنے حال پر ہیں۔ [1]

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اس ارشاد میں صوفیاء کے ایک طبقے کا ذکر کیا ہے جسے ملامتی کہا جاتا ہے ملامتی کا مطلب ہے کہ وہ اپنے نفس کو ملامت کرتے ہیں یعنی وہ کوئی ایسا کام کرتے ہیں جس سے لوگ انہیں ذلیل سمجھیں ماریں، گالیاں دیں وغیرہ ان کے ایسا کرنے کا مقصد صرف نفس کشی ہوتا ہے کیونکہ جب لوگ انہیں مارتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں تو ان کا نفس ذلیل ہوتا ہے یعنی نفس کشی ہوتی ہے اسی لئے وہ احوال و اعمال جو صالحہ ہوتے ہیں لوگوں سے چھپاتے ہیں اس ملامتی گروہ کا مقصد صرف اپنے نفس کی اصلاح ہوتا ہے اسی لئے انہیں ملامتی کہا جاتا ہے۔

ملامتی اور صوفی کے درمیان فرق:

ان کے اور صوفیہ کے درمیان یہ فرق ہے کہ عنایت ایزدی صوفیہ کو پوری طرح اغیار کے تصور سے جدا کر چکی ہوتی ہے اور خلق و نفس کے حجاب کو ان کے مشاہدہ کی نظر سے ہٹا چکی ہوتی ہے اس لئے طاعات و خیرات کی ادائیگی کے وقت ان کی نظر نفس اور مخلوق پر نہیں رہتی اعمال پر مخلوق کی اطلاع سے امن میں رہتے ہیں اگر اظہار میں مصلحت دیکھتے ہیں تو ظاہر کرتے ہیں اور اخفاء میں مصلحت دیکھتے ہیں پوشیدہ رکھتے ہیں۔ ملامتیہ مخلص ہیں بکسر لام اور صوفیہ مخلَص ہیں بفتح لام ہیں۔ ہم نے انہیں خلوص سے متصف کیا ہے انہیں کے حال کا وصف ہے۔ [2]

اس مقام پر سید اشرف جہانگیر سمنانی نے صوفیاء اور ملامتی کے درمیان فرق بیان کیا ہے آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت و کرم سے صوفیاء غیر کے تصور سے محفوظ ہیں جب وہ اعمال صالحہ کرتے ہیں تو نفس اور مخلوق پر ان کی نظر نہیں رہتی بلکہ ان کی نظر خالق پر ہوتی ہے اور یہ چیزیں ان کی عبادات میں حائل

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی جلد دوم مترجم عبدالستار۔ بھولپور ہنسور (فیض آباد) ناشر دانش بکڈپو۔ ٹانڈہ فیض آباد یوپی۔ صفحہ ۱۴۱۔

[2] ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″

بھی نہیں ہوتیں جبکہ ملامتی گروہ کا حال صوفیاء سے مختلف ہوتا ہے وہ بھی عبادت و ریاضت کرتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ اپنے نفس کی اصلاح کے لئے بھی کام کرتے ہیں اسی لئے انہیں ملامتی کہا جاتا ہے۔

طالبین آخرت کے چار گروہ:

فرمایا طالبین آخرت چار گروہ ہیں زہاد، فقرا، خدام وعباد۔ زہاد وہ حضرات ہیں جو ایمان و یقین کے نور سے جمال آخرت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور دنیا کو قبیح سمجھ کر اس سے بے رغبتی برتتے ہیں اور اس کی فانی وحقیر چیزوں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اس گروہ کا صوفیاء سے پیچھے رہنا اس سبب سے ہے کہ زاہد اپنے حظ نفس کی وجہ سے حق سے محجوب ہوتا ہے کیونکہ بہشت حظ نفس کا مقام ہے۔ فیھا ما تشتھیہ الانفس۔ جنت میں وہ تمام نعمتیں ہیں جو نفس کو مرغوب ہیں اور صوفی مشاہدہ جمال ازلی ومحبت ذات باری تعالیٰ کے سبب دونوں جہان سے محجوب ہوتا ہے اور جیسا کہ وہ دنیا سے بے رغبت ہوتا ہے اسی طرح آخرت کے بھی اپنی رغبت پھیر کر ذات حق جل شانہ کی طرف رخ کر لیتا ہے پس صوفیوں کو زہد میں زاہد سے بڑا مرتبہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ حظ نفس اس سے دور ہو جاتا ہے۔

فقرا کی تعریف:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے مریدین کی محفل میں فقرا کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ فقرا وہ لوگ ہیں کہ اسباب واموال دینویہ میں سے کوئی چیز ان کی ملک میں نہ ہو اور فضل رضائے الٰہی کی طلب میں سب کو ترک کر دیا ہو ان کا یہ ترک تین اسباب میں سے کسی ایک سبب سے ہوتا ہے اول تخفیف حساب کی امید یا عذاب کا خوف کیونکہ حلال کے لئے حساب لازم ہے اور حرام کے لئے عذاب، دوم فضل وثواب کی امید اور جنت کے دخول میں پہل کا استحقاق کیونکہ فقرا اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے سوم دل کی آسودگی وفراغت کی طلب تاکہ دل کی حضوری کے ساتھ طاعات میں کثرت سے کرسکیں۔ فقرا ومتصوفہ کا مرتبہ میں پیچھے رہ جانا اس وجہ سے ہے کہ وہ طالب بہشت اور حظ نفس کے خواہاں ہوتے ہیں اور صوفیاء طالبان حق وجویائے رضا الٰہی ہوتے ہیں۔ اور اس مرتبہ کے علاوہ فقر میں ایک اور مقام ہے ملامتیہ ومتصوفہ کے مقام کے علاوہ ہے جو صوفی کے ساتھ خاص ہے کیونکہ صوفی کا مرتبہ فقیر کے

مرتبہ سے اگر چہ کم ہے لیکن فقیر کے مقام کا خلاصہ اس کے مقام ہی میں درج (محدود) ہوتا ہی اس کا سبب یہ ہے کہ صوفی کے لئے مقام فقر کا عبور جملہ شرائط ولوازم کے ساتھ ہے اور ہر وہ مقام جس سے وہ ترقی کرتا ہے اس کی خصوصیات کو جذب کر لیتا ہے پس صوفی کے مقام میں فقر کا ایک زائد وصف ہوتا ہے اور وہ تمام اعمال واحوال سے اپنی نسبت کے سلب اور ملکیت کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے چنانچہ وہ کسی اعمل اور حال ومقام کو اپنی طرف سے نہیں دیکھتا اور انہیں اپنے سے مخصوص نہیں سمجھتا بلکہ خود اپنے کو بھی نہیں دیکھتا پس اسے نہ اپنے وجود کا احساس ہوتا ہے نہ صفات کا، بلکہ وہ فنا در فنا میں محو ہو جاتا ہے اور یہی حقیقت فقر ہے مشائخ نے جس کی فضیلت بیان کی ہے اور جو کچھ اس سے پہلے فقر کے بارے میں بیان کیا گیا وہ فقر کی صورت وعلامت ہے۔ [۱]

سید اشرف جہانگیر سمنانی یہ بتانا چاہتے ہیں کہ فقیر وہ ہے کہ جس کی ملکیت میں کوئی چیز نہ ہو کیونکہ مال دو ہی طرح کا ہوتا ہے حلال اور حرام اگر مال حرام ہے تو آخرت میں عذاب ہے اور اگر حلال ہے تو حساب ہے اسی لئے فقراء کوئی چیز اپنی ملکیت میں نہیں رکھتے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس طرح کرنے سے جنت میں داخلہ پہلے ہوگا کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ فقرا اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے اسی لئے فقراء اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے اور فقر کو اختیار کرتے ہیں کہ جنت میں اول دخول کا استحقاق حاصل ہو جاتا ہے اور حقیقت میں اصل فقر یہی ہے۔

فقیر کی تین علامتیں:

نور العین وبعض اصحاب نے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے فقر کے آثار کے بارے میں پوچھا ،فرمایا حضرت شیخ ابو القاسم گورگانی سے پوچھا گیا فقیر کو کم سے کم کیا چاہیئے جس سے وہ اسم فقر کے لائق ہو سکے فرمایا تین چیز چاہیئے ایک کپڑے کے پیوند کو اچھی طرح سینا جانتا ہو دوسرے بات کو سچ بولنا اور سننا جانتا ہو تیسرے قدم کو زمین پر درست رکھنا جانتا ہو۔ (جامع لطائف کہتے ہیں) اس گفتگو کے وقت فقیروں کا ایک گروہ میرے ساتھ حاضر خدمت تھا جب ہم اپنی منزل پر واپس آئے آپس میں کہا کہ آؤ اس بارے میں اپنے اپنے خیالات ظاہر کریں ہر ایک نے اظہار خیال کیا جب میری باری آئی میں نے کہا پیوند کو اچھی

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی جلد دوم مترجم عبدالستار۔ بھولپور ہسور (فیض آباد) ناشر دانش بکڈپو۔ ٹانڈہ فیض آباد یوپی۔ صفحہ ۴۲۔

طرح سلنا یہ ہے کہ فقر کی وجہ سے سلیں نہ کہ زینت کے لئے اور پیوند جب فقر کی وجہ سے سلیں گے تو اگر نا درست سلیں گے جب بھی درست ہوگا اور بات کو درست بولنا وسننا یہ ہے کہ حال کے ساتھ سنیں نہ کہ نفسانیت کے ساتھ اور سنجیدگی کے ساتھ تصرف کریں نہ کہ ہزل (ہنسی کھیل) کے ساتھ اور زندگی سے اس کو سمجھیں نہ کہ عقل سے اور زمین پر قدم کا درست رکھنا یہ ہے کہ وجد (ذوق وشوق) کے ساتھ رکھیں نہ لہو ولعب کے ساتھ اور اس گفتگو کو بعینہ حضرت والا کے سامنے رکھا تو فرمایا ''اَصَاب'' صحیح کہا نیز فرمایا کہ یہ بات اس شخص کے بارے میں ہے جو حقیقتِ فقر تک پہنچا ہوا ہو نہ کہ رسمی واسمی فقراء کے بارے میں۔

فقرا کے لئے ضروری ہے کہ اپنے کو لباس فقر سے آراستہ کریں کہ یہی درجات اخروی کا موجب ہوگا، اسی لئے حضرت رسالت پناہ ﷺ نے فقر کو اختیار فرمایا اور فقرا اور غربا کے درجات کی اہمیت اسی سے جانی جاسکتی ہے کہ ان سے مصاحبت کی تاکید فرمائی گئی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے! ''اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رہنے کا پابند بنائیں جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کے طالب ہوکر''۔ آپ کا معمول تھا کہ جب تک اصحاب صفہ میں سے کوئی ایک بھی حاضر رہتا آنحضرت ﷺ باچیت میں کسی دوسرے کی طرف توجہ نہ فرماتے اور ان کی طرف سے نگاہ نہ پھیرتے۔ آیت مذکورہ انہیں کی شان میں نازل ہوئی تھی، واقعہ اس طرح ہوا کہ سرداران قریش کو اصحاب صفہ کے ساتھ اس خصوصی برتاؤ پر حسد پیدا ہوا انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آپ غرباء کی اس جماعت کو چھوڑ دیجئے آپ نے اس کو منظور نہیں فرمایا جب کفار اس سے مایوس ہو گئے تو کہا کہ اگر آپ ان کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے تو اس وقت تک جب تک ہم آپ کی مجلس میں رہیں آپ ان کی طرف متوجہ نہ ہوں اس وقت ہم مسلمان ہوں گے اس کو حضور ﷺ نے منظور فرمالیا کیونکہ آپ کا یہ خیال تھا کہ یہ لوگ بھی مسلمان ہو جائیں اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اصحاب صفہ میں ایک صاحب حبیب رومی تھے کبھی خوشی کی حالت میں ہوتے تو کہتے میں وہ ہوں کہ میری وجہ سے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ [۱]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ فقراء کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی ان کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رب کی رضا کے لئے کام کیا اپنا سب کچھ اس کی رضا کے لئے قربان کر دیا ان کا

---

[۱] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی جلد دوم مترجم عبدالستار۔ بھولپور ہنسور (فیض آباد) ناشر دانش بکڈپو۔ ٹانڈہ فیض آباد یوپی۔ صفحہ ۴۴۔

مقصود صرف ذات الٰہی اور اس کی رضا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں جو آیت مبارکہ نازل فرمائی اس میں ان کی یہی صفت بیان کی کہ وہ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کے دیدار کے طلبگار رہتے ہیں انہوں نے دنیا کو ترک کر کے فقر اختیار کیا تو اس عمل کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اعلیٰ مقام عطا فرمایا۔

فقر غنا سے افضل ہے:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلیفہ در یتیم نے عرض کیا کہ بعض بزرگان دین غنا کو فقر پر فضیلت دیتے ہیں یہ کس طرح صحیح ہے فرمایا اگر غنا کو فقر پر فضیلت ہوتی تو حضرت رسالت پناہ ﷺ کس طرح مازاغ البصر وما طغیٰ سے مشرف ہوتے۔ جیسا کہ ''آداب المریدین'' میں آیا ہے اس پر سب کا اتفاق ہے کہ فقر غنا سے افضل ہے جبکہ وہ رضاء حق کے ساتھ ہو اگر کوئی اعتراض کرے اور آپ کے اس قول سے دلیل لے ''اوپر کا ہاتھ اپنے پاس کی چیز خرچ کرنےکی وجہ سے فضیلت حاصل کرتا ہے اور نیچے کا ہاتھ چیز کے حصول کی وجہ سے کمی کا مستحق ہوتا ہے، پس سخاوت اور عطا کو فضیلت دنیا فقر کی فضیلت پر دلیل ہے پس جس نے غنا کو فضیلت دی وہ عطا اور انفاق کی وجہ سے ہے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے کسی نے طاعت پر معصیت کو فضیلت دی توبہ کی فضیلت کی وجہ سے۔ [1]

یہاں آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ فقر غنا سے افضل ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں خلوص ہو فقراء خلوص نیت سے ہر کام کرتے ہیں آنے والی ہر مصیبت پر صبر کرتے ہیں اس کی تائید حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے اس ارشاد سے ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں ''مصیبت اور پریشانی میں استقلال و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور کسی حالت میں بھی شریعت مطہرہ کو نظر انداز نہ کرنا بلکہ ہر مصیبت کا خندہ پیشانی سے استقبال کرنا۔ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو پیش نظر رکھتے ہوئے مصیبت کو رحمت الٰہی سمجھنے کا نام صبر ہے۔ [2]

سید عبدالقادر جیلانی کے ارشاد سے بھی یہی پتہ چلا کہ فقراء ہر مصیبت اور پریشانی کو خندہ پیشانی سے قبول

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی جلد دوم مترجم عبدالستار۔ بھولپور ہسور (فیض آباد) ناشر دانش بکڈپو۔ ٹانڈہ فیض آباد یوپی۔ صفحہ ۴۴۔

[2] ڈاکٹر ریاض اطہر اشرفی۔ تعارف سلسلہ اشرفیہ۔ ناشر اشرف پبلیکیشنز۔ اشرف آباد کراچی۔ صفحہ ۳۳۔

کرتے ہیں وہ شکوہ وشکایت زبان پر نہیں لاتے بلکہ خلوص نیت کے ساتھ اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ انہیں یہ مقام عطا فرماتا ہے کہ ان کو اغنیاء سے پہلے جنت میں داخل فرمائے گا اور یہ حقیقت میں ان کے لئے ایک اعزاز ہے اسی لئے فقر غناء سے افضل ہے۔

ادب ہی تصوف ہے:

نظام یمنی لکھتے ہیں کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا اگرچہ اکابر کی ایک جماعت نے تفصیلی طور پر تصوف کے حقائق بیان کئے ہیں مگر مجھے ان میں سے سید الطائفہ کا مقولہ بہت پسند آیا کہ تصوف تمام تر، ادب ہے۔ کیونکہ تصوف کا نچوڑ بلکہ سلوک کا تمام مقصود ابتدا سے انتہا تک سے اس میں داخل ہے اور اس طائفہ کے احوال ومقامات سب کے سب اس میں شامل ہیں وحدانیت حق کا اقرار اور اس کی فردانیت کی اطلاع کے ساتھ مکمل انکسار ادب ہے فقرا کی صحبت اور ان کی خدمت کا التزام ادب ہے اور تمام عبادات وطاعات چنانچہ صلوٰۃ وزکوٰۃ وغیرہ ادب ہے اور سلوک میں اذکار واشغال مراقبہ ومشاہدہ غرض جو کچھ اس جماعت سے واقع ہوتے ہیں فی الحقیقت ادب ہے سبحان اللہ کون سا ادب اس سے بالاتر ہوگا کہ صوفی دوست کی عظمت و بزرگی کے ملاحظہ کے وقت ہمہ اوست کا نعرہ مارتا ہے اور سالک کو مراقبہ وحدت ومشاہدہ وجہ خاص میں فناء الفنا حاصل ہوتی ہے اور پھر حقیقی بقا البقا میں مل جاتا ہے۔ [1]

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ تصوف میں ادب کو بڑی اہمیت حاصل ہے بلکہ تصوف سراسر ادب ہے یہی وجہ ہے کہ جب کوئی شخص راہ سلوک میں قدم رکھتا ہے تو سب سے پہلے مؤدب ہوجاتا ہے کیونکہ اس کو ادب کی تعلیم دی جاتی ہے۔ پیر ومرشد کا ادب، خانقاہ کا ادب، مزارات اولیاء اللہ کا ادب، مشائخ طریقت کا ادب، محفل کے آداب غرضیکہ وہ سراپا ادب بن جاتا ہے اور پھر انہی آداب کے بجالانے سے وہ مقام حاصل کرتا ہے۔ ولی کامل سید طاہر اشرف جیلانی فرماتے ہیں ”جو شخص راہ سلوک میں ادب اختیار نہیں کرتا وہ کبھی کچھ حاصل نہیں کرسکتا اور جو طریقت کے تمام آداب کو ملحوظ رکھتا ہے وہی منزل مقصود پر پہنچتا ہے۔ [2]

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی جلد دوم مترجم عبدالستار۔ بھولپور ہنسور (فیض آباد) ناشر دانش بکڈپو۔ ٹانڈہ فیض آباد یوپی۔ صفحہ ۸۸۔

[2] سید طاہر اشرف جیلانی۔ ملفوظات قطب ربانی۔ ناشر اشرف پبلیکیشنز پوسٹ بکس ۲۴۲۴ کراچی صفحہ ۳۸۔

اس ارشاد سے بھی یہی پتہ چلا کہ طریقت میں آداب کی بڑی اہمیت ہے اس کے بغیر انسان اس راہ میں آگے بڑھنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

صوفی کی وجہ تسمیہ:

حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی نے حضرت والا سے سوال کیا کہ اس گروہ کو صوفی کس معنی میں کہتے ہیں فرمایا انہیں دو معنی میں صوفی کہتے ہیں یا تو صفاء اسرار کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ صف اوّل میں ہوتے ہیں لیکن بیشتر حضرات انہیں صوفی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے صوف (اون) کا لباس اختیار کیا ہے اور صوف پیغمبروں کا لباس ہے۔ فرمایا کہ ارباب تصوف کی نسبت ''صفا'' کی طرف ہے لیکن اخلاق اصحاب صفہ سے لیا گیا ہے اور، تصوف کو بھی اسی جگہ سے لیا ہے کہ دنیا سے اعراض کرنا خلق سے جھگڑا نہ کرنا اور جو ملے اس پر قناعت کرنا غیر حاصل شدہ کو طلب نہ کرنا، توکل پر رہنا، اختیار کو چھوڑ دنیا قضاء الٰہی پر صابر وشاکر رہنا اہل وطن اور دوستوں سے بے تعلق رہنا یہ سب اہل صفات ہیں بعینہ یہی راستہ اہل تصوف نے بھی اختیار کیا ہے حقیقی صوفیاء یہی تھے مگر وقت بدلنے سے ساتھ اس روش میں بھی خرابیاں پیدا ہوگئیں جیسا کہ دوسرے کاموں میں دراصل خرابی مذہب میں نہیں ہے بلکہ ان لوگوں میں ہے جو مذہب کے خلاف عمل کرتے ہیں جیسا کہ تاجر اگر خیانت کرے تو اصل تجارت تباہ نہ ہوگی ایسے ہی اگر کوئی غازی غلول (خیانت) کرے تو اصل جہاد تباہ نہ ہوتا کوئی عالم دنیا طلب کرے تو اصل شریعت تباہ نہ ہوگی۔ [1]

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ تصوف کی اصل اصحاب صفہ سے ہے اور یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کے طور طریقے وہی ہیں جو اصحاب صفہ کے تھے یعنی خدا پر توکل کرنا یعنی کسی سے کچھ طلب نہ کرنا ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہنا اور صبر وشکر کرنا یہ تمام صفات اولیاء اللہ میں بدرجہ کمال پائی جاتی ہے وہ نہ کسی سے سوال کرتے ہیں نہ طلب کرتے ہیں۔ بلکہ توکل اختیار کرتے ہیں کتاب ''تصوف و طریقت'' میں اسی چیز کو بیان کیا گیا ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ صوفی لفظ ''صوف'' سے نکلا ہے جس کے معنی اون کے ہیں یعنی یہ لوگ کمبل یا موٹے اونی کپڑے پہننے کی وجہ سے صوفی کہلائے بعض نے کہا صوفی لفظ ''صوف'' سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ایک طرف ہونا یعنی یہ لوگ دنیا ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے کی وجہ سے صوفی کہلائے۔ [1]

---

[1] نظام یمنی۔ لطائف اشرفی جلد دوم مترجم عبدالستار۔ بھولپور ہنسور (فیض آباد) ناشر دانش بکڈپو۔ ٹانڈہ فیض آباد یوپی۔ صفحہ ۹۰۔

اس عبارت سے بھی یہی پتہ چلا کہ تصوف کی تعلیمات کا اصل ماخذ قرآن وسنت اور صحابہ کی سیرت ہے صوفیاء نے اصحاب صفہ سے یہ چیزیں حاصل کیں اور پھر ان پر عمل کر کے طریقت میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام صوفیائے کرام کی تعلیمات کا ماخذ قرآن وسنت ہی ہے۔ ان سب نے ہمیشہ قرآن وسنت پر عمل کیا اور اپنے مریدین ومتبعین کو بھی اس پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کی تاکید کرتے رہے ان کی تعلیمات قرآن وسنت کے عین مطابق تھیں اور ان کی تبلیغ کا مقصد صرف اور صرف عوام الناس کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنا تھا انہوں نے اسی مقصد کے لئے کام کیا اور پوری زندگی مخلوق خدا کو فیض پہنچاتے رہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے جو ملفوظات ہم نے پیش کیے ہیں اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ ایک شیخ طریقت ہی نہیں بلکہ راہنمائے شریعت بھی تھے یعنی علوم شریعت وطریقت کے جامع تھے یہی وجہ ہے کہ ہمیں ان ملفوظات میں جابجا قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کے حوالے ملتے ہیں جن کو دیکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی قرآن وحدیث پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے دوسری چیز جو ان ملفوظات میں ہمیں ملتی ہے وہ الفاظوں کی گہرائی اور معنویت ہے یعنی آپ بڑی سے بڑی بات نہایت آسان اور عام لفظوں میں اس طرح بیان فرماتے ہیں گویا سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہو آپ نے اپنے ان ملفوظات میں شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے دریا بہا دیئے ہیں اور اگر انہیں بغور دیکھا جائے تو بڑے اسرار ورموز سے آگاہی حاصل ہوتی ہے ان ملفوظات کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا سینہ یقیناً علوم ومعارف کا خزانہ تھا یہ ملفوظات جہاں دنیاوی لحاظ سے رہنمائی کرتے ہیں وہاں راہ سلوک کے مسافروں کے لئے بھی مشعل راہ ہیں آپ نے ان میں سالک کو اس راہ کے خطرات سے بھی آگاہ کیا ہے اور ان کے تدارک کا طریقہ بھی بتایا ہے اور ساتھ ساتھ اگلی منزل کی جانب رہنمائی بھی کی ہے ان ملفوظات میں ہمیں جابجا فارسی اشعار ملتے ہیں جو آپ نے بات کو سمجھانے کے لئے لکھے ہیں ان میں مثنوی مولانا روم۔ حافظ شیرازی۔ شیخ سعدی اور خود سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اشعار شامل ہیں لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی میں بہت سے مقامات پر آپ کے اشعار ملتے ہیں جو فارسی میں ہیں اکثر اشعار فی البدیہہ کہے ہیں جن میں بڑی بے ساختگی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ایک بہت بڑے شاعر بھی تھے کیونکہ وہ اشعار بڑے موقع کی مناسبت سے کہے گئے ہیں ہمارے خیال میں اگر ان تمام اشعار کو جمع کیا

جائے تو ایک دیوان بن جائے گا۔ آپ نے ان اشعار کے ذریعے بھی اپنی بات سمجھانے کی کوشش کی ہے اور یہ معرفت سے پر اشعار لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی میں نگینہ کی طرح جا بجا جڑے ہوئے ہیں یہ ملفوظات ایک عظیم خزانہ ہیں جو اہل محبت اور اہل طریقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہیں ہیں ملفوظات اگرچہ بہت ہیں ان سب کا اس باب میں ذکر کرنا ممکن نہیں تھا اس لئے ہم نے خاص اور اہم موضوعات سے متعلق ملفوظات وتعلیمات کو پیش کیا ہے جن کو پڑھ کر اہل علم بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ جس شخصیت کے قلب وزبان سے ان موتیوں کا صدور ہوا وہ خود کتنے بلند مقام پر فائز ہوگی اس کا فیصلہ ہم اہل علم پر چھوڑتے ہیں لیکن یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان ملفوظات کی اہمیت وافادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اہل شریعت وطریقت کے لئے ان میں بڑی رہنمائی اور ہدایت موجود ہے اور آج بھی ان ملفوظات وتعلیمات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے اور ان کی روشنی میں دیکھا جائے تو صاحب ملفوظات سید اشرف جہانگیر سمنانی کی شخصیت نکھر کر سامنے آجاتی ہے ہم نے اپنے اس مقالے میں ان کی ہمہ جہت شخصیت کا مختلف جہتوں سے جائزہ لیا ہے اور ان کی حیات کے گوشے جو اب تک عوام الناس اور اہل علم کی نگاہوں سے پوشیدہ تھے تحقیق کر کے اسے بیان کیا ہے مثلاً ان کا علمی مقام، تصانیف اور ملفوظات اور معاصرین سے تعلق ان سب چیزوں کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے درحقیقت اس سلسلے میں یہ ایک حقیر سی کوشش ہے۔

الله نور السموت والارض

باب پنجم

خلاصہ اور نتائج

باب پنجم:

خلاصہ اور نتائج

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی شخصیت ایک ہمہ جہت و ہمہ صفت شخصیت تھی ایک عظیم انسان میں جو خصوصیات ہونی چاہیئے وہ سب ان کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھیں وہ بیک وقت مصنف مؤلف مترجم، مفکر، حافظ قرآن اور قرات سبعہ کے قاری تھے انہوں نے اپنی زندگی تبلیغ دین میں گذاری ہم نے اپنے مقالے میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کی شخصیت کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا ہے اور بغیر کسی عقیدت کے صرف حقیقت بیان کی ہے جیسا کہ تحقیق کا اصول ہے اپنے مقالے کو پانچ ابواب میں اور ہر باب کو دو فصلوں میں منقسم کیا ہے پہلے باب میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد کے سیاسی مذہبی اور معاشرتی ماحول کا جائزہ لیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اس وقت کا سیاسی مذہبی اور معاشرتی ماحول کیا تھا اس باب کی پہلی فصل میں آپ کا تاریخی سیاسی اور خاندانی پس منظر بیان کیا ہے اور اس ضمن میں ہم نے کتب تاریخ کے حوالے سے سلطنت نور بخشیہ کی تاریخ مستند حوالوں سے بیان کی ہے کیونکہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے آباؤ اجداد کا تعلق سلطنت نور بخشیہ سے تھا وہ یکے بعد دیگرے بادشاہ بنے اور یہ سلسلہ سلطان سید ابراہیم سمنانی تک پہنچا جو سید اشرف جہانگیر سمنانی کے والد تھے۔ اس کے بعد ہم نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ولادت، تعلیم وتربیت اور آپ کے اساتذہ کے متعلق بیان کیا ہے اور شہر سمنان کی تاریخی حیثیت تاریخی کتب کے حوالے سے بیان کی ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ یہ شہر کتنا قدیم ہے اسی باب کی دوسری فصل میں بحیثیت حکمراں و سپہ سالار آپ کی شخصیت کا جائزہ لیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ کس طرح آپ نے دس سال عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کی اور اسی دوران فوج کی کمان کرتے ہوئے جنگ میں کامیابی حاصل کی اس کے بعد آپ کے عہد سلطنت کا مذہبی سیاسی اور معاشرتی لحاظ سے جائزہ لیا ہے۔

زیر نظر مقالے کا دوسرا باب ترک سلطنت اور تبلیغی خدمات پر مشتمل ہے اس کی پہلی فصل میں ترک سلطنت کے اسباب اور اس کے بعد سمنان سے بنگال اپنے پیر ومرشد شیخ علاؤالدین گنج نبات کی خدمت میں پہنچنے تک سفر کے تمام حالات تفصیلاً ذکر کیے ہیں اور اس دوران جن ہستیوں سے ملاقات ہوئی اور فیض حاصل کیا

ان کے حالات بھی لکھے ہیں جن میں حضرت سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ اور حضرت شرف الدین احمد یحیٰ منیری قدس سرہ قابل ذکر ہیں اب تک یہ ارباب تاریخ یہی بیان کرتے آئے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ترک سلطنت کے بعد جب سمنان سے روانہ ہوئے تو بنگال جاتے ہوئے راستے میں بہار کے علاقے میں حضرت یحیٰ منیری کی نماز جنازہ پڑھائی کیونکہ انہوں نے یہ وصیت کی تھی۔ محمد اسحاق بھٹی لکھتے ہیں کہ

''میرے جنازہ کی نماز وہ پڑھائے گا جس میں تین شرطیں ہوں گی ایک یہ کہ وہ تارک السلطنت ہوگا دوسری کہ وہ صحیح النسب سید ہوگا اور تیسری یہ کہ وہ سبعہ قرات کا قاری ہوگا اور یہ تینوں شرطیں سید اشرف جہانگیر سمنانی میں موجود تھیں لہٰذا آپ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی'' [1]

تاریخ دعوت وعزیمت کے مصنف لکھتے ہیں۔ ''شیخ اشرف جہانگیر سمنانی دہلی سے بنگال سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ۔ حضرت شیخ علاؤ الدین علاؤ الحق لاہوری پنڈوی کی خدمت میں تشریف لے جارہے تھے راستہ میں بہار شریف میں عین اس وقت پہنچے جب حضرت مخدوم کا جنازہ تیار کر کے راستہ پر رکھ دیا گیا تھا اور امام کا انتظار تھا آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں اتار''ا۔ [2]

لیکن یہ واقعہ ترک سلطنت کے فوراً بعد کا نہیں بلکہ بہت بعد کا ہے ہم نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ یہ واقعہ پہلے سفر میں پیش نہیں آیا۔

پنڈوا شریف میں حاضری اور مرشد گرامی سے کسب فیض کے متعلق بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے کس طرح اپنے شیخ علاؤ الدین گنج نبات کی زیر نگرانی ریاضت ومجاہدے کئے شیخ علاؤ الدین گنج نبات بھی آپ پر بڑے مہربان تھے انہوں نے اپنے مرید کی روحانی تربیت میں کسی قسم کی کمی نہیں کی بلکہ پوری توجہ کے ساتھ انہیں راہ سلوک کے نشیب وفراز سے آگاہ کیا اور قدم قدم پر ان کی راہنمائی فرمائی سید اشرف جہانگیر سمنانی چار سال پنڈوا میں اپنے پیر ومرشد کی خدمت میں رہے اور اس دوران ریاضت ومجاہدہ اور چلہ کشی کے ذریعے راہ سلوک طے کی تکمیل روحانیت کے بعد پھر مرشد کے حکم سے تبلیغ دین کے لئے روانہ ہوئے اسی

---

[1] مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ تاریخ دعوت وعزیمت۔ حصہ سوئم، ناشر مجلس نشریات اسلام۔ اے ۳ ناظم آباد کراچی۔ صفحہ ۲۳۷

[2] محمد اسحاق بھٹی۔ فقہائے ہند جلد اول ناشر۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور صفحہ ۱۸۶۔

باب کی دوسری فصل میں آپ کی تبلیغی زندگی کا جائزہ لیا ہے کہ آپ نے کس انداز سے تبلیغ فرمائی حقیقت یہ ہے کہ آپ کا انداز تبلیغ بالکل منفرد تھا اور ویسے بھی علماء وصوفیاء کی تبلیغ میں بہت فرق ہوتا ہے علماء قال سے تو صوفیاء حال سے تبلیغ کرتے ہیں بالفاظ دیگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ اگر علماء صاحب قال ہوتے ہیں تو صوفیاء صاحب حال ہوتے ہیں لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ علماء کی تبلیغ کوئی اہمیت نہیں رکھتی کیونکہ ان کی تبلیغ میں بھی اثر ہوتا ہے وہ قرآن وحدیث کے دلائل اور براہین سے اسلام کی حقانیت کو ثابت کرتے ہیں اور لوگ ان کے ٹھوس دلائل وبراہین کو قبول کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں لیکن صوفیاء کی تبلیغ ان سے مختلف ہوتی ہے وہ اپنی روحانیت کے ذریعے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کرتے ہیں اور جب انسان کا قلب پاک و صاف ہوجاتا ہے تو پھر اس کے اعمال وافعال بھی پاکیزہ ہوجاتے ہیں اور وہ صحیح معنوں میں مسلمان بن جاتا ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے صوفیاء کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے تبلیغ دین کا فریضہ بحسن و خوبی ادا کیا ہم نے اس میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ کی تبلیغ سے کس طرح لوگ فیضیاب ہوئے آپ نے تبلیغ کے ساتھ مسلمانوں کی اصلاح کا کام بھی کیا حیثیت میں آپ مصلح قوم تھے۔

باب سوم علمی خدمات اور معاصرین سے متعلق ہے اس باب کی پہلی فصل میں ہم نے آپ کے معاصرین اور ان کے حالات بیان کئے ہیں یہ معاصرین ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری سے تعلق رکھتے ہیں ہم نے ان کے حالات علمی وروحانی خدمات اور سید اشرف جہانگیر سمنانی سے ان کا تعلق بیان کیا ہے اور ان تمام چیزوں کو تفصیلا ذکر کیا ہے آپ کے معاصرین میں جو شخصیتیں نظر آتی ہیں وہ اپنے علم وفضل کے لحاظ سے اپنے اپنے مقام پر بلند درجہ رکھتیں ہیں لیکن ایک خاص بات جو ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ کہ یہ تمام معاصرین علمی عظمتیں ہونے کے باوجود سید اشرف جہانگیر سمنانی کا احترام کرتے تھے اور ان کی عظمت و بزرگی کو تسلیم کرتے تھے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے نزدیک آپ کی علمی و روحانی حیثیت مسلم تھی ہم نے لطائف شرفی اور دیگر کتب کی روشنی میں ان کی حالات لکھے ہیں تاکہ مستند چیز پیش کی جائے اسی بات کی دوسری فصل میں علمی وادبی خدمات کو بیان کیا ہے آپ کی تصانیف کی تعداد تو کافی ہے لیکن وہ سب موجود نہیں ہیں بہت سی ناپید ہیں لیکن جو تصانیف موجود ہیں ان کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ علم وفضل کے لحاظ سے عظیم مقام رکھتے تھے آپ تصانیف اردو، عربی اور فارسی میں ہیں ان میں ترجمہ قرآن کو بڑی اہمیت

حاصل ہے یہ ترجمہ قرآن فارسی زبان کا شاہکار ہے اس کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی قرآن پر بڑی گہری نظر تھی اب تک فارسی میں جتنے ترجمہ ہوئے ہیں یہ ترجمہ ہر لحاظ سے ان سب سے بہتر قرار دیا جاسکتا ہے۔ آپ کے حالات زندگی اور ملفوظات وتعلیمات کے سلسلے میں لطائف اشرفی مستند کتاب ہے جوآپ کے مرید وخلیفہ نظام یمنی نے لکھی ہے یہ کتاب فارسی میں ہے اور اب تک مختلف ادوار میں اہل علم اس کے ترجمے کر چکے ہیں ہم نے لطائف اشرفی کے جتنے ترجمے ہو چکے ہیں ان سب مترجمین کے متعلق بھی لکھا ہے اور اس کی فنی حیثیت بھی بیان کی ہے دوسری کتاب مکتوبات اشرفی ہے یہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ان مکتوبات کا مجموعہ ہے جو آپ نے مختلف اوقات میں مریدین معتقدین، خلفاء، علماء، صوفیاء اور بادشاہان وقت کو تحریر فرمائے یہ مکتوبات آپ کے فرزند معنوی اور خلیفہ برحق سید عبدالرزاق نورالعین نے جمع کئے ہم نے اس فصل میں مکتوبات اور اس کے تراجم کے متعلق تفصیلا ذکر کیا ہے اسی طرح وہ کتب جن کے ترجمے ہو چکے ہیں جیسے ''تحقیقات عشق'' اس کا ترجمہ مولانا ممتاز اشرفی نے کیا ہے ''رسالہ قبریہ'' یہ رسالہ آپ نے وصال سے قبل اپنی قبر میں بیٹھ کر لکھا تھا اس کا ترجمہ کچھوچھہ شریف انڈیا میں ہوا ہے ایک دوسری کتاب حجۃ الذاکرین کا ترجمہ بھی اردو میں ہو چکا ہے اب تک تقریباً پانچ کتابوں کے ترجمے اردو میں ہو چکے ہیں جبکہ ترجمہ قرآن جو فارسی میں ہے اس کا اردو ترجمہ ہو رہا ہے اور جب یہ مکمل ہوگا تو یقیناً ایک بڑا علمی سرمایہ ہوگا جو اہل علم کے لئے بھی اور عوام الناس کے لئے بہترین راہنمائی فراہم کرے گا ہم نے اس ترجمے کی خصوصیات بیان کی ہیں اور اس پر تفصیلاً گفتگو کی ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی جتنی کتب ہیں ان سب پر علیحدہ علیحدہ عنوانات قائم کر کے گفتگو کی ہے۔

اردو زبان کے پہلے رسالے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے نکالا اس سلسلے میں پروفیسر حامد حسن قادری اور دیگر اہل علم حضرات نے لکھا ہے اور اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ رسالہ آپ ہی نے تصنیف کیا تھا درد کا کوروی نے تو اس کی ایک عبارت کا حصہ بھی اپنے مضمون میں نقل کیا ہے ہم نے ان تمام محققین کی آراء کو لکھ کر پھر اس پر بحث کی ہے۔

چوتھا باب اخلاف کی دینی وتبلیغی خدمات پر مشتمل ہے اس بات میں ہم نے پہلے آپ کی اولاد کا ذکر کیا ہے کیونکہ آپ نے پوری زندگی تجرد میں گذاری اسی لئے آپ کے سلاسل نسبی اور بیعت آپ کے فرزند

معنوی اور خلیفہ برحق سید عبدالرزاق نورالعین سے چلتے ہیں کیونکہ انہیں کم عمر میں ہی آپ ان کے والدین سے اجازت لے کر لائے تھے پھر آپ نے ان کی تربیت کی اور فرمایا ان کی اولاد میری اولاد ہے اسی لئے سید عبدالرزاق نورالعین کی اولاد سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد کہلاتی ہے اس باب کی پہلی فصل میں ہم نے نورالعین کی زندگی ان کی تعلیم و تربیت اور علمی و روحانی خدمات کے متعلق لکھا ہے اور وہ مسند سجادگی پر کتنے عرصے رونق افروز رہے اور رشد و ہدایت کے سلسلے کو جاری رکھا ان کے دور کے تمام حالات مستند کتب کے حوالوں سے لکھے ہیں عبدالرزاق نورالعین کے پانچ صاحبزادے تھے جن میں شاہ شمس الدین کم عمری میں ہی انتقال کر گئے تھے بقیہ چار صاحبزادگان سید حسن سید حسین سید فرید اور سید احمد کے حالات لکھے ہیں اور ان کی نسل میں جو علمی و روحانی شخصیتیں گذری ہیں اور انہوں نے جو علمی کارنامے انجام دیئے ہیں وہ بھی لکھے ہیں مثلاً سید شاہ حسن کی اولاد میں سید شاہ علی حسین اشرفی میاں، محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی الجیلانی، مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی، ابوالمسعود شاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی موجودہ سجادہ نشین علامہ سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی، علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی اور علامہ سید محمد ہاشمی میاں اشرفی الجیلانی، کی علمی دینی و روحانی اور تبلیغی خدمات کے متعلق لکھا ہے عبدالرزاق نورالعین کے دوسرے صاحبزادے سید شاہ حسین کی اولاد میں سید طاہر اشرف اشرفی الجیلانی، ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی، صاحبزادہ سید طیب اشرف اشرفی الجیلانی اور ڈاکٹر سید مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی کے حالات زندگی اور ان کی تعلیمات و افکار کو بیان کیا ہے تیسرے صاحبزادے سید شاہ احمد کی اولاد میں علامہ سید نعیم اشرف اشرفی الجیلانی اور علامہ سید محمد [illegible] اشرف اشرفی الجیلانی کے حالات اور علمی و ادبی خدمات کو بیان کیا ہے جس کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد میں بڑے جلیل القدر علماء و صوفیاء پیدا ہوئے جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں تبلیغ دین کے سلسلے میں بڑی اہم خدمات انجام دیں اور اب یہ سلسلہ ہندوستان و پاکستان سے نکل کر یورپ و امریکہ تک پہنچ چکا ہے کیونکہ سلسلہ اشرفیہ سے تعلق رکھنے والے حضرات پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں خانوادہ اشرفیہ کے افراد اب بھی رشد و ہدایت کے سلسلے کو جاری رکھے ہوئے ہیں ہم نے تفصیلاً ان سب کا ذکر کیا ہے اور جہاں جہاں وہ حضرات کام کر رہے ہیں اور جو ادارے انہوں نے قائم کئے ہیں ان کی تفصیل بھی لکھی ہے جس سے معلوم ہوگا کہ سید اشرف جہانگیر

سمنانی کی تعلیمات اور ان کا مشن ان کی اولاد جاری رکھے ہوئے ہے اسی فصل میں ہم نے آپ کے خلفاء اور ان کی تبلیغی خدمات کا ذکر بھی کیا ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ایک خاص بات یہ تھی کہ انہوں نے کسی اَن پڑھ کو خلافت نہیں دی ان کے خلفاء میں کوئی ایک بھی ہمیں ایسا نظر نہیں آتا جو غیر عالم ہو آپ کے خلفاء سب عالم باعمل تھے بلکہ بعض تو ایسے تھے جنہوں نے کثیر تعداد میں علمی کتب تصنیف کیں اور علمی دنیا میں بڑا نام پیدا کیا ہے جیسے قاضی شہاب الدین دولت آبادی، علامہ صفی الدین ردولوی اور شیخ سلیمان محدث وغیرہ یہ وہ علمی ہستیاں ہیں جنہوں نے اپنے زمانے میں علم وفضل اور تقویٰ و پرہیز گاری میں کمال حاصل کیا یہ تمام وہ ہیں جنہوں نے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے روحانی تربیت حاصل کرنے کے بعد خلافت حاصل کی اور پھر رشد و ہدایت کے سلسلے کو شروع کیا آپ کے خلفاء نے بڑی اہم دینی وتبلیغی خدمات انجام دیں جو تاریخ کا حصہ ہیں ہم نے اس فصل میں ان تمام خلفاء کے بارے میں لکھا ہے اور انہوں نے جو علمی وروحانی یا تبلیغی کارنامے انجام دیئے ہیں ان کا تذکرہ بھی کیا ہے آپ کے یہ خلفاء پورے برصغیر پاک وہند میں پھیلے ہوئے تھے اور انہوں نے اپنے اپنے مقام پر یہ خدمات انجام دیں جس سے اس سلسلے کو بڑا فروغ حاصل ہوا یہی وجہ ہے کہ آج ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ دنیا کے بیشتر ممالک میں سلسلہ اشرفیہ کی خانقاہیں اور مدارس نظر آتے ہیں جہاں آج بھی تبلیغ دین کا سلسلہ جاری ہے یہ سب سید اشرف جہانگیر سمنانی کی بے لوث اور پر خلوص تبلیغی خدمات کا نتیجہ ہیں۔

اسی باب کی دوسری فصل میں ہم نے آپ کے ملفوظات وتعلیمات کو لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی کی روشنی میں بیان کیا ہے کیونکہ یہی دونوں کتابیں اصل ماخذ ہیں فصل کی ابتداء میں ہم نے ملفوظات پر گفتگو کرتے ہوئے ان کی تاریخ بیان کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ بزرگان دین کے ملفوظات لکھنے کا سلسلہ کب سے شروع ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان مقدس ہستیوں کے ارشادات جن کو ملفوظات بھی کہا جاتا ہے ایک انمول خزانہ ہوتے ہیں جن کو پڑھ کر اور عمل کر کے انسان دنیا و آخرت کی سرخروئی حاصل کرتا ہے بظاہر یہ ایک قول نظر آتے ہیں لیکن جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں اس میں بڑی گہرائی اور معنویت نظر آتی ہے جس میں جتنی استطاعت ہوتی ہے وہ اس کی اتنی ہی گہرائی میں پہنچتا ہے اور وہاں سے علم وعمل کے جواہر نکال کر لاتا ہے حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص نے چالیس روز اللہ

تعالیٰ کے لئے خاص کر دیئے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب و زبان سے حکمت کے چشمے جاری فرمائے گا سوچنے کا مقام ہے کہ جو شخص صرف چالیس دن اللہ کے لئے وقف کر دے اس کی زبان و قلب سے حکمت کے چشمے جاری ہو جائیں تو جو اپنی پوری زندگی اللہ کے لئے وقف کر دے اس کے قلب و زبان سے علم و حکمت کے کیسے عظیم چشمے جاری ہوں گے یقیناً اس کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ علم و معرفت کا خزانہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ یہ بزرگان دین جب اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وقف کر دیتے ہیں تو پھر ان کا قلب علوم و معارف کا سمندر بن جاتا ہے پھر ان کی زبان سے جو نکلتا ہے وہ اہل دنیا کے لئے ہدایت بن جاتا ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ملفوظات جو لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہیں ان کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے وہ خود روحانیت و علمیت کے کتنے بلند مقام پر تھے ہم نے اس فصل میں ان کے ملفوظات کو لکھا ہے اور ساتھ ساتھ ان کی تشریح بھی کی ہے اور دیگر مشائخ طریقت کی کتب سے ان کی تائید کی ہے تاکہ یہ پتہ چلے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی تعلیمات وہی ہیں جو بزرگان سلف کی تھیں۔ اس مقالے میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ ہر بات مستند کتب سے بیان کی جائے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی حیات و تعلیمات کے متعلق بہت سی روایات اور واقعات جو دیگر حضرات نے لکھے ہیں وہ ہم نے صرف اس لئے ذکر نہیں کئے کہ ان کا حوالہ نہیں ہے اس مقالے میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حالات زندگی ان کی علمی و ادبی دینی و روحانی و تبلیغی خدمات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے اور ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے جس سے یہ اندازہ ہوگا کہ وہ علمیت و روحانیت اور شریعت و طریقت کے لحاظ سے کس مقام پر تھے ہم نے اظہار عقیدت کے بجائے اظہار حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس مقالے کو تحریر کیا ہے کیونکہ تحقیق کا انداز یہی ہونا چاہیئے کہ اس میں کسی قسم کی عقیدت کا اظہار نہ کیا جائے اسی لئے ہم نے آپ کی زندگی کے انہی واقعات اور کارناموں کو بیان کیا ہے جن کا کسی مستند کتاب میں حوالہ موجود ہے اور ان روایات سے اعراض کیا ہے جو غیر مستند ہیں۔

اشاریات

اسماء الرجال

(الف)

(۱) اشرف جہانگیر سمنانی۔ سید:

صفحہ ۳، ۵، ۶، ۷، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۱۶، ۱۷، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۶، ۳۷، ۳۹، ۴۰، ۴۲، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۲، ۵۳، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۷، ۶۸، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۵، ۸۶، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۴، ۹۵، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۷، ۲۱۰، ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۲۳، ۲۲۶، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۲، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۵، ۲۵۷، ۲۶۱، ۲۶۳، ۲۶۵، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۱، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۹، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۸، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۴۔

(۲) ابراہیم۔ سید۔ سلطان: صفحہ ۳، ۹، ۱۷، ۱۸، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۳۴، ۳۹، ۴۰، ۴۳، ۴۴، ۴۸۔

(۳) ابن قیم۔ علامہ حافظ: صفحہ ۲۔

(۴) ابوبکر الطمستانی: صفحہ ۸۷۔

(۵) ابراہیم۔ مجذوب: صفحہ ۲۱۔

(۶) ابراہیم شاہ شرقی۔ سلطان: صفحہ ۳۱، ۸۶، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۹۔

(۷) ابوعمرو بن العلماء البصری الکوفی: صفحہ ۳۴، ۳۵

(۸) ابومدین مقربی۔ شیخ: صفحہ ۳۷، ۱۱۵
(۹) ابدال چشتی۔ ابومحمد: صفحہ ۷۶، ۱۰۹۔
(۱۰) ابواسحاق شامی۔ شیخ: صفحہ ۷۶، ۱۰۹۔
(۱۱) ابومحمد چشتی۔ سید: صفحہ ۷۶، ۱۰۹۔
(۱۲) ابویوسف چشتی۔ سید: صفحہ ۷۶، ۱۰۹۔
(۱۳) ابوعبداللہ۔ سید: صفحہ ۹
(۱۴) ابوالحسن جندی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۸۔
(۱۵) ابوعبداللہ: صفحہ ۱۰۸۔
(۱۶) ابراہیم ادھم بلخی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۸
(۱۷) ابوالغیث بن جمیل۔ قطب یمن: ۱۲۸
(۱۸) ابواسحاق گازرونی۔ شیخ: ۱۲۹۔
(۱۹) ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت: صفحہ ۱۵۰، ۲۰۰
(۲۰) ابوالفتح: صفحہ ۱۵۸
(۲۱) ابوحنیفہ۔ امام: صفحہ ۱۶۹، ۲۵۱
(۲۲) ابوسعید الخیر چشتی: صفحہ ۲۷۵، ۲۷۸
(۲۳) ابوالقاسم گورگانی: صفحہ ۳۰۱
(۲۴) ابوالمکارم ہروی۔ شیخ: صفحہ ۲۵۸، ۲۵۹
(۲۵) ابومحمد عرف معین مٹھن سدہوری۔ قاضی: صفحہ ۲۷۶
(۲۶) ابوبکر ابن ابی اسحاق کلاباذی: صفحہ ۲۷۸
(۲۷) ابوطالب مکی۔ شیخ: صفحہ ۲۷۸
(۲۸) ابوالوفا خوارزمی۔ شیخ: صفحہ ۸۷، ۱۰۰، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۳۰۵۔
(۲۹) ابوسعید خراز۔ صفحہ ۲۷۸

(۳۰) اثرالدین برکی۔ صفحہ ۱۴

(۳۱) احمد یسوی۔ خواجہ۔ سید: صفحہ ۳، ۵۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۲۵۷، ۲۶۷۔

(۳۲) احمد بن اسماعیل: صفحہ ۱۳

(۳۳) احمد کبیر رفاعی۔ شیخ۔ سید: صفحہ ۳۷، ۱۱۵، ۱۲۹

(۳۴) احمد ابدال چشتی۔ صفحہ ۷۶، ۱۰۹

(۳۵) احمد اشرف جیلانی۔ ابومحمد سید: صفحہ ۶، ۲۲۹، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۵، ۲۴۶، ۳۱۲۔

(۳۶) احمد حقانی۔ مولانا: صفحہ ۳۶، ۳۷

(۳۷) احمد علی۔ مولانا: صفحہ ۹۵

(۳۸) احمد قطب الدین چشتی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۰، ۱۴۸، ۱۴۹

(۳۹) احمد جرقانی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۲

(۴۰) احمد کورقانی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۲

(۴۱) احمد۔ سید: صفحہ ۱۲۴

(۴۲) احمد کبیر الحق والدین بخاری۔ سید: صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵

(۴۳) احمد اشرف کچھوچھوی۔ مولانا: صفحہ ۲۱۷، ۲۲۶، ۲۲۸، ۲۳۳، ۳۱۲

(۴۴) احمد۔ سید شاہ: صفحہ ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۴۷، ۳۱۲

(۴۵) احمد یار خاں نعیمی۔ مفتی: صفحہ ۲۲۴

(۴۶) احمد قادری۔ ابوالبرکات۔ سید: صفحہ ۲۲۴

(۴۷) احمد رضا خاں بریلوی۔ مولانا شاہ: صفحہ ۲۳۳

(۴۸) احمد حسین۔ امیر علی شاہ کمبل پوش: صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹

(۴۹) احمد الجیلانی۔ سید ابوالعباس: صفحہ ۲۰۹

(۵۰) اخلاق احمد اشرفی۔ حکیم سید: صفحہ ۲۲۴

(۵۱) اختر راہی۔ پروفیسر: صفحہ ۱۷۰، ۱۵۲

(۵۲) آدم عثمان۔ شیخ: صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲

(۵۳) ارغون خان۔ بادشاہ: صفحہ ۱۰۱

(۵۴) ارشاد حسین اشرفی۔ قاضی سید: صفحہ ۲۴۵

(۵۵) اسماعیل سامانی: صفحہ ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۳

(۵۶) اسحاق بن موسیٰ۔ سید: صفحہ ۴۱

(۵۷) اسماعیل سمنانی۔ شیخ: صفحہ ۴۸، ۱۰۰، ۱۶۰

(۵۸) اسماعیل اعرج۔ سیدنا: صفحہ ۹

(۵۹) اسماعیل ثانی۔ سید: صفحہ ۹

(۶۰) اسماعیل۔ شیخ: صفحہ ۱۷۰

(۶۱) اسلم فرخی۔ پروفیسر: صفحہ ۱۸۲

(۶۲) اسرار الحق اشرفی۔ مولانا: صفحہ ۲۲۹

(۶۳) اسماعیل حسینی قادری۔ سید شاہ: صفحہ ۲۹۳

(۶۴) اسماعیل۔ شیخ: صفحہ ۲۵۲

(۶۵) اسحاق بھٹی۔ محمد: صفحہ ۳۰۹

(۶۶) اشرف الدین مشہدی۔ شیخ: صفحہ ۱۲۹

(۶۷) اشرف حسین۔ سید شاہ: صفحہ ۲۲۳

(۶۸) اشفاق احمد اشرفی۔ حکیم سید: صفحہ ۲۲۴

(۶۹) اشرف جیلانی۔ حکیم سید: صفحہ ۲۴۶

(۷۰) اصیل الدین جرہ باز۔ شیخ: صفحہ ۲۵۹، ۲۸۵

(۷۱) اطہر نعیمی۔ مفتی: صفحہ ۱۳۹

(۷۲) اظہار اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۱۷۸، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۷، ۲۲۹، ۲۳۲، ۳۱۲

(۷۳) اعراف محمد۔ سید: صفحہ ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۵۶، ۵۸، ۶۶

(۷۴) اعراف اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۶
(۷۵) اقبال احمد اشرفی۔ حکیم سید: صفحہ ۲۲۴
(۷۶) اقبال حسین نعیمی۔ مولانا: صفحہ ۲۳۸
(۷۷) اقبال احمد فاروقی۔ پیرزادہ: صفحہ ۳۷، ۲۱۸
(۷۸) اقبال الدین احمد: صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۳
(۷۹) اکمل الدین مبارز۔ سید: صفحہ ۹
(۸۰) اکبر شاہ نجیب آبادی: صفحہ ۱۳، ۱۵۷
(۸۱) اکرام۔ شیخ محمد: صفحہ ۱۵۲
(۸۲) الپ خان: صفحہ ۲۷
(۸۳) آل فاطمہ کچھوچھوی۔ سیدہ: صفحہ ۲۱۴، ۲۱۶
(۸۴) آل حسن اشرفی۔ سید: صفحہ ۲۲۴، ۲۲۹
(۸۵) امیر معاویہ ؓ۔ حضرت: صفحہ ۹۲
(۸۶) امیر خسرو۔ حضرت: صفحہ ۵، ۱۸۳، ۲۰۳، ۲۱۵
(۸۷) امیر احمد علوی۔ منشی: صفحہ ۵۴، ۵۵ ۵۶
(۸۸) امین الدین ہبیرہ بصری: صفحہ ۷۶، ۱۰۹
(۸۹) امیر اقبال سیستانی: صفحہ ۱۰۴
(۹۰) امیر تیمور: صفحہ ۲۱، ۱۲۲، ۱۴۱، ۱۴۴، ۲۲۶، ۲۵۸، ۲۶۷
(۹۱) امیر علاء حسن سنجری: صفحہ ۲۷۹،
(۹۲) امیر علی بیگ: صفحہ ۲۵۸
(۹۳) انوار اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۲۹
(۹۴) اورنگ زیب اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۶
(۹۵) اویس قرنی ؓ۔ حضرت: صفحہ ۱۲۱، ۱۲۹، ۱۵۷

(ب)

(۹۶) بایزید بسطامی۔ شیخ: صفحہ ۴۲

(۹۷) باقی باللہ۔ خواجہ: صفحہ ۸۹

(۹۸) بابارتن۔ ابورضا: صفحہ ۱۰۰، ۱۶۷، ۱۶۸، ۲۵۶

(۹۹) باقر۔ امام محمد: صفحہ ۱۲۴

(۱۰۰) بختیار کاکی۔ خواجہ قطب الدین: صفحہ ۱۲، ۶۳، ۷۶، ۱۰۹، ۱۱۳، ۲۷۹

(۱۰۱) بدرالدین یمنی۔ شیخ: صفحہ ۶۲

(۱۰۲) بدرالدین سرہندی۔ علامہ: صفحہ ۸۹، ۱۴۴، ۱۴۶

(۱۰۳) بدیع الدین مدار۔ شیخ: صفحہ ۱۰۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۹، ۱۵۱

(۱۰۴) بدرالدین حسن الجیلانی۔ سید: صفحہ ۲۰۹

(۱۰۵) بدرالدین۔ شیخ: صفحہ ۲۶۴

(۱۰۶) برہان الدین محمد بن النقی الحکیم الصوفی۔ علامہ: صفحہ ۱۰۰، ۱۷۲، ۲۰۱

(۱۰۷) برہان الدین۔ سید: صفحہ ۱۱۹

(۱۰۸) برہان الدین برغینانی۔ علامہ: صفحہ ۱۶۸

(۱۰۹) بشیر بن غیاث۔ سید: صفحہ ۱۷۲

(۱۱۰) بلاق۔ سید: صفحہ ۱۱۹

(۱۱۱) بہاءالدین زکریا ملتانی۔ شیخ: صفحہ ۶۱، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۹

(۱۱۲) بہاءالدین نقشبند: شیخ:

صفحہ ۱۰۰، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۵۴، ۱۵۷، ۲۱۴، ۲۵۸

(۱۱۳) بہاءالدین اوچی۔ شیخ: صفحہ ۱۲۵،

(ت)

(۱۱۴) تاج الدین ایبک: صفحہ ۱۸

(۱۱۵) تاج الدین محمد بہلول شاہ نوربخشی۔ سید: صفحہ ۹

(۱۱۶) تاج الدین بہادر: صفحہ ۱۰۹

(۱۱۷) تاج الدین عبدالرزاق الجیلانی۔ ابوبکر سید: صفحہ ۲۰۹

(۱۱۸) تجمل حسین۔ سید: صفحہ ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۵

(۱۱۹) تسلیم احمد صابری۔ سید شاہ: صفحہ ۲۳۹

(۱۲۰) تغلق۔ سلطان محمد: صفحہ ۱۲۷

(۱۲۱) تقی صوفی خلوتی۔ سید: صفحہ ۱۱۹

(۱۲۲) تقی امام علی: صفحہ ۱۱۹، ۱۲۴

(۱۲۳) تقی الدین علی دوستی سمنانی۔ شیخ ابوالبرکات: صفحہ ۴۸، ۱۳۵

(ج)

(۱۲۴) جعفر صادق۔ امام: صفحہ ۹، ۱۱۹، ۱۲۴

(۱۲۵) جعفر بہرائچی۔ سید: صفحہ ۱۰۰، ۱۶۱، ۱۶۲

(۱۲۶) جعفر بخاری۔ سید: صفحہ ۱۲۴

(۱۲۷) جلال الدین بخاری۔ سید۔ جہانیاں جہاں گشت:
صفحہ ۴، ۳۹، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۱۰۰، ۱۱۵، ۱۱۸، ۱۲۳، ۱۲۵۱۲۴،
۱۲۵، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۳۰۹۔

(۱۲۸) جلال الدین احمد نوی۔ ڈاکٹر: صفحہ ۵

(۱۲۹) جلال الدین: صفحہ ۳۱، ۳۲

(۱۳۰) جلال الدین سمنانی۔ ملک: صفحہ ۱۰۱

(۱۳۱) جلال الدین۔ سید: صفحہ ۱۱۹
(۱۳۲) جلال اعظم بخاری۔ سید: صفحہ ۱۲۴
(۱۳۳) جلیل الرحمن اشرفی۔ حافظ: صفحہ ۲۴۶
(۱۳۴) جلال الدین رومی۔ مولانا: صفحہ ۲۷۸، ۳۰۶
(۱۳۵) جمال الدین۔ شیخ: صفحہ ۳۷، ۱۱۵
(۱۳۶) جمال الدین۔ سید ابوالقاسم: صفحہ ۹
(۱۳۷) جمال الدین خورد سکندرپوری۔ سید: صفحہ ۱۰۰، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴
(۱۳۸) جمال الدین عبدالوہاب۔ قطب الاوتاد: صفحہ ۱۰۵
(۱۳۹) جمال الدین بدخشانی۔ مولانا: صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴
(۱۴۰) جمال اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۶
(۱۴۱) جمال الدین خنداں رو۔ شیخ: صفحہ ۱۲۵
(۱۴۲) جمیل الدین۔ شیخ: صفحہ ۲۶۳
(۱۴۳) جمشید بیگ: صفحہ ۲۲۶، ۲۲۷
(۱۴۴) جمل: صفحہ ۳۲
(۱۴۵) جنید بغدادی۔ سید الطائفہ: ۲۷۸
(۱۴۶) جیلانی میاں۔ سید محمد: صفحہ ۴۱، ۴۲، ۱۰۵، ۱۰۶

(چ)

(۱۴۷) چراغ ہند۔ شیخ حاجی: صفحہ ۸۴، ۲۴۹
(۱۴۸) چنگیز خان: صفحہ ۶۸، ۶۹

(ح)

(۱۴۹) حامد حسن قادری۔ پروفیسر: صفحہ ۴، ۵، ۲۵، ۱۴۷، ۲۰۲، ۲۰۳، ۳۱۱

(۱۵۰) حامد اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۶

(۱۵۱) حارث المحاسبی۔ صفحہ ۲۷۷، ۲۷۸

(۱۵۲) حافظ شیرازی۔ خواجہ: صفحہ ۱۰۰، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۸۳، ۳۰۶

(۱۵۳) حبیب رومیؓ۔ حضرت: صفحہ ۳۰۲

(۱۵۴) حبیب الرحمٰن۔ مولانا: صفحہ ۲۲۴

(۱۵۵) حبیب احمد علوی۔ مفتی: صفحہ ۲۳۸

(۱۵۶) حبیب الرحمٰن اشرفی۔ حافظ: صفحہ ۲۴۶

(۱۵۷) حسن سکاک: صفحہ ۴۸

(۱۵۸) حسن بصری۔ خواجہ: صفحہ ۷۶، ۱۰۸

(۱۵۹) حسین کتابدار۔ مولانا: صفحہ ۹۰

(۱۶۰) حسینؓ۔ سیدنا امام: صفحہ ۹، ۱۰۸، ۱۲۴، ۱۴۱

(۱۶۱) حسین شریف۔ سید: صفحہ ۹

(۱۶۲) حسن۔ ڈاکٹر پیر محمد: صفحہ ۷۸

(۱۶۳) حسین۔ سید: صفحہ ۱۰۸

(۱۶۴) حسن عسکری۔ سیدنا امام: صفحہ ۱۱۹، ۱۲۴

(۱۶۵) حسنؓ۔ سیدنا امام: صفحہ ۱۴۹، ۲۰۸

(۱۶۶) حسن۔ سید۔ ابن نور العین: صفحہ ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۳، ۲۳۲، ۲۳۷، ۲۴۷، ۳۱۲

(۱۶۷) حسام الدین مانکپوری۔ مولانا: صفحہ ۱۵۰

(۱۶۸) حسن مثنٰی انور اشرفی الجیلانی۔ مولانا سید: صفحہ ۲۲۸، ۲۳۷

(۱۶۹) حسین۔ سید۔ ابن نور العین: صفحہ ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۳۷، ۲۴۱، ۲۴۷، ۳۱۲

(۱۷۰) حسین: صفحہ ۱۰۸

(۱۷۱) حسن حقانی اشرفی۔ مولانا محمد: صفحہ ۲۲۹

(۱۷۲) حسنین اشرف جیلانی۔ سید: ۲۴۶
(۱۷۳) حسین۔ شیخ: صفحہ ۳۱، ۲۷۳،
(۱۷۴) حسین سنبھلی۔ محمد مفتی: صفحہ ۲۲۴
(۱۷۵) حکیم اَتا: صفحہ۱۳۳
(۱۷۶) حمزہ: صفحہ ۱۰۸
(۱۷۷) حمید الدین: صفحہ ۲۹
(۱۷۸) حمزہ بن حبیب بن عمارہ الرباب کوفی: صفحہ ۳۴، ۳۵
(۱۷۹) حمزہ۔ سید ابو احمد: صفحہ ۹
(۱۸۰) حمید الدین ابی الوقت محمد حسین سمرقندی: صفحہ ۱۲۹
(۱۸۱) حمید الدین ناگوری۔ قاضی: صفحہ ۱۵۰

(خ)

(۱۸۲) خالد بن ولید ؓ۔ حضرت: صفحہ۵۵
(۱۸۳) خدیجہ خاتون۔ سیدہ: صفحہ ۲۰۔۲۱
(۱۸۴) خضر نوشاہی۔ ڈاکٹر: صفحہ ۱۵۴، ۱۸۳، ۱۸۷، ۱۸۹، ۲۴۵
(۱۸۵) خضر علیہ السلام۔ حضرت:
صفحہ۱۷، ۵۴، ۵۵، ۵۸، ۶۹، ۷۱، ۷۵، ۱۱۳، ۱۲۱، ۱۳۳، ۱۵۱، ۱۵۵، ۱۶۲، ۱۷۰، ۲۵۱، ۲۵۲
(۱۸۶) خلیل احمد قادری۔ مولانا سید: صفحہ ۲۲۹
(۱۸۷) خلیل مرزا: صفحہ ۱۴۴، ۱۴۵
(۱۸۹) خلیل اَتا۔ شیخ: صفحہ ۱۰۰، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵
(۱۹۰) خلیق احمد نظامی: صفحہ ۱۱۲
(۱۹۱) خیر الدین سدھوری۔ شیخ: صفحہ ۲۵۵، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲

(د)

(۱۹۲) داراشکوہ: صفحہ ۸۶

(۱۹۳) داؤد: صفحہ ۱۰۸

(۱۹۴) داؤد۔ سید: صفحہ ۲۰۸

(۱۹۵) داؤد۔ شیخ: صفحہ ۲۷۱

(۱۹۶) درِّ یتیم: صفحہ ۲۱۹

(۱۹۷) دلاور خان: صفحہ ۲۷، ۲۸

(ذ)

(۱۹۸) ذاکر حسین اشرفی۔ مولانا: صفحہ ۲۲۱، ۲۳۳

(۱۹۹) ذکی۔ حاجی محمد: صفحہ ۵۱

(۲۰۰) ذوار حسین شاہ۔ مولانا: ۲۸۴

(ر)

(۲۰۱) راضی باللہ: صفحہ ۱۳

(۲۰۲) راجو قتال۔ شیخ: صفحہ ۶۲، ۶۳، ۱۴۷

(۲۰۳) راجا۔ شیخ: صفحہ ۱۳۳، ۲۷۶

(۲۰۴) رحمٰن علی۔ مولوی: صفحہ ۲۵

(۲۰۵) رئیس احمد۔ پروفیسر: صفحہ ۵

(۲۰۶) رشید الدین ابی عبداللہ بغدادی: صفحہ ۳۷، ۱۱۵

(۲۰۷) رفاقت حسین۔ مفتی: صفحہ ۲۲۴

(۲۰۸) رفیع الدین اودھی۔ مولانا: صفحہ ۲۵۳

(٢٠٩) رکن الدین ابوالفتح: صفحہ ٦١، ١٢٣، ١٢٥، ١٢٧، ١٢٩
(٢١٠) رکن الدین شریح کندی۔ قاضی: صفحہ ١٠٩
(٢١١) رکن الدین علی بجی: صفحہ ١٢٩
(٢١٢) رکن الدین۔ شیخ: صفحہ ٢٥٧
(٢١٣) رکن الدین۔ قاضی: صفحہ ٢٧١
(٢١٤) رودکی۔ صفحہ ١٨٣
(٢١٥) رومی۔ مولانا: صفحہ ١٨٣
(٢١٦) ریاض سہراشرفی۔ ڈاکٹر: صفحہ ٢٤٦، ٣٠٣
(٢١٧) ریاض اشرفی۔ صفحہ ١٩٥

(ز)

(٢١٨) زبیر۔ الحاج محمد: صفحہ ١٧٣
(٢١٩) زین العابدین۔ امام: صفحہ ٩، ١٠٨، ١٢٤
(١٢٠) زید: صفحہ ١٠٨
(٢٢١) زید شہید: صفحہ ١٠٨
(٢٢٢) زین العابدین۔ سید: صفحہ ١١٩

(س)

(٢٢٣) سارنگ۔ شیخ: صفحہ ١٤٨
(٢٢٤) سبکتگین۔ صفحہ ١٧
(٢٢٥) سبحان محمود۔ مولانا: صفحہ ٦٩
(٢٢٦) سدید الدین حذیفہ المرعشی۔ خواجہ۔ صفحہ ١٠٨
(٢٢٧) سدہا۔ شیخ: صفحہ ٢٥٥

(۲۲۸) سدہا۔ قاضی۔ صفحہ ۲۵۵

(۲۲۹) سراج۔ ابونصر۔ صفحہ ۲۷۸

(۲۳۰) سراج الدین عثمان۔ شیخ: صفحہ ۶۸، ۶۹، ۷۷، ۷۹

(۲۳۱) سراج اشرفی۔ ڈاکٹر: صفحہ ۲۲۹

(۲۳۲) سعدیافعی۔: صفحہ ۱۱۴

(۲۳۳) سعدی۔ شیخ: صفحہ ۱۸۳، ۳۰۶

(۲۳۴) سعداللہ کیسہ دار۔ شیخ: صفحہ ۲۷۴

(۲۳۵) سعادت علی قادری۔ مفتی سید: صفحہ ۲۲۹

(۲۳۶) سفیراحمداشرفی۔ سید: صفحہ ۲۴۷

(۲۳۷) سلیمان علیہ السلام۔ حضرت: صفحہ ۱۳۲

(۲۳۸) سلیمان محدث۔ شیخ: صفحہ ۲۵۶، ۲۷۶، ۳۱۲

(۲۳۹) سلیمان: صفحہ ۱۳۳

(۲۴۰) سلیمان۔ شیخ: صفحہ ۲۶۵

(۲۴۱) سلمان اشرف بھاگلپوری۔ مولانا: صفحہ ۲۲۴

(۲۴۲) سماءالدین۔ شیخ: صفحہ ۱۶۲

(۲۴۳) سماءالدین ردولوی۔ شیخ: صفحہ ۲۵۹، ۲۶۰

(۲۴۴) سیدخان۔ مولانا: صفحہ ۹۰، ۹۱

(۲۴۵) سیف الدین یحییٰ حموی۔ سیدالجیلانی: صفحہ ۲۰۹

(ش)

(۲۴۶) شاہ رخ عالم۔ مولانا: صفحہ ۱۲۵

(۲۴۷) شاہ رخ۔ مرزا: صفحہ ۴۱، ۱۴۴، ۱۴۷

(۲۴۸) شاہد رضا اشرفی۔ مولانا: صفحہ۲۲۹

(۲۵۴۹) شاہدین اشرفی۔ مولانا: صفحہ ۲۲۹

(۲۵۰) شبیر احمد دہلوی۔ مولانا: صفحہ۲۲۹

(۲۵۱) شبلی۔ شیخ: صفحہ ۲۹۱

(۲۵۲) شرف الدین احمد یحییٰ منیری۔ شیخ: صفحہ۲، ۶۵، ۶۷، ۸۵، ۳۰۹

(۲۵۳) شرف الدین برکی۔ صفحہ ۱۶

(۲۵۴) شرف الدین۔ ملک: صفحہ۱۰۱

(۲۵۵) شریف الدین کیتلی۔ سید: صفحہ۱۰۹

(۲۵۶) شرف الدین محمد نقشبندی۔ شیخ: صفحہ۱۱۹

(۲۵۷) شرف الدین محمود تستری۔ شیخ: صفحہ۱۲۶

(۲۵۸) شرف الدین محمود بن عبداللہ مزدقانی: صفحہ۱۳۵، ۱۳۶

(۲۵۹) شریف زندنی۔ شیخ حاجی: صفحہ۷۶، ۱۰۹

(۲۶۰) شعبان۔ سید: صفحہ۱۱۹

(۲۶۱) شمس الدین محمود نوربخشی۔ سید: صفحہ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۳،

(۲۶۲) شمس الدین التمش۔ سلطان: صفحہ۱۲

(۲۶۳) شمیم اشرف کچھوچھوی۔ سید: صفحہ ۱۵، ۲۴، ۲۶، ۳۲، ۳۴، ۴۲، ۵۷، ۶۲

(۲۶۴) شمس بریلوی:

صفحہ ۱۱۲، ۱۲۰، ۱۲۴، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۸۳، ۱۸۷، ۱۸۹، ۲۰۵، ۲۵۲، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷،

۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳

۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۸۳، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۹، ۹۱۔

(۲۶۵) شمس الدین اودھی۔ مولانا: صفحہ۱۲۹

(۲۶۶) شمس الدین مناری۔ مولانا: صفحہ۱۴۶

(۲۶۷) شمس الدین الجیلانی۔ سید: صفحہ ۲۰۹

(۲۶۸) شمس الدین۔ سید شاہ: صفحہ ۲۱۸، ۲۱۹، ۳۱۲

(۲۶۹) شمس الدین بن نظام الدین صدیقی اودھی۔ شیخ: ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵

(۲۷۰) شہاب الدین ابی سعید: صفحہ ۱۲۸

(۲۷۱) شہاب الدین دولت آبادی۔ قاضی:

صفحہ ۱۰۰، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۷۱، ۱۷۴، ۱۹۲، ۲۰۱، ۲۵۳، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۶، ۳۱۲

(۲۷۲) شہاب الدین سہروردی۔ شیخ: صفحہ ۳۷، ۱۱۵، ۱۲۵،

(۲۷۳) شہاب الدین۔ سید: صفحہ ۱۳۵

(۲۷۴) شیخ الاسلام گجراتی: صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳

(۲۷۵) شیر محمد قادری: صفحہ ۱۹۳،

(ص)

(۲۷۶) صالح سمرقندی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۰، ۱۶۲

(۲۷۷) صادق قصوری۔ مولانا محمد: صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۲۳۴، ۲۴۰

(۲۷۸) صالح ردولوی۔ مولانا محمد: صفحہ ۲۲۰

(۲۷۹) صابر اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۱

(۲۸۰) صدر الدین۔ شیخ: صفحہ ۶۱، ۱۲۳، ۱۲۹

(۲۸۱) صدر جہاں۔ میر: صفحہ ۱۰۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳

(۲۸۲) صدر الدین شیرازی۔ شیخ: صفحہ ۱۳۹،

(۲۸۳) صدر الدین قونوی۔ شیخ: صفحہ ۱۳۹

(۲۸۴) صدر الدین محمد۔ سید: صفحہ ۱۲۵

(۲۸۵) صفی اللہ۔ شاہ: صفحہ ۲۹، ۳۰

(۲۸۶) صفی الدین ردولوی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۰، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۶، ۲۵۱، ۲۵۲، ۱۵۳، ۳۱۲

(۲۸۷) صفی الدین مسند عالی صیف خان: ۲۷۵

(ض)

(۲۸۸) ضیاء الدین۔ قاضی: صفحہ ۱۰۱

(۲۸۹) ضیاء الدین مدنی۔ مولانا: صفحہ ۲۲۴

(ط)

(۲۹۰) طاہر اشرف جیلانی۔ سید:

صفحہ ۲۱۷، ۲۲۴، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۸۲، ۳۰۴، ۳۱۲

(۲۹۱) طاہر حسین اشرفی: صفحہ ۲۴۶

(۲۹۲) طفیل۔ حافظ محمد: صفحہ ۶۲، ۶۳

(۲۹۳) طٰہٰ۔ شیخ: صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱

(۲۹۴) طیفور شامی۔ شیخ۔ صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰

(۲۹۵) طیب اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۱، ۲۴۵، ۲۴۶، ۳۱۲

(ظ)

(۲۹۶) ظفر الدین اشرف۔ سید شاہ: صفحہ ۱۸۲، ۱۸۴

(۲۹۷) ظہیر الدین نور بخشی۔ سلطان سید: صفحہ ۹، ۱۴، ۱۵

(۲۹۸) ظہور الحسن شارب۔ ڈاکٹر: صفحہ ۱۹، ۲۵، ۴۴، ۴۵، ۶۵

(۲۹۹) ظہیر فاریابی: صفحہ ۱۸۳

(ع)

(۳۰۰) عاصم النحو دکوفی: صفحہ ۳۴، ۳۵، ۳۶

(۳۰۱) عارف۔ مولانا: صفحہ۱۴۴

(۳۰۲) عارف اللہ شاہ قادری اشرفی۔ مولانا: صفحہ۲۲۴

(۳۰۳) عارف دیک کرانی۔ مولانا: صفحہ ۱۲۰

(۳۰۴) عارف مکرانی۔ شیخ: صفحہ۲۶۲

(۳۰۵) عالمگیر اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۶

(۳۰۶) عبدالرشید۔ ڈاکٹر: صفحہ ۵

(۳۰۷) عبدالرحمٰن چشتی۔ شیخ:

صفحہ ۲۰، ۲۴، ۳۹، ۶۲، ۶۹، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۱۵، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۳، ۱۳۶، ۳۸، ۱۴۰، ۱۴۵

۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۸، ۱۶۴، ۱۶۷۔

(۳۰۸) عبدالحق محدث دہلوی۔ شیخ:

صفحہ۲۵، ۶۹، ۹۶، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۶۳، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۸، ۱۷۴، ۱۹۲، ۱۹۷، ۱۹۸

(۳۰۹) عبدالحیٰ بن فخر الدین حسنی۔ علامہ: صفحہ ۲۵، ۱۲۷

(۳۱۰) عبدالرزاق نورالعین۔ سید: صفحہ

۳۳، ۳۵، ۳۶، ۶۶، ۸۰، ۱۲۲، ۱۳۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۶۸، ۱۷۲، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۷

۲۰۲، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۲۰، ۱۲۱، ۲۲۲، ۲۲۸

۲۲۹، ۲۳، ۲۳۷، ۲۴۱، ۲۴۷، ۲۴۸، ۱۵۰، ۲۵۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۸، ۲۹۰، ۳۰۱، ۳۱۱، ۳۱۲

(۳۱۱) عبداللہ بن عامر دمشقی: صفحہ۳۴، ۳۵

(۳۱۲) عبداللہ بن مکی: صفحہ۳۴، ۳۵

(۳۱۳) عبداللہ یافعی۔ امام: صفحہ ۳۶، ۳۷، ۳۹، ۶۲، ۱۰۰، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۳۷، ۱۳۹

(۳۱۴) عبدالواحد ابن زید۔ شیخ: صفحہ۷۶، ۱۰۸

(۳۱۵) عبداللہ قطری۔ شیخ: صفحہ۱۲۹

(۳۱۶) عباس ؓ۔ حضرت: صفحہ۱۴۶

(۳۱۷) عبداللہ علمدار۔ امام: صفحہ ۱۵۰

(۳۱۸) عبدالحفیظ قادری بدایونی۔ حافظ: صفحہ ۱۵۰، ۱۵۲

(۳۱۹) عبدالحق: صفحہ ۱۸۲، ۱۸۴

(۳۲۰) عبدالستار بھولیپور۔ مولانا محمود: صفحہ ۱۸۴

(۳۲۱) عبداللہ محض۔ شیخ: صفحہ ۲۰۸

(۳۲۲) عبداللہ ثانی: صفحہ ۲۰۸

(۳۲۳) عبداللہ جیلی۔ سید: صفحہ ۲۰۹

(۳۲۴) عبدالغفور حسن الجیلانی۔ سید: صفحہ ۲۰۹، ۲۱۱

(۳۲۵) عبدالعلیم صدیقی۔ مولان شاہ: صفحہ ۲۲۳، ۲۴۰

(۳۲۶) عبدالرشید۔ مفتی: صفحہ ۲۲۴

(۳۲۷) عبدالعزیز۔ مولانا: صفحہ ۲۲۴

(۳۲۸) عبدالباری فرنگی محلی۔ علامہ: صفحہ ۲۳۳

(۳۲۹) عبدالطیف علی گڑھی۔ مفتی: صفحہ ۲۳۳

(۳۳۰) عبدالصمد شاہ صاحب۔ میاں: صفحہ ۲۳۹

(۳۳۱) عبدالحکیم شرف قادری اشرفی۔ علامہ: صفحہ ۲۴۰، ۲۴۵، ۲۹۸

(۳۳۲) عبدالتواب اچھروی اشرفی۔ مولانا: صفحہ ۲۴۵

(۳۳۳) عبداللہ رازی۔ ڈاکٹر: صفحہ ۱۴، ۱۳۹

(۳۳۴) عبدالحیٔ خواجہ: صفحہ ۲۸، ۱۶۶، ۱۶۷

(۳۳۵) عبدالرفیع: صفحہ ۴۰

(۳۳۶) عبدالحیٔ اشرف ہوش کچھوچھوی۔ حکیم سید: صفحہ ۵۳، ۱۱۷، ۱۸۴، ۱۸۸، ۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۴، ۲۰۵

۲۹۲، ۲۹۳

(۳۳۷) عبدالکریم بن ہوازن قشیری۔ امام ابوالقاسم: صفحہ ۷۸، ۲۷۸، ۲۷۹

(۳۳۸) عبدالرحمٰن اسفرائینی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳

(۳۳۹) عبدالمقتدر۔ قاضی: صفحہ ۱۰۹

(۳۴۰) عبدالقادر جیلانی۔ شیخ سید: صفحہ ۱۱۴، ۱۲۹، ۱۳۹، ۱۵۵، ۲۰۹، ۲۱۰، ۱۱۵، ۳۰۳

(۳۴۱) عبداللہ۔ سید: صفحہ ۱۱۹

(۳۴۲) عبدالخالق غجدوانی۔ خواجہ: صفحہ ۱۲۰

(۳۴۳) عبداللہ۔ سید: صفحہ ۱۲۴

(۳۴۴) مبدمطری۔ شیخ: صفحہ ۱۲۵

(۳۴۵) عبیداللہ۔ شیخ: صفحہ ۱۲۸

(۳۴۶) عبید غیثی۔ شیخ محمد: صفحہ ۱۲۸

(۳۴۷) عبدالرشید۔ مولانا حافظ: صفحہ ۱۴۵

(۳۴۷) عبدالرشید اسمٰعیل۔ مولانا: صفحہ ۱۴۵

(۳۴۸) عبدالجبار اشرفی: صفحہ ۲۴۶

(۳۴۹) عبدالوہاب۔ سید۔ صفحہ ۲۶۵

(۳۵۰) عبدالکریم دہلوی: صفحہ ۲۶۵

(۳۵۱) عبداللہ صدیقی بناری۔ شیخ: صفحہ ۲۷۵

(۳۵۲) عبدالستار۔ مولانا محمد: صفحہ ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵

(۳۵۳) عثمان غنیؓ۔ حضرت: صفحہ ۲۰۰

(۳۵۴) عثمان ہارونی۔ خواجہ: صفحہ ۷۶، ۱۰۹، ۲۷۹

(۳۵۵) عثمان اشرفی۔ محمد: صفحہ ۲۴۶

(۳۵۶) عثمان۔ سید: صفحہ ۲۶۲

(۳۵۷) عزالدین ابوالعباس احمد فاروقی۔ شیخ: صفحہ ۳۷، ۱۱۵

(۳۵۸) عشرت علی اشرفی۔ قاضی سید: صفحہ ۲۴۶

(۳۵۹) علاؤالدولہ سمنانی۔ شیخ: صفحہ۴، ۲۳، ۲۴، ۳۶، ۴۰، ۴۱، ۴۳، ۴۵، ۴۸، ۴۹، ۵۳، ۵۹، ۶۵، ۶۷،
۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۲۱، ۱۳۵، ۱۶۲، ۱۶۷، ۱۶۸

(۳۶۰) علی حسین اشرفی الجیلانی۔ سید شاہ: صفحہ۱۱، ۱۴، ۱۶، ۱۹، ۲۳، ۴۵، ۵۵، ۵۶، ۶۴، ۱۸۳، ۲۱۷،
۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۶، ۲۲۸، ۲۳۸، ۳۱۲

(۳۶۱) علی اکبر۔ ابوالمظفر سید: صفحہ ۹، ۱۱

(۳۶۲) علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت: صفحہ ۹، ۲۰، ۷۶، ۹۰، ۱۰۸، ۱۲۴، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۲، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۹۰،
۲۰۰، ۲۰۸، ۲۸۹

(۳۶۳) علاؤالدولہ برکی: صفحہ۲۴،

(۳۶۴) علی بن حمزہ کوفی: صفحہ۳۴

(۳۶۵) علاؤالدین گنج نبات۔ شیخ: صفحہ۵۵، ۵۶، ۶۳، ۶۴، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۷،
۷۸، ۷۹، ۸۱، ۸۲، ۹۲، ۱۶۴، ۲۱۶، ۲۵۶، ۳۰۸، ۳۰۹

(۳۶۶) علاؤالدین۔ سید: صفحہ ۱۳۵

(۳۶۷) علاؤالدین: مولانا: صفحہ ۱۷۴، ۲۵۵

(۳۶۸) علاؤالدین علی الجیلانی۔ سید: صفحہ۲۰۹

(۳۶۹) علی۔ سید: صفحہ۱۴۹

(۳۷۰) علی اکبر۔ سید: صفحہ۱۱۹

(۳۷۱) علاؤالدین عطار۔ خواجہ: صفحہ۱۲۱

(۳۷۲) علی الہادی۔ سید: صفحہ ۱۲۴

(۳۷۳) علی۔ سید: صفحہ۱۰۸

(۳۷۴) علی اصغر۔ سید: صفحہ ۲۲۴

(۳۷۵) علی ابی المویدبخاری۔ سید: صفحہ۲۲۴

(۳۷۶) علی افلح۔ شیخ: صفحہ ۱۲۹

(۳۷۷) علی حداد۔ شیخ: صفحہ۱۲۹

(۳۷۸) علی حسین اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۶

(۳۷۹) علی بن عثمان ہجویری۔ شیخ: صفحہ۲۷۸، ۲۸۱، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۶، ۲۸۷

(۳۸۰) علی ندوی۔ سید ابوالحسن: صفحہ۳۰۹

(۳۸۱) علی ہمدانی۔ میر سید: صفحہ ۵۳، ۱۰۰، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸

(۳۸۲) علی لالہ۔ شیخ: صفحہ ۱۰۲

(۳۸۳) عمادالدین نوربخشی: صفحہ۷، ۹، ۱۱۶

(۳۸۴) عمادالدین تبریزی۔ مولانا: صفحہ۳۴

(۳۸۵) عمر فاروق ؓ۔ حضرت: صفحہ۲۰۰

(۳۸۶) عمادالدین نصرالجیلانی۔ سید: صفحہ۲۰۹

(۳۸۷) عمادالدین۔ شیخ: صفحہ۱۳۰

(۳۸۸) عنصر صابری چشتی۔ علامہ: صفحہ ۹۹

(۳۸۹) عیسیٰ۔ سلطان: صفحہ۱۲۹

(غ)

(۳۹۰) غزالی۔ امام: صفحہ۲، ۷۰، ۹۸، ۹۹

(۳۹۱) غلام رسول سعیدی: علامہ: صفحہ۳۹

(۳۹۲) غلام سرور لاہوری۔ مفتی: صفحہ ۳۷، ۱۱۴، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۳۲، ۱۳۵، ۱۴۶

(۳۹۳) غلام جیلانی اشرفی۔ علامہ: صفحہ۲۲۴،

(۳۹۴) غلام بھیک نیرنگ۔ مولانا: صفحہ۲۴۴

(۳۹۵) غلام قادری اشرفی۔ مولانا: صفحہ۲۲۴

(۳۹۶) غلام علی اوکاڑوی۔ علامہ: صفحہ۲۲۴

(۳۹۷) غلام مجتبیٰ شاہ اشرفی: صفحہ ۲۴۵

(۳۹۸) غلام صابر اشرفی۔ مولانا: صفحہ

(۳۹۹) غلام نبی اشرفی: صفحہ ۲۴۶

(۴۰۰) غلام الدین جائسی۔ مولانا: صفحہ ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵

(۴۰۱) غوث صابری اشرفی۔ مولانا محمد: صفحہ ۲۴۵

(۴۰۲) غیاث الدین۔ سلطان: صفحہ ۶۸

(ف)

(۴۰۳) فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت: صفحہ ۹، ۲۰۸

(۴۰۴) فاضل۔ مولانا محمد: صفحہ ۹۶

(۴۰۵) فاضل بن غیثی۔ شیخ: صفحہ ۱۲۸

(۴۰۶) فاطمہ ثانی: صفحہ ۱۴۹

(۴۰۷) فاخر الٰہ آبادی۔ مولانا محمد: صفحہ ۲۲۴

(۴۰۸) فخر الدین۔ سید: صفحہ ۱۱۹

(۴۰۹) فخر الدین۔ شیخ حاجی: صفحہ ۲۷۰، ۲۷۱

(۴۱۰) فرید الدین عطار۔ خواجہ: صفحہ ۲۰

(۴۱۱) فرخ زاد بیگم: صفحہ ۱۱

(۴۱۲) فرح محدث۔ بابا: صفحہ ۳۶، ۳۷

(۴۱۳) فرید الدین مسعود گنج شکر۔ شیخ: صفحہ ۷۷، ۱۰۹، ۱۱۳، ۲۷۹

(۴۱۴) فرید الدین قادری۔ ڈاکٹر: صفحہ ۲۴۰

(۴۱۵) فرید۔ سید شاہ: صفحہ ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۴۷، ۳۱۲

(۴۱۶) فردوسی: صفحہ ۱۸۳

(۴۱۷) فرعون: صفحہ ۱۶۶، ۱۹۲

(۴۱۸) فضیل بن عیاض۔ خواجہ: صفحہ ۳۹، ۷۶، ۱۰۸، ۱۱۸

(۴۱۹) فیروز شاہ۔ سلطان: صفحہ ۱۲۷

(۴۲۰) فیض محمد اشرفی: صفحہ ۲۴۶

(ق)

(۴۲۱) قاسم فرشتہ۔ محمد: صفحہ ۲۸، ۳۲، ۱۶۶، ۱۶۸، ۲۶۹

(۴۲۲) قاسم محمود۔ سید: صفحہ ۲۰

(۴۲۳) قاسم۔ سید صفحہ ۱۱۹

(۴۲۴) قادر اولیاء۔ شاہ: صفحہ ۲۰۳

(۴۲۵) قتال۔ شیخ: صفحہ ۲۱۹

(۴۲۶) قتیم۔ شیخ: صفحہ ۱۰۰، ۱۲۰، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۲۱۴، ۲۱۵

(۴۲۷) قدیر اشرف کچھوچھوی۔ مولوی سید: صفحہ ۲۱، ۲۵

(۴۲۸) قطب الدین مودود چشتی۔ سید: صفحہ ۷۶، ۱۰۹، ۱۴۸، ۱۴۹

(۴۲۹) قطب عدن: صفحہ ۱۲۹

(۴۳۰) قطب الدین۔ سلطان: صفحہ ۱۳۸

(۴۳۱) قطب الدین منور۔ شیخ: صفحہ ۱۲۹

(۴۳۲) قوام الدین ادھمی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۰، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸

(۴۳۳) قیام الدین شہباز۔ شیخ: صفحہ ۲۵۷

(ک)

(۴۳۴) کبیر۔ شیخ: صفحہ ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۲۱۶، ۲۴۹، ۲۵۰،

(۴۳۵) کرم شاہ الازہری۔ پیر محمد: صفحہ ۱

(۴۳۶) کریم اللہ اشرف جائسی۔ سید شاہ: صفحہ ۲۲۰
(۴۳۷) کلیم اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۷، ۳۱۲
(۴۳۸) کمال جائسی۔ شیخ: صفحہ ۲۷۰،
(۴۳۹) کمال الدین محمد۔ شیخ: صفحہ ۲۷۸
(۴۴۰) کمال الدین عبدالرزاق کاشی۔ شیخ: صفحہ ۵۳، ۱۰۰، ۱۰۴، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۳۷
(۴۴۱) کنس۔ راجہ: صفحہ ۳۱، ۳۲

(ل)

(۴۴۲) لطیف اللہ۔ پروفیسر:
صفحہ ۷۲، ۷۴، ۷۹، ۸۱، ۸۲، ۸۵، ۸۹، ۹۲، ۹۳، ۹۶، ۱۸۲، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۹، ۲۱۲، ۲۱۶، ۲۱۹، ۲۸۱، ۲۸۲

(م)

(۴۴۳) مبارک۔ شیخ: صفحہ ۲۷۳
(۴۴۴) موتی میاں اشرفی: صفحہ ۲۴۶
(۴۴۵) مجد الدین۔ مولانا: صفحہ ۱۲۵
(۴۴۶) مجد الدین برکی: صفحہ ۱۷
(۴۴۷) مجد الدین سمنانی: صفحہ ۱۸
(۴۴۸) مجدد الف ثانی۔ شیخ: صفحہ ۸۵، ۲۸۸
(۴۴۹) محمد رسول اللہ ﷺ۔
صفحہ ۹، ۲۲، ۷۶، ۹۱، ۹۸، ۱۰۳، ۱۲۴، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۴۶، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۷،
۲۰۰، ۲۰۸، ۲۱۶، ۲۱۹، ۲۶۱، ۲۹۱، ۲۹۸، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۶، ۳۰۳
(۴۵۰) محبوب شاہ۔ ڈاکٹر سید: صفحہ ۵، ۵۷، ۲۴۴، ۲۴۵
(۴۵۱) محمود: صفحہ ۱۱

(۴۵۲) محمود غزنوی۔ سلطان: صفحہ۱۶

(۴۵۳) محمد بن حنفیہ: صفحہ ۲۰

(۴۵۴) محمد گیسودراز۔ خواجہ سید: صفحہ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۱۰۰، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۶۳

(۴۵۵) محی الدین ابن عربی۔ شیخ: صفحہ ۲۹، ۵۳، ۱۰۴، ۱۰۵

(۴۵۶) محمد۔ سید ابوالحسن: صفحہ ۹

(۴۵۷) محمد مہدی۔ سید: صفحہ ۹

(۴۵۸) محمد پارسا۔ خواجہ: صفحہ۱۰۰، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶

(۴۵۹) محمد۔ سید: صفحہ۱۰۸

(۴۶۰) محب اللہ: صفحہ۱۱۳

(۴۶۱) محمد بن محمد البخاری: صفحہ۱۱۸

(۴۶۲) محمد سماسی۔ بابا: صفحہ۱۱۹، ۱۲۰

(۴۶۳) محمد سید بخاری: صفحہ۱۱۹

(۴۶۴) محمود۔ سید: صفحہ ۱۱۹

(۴۶۵) محمود بخاری۔ سید: صفحہ۱۲۴

(۴۶۶) محمد بخاری۔ سید: صفحہ۱۲۴، ۱۲۸

(۴۶۷) محمود بن محمد کرمانی شافعی: صفحہ۱۲۸

(۴۶۸) محمود تستری۔ شیخ الاسلام: صفحہ۱۲۹

(۴۶۹) محمود حافظی البخاری: صفحہ۱۴۳

(۴۷۰) محمد مینا۔ شیخ: صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸

(۴۷۱) محمد اشرفی الجیلانی کچھوچھوی۔ سید:

صفحہ۱۸۴، ۱۹۷، ۲۱۷، ۲۲۳، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۷، ۲۴۰، ۳۱۲

(۴۷۲) محمود الحسن گورکھپوری۔ سید: صفحہ ۱۹۴

(۴۷۳) محمد شاہ صاحب: صفحہ ۱۹۶
(۴۷۴) محبوب علی شاہ: صفحہ ۲۰۳
(۴۷۵) محمد۔ سید: صفحہ ۲۰۸
(۴۷۶) محمد الجیلانی۔ سید ابوالنصر: صفحہ ۲۰۹
(۴۷۷) محمد بن ابی سعید بن ابی طاہر بن ابی سعید مہینی: صفحہ ۲۱۸
(۴۷۸) محمد احمد قادری۔ علامہ ابوالحسنات سید: صفحہ ۲۲۴، ۲۸۱
(۴۷۹) محمد دین کلیم قادری: صفحہ ۲۲۶
(۴۸۰) محب اللہ نوری۔ صاحبزادہ علامہ: صفحہ ۲۲۹
(۴۸۱) محمود اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۳۲
(۴۸۲) محامد اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۳۷
(۴۸۳) محمد اشرف جیلانی۔ مخدوم زادہ سید: صفحہ ۲۳۹، ۲۴۶
(۴۸۴) محبوب اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۱، ۲۴۶
(۴۸۵) محی الدین اشرف شاہ: صفحہ ۲۴۷
(۴۸۶) محمد عرف دریتیم۔ شیخ: صفحہ ۲۵۰، ۲۵۱، ۳۰۳
(۴۸۷) محمد درہوری۔ قاضی: صفحہ ۲۶۰، ۲۶۱
(۴۸۸) محمد لکھنوی۔ شیخ ابوالمظفر: صفحہ ۲۶۲
(۴۸۹) محمد کنتوری۔ شیخ: صفحہ ۲۶۳۔
(۴۹۰) محمد بن الجبار النفری۔ شیخ: صفحہ ۲۷۸
(۴۹۱) مختار اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۱۸۶، ۱۸۷، ۲۱۷، ۲۲۴، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۳۱۲
(۴۹۲) مخدوم اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۱،
(۴۹۳) مدنی اشرفی الجیلانی۔ شیخ الاسلام: صفحہ ۲۲۸، ۲۳۷، ۲۴۵، ۳۱۲
(۴۹۴) مراد خان۔ سلطان: صفحہ ۱۵۷

(۴۹۵) مسعود احمد۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد: صفحہ ۵

(۴۹۶) مسعود۔ سلطان: صفحہ ۱۶

(۴۹۷) مسعود حسن شہاب: صفحہ ۱۲۶

(۴۹۸) مسعود غازی۔ سید سالار: صفحہ ۱۶۱

(۴۹۹) مسعود احمد رضوی۔ سید۔ صفحہ ۲۲۹

(۵۰۰) مشیر احمد کاکوروی: صفحہ ۴۷، ۱۸۴

(۵۰۱) مصطفیٰ بن عبدالشبیر۔ حاجی خلیفہ: صفحہ ۱۷، ۲۵۳

(۵۰۲) مصطفیٰ اشرف جیلانی۔ سید۔ صفحہ ۲۲۶

(۵۰۳) مطیع الرسول بدایونی۔ سید شاہ: صفحہ ۲۳۳

(۵۰۴) مظاہر اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۱۴۵، ۲۰۴، ۲۲۹، ۲۴۱، ۳۱۲

(۵۰۰) مظہر علی خاں لکھنوی مدنی۔ علامہ: صفحہ ۲۴۵

(۵۰۶) مظفر شاہ گجراتی: صفحہ ۲۷، ۲۸

۵۰۷) معتضد باللہ عباسی: صفحہ ۱۳

(۵۰۸) معین الدین چشتی اجمیری۔ خواجہ: صفحہ ۷۶، ۱۰۹، ۱۵۱، ۲۷۸، ۲۷۹

(۵۰۹) معروف۔ شیخ: صفحہ ۲۵۶

(۵۱۰) مقبول بیگ بدخشانی۔ پروفیسر: صفحہ ۸۶

(۵۱۰) ملک محمود: صفحہ ۹۳

(۵۱۱) ممتاز اشرفی۔ مولانا سید: صفحہ ۱۲، ۱۹، ۲۷، ۳۶، ۵۹، ۱۳۱، ۳۴، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۵۴، ۱۶۸،
۱۶۹، ۱۷۲، ۱۷۸، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۷، ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۳۰، ۲۳۲، ۳۱۱

(۵۱۲) ممشاد علو دینوری۔ شیخ: صفحہ ۷۶، ۱۰۹

(۵۱۳) منور علی شاہ جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۵

(۵۱۴) منظور امابن باب ارسلان: صفحہ ۱۳۳

(۵۱۵) موسیٰ رضا: صفحہ ۱۱۹
(۵۱۶) موسیٰ کاظم: صفحہ ۱۱۹، ۱۲۴
(۵۱۷) موسیٰ۔ مولانا: صفحہ ۱۲۵
(۵۱۸) موسیٰ الجون۔ سید: صفحہ ۲۰۸،
(۵۱۹) موسیٰ ثانی۔ سید: صفحہ ۲۰۸
(۵۲۰) موسیٰ جنگی دوست۔ سید ابوصالح: صفحہ ۲۰۹
(۵۲۱) موسیٰ۔ سید ابوعلی: صفحہ ۹
(۵۲۲) میر سید کلاں: صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۴۵
(۵۲۳) میاں جیو (میاں میر): صفحہ ۸۶
(۵۲۴) میر محمود قزوینی: صفحہ ۱۸
(۵۲۵) میراں شاہ: صفحہ ۱۴۴
(۵۲۶) میر صاحب۔ علامہ سید محمد: صفحہ ۲۳۳

(ن)

(۵۲۷) ناصر الدین۔ شاہ: صفحہ ۴۱
(۵۲۸) ناصر خسرو: صفحہ ۴۲
(۵۲۹) نافع عبد الرحمٰن بن ابی نعیم: صفحہ ۳۴، ۳۵، ۳۶
(۵۳۰) نثار الحق صدیقی اشرفی۔ علامہ قاری: صفحہ ۲۴۵
(۵۳۱) نجم الدین بن صدر الدین قونوی: صفحہ ۲۰۲
(۵۳۲) نجم الدین کبریٰ۔ شیخ: صفحہ ۳۶، ۳۷، ۱۰۲، ۱۲۹، ۱۵۸
(۵۳۳) نجم الدین فردوسی۔ سید: صفحہ ۶۸
(۵۳۴) نجم الدین ابن صاحب ہدایہ۔ علامہ: صفحہ ۱۰۰، ۱۶۸، ۱۶۹

(۵۳۵) نجم الدین اصفہانی۔ شیخ: صفحہ ۱۲۹

(۵۳۶) نوح علیہ السلام۔ حضرت: صفحہ ۴۰

(۵۳۷) ندیم الواجدی۔ مولانا: صفحہ ۷۰

(۵۳۸) نذر اشرف کچھوچھوی۔ مولانا حکیم شاہ سید: صفحہ ۸۴

(۵۳۹) نذر علی درد کاکوروی۔ میر: صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳، ۳۱۱

(۵۴۰) نصر بن احمد: صفحہ ۱۳

(۵۴۱) نصیر الدین روشن چراغ دہلوی۔ شیخ: صفحہ ۱۶۲، ۱۹۵، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۵، ۱۱۸، ۱۲۹، ۱۴۶

(۵۴۲) نظام الدین برمکی: صفحہ ۱۱

(۵۴۳) نظام یمنی۔ ابوالفضل: صفحہ

۲۳، ۲۴، ۳۳، ۴۵، ۵۶۷، ۶۵، ۶۶، ۷۱، ۷۴، ۸۰۷۹، ۸۱، ۸۳، ۸۶،

۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۶، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۱۶/، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۲۷، ۱۲۸

۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۵، ۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰

۱۶۱، ۱۶۲، ۱۷۱، ۱۷۹، ۱۸۶، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۹، ۲۰۵، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۹، ۲۴۸، ۲۵۰

۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶

۲۶۷، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۹، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸

۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۱۱

(۵۴۵) نظام الدین علی شیر۔ سید: صفحہ ۹، ۱۵، ۱۶، ۱۷

(۵۴۶) نظام الملک علاؤ الدولہ برمکی: صفحہ ۱۸

(۵۴۷) نظام الدین اولیاء۔ محبوب الٰہی شیخ: صفحہ ۶۳، ۶۸، ۶۹، ۷۷، ۷۹، ۱۰۹، ۱۲۹/۲۱۵، ۲۷۹

(۵۴۸) نظامی: صفحہ ۱۸۳

(۵۴۹) نعیم الدین مرادآبادی۔ مولانا سید محمد: صفحہ ۲۲۳، ۲۴۰

(۵۵۰) نعیم اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۲، ۲۵، ۴۶، ۵۶، ۶۴، ۹۶، ۲۲۷، ۲۴۸، ۳۱۲

(۵۵۱) نعمت اللہ ولی۔ شاہ: صفحہ ۱۰۰، ۱۳۹، ۱۴۰
(۵۵۲) نقی۔ امام محمد: صفحہ ۱۱۹، ۱۲۴
(۵۵۳) نورالدین ابن اسدالدین۔ شیخ: صفحہ ۱۰۰، ۱۶۱
(۵۵۴) نورالدین اسفرائینی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۲
(۵۵۵) نورالدین علی بن عبداللہ طراشی۔ شیخ: صفحہ ۱۲۹
(۵۵۶) نورالدین۔ شیخ: صفحہ ۲۷۱
(۵۵۷) نورالدین۔ قطب عالم پنڈوی: صفحہ ۳۱، ۳۲، ۷۴، ۱۰۰، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵
(۵۵۸) نوشہ میاں قادری مارہروی: صفحہ ۲۳۹

(و)

(۵۵۹) واحد بخش سیال چشتی۔ کپتان: صفحہ ۳، ۶۹
(۵۶۰) واحدالدین بخاری۔ سید: صفحہ ۱۲۸
(۵۶۱) وجیہہ الدین۔ شاہ: صفحہ ۲۴
(۵۶۲) وجیہہ الدین۔ مولانا: صفحہ ۲۰۲
(۵۶۳) وحیدالدین اشرف کچھوچھوی۔ ڈاکٹر سید: صفحہ ۱۱، ۲۳، ۲۴، ۲۶، ۲۷، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۴، ۴۴، ۵۶، ۶۵، ۶۷، ۸۹، ۹۰، ۱۰۳، ۱۲۱، ۱۴۲، ۱۸۳، ۲۰۱
(۵۶۴) وراثت حسین اشرفی۔ سید: صفحہ ۲۴۶
(۵۶۵) وصی احمد محدث سورتی: صفحہ ۲۳۳
(۵۶۶) ولی اللہ محدث دہلوی۔ شاہ: صفحہ ۷۵

(ہ)

(۵۶۷) ہاشمی میاں اشرفی الجیلانی۔ مولانا سید محمد: صفحہ ۲۲۹، ۲۳۷، ۳۱۲
(۵۶۸) ہاشم رضا اشرفی۔ شیخ محمد: صفحہ ۱۸۶، ۱۸۷، ۲۲۸، ۲۲۹

(۵۶۹) ہوشنگ خان غوری: صفحہ ۲۷، ۱۸

(ی)

(۵۷۰) یحییٰ جامی نیشاپوری۔ قطب الدین: صفحہ ۱۳۵

(۵۷۱) یحییٰ زاہد۔ سید: صفحہ ۲۰۹

(۵۷۲) یداللہ۔ شاہ: صفحہ ۲۹، ۳۰، ۱۰۰، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۶۳

(۵۷۳) یزید: صفحہ ۹۱

(۵۷۴) یمین الدین شامی۔ شیخ: صفحہ ۱۵۰

(۵۷۵) یوسف حسینی راجا المشہور راجو قتال۔ سید: صفحہ ۱۰۸

(۵۷۶) یوسف۔ سید: صفحہ ۱۰۸

(۵۷۷) یوسف ہمدانی۔ خواجہ: صفحہ ۲۰،

(۵۷۸) یونس سنبھلی۔ مولانا محمد: صفحہ ۲۲۴

* * *

وانک لعلیٰ خلق عظیم

اسماء الکتب والرسائل

(الف)

(۱) ا حجت ہر چند منکر نبوت۔ صفحہ ۲۳۵

(۲) اثار سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ صفحہ ۲۵

(۳) احیاء العلوم۔ صفحہ ۲، ۷۰

(۴) اخلاق وتصوف۔ صفحہ ۴، ۲۰۲، ۳۱۱

(۵) اخبار الاخیار۔ صفحہ ۲۵، ۶۹، ۱۱۰، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۸

(۶) آداب سلوک۔ صفحہ ۱۱۱

(۷) اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔ صفحہ ۲۰، ۲۱

(۸) استقامت شریعت بطریق حقیقت۔ صفحہ ۱۱۱

(۹) اسماء الاسرار۔ صفحہ ۱۱۲

(۱۰) اسرار نقطہ شرح اسماء اللہ۔ صفحہ ۱۳۸

(۱۱) اسرار بدیع۔ صفحہ ۱۵۲

(۱۲) اسلامی کتب خانے۔ صفحہ ۱۷۳

(۱۳) اشرف الفوائد۔ صفحہ ۱۱، ۱۶، ۲۰۶

(۱۴) اشرف سمنانی۔ صفحہ ۱۵، ۱۶، ۲۴، ۲۶، ۲۷، ۳۱، ۳۲، ۳۴، ۴۲، ۵۷، ۶۲

(۱۵) اشارہ محبان حق۔ صفحہ ۱۱۱

(۱۶) اشرف الانساب۔ صفحہ ۲۰۵

(۱۷) اشرف التواریخ۔ صفحہ ۲۴۷

(۱۸) اشرفی۔ ماہنامہ۔ صفحہ ۱۸۴

(۱۹) اصول فصول۔ صفحہ ۲۰۶

(۲۰) اصول بزدوی۔ صفحہ ۱۲۵، ۱۲۸

(۲۱) اصطلاحات کبیرہ۔ صفحہ ۵۳، ۱۰۷

(۲۲) اطواف والمخاطبات۔ صفحہ ۲۷۸

(۲۳) اظہار اشرفی۔ صفحہ ۲۳۲

(۲۴) اظہار حقیقت۔ صفحہ ۲۴۶

(۲۵) آفتاب تازہ۔ صفحہ ۵۷، ۲۴۴، ۲۴۵

(۲۶) العروہ لاہل الخلو والخلوہ۔ صفحہ ۱۰۳

(۲۷) الاجازۃ بالدعا بعد صلوٰۃ الجنازۃ۔ صفحہ ۲۳۵

(۲۸) التحقیق البارع فی حقوق الشارع۔ صفحہ ۲۳۵

(۲۹) الاشرف۔ ماہنامہ۔ صفحہ ۶۳، ۲۳۹، ۲۴۲

(۳۰) اسنی المفاخر فی مناقب شیخ عبدالقادر۔ صفحہ ۱۱۷

(۳۱) انفاس العارفین۔ صفحہ ۷۵

(۳۲) انیس الارواح۔ صفحہ ۲۷۹

(۳۳) اوراد نامہ۔ صفحہ ۱۸

(ب)

(۳۴) بحرالمواج۔ صفحہ ۹۸، ۱۶۵، ۲۶۸

(۳۵) بحرالازکار۔ صفحہ ۲۰۶

(۳۶) بحر زخار۔ صفحہ ۲۵، ۲۶، ۲۷

(۳۷) بدیع البیان۔ صفحہ ۸۹، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹

(۳۸) بدیع الہمدانی۔ صفحہ ۱۷۲

(۳۹) بشارت المریدین۔ صفحہ ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱

(۴۰) بشارت الذاکرین۔ صفحہ ۲۰۶

(۴۱) بشارت الاخوان۔ صفحہ ۲۰۶

(۴۲) بصارت العین فی عن وقت العصر بعد المثلین۔ صفحہ ۲۳۵

(۴۳) بے نمازی کی سزا۔ صفحہ ۲۴۶

(۴۴) بیان بودوہست۔ صفحہ ۱۸

(ت)

(۴۵) تاریخ فرشتہ۔ صفحہ ۲۷، ۲۸، ۱۶۶، ۱۶۷، ۲۶۹

(۴۶) تاریخ یافعی۔ صفحہ ۳۷

(۴۷) تاریخ سمنان۔ صفحہ ۴۰

(۴۸) تاریخ اسلام۔ صفحہ ۱۳، ۱۵۷

(۴۹) تاریخ کامل ایمان۔ صفحہ ۱۳، ۱۳۹

(۵۰) تاریخ مشائخ چشت۔ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲

(۵۱) تاریخ مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ حوادث الزمان۔ صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸

(۵۲) تاریخ دعوت وعزیمت۔ صفحہ ۳۰۹

(۵۳) تبیان القرآن۔ صفحہ ۳۹

(۵۴) تحقیقات عشق۔ صفحہ ۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۲۳۰، ۳۱۱

(۵۵) تحائف اشرفی۔ صفحہ ۲۶۲

(۵۶) تحریک پاکستان اور مشائخ عظام۔ صفحہ ۲۳۴، ۲۴۰

(۵۷) تحقیق التقلید۔ صفحہ ۲۳۷

(۵۸) تذکرہ علماء ہند۔ صفحہ ۲۵

(۵۹) تذکرہ خواجہ گیسودراز۔ صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۳

(۶۰) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ۔ صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱

(۶۱) تذکرہ مصنفین درس نظامی۔ صفحہ ۱۷، ۲۵۲، ۲۵۳

(۶۲) تذکرہ اولیاء سندھ۔ صفحہ۲۳۸

(۶۳) تذکرہ اکابر اہلسنت۔ صفحہ۲۴۰

(۶۴) تذکرہ مشائخ قادریہ۔ صفحہ۲۲۶

(۶۵) ترجمان اہلسنت۔ ماہنامہ۔ صفحہ۱۵۰،۱۵۲

(۶۶) ترجمہ مشارق۔ صفحہ۱۱۱،

(۶۷) ترجمہ عوارف۔ صفحہ۱۱۱

(۶۸) ترجمہ قرآن (قلمی)۔ صفحہ۱۷۵،۱۷۶،۱۷۷،۱۷۸،۲۳۰،۳۱۱

(۶۹) تعارف فقہ وتصوف۔ صفحہ ۲۹۸

(۷۰) تعارف سلسلہ اشرفیہ۔ صفحہ۳۰۳

(۷۱) تفسیر ثنائی بطریق کشاف۔ صفحہ۱۱۱

(۷۲) تفسیر زمخشریہ۔ صفحہ ۲۰۶،

(۷۳) تقویٰ قلوب۔ صفحہ۲۳۵

(۷۴) تلاوۃ الوجود۔ صفحہ۱۱۱

(۷۵) تنبیہ الاخوان۔ صفحہ۲۰۶

(ج)

(۷۶) جامع صنائع۔ صفحہ۸۹

(۷۷) جمال بدیع۔ صفحہ۱۵۲

(ح)

(۷۸) حاشیہ ہندی۔ صفحہ۱۶۷،۱۶۹

(۷۹) حجۃ الذاکرین۔ صفحہ۲۰۴،۲۰۵،۳۱۱

(۸۰) حصن الحصین۔ صفحہ۲۵۶

(۸۱) حضرات القدس۔ صفحہ ۸۹، ۱۴۴، ۱۴۶

(۸۱) حل الترکیب کافیہ۔ صفحہ ۱۷، ۲۵۳

(۸۲) حواشی کشف۔ صفحہ ۱۱۱

(۸۳) حواشی قوت القلوب۔ صفحہ ۱۱۱

(۸۴) حیات سید جہانگیر سمنانی۔ صفحہ ۱۲، ۲۳، ۲۴، ۲۶، ۳۰، ۳۱، ۳۴، ۵۶، ۶۵، ۴۴، ۶۷، ۷۰، ۹۰، ۱۰۳، ۱۲۱، ۱۴۲، ۱۸۳، ۲۰۱

(۸۵) حیات محدث اعظم ہند۔ صفحہ ۱۲۱، ۲۳۳

(۸۶) حیات قطب ربانی۔ صفحہ ۲۴۶

(۸۷) حیات غوث العالم۔ صفحہ ۲۳۵

(۸۸) حیّ المدار۔ صفحہ ۱۵۲

(خ)

(۸۹) خدا کی رحمت۔ صفحہ ۲۳۷

(۹۰) خزینۃ الاصفیاء۔ صفحہ ۲۷، ۳۷، ۱۱۴، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۵، ۱۴۴، ۱۴۶

(۹۱) خطائر القدس المعروف عشقنامہ۔ صفحہ ۱۱۱

(۹۲) خطۂ پاک اوچ۔ صفحہ ۱۲۶

(۹۳) خطبۂ [illegible] مدار۔ صفحہ ۱۵۲

(۹۴) خلافت نامہ۔ صفحہ ۱۱۱

(۹۵) خیر المجالس۔ صفحہ ۹۵

(د)

(۹۶) داستانِ تاریخ اردو۔ صفحہ ۴، ۵، ۲۵، ۲۰۳

(۹۷) دائرہ معارف اسلامیہ۔ صفحہ ۳، ۲۵

(۹۸) درالا ـ۔ صفحہ ۱۱۱

(۹۹) درالمنظم فی بیان فضائل القرآن العظیم۔ صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷

(۱۰۰) درود مستغاث۔ صفحہ ۲۴۶

(۱۰۱) دستور المبتدی۔ صفحہ ۱۷۱، ۲۵۳

(۱۰۲) دعاء حزب البحر۔ صفحہ ۲۴۶

(۱۰۳) دلیل العارفین۔ صفحہ ۲۷۹

(۱۰۴) دیوان ہمت۔ صفحہ ۲۰

(۱۰۵) دیوان حافظ۔ صفحہ ۱۵۷

(۱۰۶) دیوان اشرف۔ صفحہ ۲۰۶

(ذ)

(۱۰۷) ذکراغ ب۔ صفحہ ۲۱، ۲۵

(ر)

(۱۰۸) رسالہ مناقب سادات۔ صفحہ ۹۲، ۱۶۵، ۲۶۸

(۱۰۹) رسالہ قشیریہ۔ صفحہ ۷۸، ۱۱۱، ۲۳۳، ۲۷۸، ۲۸۹

(۱۱۰) رسالہ شہابیہ۔ صفحہ ۱۶۷، ۲۶۹

(۱۱۱) رسالہ قبریہ۔ صفحہ ۴، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۴، ۳۱۱

(۱۱۲) رسالہ درمناقب خلفاء راشدین۔ صفحہ ۲۰۵،

(۱۱۳) رسالہ غوثیہ۔ صفحہ ۲۰۶

(۱۱۴) رسائل جنید۔ صفحہ ۲۷۸

(۱۱۵) رشحات۔ صفحہ ۲۰

(۱۱۶) روضۃ الریاحین۔ صفحہ ۳۷، ۱۱۶، ۱۱۷

(۱۱۷) روحانیت اسلام۔ صفحہ۳،
(۱۱۸) رویت ربی۔ صفحہ۱۱۱
(۱۱۹) روضۂ اسلام۔ صفحہ۱۱۹
(۱۲۰) رودکوثر۔ صفحہ۱۵۲
(۱۲۱) روداد مناظرہ کچھوچھہ شریف۔ صفحہ۲۳۷
(۱۲۲) روضۃ المحدثین۔ صفحہ۲۴۶
(۱۲۳) روحانی تربیتی کورس۔ صفحہ۲۴۶

(ز)

(۱۲۴) زیچ سامانی صفحہ ۲۰۶

(س)

(۱۲۵) سبعیہ ابراہیم شاہی صفحہ۱۸، ۱۹
(۱۲۶) سبع المسابع صفحہ۱۹
(۱۲۷) سبیل المتقین والمجذوبین صفحہ۱۱۱
(۱۲۸) سرالبال فی اطوار سلوک اہل الحال صفحہ۱۰۳
(۱۲۹) سفرنامہ ایران فصحہ۴۱، ۴۲، ۱۰۶
(۱۳۰) سندھ کے اکابرین قادریہ کی علمی ودینی خدمات (مقالہ پی ایچ ڈی) صفحہ۲۴۰
(۱۳۱) سوانح اعلی حضرت صفحہ۲۴۶
(۱۳۲) سوانح حضرت داتا گنج بخش صفحہ۲۴۶
(۱۳۳) سوداگر، ماہنامہ صفحہ۲۰۳
(۱۳۴) سکینۃ الاولیاء صفحہ۸۶
(۱۳۵) سیرت النبی صفحہ۲۹، ۱۱۱

(۱۳۶) سیرت الاشرف صفحہ ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶
(۱۳۷) سیر العارفین صفحہ ۱۲۳

(ش)

(۱۳۸) شارع ابواب القدس و مراتع الانس صفحہ ۱۰۳
(۱۳۹) شجرہ نسب صفحہ ۱۱۱
(۱۴۰) شرح مشارق در سلوک صفحہ ۱۱۱
(۱۴۱) شرح فصوص الحکم صفحہ ۱۱۱، ۱۳۸، ۲۰۲
(۱۴۲) شرح آداب المریدین صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲
(۱۴۳) شرح تمہیدات عین القضاۃ صفحہ ۱۱۱
(۱۴۴) شرح رسالہ قشیریہ صفحہ ۱۱۱
(۱۴۵) شرح تعارف صفحہ ۱۱۱
(۱۴۶) شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۱۱
(۱۴۷) شرح قصیدہ امالی صفحہ ۱۱۱
(۱۴۸) شرح قصیدہ حافظیہ صفحہ ۱۱۱
(۱۴۹) شرح قصیدہ خمریہ فارضیہ صفحہ ۱۳۸
(۱۵۰) شرح ہدایہ صفحہ ۲۰۱
(۱۵۱) شرح عوارف صفحہ ۲۰۲، ۲۵۸
(۱۵۲) شرح تربیت بیان صفحہ ۲۰۶

(ص)

(۱۵۳) صحائف اشرفی صفحہ ۱۱، ۱۴، ۱۶، ۱۸، ۲۲، ۲۳، ۳۶، ۴۵، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۶۴، ۲۲۶
(۱۵۴) صلوۃ العاشقین صفحہ ۱۰۳

(ض)

(۱۵۵) ضیاء القرآن صفحہ ۱

(۱۵۶) ضرب الامثال صفحہ ۱۱۱

(ط)

(۱۵۷) طبقات اکبری صفحہ ۲۷

(ع)

(۱۵۸) عروۃ الوثقیٰ صفحہ ۱۰۳

(۱۵۹) عروج ونزول صفحہ ۱۱۱

(۱۶۰) عمدۃ السلوک صفحہ ۲۴۸

(۱۶۱) عن القضا صفحہ ۱۱۱

(۱۶۲) عقیدہ حدائق الانس صفحہ ۱۱۱

(۱۶۳) عوارف المعارف صفحہ ۳۹، ۱۱۱، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۵، ۱۲۶، ۲۰۲، ۲۱۸

(غ)

(۱۶۴) غرائب المخلوقات صفحہ ۱۵

(۱۶۵) غوث اعظم کا علمی مقام صفحہ ۲۴۶

(۱۶۶) غیاث اللغات صفحہ ۵۰، ۵۱

(۱۶۷) غایۃ التحقیق صفحہ ۱۷، ۲۵۳

(ف)

(۱۶۸) فتوحات مکیہ صفحہ ۵۳، ۷۰، ۱۰۷

(۱۶۹) فتاویٰ ابراہیم شاہی صفحہ ۱۶۷، ۲۶۹

(۱۷۰) فتاویٰ اشرفیہ صفحہ ۲۰۱

(۱۷۱) فرش پر عرش صفحہ ۲۳۵

(۱۷۲) فصوص الحکم صفحہ ۲۹، ۵۳، ۵۴، ۷۰، ۱۰۷، ۱۱۱، ۱۴۳، ۱۶۶، ۲۰۲

(۱۷۳) فضائل رمضان صفحہ ۲۴۶

(۱۷۴) فضائل خلفاء راشدین صفحہ ۱۱۱

(۱۷۵) فضائل ومسائل شب برات صفحہ ۲۴۶

(۱۷۶) فضائل ومسائل عیدین صفحہ ۲۴۶

(۱۷۷) فقہائے ہند صفحہ ۳۰۹

(۱۷۸) فوائد الفواد صفحہ ۲۸۹

(۱۷۹) فوائد السالکین صفحہ ۲۸۹

(۱۸۰) فوائد الاشرف صفحہ ۲۰۶

(۱۸۱) فیہ ما فیہ صفحہ ۲۷۸

(ق)

(۱۸۲) قانون شیخ صفحہ ۲۳۳

(۱۸۳) قرآن کریم صفحہ ۵۸

(۱۸۴) قوت القلوب صفحہ ۱۱۱، ۲۷۸

(۱۸۵) قوائد العقائد صفحہ ۲۰۵

(۱۸۶) قہر قہار بروئے ناہنجار صفحہ ۲۳۵

(ک)

(۱۸۷) کتاب الروح صفحہ ۲

(۱۸۹) کتاب الاسماء صفحہ ۱۱۱

(۱۹۰) کتاب الرعایہ صفحہ ۲۷۷، ۲۷۸

(۱۹۱) کتاب الصدق صفحہ ۲۷۸

(۱۹۲) کتاب اللمع صفحہ ۲۷۸

(۱۹۳) کتاب التعرف ۲۷۸

(۱۹۴) کشف المحجوب صفحہ ۲۷۸، ۲۸۱، ۲۸۴، ۲۸۷

(۱۹۵) کشف الظنون صفحہ ۱۷، ۲۵۳

(۱۹۶) کما قال اقول فی رد اہل اضلال والجہول صفحہ ۲۳۵

(۱۹۷) کنز الاسرار صفحہ ۲۰۶

(ل)

(۱۹۸) لطائف اشرفی

صفحہ ۴، ۲۰، ۲۲، ۲۹، ۲۴، ۳۳، ۳۶، ۴۴، ۴۵، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۲، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۶۰، ۶۳، ۶۵، ۶۶، ۷۲، ۷۴، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۳، ۸۶، ۸۹، ۹۰، ۹۲، ۹۳، ۹۶، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۶، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۷، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۳، ۱۴۵/۱۴۶، ۴۷، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۷۱، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۱۰، ۲۱۲، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۹، ۲۲۸، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۷۰، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۹، ۲۸۱، ۲۸۷، ۲۸۹، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۴، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۱۱، ۳۱۳، ۳۱۴

(۱۹۹) لغت فقی صفحہ ۹۱، ۹۲

(۲۰۰) لمعات صفحہ ۲۵۸

(م)

(۲۰۱) محبوب یزدانی صفحہ ۲۲، ۲۵، ۴۶، ۵۶، ۶۳، ۶۴، ۱۹۶، ۲۴۷، ۲۴۷

(۲۰۲) مثنوی مولانا روم صفحہ ۳۰۶

(۲۰۳) مراۃ الاسرار صفحہ ۲۰، ۲۱، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۳۷، ۳۹، ۵۷، ۶۲، ۶۹، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۱۵، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۲
۱۲۳، ۱۳۳، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۵، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۴، ۱۶۷

(۲۰۴) مراقبہ صفحہ ۱۱۱

(۲۰۵) مشارق الانوار صفحہ ۱۱۱

(۲۰۶) مطلع النطق ومجمع اللفظ صفحہ ۱۰۳

(۲۰۷) معارف شرح معارف صفحہ ۱۱۱

(۲۰۸) معرفت رب العزت صفحہ ۱۱۱

(۲۰۹) معارف القرآن صفحہ ۲۳۵

(۲۱۰) ملتقط بہ قالب سلوک صفحہ ۱۱۱

(۲۱۱) مناظرہ المحاظرہ اللمناظر والحاظرہ صفحہ ۱۰۳

(۲۱۲) مقامات صوفیاء صفحہ ۲۱۸

(۲۱۳) مقبول دعائیں صفحہ ۲۴۶

(۲۱۴) مکتوبات شیخ ربانی صفحہ ۵۸، ۲۸۸

(۲۱۵) مکتوبات شیخ عبدالحق صفحہ ۹۶

(۲۱۶) مکتوبات اشرفی صفحہ ۴، ۱۲، ۱۴، ۱۶، ۱۷، ۱۹، ۲۳، ۲۶، ۲۷، ۲۹، ۳۵، ۳۶، ۴۴، ۵۲، ۵۳، ۵۸
۵۹، ۶۳، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۳۰، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۲، ۱۸۸، ۱۸۹
۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۷، ۲۰۲، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۳۰، ۲۶۹، ۲۹۲، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۱۱، ۳۱۳، ۳۲۱۴

(۲۱۷) مکتوبات صدی صفحہ ۲، ۱۶، ۶۷

(۲۱۸) مکمل سوانح عمری سید اشرف جہانگیر سمنانی صفحہ ۱۹، ۴۴

(۲۱۹) مکاشفۃ القلوب صفحہ ۹۹

(۲۲۰) ملفوظات قطب ربانی صفحہ ۲۴۶، ۲۸۲، ۳۰۴

(ن)

(۲۲۱) نحوارشر صفحہ۸۹،۲۵، ۲۶۸

(۲۲۲) نحواشرفیہ صفحہ۲۰۱

(۲۲۳) نزہۃ الخواطر صفحہ۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷

(۲۲۴) نشر المجالس باحوال خوارق وکرامات غوث الاعظم صفحہ۳۷

(۲۲۵) نشر المحاسن الغالیہ فی فضل المشائخ الصوفیہ واصحاب المقامات العالیہ صفحہ۱۱۷

(۲۲۶) نفحات الانس صفحہ۱۰۳

(۲۲۷) نوک تیر صفحہ ۲۳۷

(۲۲۸) نگار لکھنو، ماہنامہ صفحہ۲۰۲

(۲۲۹) نورالعین صفحہ۲۱۶

(۲۳۰) نورالحقیقت صفحہ۲۹۳

(و)

(۲۳۱) واقعہ غدیرخم صفحہ۱۰۳

(۲۳۲) وجودالعارفین صفحہ۱۱۱

(۲۳۳) وظائف اشرفی صفحہ۲۲۶، ۲۲۸

(ہ)

(۲۳۴) ہدایہ صفحہ ۱۲۵

رسائل وجرائد

الاشرف۔ ماہنامہ۔ مدیر مخدوم زادہ سید محمد اشرف جیلانی۔ کراچی اکتوبر ۹۸۔

ترجمان اہلسنت۔ ماہنامہ۔ مدیر۔ مولانا جمیل احمد نعیمی۔ کراچی اپریل ۱۹۸۲ء

سوداگر۔ ماہنامہ۔ دردکاکوروی۔ لکھنو۔ ۱۹۷۱

الاشرف۔ ماہنامہ۔ مدیر عارف دہلوی۔ کراچی۔ نومبر ۱۹۸۲ء۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

اسماء الاماکن

(الف)

(۱) احمد آباد صفحہ ۲۷۲

(۲) اسکندریہ صفحہ ۳۶، ۳۷

(۳) اسلام آباد صفحہ ۷۸

(۴) اسفرائن صفحہ ۱۰۲

(۵) اعظم گڑھ صفحہ ۸۹، ۹۰

(۶) آگرہ صفحہ ۱۹، ۴۴

(۷) امبیڈکر نگر ضلع صفحہ ۱۷۷

(۸) اوچ شریف صفحہ ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۱۳۰، ۱۳۱

(۹) اوسرینہ پرگنہ انگی صفحہ ۲۷۰

(۱۰) ایران صفحہ ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۰۳

(۱۱) ایوانکی قصبہ صفحہ ۳۹

(۱۲) ایاق صفحہ ۲۶۶، ۲۶۷

(ب)

(۱۳) بارہ مولا صفحہ ۱۳۸

(۱۴) بارہ بنکی صفحہ ۲۲۰

(۱۵) بخارہ صفحہ ۱۳، ۶۰، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۲۵،

(۱۶) بدخشاں صفحہ ۱۳۸

(۱۷) برج احرار صوفی آباد صفحہ ۱۰۵

(۱۸) بغداد صفحہ ۴، ۱۴، ۱۰۲، ۱۰۳

(۱۹) بلخ صفحہ ۱۳۰
(۲۰) بنگلور صفحہ ۲۴۵
(۲۱) بنگال صفحہ ۳۱، ۳۲، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۹۲، ۲۶۴، ۳۰۸، ۳۰۹
(۲۲) بہار صفحہ ۴، ۶۵، ۶۸۳۰۹
(۲۳) بہاولپور صفحہ ۶۱، ۱۲۶
(۲۴) بہرائچ صفحہ ۱۶۱
(۲۵) بیروت صفحہ ۱۷۱
(۲۶) بہاگلپور صفحہ ۲۳۵
(۲۷) بھولپور ہنسور صفحہ ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵
(۲۸) بھٹنڈا صفحہ ۱۶۸

(پ)

(۲۹) پنڈوا صفحہ ۶۴، ۷۸، ۳۰۹
(۳۰) پاکستان صفحہ ۲۴، ۵۱، ۶۷، ۲۰۱، ۲۰۴، ۲۲۸، ۲۳۲، ۲۴۶، ۲۷۶، ۳۱۳
(۳۱) پونا صفحہ ۲۳۹

(ٹ)

(۳۲) ٹانڈا صفحہ ۲۴، ۱۸۴، ۲۴۷، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵

(ت)

(۳۳) ترکی صفحہ ۴، ۲۰، ۲۱، ۱۲۰، ۱۵۴
(۳۴) تہران صفحہ ۳۹، ۴۰، ۱۰۵، ۱۳۹

(ج)

(۳۵) جائس، ضلع صفحہ ۲۲۰، ۲۴۷، ۲۶۱، ۲۶۴، ۲۶۵

(۳۶) جونپور صفحہ ۲۵، ۸۲، ۸۳، ۸۶، ۸۹، ۱۴۲، ۱۵۱، ۱۶۱، ۲۱۱، ۲۲۰

(ح)

(۳۷) حاجی پور صفحہ ۲۷۱

(۳۸) حلب صفحہ ۱۳۹

(۳۹) حیدرآباد صفحہ ۱۱۲

(خ)

(۴۰) ختلان صفحہ ۱۳۸

(۴۱) خراسان صفحہ ۳، ۱۳، ۶۹، ۱۴۵

(۴۲) خطہ اودھ صفحہ ۲۵۴

(۴۳) خوارزم صفحہ ۱۳۳

(د)

(۴۴) دامغان صفحہ ۴۰

(۴۵) دمشق صفحہ ۴

(۴۶) دکن صفحہ ۲۰۳

(۴۷) دولت آباد صفحہ ۱۶۶، ۲۶۹

(۴۸) دوبنیری موضع صفحہ ۲۷۱، ۲۷۳

(۴۹) دہلی صفحہ ۴، ۱۶، ۴۵، ۶۰، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۸، ۹۵، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۱۵، ۱۲۲، ۱۲۸، ۱۳۴، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۵، ۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۹۹، ۲۳۳، ۲۳۸، ۲۴۲، ۲۴۸، ۲۷۳۔

(۵۰) دیک کرس صفحہ ۱۲۰

(ر)

(٥١) ردولی صفحہ ١٢٢، ١٧٠، ٢٥٩
(٥٢) روشن آباد صفحہ ١، ٢٥٤، ٢٥٩، ٢٦٧، ٢٧١
(٥٣) روس صفحہ ٢١
(٥٤) روم صفحہ ٢١٣

(س)

(٥٥) سبزوار صفحہ ٩١، ٩٢
(٥٦) سدھور صفحہ ٢٦٠، ٢٦١
(٥٧) سرخس صفحہ ٣٩
(٥٨) سکندر پور صفحہ ١٥٣، ١٥٤
(٥٩) سمنان صفحہ ٤، ١٥، ٣٩، ٤٠، ٤١، ٤٢، ٤٧، ٤٩، ٥٧، ٥٨، ٥٩، ٦٠، ٦٦، ٦٧، ٦٩، ٧٠، ٧١، ٨٨،
١٠٢، ١٠٥، ١٢٠، ١٢٠، ٢٥٧، ٢٦٦، ٣٠٨
(٦٠) سمرقند صفحہ ٤، ١٣، ٦١، ٢٦٦
(٦١) سنارگاؤں صفحہ ٤، ٧٠
(٦٢) سندھ صفحہ ٤
(٦٣) سنجولی صفحہ ١٥٣
(٦٤) سوخاری، موضع صفحہ ١٤٥
(٦٥) سیالکوٹ صفحہ ٨٩، ١٤٤، ١٤٦

(ش)

(٦٦) شادروز صفحہ ٤٠
(٦٧) شیراز صفحہ ١٥٦

(ص)

(۶۸) صالحیہ جبلی صفحہ ۲۱۱

(۶۹) صاحب گنج بہار صفحہ ۲۲۱، ۲۳۳، ۲۳۵

(ظ)

(۷۰) ظفرآباد صفحہ ۸۳، ۲۴۹

(ع)

(۷۱) عراق صفحہ ۱۳، ۱۶، ۱۸، ۱۲۶، ۲۱۱

(غ)

(۷۲) غزنی صفحہ ۱۶۶، ۱۶۹

(ف)

(۷۳) فیض آباد

صفحہ ۴، ۳۲، ۳۴، ۶۲، ۱۷۷، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۷، ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۲۵، ۲۴۷، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳

۳۰۴، ۳۰۵

(۷۴) فیروزکوہ صفحہ ۳۹

(۷۵) فیروزپور، ضلع صفحہ ۱۶۸

(ق)

(۷۶) قصر عارفاں صفحہ ۱۱۹، ۱۲۲، ۱۳۵،

(۷۷) قلعہ جتادہ صفحہ ۸۸

(۷۸) قنوج صفحہ ۱۵۲

(۷۹) قندوز صفحہ ۲۶۷

(ک)

(۸۰) کاشان صفحہ ۴

(۸۱) کانپور صفحہ ۵۳، ۱۱۷، ۱۸۸، ۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۴، ۲۳۹، ۲۹۲، ۲۹۳

(۸۲) کالپی صفحہ ۱۴۲

(۸۳) کربلا صفح ۴

(۸۴) کراچی صفحہ ۱۶، ۱۹، ۲۴، ۲۵، ۲۷، ۳۶، ۴۷، ۵۱، ۵۷، ۶۷، ۶۹، ۷۰، ۷۲، ۷۴، ۷۹، ۸۱، ۸۲، ۸۵، ۸۹، ۹۲، ۹۳، ۹۶، ۱۰۲، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۲۰، ۱۲۴، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۴، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۵، ۱۵۲، ۱۵۴، ۱۶۳، ۵، ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۴، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۵، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۵، ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۱۹، ۲۳۸، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۵، ۲۵۱، ۲۵۵، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۵، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۷۰، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۸، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۵، ۲۸۷، ۲۸۹، ۲۹۱، ۲۹۳، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۹

(۸۵) کربی صفحہ ۹۲

(۸۶) کشمیر صفحہ ۱۳۷، ۱۳۹

(۸۷) کنتور صفحہ ۲۷۴

(۸۸) کچھوچھہ صفحہ ۴، ۶، ۲۵، ۵۴، ۵۵، ۹۲، ۹۴، ۹۵، ۱۸۲، ۱۸۶، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۷، ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۲۰، ۳۱۱

(۸۹) کلکتہ صفحہ ۲۳۹

(گ)

(۹۰) گلبرگہ صفحہ ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۱۱۲، ۱۱۳

(۹۱) گجرات صفحہ ۱۵۰، ۲۷۳

(۹۲) گرمسار صفحہ ۳۹، ۴۰

(۹۳) گیا صفحہ ۲۳۹

(۹۴) گھوسی صفحہ ۲۷۱

(۹۵) گورکھپور صفحہ ۱۸۴

(۹۶) گوالیر صفحہ ۲۳۹

(ل)

(۹۷) لاہور صفحہ ۲۰، ۲۵، ۲۸، ۳۷، ۳۹، ۶۲، ۶۹، ۸۶، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۱۵، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۵، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۴۰، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۲، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۶۴، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۷۱، ۲۱۸، ۲۲۶، ۲۳۴، ۲۴۰، ۲۸۸، ۲۹۸، ۳۰۹

(۹۸) لبنان صفحہ ۵۳، ۱۷۱

(۹۹) لکھنوتی صفحہ ۳۲

(۱۰۰) لکھنو صفحہ ۲۳، ۲۴، ۳۰، ۳۱، ۳۴، ۴۴، ۶۷، ۷۰، ۹۰، ۱۰۳، ۱۲۱، ۱۴۲، ۱۴۸، ۱۸۳، ۲۰۱

(م)

(۱۰۱) ماوراءالنہر صفحہ ۴، ۱۳، ۱۲۳، ۱۲۴

(۱۰۲) ما[illegible] صفحہ ۲۷، ۲۸

(۱۰۳) [illegible] صفحہ ۲۷۴

(۱۰۴) مانپور صفحہ ۱۵۱، ۱۵۲

(۱۰۵) مبارکپور صفحہ ۲۲۴

(۱۰۶) محمد آباد صفحہ ۹۰

(۱۰۷) مدینہ منورہ صفحہ ۴، ۱۱۵، ۱۲۵، ۱۳۲، ۱۴۶، ۱۴۸، ۱۵۰

(۱۰۸) مرادآباد صفحہ ۲۲۶

(۱۰۹) مشہد صفحہ ۴

(۱۱۰) مکہ معظمہ صفحہ ۲، ۳۶، ۳۷، ۳۹، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۲۵، ۱۵۱، ۲۱۳

(۱۱۱) مکھن پور صفحہ ۱۵۲
(۱۱۲) ملتان صفحہ ۴، ۶۲، ۱۲۵، ۱۳۰، ۱۳۱
(۱۱۳) ممبئی صفحہ ۱۹، ۲۳، ۳۶، ۴۵، ۵۵، ۹۶، ۲۳۹

(ن)

(۱۱۴) نبی پورہ صفحہ ۲۵۷،
(۱۱۵) نجف اشرف صفحہ ۴، ۱۳۲
(۱۱۶) نکانو صفحہ ۱۵۹
(۱۱۷) نورپور صفحہ ۲۱۹

(و)

(۱۱۸) ورنی (ترکستان کا ایک شہر) صفحہ ۲۰

(ہ)

(۱۱۹) ہامان، قصبہ صفحہ ۱۴۱
(۱۲۰) ہمدان صفحہ ۱۳۵
(۱۲۱) ہندوستان صفحہ ۲۹، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۶۱، ۶۵، ۶۷، ۸۷، ۸۸، ۱۳۰، ۱۴۲، ۱۵۰، ۱۸۴، ۲۲۸، ۲۳۳، ۲۷۶، ۳۱۳
(۱۲۲) ہزارہ صفحہ ۱۲۰

(ی)

(۱۲۳) یاغستان صفحہ ۲۶۶
(۱۲۴) یسا (ترکستان کا ایک شہر) صفحہ ۲۱
(۱۲۵) یمن صفحہ ۱۱۴

ماخذ و مراجع

(۱) اشرف جہانگیر سمنانی۔ سید۔ ترجمہ قرآن قلمی۔ ۷۲ے ھ

(۲) اشرف جہانگیر سمنانی۔ سید۔ مکتوبات اشرفی جلد اوّل دوم مترجم مولانا ممتاز اشرفی ناشر دار العلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار اورنگی ٹاؤن۔

(۳) اشرف جہانگیر سمنانی۔ سید۔ تحقیقات عشق (ترجمہ اردو) ناشر دار العلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار اورنگی ٹاؤن۔

(۴) اشرف جہانگیر سمنانی۔ سید۔ رسالہ قبریہ (ترجمہ اردو) ناشر۔ دفتر انتظامیہ درگاہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد۔

(۵) اکبر شاہ نجیب آبادی۔ مولانا۔ تاریخ اسلام جلد سوم۔ ناشر اسلامی اکادمی ۱۷ اردو بازار لاہور۔

(۶) اسحاق بھٹی۔ فقہائے ہند۔ جلد اوّل۔ ناشر۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور۔

(۷) ابن قیم۔ حافظ۔ علامہ۔ کتاب الروح (اردو ترجمہ) ناشر: شبیر برادرز لاہور۔

(۸) اختر راہی۔ پروفیسر۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی۔ ناشر مکتبہ رحمانیہ ۱۸ اردو بازار لاہور۔

(۹) احمد اشرف جیلانی۔ سید۔ شیخ طریقت، ملفوظات قطب ربانی ناشر: اشرف پبلیکیشنز پی اب بکس ۲۴۲۴ کراچی

(۱۰) اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔ جلد ۲۔ زیر اہتمام۔ دانش گاہ پنجاب لاہور۔

(۱۱) اقبال الدین م۔ تذکرہ خواجہ گیسو دراز۔ مطبوعہ۔ اقبال پبلیشرز حیدر آباد کالونی کراچی نمبر ۵ طبع اوّل ۱۹۶۶ء۔

(۱۲) انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔ مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

(۱۳) اے حمید۔ اردو نثر کی داستان۔ ناشر۔ مطبوعات شیخ غلام علی ادبی مارکیٹ چوک انارکلی لاہور

(۱۴) اقبال حسین نعیمی۔ مولانا۔ تذکرہ اولیاء سندھ مطبوعہ شارق پبلیکیشنز اردو بازار کراچی ۱۹۹۷

(۱۵) آل فاطمہ کچھوچھوی۔ سید۔ نور العین۔ ناشر ادارہ علم و ادب کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد۔

(۱۶) اکرام۔ شیخ محمد۔ رود کوثر۔ ناشر ادارہ ثقافت اسلامیہ ۲ کلب روڈ لاہور۔

(۱۷) احمد سرہندی۔ شیخ۔ مکتوبات امام ربانی جلد اوّل (اردو) مطبوعہ ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور۔

(۱۸) اشرف جہانگیر سمنانی۔ سید۔ مکتوبات اشرفی حصہ اوّل۔ مترجم۔ حکیم عبد الحیٔ اشرف ہوش کچھوچھوی۔

ناشر: قیومی پریس کانپور۔

(۱۹) اشرف جہانگیر سمنانی۔ سید۔ بشارت المریدین مترجم سید تجمل حسین ناشر۔ دفتر انتظامیہ درگاہ کچھوچھہ شریف۔ ضلع فیض آباد

(۲۰) اشرف جہانگیر سمنانی۔ سید۔ اشرف الفوائد۔ ناشر اسلامیہ لیتھو اینڈ پرنٹنگ پریس چاٹگام۔

(۲۱) بدرالدین سرہندی۔ حضرات القدس۔ ناشر مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ۔

(۲۲) تراب الحق قادری۔ سید شاہ۔ تصوف وطریقت۔ ناشر افکار اسلامی ۹۱۶ اسٹریٹ ۲۷۔ ۱۰/۱ اسلام آباد

(۲۳) جلال الدین محمد رومی۔ مولانا۔ فیہ مافیہ (اردو) ناشر رومی پبلیشنگ ہاؤس کراچی۔

(۲۴) جیلانی اشرف۔ محمد۔ سفرنامہ ایران۔ ناشر المیزان پبلیکیشنز دارالعلوم دیوان شاہ درگاہ روڈ بھیونڈی۔

(۲۵) حامد حسن قادری۔ پروفیسر۔ داستان تاریخ اردو۔ ناشر اردو اکیڈمی سندھ کراچی۔

(۲۶) خلیق احمد نظامی۔ پروفیسر۔ تاریخ مشائخ چشت۔ مطبوعہ مکتبہ عارفین رقیہ بلڈنگ پاکستان چوک کراچی۔

(۲۷) دین کلیم قادری۔ محمد۔ تذکرہ مشائخ قادریہ۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

(۲۸) داراشکوہ۔ شہزادہ۔ سکینۃ الاولیاء۔ مطبوعہ پیکجز لمیٹڈ لاہور۔

(۲۹) ذاکر حسین اشرفی۔ مولانا۔ حیات محدث اعظم ہند۔ ناشر الاشرف اکیڈمی پھول بٹریا راج محل ضلع صاحب گنج بہار۔

(۳۰) رحمٰن علی۔ مولوی۔ تذکرہ علماء ہند۔ ناشر پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی۔

(۳۱) رفیق انجم کچھوچھوی۔ مولانا۔ مخدوم سمنانی۔ ناشر پوسٹ دمقام کچھوچھہ شریف قمر پریس سکراول ٹانڈا۔

(۳۲) ریاض احمد اطہر۔ ڈاکٹر۔ تعارف سلسلہ اشرفیہ۔ ناشر اشرف پبلیکیشنز پوسٹ بکس ۲۴۲۴ کراچی۔

(۳۳) زبیر۔ الحاج۔ اسلامی کتب خانے۔ ناشر ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

(۳۴) زوار حسین شاہ۔ مولانا سید۔ عمدۃ السلوک۔ ناشر ادارہ مجددیہ ۲/۵ ایچ ناظم آباد نمبر ۳ کراچی۔

(۳۵) سفیر احمد اشرفی۔ اشرف التواریخ حصہ اوّل۔ ناشر اشرفی پورہ شاہ کامگار پوسٹ پڈرنگا ضلع بارہ بنکی (یوپی)

(۳۶) شرف الدین احمد یحییٰ منیری۔ شیخ۔ مکتوبات صدی (اردو ترجمہ) ناشر۔ ایچ ایم سعید کمپنی پاکستان چوک

کراچی۔

(۳۷) شمیم اشرف۔ سید۔ اشرف سمنانی (حیات وافکار) ناشر قمر پریس محلہ سکراول ٹانڈہ۔

(۳۸) صادق قصوری۔ مولانا۔ تحریک پاکستان اور مشائخ عظام۔ ناشر: ریاض برادرز۴۰ اردو بازار لاہور۔

(۳۹) صادق قصوری۔ مولانا۔ اکابر تحریک پاکستان۔ مطبوعہ نوربک ڈپو لاہور ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء

(۴۰) صادق قصوری۔ مولانا۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

(۴۱) طاہر اشرف جیلانی۔ ابومخدوم شاہ سید۔ ملفوظات قطب ربانی۔ ناشر۔ اشرف پبلیکشنز اشرف آباد فردوس کالونی کراچی۔

(۴۲) ظہورالحسن شارب۔ ڈاکٹر۔ مکمل سوانح عمری سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی ناشر ظفرالدین خان بک سیلرز دیوڑھی بیگم آگرہ۔

(۴۳) علی ندوی۔ سید ابوالحسن۔ تاریخ دعوت وعزیمت۔ حصہ سوم۔ ناشر مجلس نشریات اسلام اے کے ۳ ناظم آباد کراچی۔

(۴۴) عبدالحق محدث دہلوی۔ شیخ۔ اخبارالاخیار۔ ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی۔

(۴۵) عبدالحق محدث دہلوی۔ شیخ۔ مکتوبات شیخ عبدالحق۔ (اردو ترجمہ) ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

(۴۶) عبدالحیٔ لکھنوی۔ نزہۃ الخواطر۔ مطبوعہ طیب اکادمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔

(۴۷) عاقل اشرف قادری۔ کرامات اشرفی۔ ناشر۔ ۱۲۷۲ارڈرگ کالونی کراچی۔

(۴۸) عبدالرحمن چشتی۔ مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

(۴۹) علی حسین اشرفی۔ سید۔ وظائف اشرفی۔ ناشر صہیب پبلیشنگ ہاؤس مبارکپور اعظم گڑھ۔

(۵۰) علی حسین اشرفی۔ سید۔ تحائف اشرفی۔ ناشر ازہر بک ڈپو آرام باغ کراچی۔

(۵۱) علی حسین اشرفی۔ سید۔ صحائف اشرفی جلد اول دوم۔ ناشر ادارہ فیضان اشرف دارالعلوم محمدیہ باولا مسجد دلائل روڈ بمبئی۔

(۵۲) عبدالحکیم شرف قادری۔ تذکرہ اکابر اہلسنت۔ ناشر شبیر برادرز پبلیشرز اردو بازار لاہور۔

(۵۳) عبدالحیٔ اشرف ہوش کچھوچھوی۔ مکتوبات اشرفی حصہ اول۔ ناشر قیومی پریس کانپور۔

(۵۴) عبدالکریم بن ہوازن قشیری۔ امام ابوالقاسم۔ رسالہ قشیریہ (اردو) ناشر ادارہ تحقیقات اسلامی جامعہ اسلامیہ اسلام آباد۔

(۵۵) عبداللہ رازی۔ ڈاکٹر۔ تاریخ کامل ایران۔ مطبع۔ چاپ والتشارات اقبال۔ تہران خیابان دکتر علی شریعتی

(۵۶) عبدالرفیع۔ تاریخ سمنان۔ مطبع تہران۔

(۵۷) علی بن عثمان ہجویری۔ سید۔ داتا گنج بخش۔ کشف المحجوب (اردو ترجمہ) ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن ۲۴۹۔ این سمن آباد لاہور۔

(۵۸) عبدالحق محدث دہلوی۔ شیخ۔ تعارف فقہ و تصوف (اردو ترجمہ علامہ عبدالحکیم شرف قادری) ناشر المتاز پبلیکیشنز لاہور۔

(۵۹) عبدالرزاق نورالعین۔ مکتوبات اشرفی جلد اول دوم۔ ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار سیکٹر ۱۶ اورنگی ٹاؤن کراچی۔

(۶۰) غزالی۔ امام ابوحامد۔ احیاء العلوم جلد چہارم۔ ناشر۔ دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔

(۶۱) غلام قادر اشرفی۔ مولانا۔ غوث العالم۔ مطبوعہ درسی پرنٹنگ پریس گجرات۔

(۶۲) غلام رسول سعیدی۔ علامہ۔ تبیان القرآن جلد اول مطبوعہ فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور۔

(۶۳) غلام سرور۔ مفتی۔ خزینۃ الاصفیاء۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

(۶۴) غزالی۔ امام ابوحامد۔ مکاشفہ القلوب (اردو ترجمہ) ناشر تصوف پبلیکیشنز لاہور۔

(۶۵) غلام رسول سعید۔ علامہ۔ مقام ولایت و نبوت ناشر قادری کتب خانہ، تحصیل بازار سیالکوٹ۔

(۶۶) فریدالدین قادری۔ ڈاکٹر۔ سندھ کے اکابرین قادریہ کی علمی و دینی خدمات (مقالہ پی ایچ ڈی) ناشر پبلیکیشنز قادری مسجد سولجر بازار۔

(۶۷) قدیر اشرف۔ سید۔ مولوی۔ ذکر اشرف۔ مطبوعہ ادارہ علم و ادب کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد۔

(۶۸) قاسم فرشتہ۔ محمد۔ تاریخ فرشتہ جلد دوم (اردو) ناشر۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ پبلیشرز لاہور۔

(۶۹) قاسم محمود۔ سید۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔ مطبع شاہکار بک فاؤنڈیشن کراچی۔

(۷۰) کرم شاہ الازہری۔ پیر۔ ضیاء القرآن جلد دوم۔ ناشر: ضیاء القرآن پبلیکیشنز کراچی۔

(۷۱) مسعود حسن شہاب۔ خطہ پاک اوچ ناشر۔ اردو اکیڈمی بہاولپور۔

(۷۲) مصطفیٰ بن عبداللہ الشہیر ی حاجی خلیفہ۔ کشف الظنون جلد۲۔ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت۔

(۷۳) محمد بن ابی سعید۔ خواجہ۔ مقامات صوفیاء (اردو) ناشر۔ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

(۷۴) محبوب شاہ۔ سید۔ ڈاکٹر۔ آفتاب تازہ۔ ناشر۔ اشرف پبلیکیشنز پی او بکس ۲۴۲۴ کراچی۔

(۷۵) محمد مسعود احمد۔ ڈاکٹر۔ سیرت مجدد الف ثانی ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی۔

(۷۶) محمد زکی۔ حاجی۔ غیاث اللغات۔ ناشر ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

(۷۷) مظاہر اشرف جیلانی۔ سید۔ لطائف اشرف۔ ناشر۔ مکتبہ سمنانی ۱۴/۱۷ افردوس کالونی کراچی۔

(۷۸) نظام یمنی لطائف اشرفی۔ حصہ اوّل دوم۔ ترجم منشی امیر احمد کاکوروی۔

(۷۹) نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ حصہ دوم۔ مترجم۔ مولانا عبدالستار بھولپور ہنسور ناشر بکڈ پو فیض آباد یوپی انڈیا۔

(۸۰) نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی ناشر اشرفی انٹر پرائزڈ ی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی۔

(۸۱) نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اوّل دوم فارسی۔ ناشر نصرت المطابع دہلی۔

(۸۲) نصیر الدین روشن چراغ دہلوی۔ خواجہ۔ خیر المجالس۔ ناشر۔ ناز پبلشنگ ہاؤس دہلی۔

(۸۳) نظام الدین اولیاء۔ محبوب الٰہی۔ فوائد الفواد ناشر۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی۔

(۸۴) نعیم اشرف جیلانی۔ سید۔ محبوب یزدانی۔ ناشر اسلامیہ لیتھو اینڈ پرنٹنگ پریس چاٹگام۔

(۸۵) نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ حصہ دوم سوم مترجم پروفیسر لطیف اللہ ناشر ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی۔

(۸۶) نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول۔ مترجم مولانا عبدالحق ناشر۔ دانش بکڈ پو ٹانڈہ فیض آباد یوپی انڈیا۔

(۸۷) ولی اللہ۔ محدث دہلوی۔ انفاس العارفین۔ ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن کراچی۔

(۸۹) وحید اشرف کچھوچھوی۔ ڈاکٹر۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر سرفراز قومی پریس لکھنو۔

(۹۰) واحد بخش سیال چشتی۔ کپتان۔ روحانیت اسلام۔ ناشر ناشران وتاجران کتب غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور۔